تدوین کلیاتِ عطا شاد، مع فرہنگ

(مقالہ برائے ایم ایس اردو)

محقق

شعیب احمد

رجسٹریشن نمبر: 86-FLL/MSURDU/F10

نگران

ڈاکٹر ارشد محمود آصف

(ارشد معراج)

شعبۂ اردو

کلیہ زبان و ادب

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

9/1 2020

Accession No TH-17529

MS
۸۹۱٫۴۳۹۱
ش ع ت
اردو ادب، شعر
اردو ادب - کلیات

صداقت نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ شعیب احمد رجسٹریشن نمبر 86-FLL/MSURDU/F10 نے اپنا تحقیقی مقالہ بعنوان: ''تدوین کُلیاتِ عطا شاد مع فرہنگ'' برائے ایم ایس اردو میری نگرانی میں مکمّل کیا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس موضوع پر کہیں اور اس طرح کا کام نہیں ہوا ہے اور یہ سرقے سے پاک ہے۔

ڈاکٹر ارشد محمود آصف

(ارشد معراج)

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
فہرست کُلیات	5
دیباچہ	18
باب اوّل: عطا شاد: سوانحِ حیات اور ادبی و فنی خدمات	21
خاندانی پس منظر......ولادت......بچپن......ازدواجی زندگی وفات......تعلیم......پیشہ ورانہ مصروفیات......تصنیفات......اعزازات سفر......اعزازی رُکنیت اور وابستگیاں......بحیثیت ڈرامہ نگار بحیثیت گیت نگار......عطا شاد سے منسوب ادارے و مقامات۔	
باب دوم: عطا شاد: شاعری کا تجزیاتی مطالعہ	45
(1) اسلوبیاتی مطالعہ	45
تراکیب و اصطلاحات......صنائع و بدائع......صنعتِ تکرار صنعتِ استفہام......صنعتِ تلمیح......محاورات......کلاسیکی آہنگ۔	
(2) موضوعاتی مطالعہ	64
تاریخی پس منظر......ثقافتی عناصر......علاقائی پس منظر مزاحمتی پہلو......فکری و فنی پہلو۔	
باب سوم: کُلیاتِ عطا شاد	74
(1) اردو میں تدوینِ کلیات کی روایت	75
(2) تعارف کلیاتِ عطا شاد	78

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Name of the Student: **Shoaib Ahmad**

Title of the Thesis: [illegible] کلیات عطا شاد کی فرہنگ

Registration No: **86-FLL/MSURD/F10**

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfillment of the requirements for the Master of Philosophy degree in Urdu.

VIVA VOCE COMMITTEE

External Examiner:
Dr. Ambreen Shakir,
Assistant Professor,
Department of Urdu, NUML, Islamabad

Internal Examiner:
Dr. Tayyab Munir
Associate Professor
Department of Urdu, IIUI

Supervisor:
Dr. Arshad Mehmood Asif
Assistant Professor
Department of Urdu, IIUI

Chairman
Department of Urdu

Dean
Faculty of Language & Literature

(3) غزلیں 80

(4) نظمیں 159

(5) گیت 211

(6) بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم 229

ڈیہی...... زہیروک...... سِپت...... سوت...... لاڑوک...... لُولی

لیکو...... لیلڑی...... لیلی مور...... موتک...... ہالو۔

(7) بلوچی قدیم شاعری کے اردو تراجم 271

نامعلوم...... شے مرید...... ماہناز...... سیمُک

توکلی مست...... جام دُرّک...... مُلّا فاضل۔

(8) بلوچی جدید شاعری کے اردو تراجم 281

کریم دشتی...... عطا شاد۔

(9) عطا شاد کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم 284

نظمیں...... غزلیں

باب چہارم: فرہنگ کُلیاتِ عطا شاد 336

مخففات 337

ماحصل 575

کتابیات 577

فہرست

نمبر شمار | | صفحہ

غزلیں

غزلیں 80

ردیف ....ا

نمبر شمار		صفحہ
1۔	سنک رہی ہے بڑی دیر سے صدا پہ نہ جا	80
2۔	دلوں کے درد جگا، خواہشوں کے باب سجا	81
3۔	شب گریز پا، اچھا، صبح نارسا اچھا	82
4۔	دل کے صحرا پہ تری زلف کا سایہ گزرا	83
5۔	رس اتار دیتا ہے روح میں رسائی کا	83
6۔	دشت میں سفر ٹھہرا پھر مرے سفینے کا	84
7۔	کس نے روکا یہاں خوشبوؤں کا سفر روشنی کے کوئی ہم قدم جائے گا	85
8۔	تیرے آنے تک مرا گھر، اک کھنڈر بن جائے گا	86
9۔	خواہش کو خبر بنانے والا	86
10۔	آپ اور آپ کا مائل بہ وفا ہو جانا	86
11۔	وہ گل ہے، اسے پردۂ خاشاک نہ پہنا	86
12۔	میں تجھ کو نذر کروں، اور کیا وفا کے سوا	87
13۔	ہونا تھا کار مدعی، اور جو ہوا اچھا ہوا	88
14۔	دم گھٹے شہر، بے حساب ہوا	89
15۔	تو جو بچھڑا تو یہ محسوس ہوا	90
16۔	ڈھلی جو شام سفر آفتاب ختم ہوا	91
17۔	وہ حجاب حبس میں کب ہوا جو سخن رہا	92
18۔	گلوں کا فرش تھا، اور گام گام صحرا تھا	92

19۔	عمر بھر خواب سا منظر پسِ دیوار تھا	93
20۔	کسی پہ بادِ صبا تھا کسی کو صرصر تھا	94
21۔	مِرا جنوں تو فقط والہانہ پَن تک تھا	95
22۔	جو برقِ شجر سوز تھا، شبنم بھی وہی تھا	96
23۔	زنجیر کرو سورج، دیوار کرو دریا	98
24۔	پارساؤں نے بڑے ظرف کا اظہار کیا	98
25۔	وہ جو ایک ضامنِ عمر تھا، فقط ایک پَل میں گُزر گیا	99
	ردیف .... ب	
26۔	پھیلتا صحرا، پگھلتا آفتاب	100
27۔	حرف ہیں لب اور آنکھیں صورت چہرہ کھلی کتاب	101
	ردیف .... ج	
28۔	شعلہ بَر سر شَرر بجُاں سورج	102
	ردیف .... د	
29۔	ہے جسم جسم دھڑکتی رُتوں کا شہر آباد	103
30۔	قندیلِ دل ابھی نہ بُجھا شَب گزار یاد	104
	ردیف .... ر	
31۔	اب خود پہ کرو سایہ خاکسترِ تَر لے کر	105
	ردیف .... ز	
32۔	ٹکراتی ہے کس غنچہ دَہن کی آواز	106
	ردیف .... ک	
33۔	تا عمر سُنی قضا کی دستک	107

ردیف .... گ

34-	تُو صاحبِ حکم ہے جزا مانگتے ہیں لوگ	108
35-	اَبر بُجاں اور صحرا صحرا، ماہ بہ دل ویرانے لوگ	109

ردیف .... ل

36-	ہو خونِ دل کہ چراغاں جلے چراغ کہ پھول	109

ردیف .... ن

37-	یوں صبحدم کھلا ترا شب تاب سا بدن	110

ردیف .... ں

38-	اگر وہ ہے، تو میں نہیں، خدا اور اُس کا آسماں	110
39-	تجھ کو ہر زاویہ سے جذبِ نظر کرتا ہوں	111
40-	رَس اُس کے قُربِ گرم کا حرف حرف میں	111
41-	اِک عجب شخص ہو گیا ہوں میں	111
42-	کیا کروں، کچھ نہ کہوں یہ بھی مرے بس میں نہیں	112
43-	یہ کوہساروں کی صورتوں میں اداس چہروں کے بادباں ہیں	112
44-	مکیں اِدھر کے ہیں لیکن اُدھر کی سوچتے ہیں	113
45-	لبِ گویا کو جو اِک موجِ ہوا کہتے ہیں	114
46-	ہم اُسے پیار کی لوری سے سُنا دیتے ہیں	115

ردیف .... و

47-	دل کے صحرا میں کھوئے ہوئے دوستو! سوچنا چھوڑ دو	115
48-	بڑا کٹھن ہے راستہ جو آسکو تو ساتھ دو	117
49-	وہ گُل کھلے، وہ ہوا وصلِ یار کہنے کو	117
50-	وصلِ نگاہ لطفِ طلب عرضِ حال ہو	118
51-	آپ کہتے ہیں پگھل کر دیکھو	119

52-	پھول سے نازک چہرے دیکھو، زخم سجاؤ	119
53-	آتشِ نَسبو، زَر بدنو، شُعلہ نماؤ	120
	ردیف .... ہ	
54-	اور اِک دِن کیا دیکھا تھا، اُس نگر کا رستہ	121
55-	گُلِ دَہن کا نشہ، بوئے پیرَہن کا نشہ	122
56-	سب سچّے اور سب جھوٹے ہیں، میں اور دل اور آئینہ	123
57-	اُن کو پرچھائیں بھی سورج ہے، گہن آئینہ	124
	ردیف .... ے	
58-	موجودِ رگِ جاں ہو، نظر کیوں نہیں آتے	125
59-	وہ جو شب زار میں سورج کے پُجاری ہوتے	125
60-	گہری ہے شب کی آنچ کہ زنجیرِ در کٹے	125
61-	یہ نمودِ صبح یاربّ! کبھی شام تک نہ پہنچے	126
62-	منجمد صداؤں کی بے سکون موجوں میں کوئی آگ سی بھر دے	127
63-	پیاس کچھ اور بڑھی، شام کے جل جانے سے	127
64-	میں زخم زخم رہوں رُوح کے خرابوں سے	129
65-	رُکے سیلِ ستم سے کہاں وہ تشنگی کے	130
66-	شمع چُپ ہے بھی تو کیا دل کا اُجالا بولے	131
67-	دروازہ کھلا رکھا تھا برسات سے پہلے	132
68-	معنی کا جہا گونجتا ہے	133
69-	یہ دل بھی زخم ہے، وہ گُل بھی گھاؤ رکھتا ہے	134
70-	یہ دل کا دشت ہے یہ زُلف کی گھٹا چاہے	135
71-	وقت کی جو صورت گری چاہے	136
72-	وہی ایک دنیا میں، جو مرا آشنا سا ہے	136

73-	سب ہی کہتے ہیں بُرا جس کو کہ جو اچھا ہے	137
74-	بند آنکھوں میں اُسے رکھا ہے	137
75-	یہ گدائے منزل کیا زادِ راہ لایا ہے	137
76-	بے وجہ تھی سرخوشی اچھے دِنوں کی بات ہے	138
77-	خوش قد و خوش جسم سی شے وہی بس ایک ہے	139
78-	تو ترا اعتبارِ چراغاں اَے خدائے طرب تلک ہے	139
79-	پھر وہی مرحلہء راندگی آدم ہے	140
80-	ہار کی تہمت دے کر ہم کو جیت کے خوف سے لرزاں ہے	141
81-	چہ غم کہ دشمنِ ایماں کمین گاہ میں ہے	142
82-	یاد کی خوشبو غموں کی شام کو سُلگائے ہے	143
83-	پھول، شَرارہ، پتّھر، سبزہ کچھ ہے میری مٹی ہے	144
84-	گھر کے باہر ہے زَمستان بہُت سردی ہے	145
85-	مآل کچھ نہ سہی جستجو تو باقی ہے	145
86-	خواب ہیں، اور حویلی ہے	146
87-	زندگی آئینہ ہے، آئینہ آرائی ہے	147
88-	یہ جو صحرا میں گھٹا سی کوئی لہرائی ہے	148
89-	جو باغوں میں دیدار بکھیرے، بَن میں آوے	148
90-	قلم ستارہ بنے، مہر و ماہتاب لکھے	149
91-	پرچھائیں کو زنجیر کرے پار نہ دیکھے	150
92-	یہی غم ہے کہ یار آئے نہ آئے	150
93-	آنچ اس کی قربت کی مستیوں میں ڈھل جائے	151
94-	دھڑکے دل کی آگ سمندر جل جائے	151
95-	منجمد لمحوں میں رہا جائے	152

96-	یخ لمحہ سہی عمر کا ارماں ہی رہ جائے	152
97-	چوبِ صحرا بھی وہاں، رَشکِ ثمر کہلائے	154
98-	سیلاب کو نہ روکیے، رَستہ بنایئے	155
	ردیف .... ی	
99-	شفق کے پھول کھلے اوس کی پوار گری	156
100-	تَرَسے یہ گرمِ زارِ جاں بَرسے گھٹا سی چاندنی	157
101-	پھر وہی شام تماشا ہے، سحر کے بعد بھی	158
	نظمیں	159
102-	آخر جینا خواب سَراب نہیں ہے	159
103-	آدمی	160
104-	آوا	161
105-	اَزل کا آتش کدہ	162
106-	اُس کے نام	164
107-	اسم افزا نظر	165
108-	اے عاقبت بے صوت وصدا!	167
109-	بگولوں کے ستون	168
110-	تین کے بعد نو	169
111-	چار آدمیوں کا ایک ہی جھگڑا	170
112-	حَرفِ سَطحِ آب	170
113-	حُکمِ حاکم	172
114-	خاک اور باد کا رِشتہ	172
115-	خواب کی شہریت	173

116۔	خود ہی شمع بنتے ہیں	174
117۔	درمیانِ محتسب	176
118۔	دو کے درمیان آخری بات	177
119۔	سحرِ سُخن	177
120۔	سَر گنگ زار ہوس	178
121۔	سفر کوتاہ	180
122۔	شاہ تاج و بالا چ	181
123۔	شہید	184
124۔	عداوت کے پہاڑوں پر	186
125۔	فیض	187
126۔	گرختہ	188
127۔	کوہ کا کرب	191
128۔	کوئی بگولہ کوئی الاؤ	192
129۔	کُھلا اَب کے یہ دُکھ	193
130۔	گُلباغِ خاک	195
131۔	گِل کدہ	196
132۔	گنہگار	198
133۔	لاوجود	199
134۔	محبت کی اماں	200
135۔	مرے حبیب چل اس شہر سے دیار سے دُور	202
136۔	میرے ہونے کا عنوان	205
137۔	نظم	206
138۔	نقد گہہ ءخرید	207

139۔ نہیں کا نغمہ 208

140۔ وفا 208

141۔ ہائیکو 209

142۔ ہائیکو 209

143۔ ہوا باسی نہیں ہوتی 210

گیت 211

144۔ یہ آنکھیں 211

145۔ اِک چاند ہے 213

146۔ اَے بیاباں کی ہَوا 214

147۔ پَربت کبھی میں نے ترا نام لکھا تھا 215

148۔ تم کہاں مِلو گے 216

149۔ حُسنِ کوہسار 217

150۔ رُت متوالی 218

151۔ رُت مہکے 219

152۔ رَہگزارِ یاد 220

153۔ شامِ کوہسار 221

154۔ گُل زمیں 222

155۔ لعل کا دانہ 223

156۔ مٹّی کی خوشبو 224

157۔ مَن سَرگم 225

158۔ ہَوا گُنگنائے 226

159۔ یادوں کا سفر 227

	بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم	229
	ڈیہی	229
160۔	آ جا میری جاں	229
161۔	اَے دلِ ناتواں	230
162۔	پھواروں نُور برساؤ	231
163۔	دل کو چین نہیں	232
164۔	یہ قید یہ ستم	234
	زَہیروک	235
165۔	اَے سبز کبوتر	235
166۔	جدائی	236
	سِپت	237
167۔	ثنا	237
168۔	ثنا	238
169۔	ثنا	239
	سوت	240
170۔	او ستارہ سری	240
171۔	پنچھی بتا	241
172۔	پیار کی چھوڑیاں	242
173۔	چھوڑ دُنیا کا خیال	243
174۔	کیا ہے مری خطا	245
175۔	یار زباد افشاں	246

	لاڈوک	247
176۔	دُکھ کی دَوا	247
177۔	دل پشیمان ہے	249
178۔	گُلِ نوبہار	250
179۔	مت روٹھ	251
	لولی	253
180۔	چشم وچراغ	253
181۔	میں اپنے لال کو لوری سُناتا ہوں	254
	لیکو	256
182۔	بید کا سایہ	256
183۔	کجیر جان	257
184۔	مہ جان	258
185۔	ماہ گُل	259
186۔	مِرا اُونٹ	260
	لیلڑی	261
187۔	آبِ کُہسار	261
188۔	آ وَ چلی آ وَ	262
189۔	بلوچی وفا	263
190۔	سیوی ایک جہاں	263
	لیلی مور	264
191۔	آ بھی جا	264

	موتک		265
192۔	بدرِ مُنیر		265
193۔	زبوں حال شفق ماں		266
194۔	ہائے کریم داد		267
	ہالو		268
195۔	دولہا		268
196۔	ہالو کہو		269
	قدیم بلوچی شاعری کے اردو تراجم		271
197۔	صِلہ	(نامعلوم)	271
198۔	حانی شاہ مرید	(شے مرید)	272
199۔	میں ہوں انجیر کا وہ پیڑ	(ماہناز)	274
200۔	کوہِ ماراں کا مسافر	(سیمّک)	276
201۔	سمّو	(توکلی مست)	277
202۔	میری محبوبہ کونج کی مانند	(جام دُرّک)	278
203۔	کھلکھلا کر جو بجلیاں شب کو	(جام دُرّک)	279
204۔	اَے جاں یہ خموشی کیسی	(مُلّا فاضل)	280
	جدید بلوچی شاعری کے اردو تراجم		281
205۔	شبِ رفتہ کبوتروں کی صدا	(کریم دشتی)	281
206۔	لوری	(عطا شاد)	282

	عطا شاد کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم		284
	نظمیں		284
207۔	ایک اور سورج جلا	(مترجم: حکیم بلوچ)	284
208۔	بازارِ وفا	(مترجم: حکیم بلوچ)	285
209۔	بیوہ	(مترجم: حکیم بلوچ)	287
210۔	پھولوں کی خشک پتیاں	(مترجم: حکیم بلوچ)	289
211۔	تشنگی بے کنار	(مترجم: رزاق نادر)	291
212۔	چرواہا	(مترجم: حکیم بلوچ)	293
213۔	درندہ گاہ	(مترجم: حکیم بلوچ)	294
214۔	دل روئے اور رات کراہے	(مترجم: واحد بزدار)	295
215۔	راہرو	(مترجم: واحد بزدار)	298
216۔	روز......شب	(مترجم: حکیم بلوچ)	300
217۔	سنگ گاہ	(مترجم: واحد بزدار)	301
218۔	سوداگرانِ امید کے لیے ایک مرثیہ	(مترجم: واحد بزدار)	302
219۔	سورج کہاں چمک رہا ہے	(مترجم: حکیم بلوچ)	304
220۔	طلبِ بسیار	(مترجم: رزاق نادر)	306
221۔	عالمِ نزع	(مترجم: واحد بزدار)	307
222۔	مقبرے کا میر	(مترجم: عین سلام)	309
223۔	نوحہِ فراق	(مترجم: واحد بزدار)	313
224۔	نیا علم	(مترجم: واحد بزدار)	315

غزلیں 318

ردیف............ا

225۔ مجھ میں پیاسا ہے مہر کا دریا (مترجم: شعیب شاداب) 318

ردیف............غ

226۔ جلاؤ دل کہ جلیں گے وہاں ہزار چراغ (مترجم: شعیب شاداب) 319

ردیف............ے

227۔ جنم جنم کی پیاس بجھائے، ایک سُلگتی آس (مترجم: عطا شاد) 320

228۔ رات زلفوں میں کٹے، صبح صبا ہو جائے (مترجم: عطا شاد) 321

229۔ تیری گیسوؤں کی شبنم کبھی جب صبا سے جھلکے (مترجم: عطا شاد) 322

دیباچہ

بلوچستان میں اردوادب کی تحقیق کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔ کچھ محققین نے اس شعبے میں کام ضرور کیا ہے مگر صرف چند ہی تحقیقی مقالے کتابی شکل میں شائع ہوکر منظرعام پر آئے ہیں وہ بھی کسی مخصوص شاعر یا ادیب کی زندگی اور فن پرنہیں بلکہ بلوچستان میں اردو کے اجتماعی حوالے سے اسی لئے وہاں معروف شعراء کرام اور ادباء کے کام ملکی سطح پر متعارف ہوکر سامنے نہیں آئے ہیں۔

جب میں ایم فل کے مقالے کے لئے منصوبہ بندی کررہا تھا تو میں نے اس جانب توجہ دی کہ بلوچستان سے کسی شاعر یا ادیب کا انتخاب کیا جائے جس نے بلوچستان میں اردوادب کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہوں۔ اسی لئے عطا شاد کو منتخب کیا۔ جب اُن کی شاعری پر تحقیق کے بارے میں سوچا تو اس حوالے سے کئی موضوع میرے ذہن میں آئے۔ کیونکہ اُن کی ادبی خدمات کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ ایک مقالے میں اُن کو سمیٹنا آسان کام نہیں۔ عطا شاد جیسے مشکل پسند اور ہر حوالے سے جدید شاعر پر علمی تحقیق ایسی آسان نہیں تھی کہ اُن کی تمام چیزیں بکھری ہوئی ہوں اور اس سے پہلے کسی نے انہیں سمیٹ کر اُس پر خاطر خواہ علمی تحقیق نہ کی ہو۔ میں نے فیصلہ کیا کہ عطا شاد کے حوالے سے کسی ایسے موضوع پر تحقیق کی جائے کہ مقالے میں اُن کی سوانحِ حیات، ادبی وفنی خدمات کے علاوہ شاعری کا تجزیہ، تنقید اور تشریح کے ساتھ ساتھ اُن کی بکھری ہوئی شاعری اور تراجم بھی ایک جگہ اکھٹے ہو جائیں۔ یہ ایک ایسا تحقیقی مقالہ ہو جو اُن کی تمام ادبی خدمات کا احاطہ کر سکے اور بلوچستان کے حوالے سے اردو تحقیق میں ایک اضافے کا باعث بن سکے۔

اس حوالے سے شعبہِ اردو کے اساتذۂ کرام کے مشورے سے ''تدوین کلیاتِ عطا شاد، مع فرہنگ'' کا انتخاب کیا۔ میں نے دوسال تک اُس کی سوانح عمری، غیر مطبوعات، بکھری ہوئی شاعری اور اُن کی بلوچی شاعری کے تراجم کی تلاش کے لئے مختلف شخصیات، لائبریریوں اور کتب کی چھان بین کی، اس سے نہ صرف تحقیق کا دائرہ وسعت اختیار کرتا گیا بلکہ مقالے کی ساخت اور موضوع بھی تنوع آ گیا۔

مواد کی تلاش پہلا مشکل مرحلہ تھا۔ اُس کے لئے عطا شاد کے کئی ہمعصر شعراء، سرکاری ہم منصب اور دیگر دوست اور عزیز واقارب سے کوئٹہ جا کر رجوع کرنا پڑا۔ جن کی شہادتوں کی بنیاد پر اُن کی سوانح حیات، ادبی وفنی خدمات اور شاعرانہ رجحانات کا جائزہ لینا تھا۔ کیونکہ عطا شاد پر اس سے پہلے باقاعدہ طور پر کچھ خاص نہیں لکھا گیا تھا مواد اور اُن کے حوالوں کی

تلاش کا مرحلہ نہایت کٹھن محسوس ہوا۔ تاہم اس مقالے کی تدوین کے لئے جتنے بھی مضامین دستیاب ہوئے ہیں اُن سے بھر پور استفادہ کیا گیا ہے اور اس امر کو مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ جہاں بھی روایت در روایت غلطیاں ہیں ان کی تصحیح بھی کی جائے۔ کیونکہ ایسے بے شمار مضامین پڑھنے کو ملے جن کے تحقیق اور تجزیے غیر معیاری تھے اور ان میں عطا شاد کے حوالے سے حقیقت کے بجائے روایت اور مفروضات پر اکتفا کیا گیا تھا۔

عطا شاد کا شمار بلوچستان میں اردو ادب کے اُن نامور شعراء اور محققین میں ہوتا ہے جن کے ادبی و فنی خدمات ناقابلِ فراموش اور تحقیق طلب ہیں۔ جن میں اردو شاعری، اردو ڈرامہ نگاری، بلوچی شاعری، بلوچی ڈرامہ نگاری، بلوچی کلاسیکل شاعری کے اردو تراجم، بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم، اردو بلوچی لغت نویسی، بلوچی ثقافت کی اصطلاحات کی تحقیق و تدوین، بلوچی کلاسیکل شعراء کی شاعری کی تدوین وغیرہ۔ اس مقالے میں اُن کے ادبی اور فنی خدمات، اُن کی مکمّل اردو شاعری، اُن کے طرف سے بلوچی سے اردو میں کیے گئے تراجم کے علاوہ اُن کی اپنی ہی بلوچی شاعری کے اردو تراجم سب کی تدوین کی گئی ہے اور کُلیات کی مکمّل فرہنگ بھی بنائی گئی ہے۔

مقالے کا پہلا باب عطا شاد کی سوانح اور ادبی و فنی خدمات پر ہے جس میں اُن کی خاندانی پس منظر، ولادت، اُن کی بچپن کی زندگی، ازدواجی زندگی، وفات اور اُس کی وجہ، اُن کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ، پیشہ ورانہ مصروفیات اور ملازمتوں کی تفصیل، اُن کی لکھی ہوئی تصنیفات کی مکمّل تفصیل، ادبی اور دیگر خدمات کے اعتراف میں ملنے والے اعزازات کے احوال، زندگی کے مختلف ادوار میں کئی ممالک کی سفر کے تبصرے، اعترافِ فن کے باعث اُن کی ادبی اداروں سے وابستگیوں کا جائزہ، بحیثیتِ ڈرامہ نگار اُن کی خدمات کا تفصیلی جائزہ، گیت نگاری میں اُن کی خدمات اور اُن سے منسوب ادارے و مقامات کا تحقیقی جائزہ شامل ہیں۔

باب دوم عطا شاد کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ ہے جس میں اُن کی شاعری کا اسلوبیاتی اور موضوعاتی مطالعے پیش کئے گئے ہیں جس میں اُن کی تراکیب و اصطلاحات کا تجزیہ، صنائع بدائع کا تجزیہ، جس میں نظم، گیت اور غزلوں میں استعمال کئے گئے صنعتِ تکرار کا تفصیلی جائزہ، غزلوں میں استعمال کئے گئے صنعتِ استفہامیہ کا جائزہ، غزلوں اور نظموں میں استعمال کیا گیا صنعتِ تلمیح کا مکمّل جائزہ، اُن کی شاعری میں استعمال ہونے والے محاورات کا جائزہ، اور اُن کے اسلوب میں کلاسیکیت کا تجزیہ کیا گیا ہے جبکہ موضوعاتی مطالعہ میں اُن کی شاعری میں تاریخی پس منظر کے طور پر اُن کے تاریخی شعور کا تحقیقی تجزیہ، اُن کی شاعری میں بلوچ ثقافتی عنصر کا تجزیہ، بلوچستان کے حوالے سے مقامیت اور علاقائی پس منظر کا تحقیقی تجزیہ، اُن کے افکار میں مزاحمتی پہلو کا تحقیقی تجزیہ اور اُن کی فکری و فنی پہلو کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم میں اُن کی مکمّل شاعری کو کُلیات کی شکل میں تدوین کی گئی ہے جس میں اُن کی کتاب ''سنگاب'' کی شاعری، ''برفاگ'' کی شاعری، اُن کے کئے گئے بلوچی لوک شاعری کے مختلف اصناف کے اردو تراجم، بلوچی قدیم شاعری کے اردو تراجم، بلوچی جدید شاعری کے اردو تراجم، اُن کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم کے علاوہ رسائل اور جرائد میں چھپی ہوئی اُن کی شاعری اور غیر مطبوعات کو شامل کیا گیا ہے۔ کُلیات میں غزلیات کو ردیف وار اور نظموں کو حروفی حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے۔

باب چہارم میں تدوین کی گئی کُلیات کی مکمّل فرہنگ بنائی گئی ہے جس میں تقریباً اٹھارہ سو سے زائد جدید بلوچی، فارسی، عربی اور اردو تراکیب واصطلاحات شامل ہیں۔

اس مقالے کی تکمیل پر میں اپنے نگران ڈاکٹر ارشد معراج صاحب کا شکر گزار ہوں جن کے بروقت مشوروں اور رہنمائی نے ہر مشکل مرحلے پر میری حوصلہ افزائی کی اور درست راہوں کی نشاندہی کی۔ اس کے علاوہ میں اپنے دیگر اساتذۂ کرام جناب ڈاکٹر طیّب منیر صاحب، ڈاکٹر رشید امجد صاحب، ڈاکٹر روش ندیم صاحب اور کامران کاظمی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً مجھے اپنے قیمتی وقت اور مشوروں سے نوازا اور ہر قدم پر میری رہنمائی کی۔ مواد کی فراہمی کے سلسلے میں ڈاکٹر شاہ محمد مری صاحب، ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب، ڈاکٹر علی دوست صاحب، ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ صاحب، حمّل عطا شاد صاحب کی عنایات کا خاص طور پر ممنون ہوں جن کی شفقتیں، تعاون مجھے ہمیشہ حاصل رہا اور انہی قابل احترام ہستیوں کی بدولت اس مقالے کی تدوین مکمّل ہو سکی۔

شعیب احمد

شعبہ اردو

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

باب اوّل: عطا شاد: سوانح حیات اور ادبی و فنی خدمات

خاندانی پس منظر:

آٹھویں صدی عیسوی سے پہلے مکران میں بلوچوں کی موجودگی کا سراغ تو ملتا ہے لیکن بلوچوں کی بڑی تعداد نے دسویں صدی عیسوی میں اُس وقت ایران سے ہجرت کی تھی جب سلجوقیوں نے کرمان میں اُن پہ حملے کر کے اُن کی آبادیوں کو تاراج کیا تھا۔ کوہ البرز سے آ کر ایران کے شمال مغرب میں بسنے والی بلوچ قوم کے اکثر قبائل نے باقاعدہ چودھویں صدی میں میر جلال ان کی سربراہی میں وہاں سے ہجرت کر کے مکران کے ساحلی اور پہاڑی علاقوں کو اپنا مسکن بنالیا، اُسی عہد میں اُن کے ساتھ ایران کے موجودہ صوبے لرستان سے ایک خانہ بدوش اور اپنے پیشوں پہ دل و جان سے فدا ہونے والا پیشہ ور قبیلہ جو لُری کے نام سے جانا جاتا ہے، بھی اپنی خاندانی اور روایتی پیشے ترکھان، لوہار، لکڑہار، سنار اور موسیقاری کے ساتھ ہجرت کر کے مکران کے ساحلی علاقوں میں وارد ہوا اور مختلف ادوار میں الگ الگ گروپ کی شکل میں روزگار کی تلاش میں مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ رواں دواں رہا اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں آباد ہو گیا اور بعد میں کثرت استعمال سے اُس قبیلے کا نام جو اپنے آبائی مقام سے نسبت رکھتا تھا، لُری سے بگڑ کر لوڑی بن گیا اور اُستا کے نام سے بھی پہچانے لگا۔ بلوچ قبائل کے ناموں کے حوالے سے اُن کے آبائی مقام کا عنصر بھی شامل ہے۔ بلوچ قبائل پر تحقیق کرنے والے مغربی محقق م۔ک پیکولین کے مطابق اکثر قبائلوں کے نام جغرافیہ سے نسبت رکھتے ہیں:

> ''بلوچ قبائل اور ان کے فرقوں کے نام یا تو اُن جگہوں کے جغرافیائی ناموں سے لیے گئے تھے، جس مقام سے ایک قبیلہ نے موجودہ علاقے تک نقل مکانی کی تھی یا قبیلے کے اصل سربراہ کے نام پر رکھے گئے تھے، یا پھر اُن کے القاب اور ناموں سے موسوم ہوئے جو ایک دوسرے پڑوسیوں کی طرف سے رکھے گئے تھے''۔(1)

مکران ڈویژن کے قدیم تہذیبی ضلع کیچ کے شہر تربت کے ایک قصبہ سنگانی سر، جو شہر سے شروع ہو کر شمال مشرق کی طرف شہر کے عقب میں بہنے والی دریائے کیچ کور کے کنارے تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی قصبے کے اندر اُستا کارانی بازار کے ایک کچے مکان میں اپنے آباؤ اجداد کے روایتی پیشہ سونار سے وابستہ اُستا لال خان کا خاندان بستا تھا جس کا تعلق لوڑی قبیلے سے تھا۔ یہ عطا شاد کے جدِ امجد ہیں۔

ولادت:

سنگانی سر کے اُسی استاکارانی بازار کے سونار اُستالال خان کے کچّے مکان میں عطاشاد کی ولادت ہوئی۔ جس کا نام محمد اسحاق رکھا گیا۔ میٹرک کی سرٹیفکیٹ نمبر 27891 کے مطابق نام عطا محمد اور تاریخ پیدائش 10 نومبر 1938 درج ہے۔ اور جب لڑکپن میں تعلیم حاصل کرانے کی غرض سے اُن کے والد اُستالال خان انہیں اسکول لے گئے تو اسکول کے اُستاد نے داخلہ دینے سے پہلے ہی اُن کا نام محمد اسحاق سے تبدیل کر کے عطا محمد رکھا اور بعد میں انہوں نے خود عطا محمد سے اپنا نام بدل کر عطا شاد رکھا۔ اپنے نام کے حوالے سے وہ اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں:

> ''عطا میرا نام اسکول میں پڑا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ داخلے کے وقت اتفاق ایسا ہوا کہ محمد اسحاق نام کے دو تین لڑکے اور تھے، تو ایک آدھ کو تو آپ اسکول میں کہہ سکتے ہیں ناں کہ اسحاق نمبر ایک یا اسحاق نمبر دو، سب کو تو نہیں کہہ سکتے، تو اُس وقت کے میرے جو استاد تھے، انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ اِس کا نام Change کریں۔ مقصد تو پڑھنا تھا، سو میرے والد نے کہا ٹھیک ہے، آپ کوئی نام بتائیں؟ انہوں نے ''عطا محمد'' رکھا، پھر ہوتے ہوتے شاد ہوگئے۔ جب شاعری کا دور آیا تو پھر عطا شاد ہوگیا''۔(2)

اُن کی والدہ کا نام زینب تھا اور اُن کی دو بہنیں تھیں جن کے نام ساحرہ اور صابرہ تھا اور ایک بھائی جس کا نام یعقوب تھا جسے گھر میں پیری کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جس کو شدید قسم کی بیماری لاحق تھی، عطا شاد انہیں علاج کی غرض سے کوئٹہ لے گئے جو وہاں انتقال کر گئے اور اُنہیں کوئٹہ میں دفنایا گیا۔ اس سے پہلے اُن کی والدہ بھی کوئٹہ میں انتقال کر گئی تھی اور انہیں بھی کوئٹہ میں دفنایا گیا تھا۔ عطا شاد کی والدین اور بھائی بہنیں سب اُن سے پہلے اس دارِفانی سے کوچ کر گئے تھے۔

اُن کی تاریخ پیدائش اور سنِ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے جسے اکثر لکھاری حضرات غلط لکھتے رہے ہیں جب کہ راقم کو تحقیق کے دوران دستاویزی ثبوت ملے ہیں جن سے اُن کی اصل تاریخ پیدائش تصدیق کے ساتھ منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔

بچپن:

انہوں نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ پُرامن قصبے کی تنگ اور کچّی گلیوں پر مشتمل ایک غریب پیشہ ورانہ خاندان کا عام فرزند تھا۔ ایک نہایت غریب گھرانے میں گزرا ہوا بچپن جس میں کیا کیا خواب ہوتے ہیں اور کیسی کیسی خواہشیں جنم لیتی

رہتی ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کو حقیقت کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ میری چھوٹی سے چھوٹی خواہش اور بڑے سے بڑے تقاضوں کے راستے میں کوئی دیوار اور رُکاوٹ نہ ہو۔ کوئی کیوں اور کیسے کہنے والا نہ ہو۔ ایسے وقت میں بچے اپنے ہمعصروں سے اُن کی معاشی حالت جانے بغیر موازنہ اور مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام خواب وخواہشات عطا شاد کے دل میں حسرت بن کر رہ گئے اور آہستہ آہستہ وہ بچپن اور لڑکپن کی حدود عبور کر کے جوانی کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ اپنے بچپن کے دوست اور ہم جماعتوں کے ساتھ سنجگور کے رہائشی ماسٹر ابوبکر کے مکان میں اُن کے ساتھ رات گئے تک اکھٹے بیٹھ کر امتحان کی تیاریاں کرتے رہتے اور پڑھائی کی تھکن سے چور ہو کر سب رات کے اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ عبدالحمید لعل محمد جو کہ عطا شاد کے بچپن کے قریب ترین دوستوں میں سے تھے۔ اُنہی دنوں کی مناسبت سے وہ لکھتے ہیں:

> ''اُس زمانے میں طلباء میں پڑھائی کا رجحان بدرجہ اتم موجود تھا۔ ماسٹر ابوبکر اُس وقت ہائی سکول تربت میں متعین تھے۔ وہ اسی سال پرائیویٹ میٹرک کا امتحان دے رہے تھے۔ اور ہمیں ساتھ بٹھا کر ہماری مدد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا ہم اُن کے مکان میں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ بات بہت پرانی ہے۔ سخت سردی تھی، قریب والے ساتھی پڑھائی ختم کر کے رات گئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ میرے اور عطا شاد کے گھر کافی فاصلے پر تھے۔ ہم اُس رات نہ جا سکے۔ ماسٹر صاحب کے کمرے میں بستر بھی مختصر یعنی صرف دو ہی تھے۔ ایک بستر ان کے زیرِ استعمال تھا۔ دوسرے پر میں سو گیا۔ عطا ایک کرسی پہ بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ میں اس کرسی پر ایک انگریزی نیند کروں گا۔ مجھے پتا تھا کہ اس کرسی پہ اُس کو اِس قیامت خیز سردی میں نیند آئے گی کہاں! میں نے از راہ شرارت اپنے بستر پر چُپ سادھ لی۔ تھوڑی دیر سردی کی شدت سے اُس کا تن بدن کانپنے لگا۔ وہ میرے سرہانے آ کر مجھے ٹٹول ٹٹول کر آواز دینے لگا ''اٹھو! مجھے ایک لحاف دو، میں سردی سے مر گیا''۔ لیکن میں بالکل ہی خاموش رہا اور شدت سردی سے کانپتا جا رہا تھا۔ اور میں گرم بستر میں دبے منہ ہنستا جا رہا تھا۔ اتنے میں ماسٹر ابوبکر صاحب جاگ اُٹھے۔ ان کی مدد سے مجھ سے ایک رضائی چھین کر عطا کو دے دی گئی۔ اور وہ تھے کہ مسکراتے اور ہنستے جا رہے تھے''۔(3)

وہ مطالعے کے شوقین تھے ان کے پھوپھی زاد بھائی حاصل خان جو کتابیں کوئٹہ سے اپنے ساتھ لاتے تھے عطا شاد ان سے وہ کتابیں لے کر پڑھتے تھے۔ اور اسی طرح بچپن ہی میں اُن کے اندر علمی اور ادبی رجحانات میں دلچسپی پیدا ہونے لگا کیونکہ انہیں اچھی کتابیں پڑھنے کا موقع بچپن ہی سے میسر تھا۔ وہ تعلیم سے دلی شغف رکھتے تھے۔ ان کا سارا

بچپن مکران میں علم کی تلاش میں گزرا، تربت سے مڈل تک تعلیم پانے کے بعد وہ میٹرک کے لیے پنجگور چلے گئے۔

ازدواجی زندگی:

17 اپریل 1967ء کو 29 برس کی عمر میں اپنی خاندان سے باہر کوئٹہ میں بلوچوں کے ایک شریف متوسط لہڑی قبیلہ میں اُن کی شادی ہوئی ہے۔لہڑی قبیلے کی مادری زبان براہوئی ہے البتہ وہ بلوچی بھی بولتے ہیں اور کوئٹہ میں ایک بااثر، کاروباری اور علمی حیثیت کا حامل قبیلہ مانا جاتا ہے۔ان کی شادی دوران ملازمت کوئٹہ میں محمد بخش لہڑی کی صاحبزادی مینا لہڑی سے انجام پائی تھی۔عطا شاد نے پسماندگان میں ایک بیٹا جس کا نام حمّل ہے اور دو بیٹیاں رُشنا اور مہنا اور اپنی بیوہ مینا لہڑی کو چھوڑا ہے جو کوئٹہ میں رہائش پذیر ہیں۔اور اُن کے تمام بچے شادی شدہ ہیں۔مہنا شاد کی شادی عطا شاد کی زندگی میں انجام پائی تھی اور رُشنا شاد کی شادی عطا شاد کی وفات کے دو برس بعد ہوئی جبکہ اُن کے بیٹے حمل شاد کی شادی اسی سال ستمبر 2012 میں انجام پائی۔

اپنی ادبی، سرکاری اور دوستوں کی صحبت کے مصروفیات میں وہ اس قدر کھوئے رہتے تھے کہ اپنی فیملی کو نہایت ہی کم وقت دیتے تھے۔گھر میں رہتے ہوئے بھی اپنے بچّوں کی دیدار سے قاصر رہے ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ اُن کے بارے میں ہونے والے ایک سروے میں بلوچی زبان میں بیان کرتے ہیں:

ترجمہ:

> ''کئی دنوں سے میں ایک عجیب احساس میں مبتلا ہو گیا تھا جیسا کہ میں اپنے بچّوں کو اور بچے مجھے بھول گئے ہیں۔تب میں نے محسوس کیا کہ یہ غلط بات ہے کہ میں رات کو دیر سے گھر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ بچے سو رہے ہیں اور جب صبح دیر سے جاگتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ بچے سکول گئے ہیں۔اِس طرح تو نہ ٹھیک طرح باپ بچّوں سے ملتا ہے نہ بچّے باپ سے۔تب میں نے دیکھا کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔اب میں رات کو جلدی گھر جاتا ہوں اور شام کو بچّوں کو گاڑی میں بٹھا کر تفریح کے لیے نکلتا ہوں تاکہ اُنھیں یہ احساس تو ہو جائے کہ ہمارا کوئی باپ بھی ہے''۔(4)

اپنی خانگی ذمہ داریوں کا جب انہیں احساس ہوا تب وہ اپنی فیملی کو زیادہ وقت دینے لگے اُن کو اپنے بیوی بچّوں سے عقیدت کی حد تک محبت تھی اور اُن کی تعلیم اور پرورش پر کوئی کسر باقی نہیں چھوڑا۔انہوں نے اپنی دوسری شعری تصنیف ''برفاگ'' کو خود ترتیب دیا تھا جو اس کی وفات کے بعد شائع ہوئی جسے انہوں نے اپنی شریک حیات ''مینا کے نام'' منسوب کر دیا تھا اور ساتھ ہی اپنے بچوں کی عرفیت منو، شنو اور ملو بھی لکھے ہیں۔گھر میں انہیں پیار سے انہی ناموں سے پکارا جاتا تھا۔جس طرح وہ اپنے بچوں سے پیار کرتے تھے اُسی طرح اپنی نواسی سحار سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔جن کا ذکر وہ ہر جگہ دوستوں کی محفلوں میں برملا کرتے تھے۔

وفات:

انہوں نے بچپن اور لڑکپن تو مکران میں گزارے لیکن جوانی سے لے کر موت کی آغوش تک وہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں رہے اور وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ زندگی کی 59 سال 8 مہینے اور 3 دن گزارنے کے بعد بھی انہیں کوئی جسمانی مرض لاحق نہیں تھا البتہ زمانے کی ستم ظریفی سے تنگ آ کر حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے 13 فروری جمعرات سوا نو بجے شب اپنی سرکاری رہائش گاہ انسکمب روڈ کوئٹہ میں انتقال کر گئے۔ 14 فروری 1994ء جمعۃ لمبارک صبح 10 بجے کاسی قبرستان کوئٹہ میں ہزاروں سوگواران کی موجودگی میں اُن کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

اُن کے کئی ہمعصر اُن کی موت کی وجہ کثرت ِ مے نوشی کو گردانتے ہیں البتہ اُن کی اہل خانہ کے مطابق انہوں نے اپنی موت سے دو دن پہلے شراب نوشی بھی نہیں کی تھی۔ شاید یہی ترکِ مے نوشی ہی اُن کی موت کا باعث بنی ہو۔ البتہ ادبی حلقوں میں عطا شاد کے موت کا سبب ابھی تک مبہم ہے۔

اُن کی وفات کے بعد بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کے زیرِ اہتمام فروری 1998ء میں ان کی یاد میں ایک تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا جس کے مہمان خصوصی اُس وقت کے وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار اختر مینگل تھے جنہوں نے اپنے خطاب میں عطا شاد کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دے کر اُن کے اعترافِ فن اور اُن کے اہل خانہ کو معاشی سہارا اور امداد کے لیے نہ صرف 5 لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا تھا بلکہ اُن کی بیٹی رُشنا شاد کو حکومتِ بلوچستان کے محکمہ سوشل ویلفیئر میں گریڈ 16 کی ایک سرکاری اسامی پر تعینات کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اور ایک سرکاری مکان الاٹ کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ عطا شاد کے اہل خانہ موجودہ سرکاری مکان میں بھی رہ سکتے ہیں۔

سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان سردار اختر مینگل کی جانب سے اس اعلان کے بعد عطا شاد کے چند دوستوں نے اسی سرکاری مکان کو اُس کی بیٹی رشنا شاد کے نام الاٹ کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ چونکہ وہ مکان سیکرٹری رتبے کے حامل سرکاری افسران کے لیے ہوتا تھا اسی لیے بعد میں انہیں ایک چھوٹا سا سرکاری مکان لاٹ کر کے دیا گیا۔

دورانِ ملازمت سیٹلائٹ ٹاؤن کے ہاؤسنگ اسکیم میں انہوں نے ایک پلاٹ اقساط پر حاصل کر رکھا تھا۔ اور مکان کی تعمیر کے لیے بنک سے قرضے لیے تھے اور اپنی زندگی میں گھر کرایہ پر دے دیا تھا لیکن وہ اپنی زندگی میں گھر کی تعمیر کے پورے قرضے بنک کو نہ چکا سکے اور ان کی وفات کے بعد اُن کے گھر والوں نے بقایا کرایہ ادا کر دیئے۔ قرضے پر تعمیر کردہ صرف یہی ایک اثاثہ وہ اپنی بیوہ اور بچوں کے لیے چھوڑ کر اس دارِفانی سے رخصت ہو گئے۔

تعلیم:

اُن دنوں تربت میں صرف مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے لیے شہر میں صرف ایک ہی پرائمری سکول قائم تھا جو بعد میں ہائی سکول کا درجہ اختیار کر گیا۔ وہاں کا معاشرہ کافی غربت کا شکار تھا۔ صرف تربت شہر کے لوگ ہی آسانی سے میٹرک تک تعلیم حاصل کر سکتے تھے یا وہی طلبا جو آس پاس کے قصبوں سے تعلق رکھتے تھے اور جن کے رشتہ دار وغیرہ تربت شہر میں مقیم تھے تو وہ شہر آ کر اُن کے ہاں رہ کر دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے کراچی یا کوئٹہ جا کر ہاسٹل کے بجائے اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں رہ کر تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیم پاتے تھے۔ جو لوگ مزید تعلیم حاصل کرنے کی گنجائش نہیں رکھتے تھے تو وہ میٹرک کے بعد فارغ رہ جاتے تھے اور اپنے لیے نوکریاں تلاش کرتے تھے۔

اسی لیے عطا شاد کو تربت شہر ہی میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنا پڑا۔ مکران کے اُس وقت کے تعلیمی ماحول کے بارے میں ڈاکٹر عرفان احمد بیگ اپنی پی ایچ ڈی کے مقالے میں بیان کرتے ہیں:

> ''عطا شاد جب چھٹی جماعت سے میٹرک تک تعلیم حاصل کر رہے تھے اُس وقت تک مکران میں ایک ایسی نوجوان نسل تیار ہو چکی تھی جس نے کراچی کے کالج اور یونیورسٹی میں ڈگری سطح تک تعلیم حاصل کر چکی تھی۔ وہ مکران کے صاحب حیثیت گھرانوں سے تعلق رکھتی تھی لیکن ساتھ ساتھ متوسط طبقے کے کچھ نوجوان بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو چکے تھے مکران کے نوجوانوں کا یہ گروپ عطا شاد سے عمر کے اعتبار سے دس بارہ برس سینئر گروپ تھا۔ اس گروپ میں جو نوجوان تربت سے ابھر کر بعد میں پاکستان کی پارلیمانی سیاست میں بڑا نام بنا اور پورے ملک میں پہچانا جانے لگا وہ عبدالباقی بلوچ تھا جس نے اپنی تعلیم کراچی سے مکمل کی تھی''۔ (5)

اُن پر اُس وقت کے مکران کے تعلیمی ماحول کے گہرے اثرات پڑ چکے تھے اور انہیں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا لیکن ایک غریب خاندان سے تعلق رکھنے کی بناء پر انہیں کو یہ سہولیتیں دستیاب نہیں تھیں اور نہ ہی کوئٹہ یا کراچی میں اُن کا کوئی عزیز و اقارب مقیم تھا۔ بارہ سال کی عمر میں تربت سے آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد وہ پنجگور چلے گئے۔ ان دنوں پنجگور میں ہائی سکول قائم تو تھا، لیکن کسی بورڈ کے ساتھ الحاق نہیں تھا۔ آج کل کے ماڈل ہائی سکول تربت کا نام اُس وقت گورنمنٹ بائی خان ہائی سکول تھا جو والی مکران کے نام پر تھا۔ اور اُس کا الحاق پنجاب بورڈ کے ساتھ تھا۔ پنجگور ہائی سکول سے میٹرک کے طلبا بائی خان گورنمنٹ ہائی سکول تربت میں میٹرک کا امتحان دیتے تھے۔

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب کی جاری کردہ سرٹیفکیٹ کے مطابق انہوں نے 1956 میں بائی خان ہائی

سکول تربت مکران سے رول نمبر 52050 کے تحت انگلش، تاریخ وجغرافیہ، میتھی میٹکس، پرشین اور اردو مضامین کے ساتھ فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا۔''میٹرک کے بعد انہوں نے مزید تعلیم حاصل کرنے اور انجنیئر بننے کی غرض سے اینمل سیکنڈری کالج لاہور میں داخلے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے''(6) پھر بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ چلے گئے لیکن اُن کے شاعرانہ وجود نے انہیں سائنس کے بجائے آرٹس پڑھنے پر اصرار کیا۔ایک سال خراب کرنے کے بعد انہوں نے باقاعدہ گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں ایف اے میں داخلہ لے لیا اور 1960ء میں ایف اے کرنے کے بعد اُسی کالج میں گریجویشن میں داخلہ لے لیا جو کہ پنجاب یونیورسٹی سے ملحقہ تھا۔یونیورسٹی آف پنجاب کی جاری کردہ سرٹیفکیٹ کے مطابق انہوں نے رجسٹریشن نمبر 60.sq.5 کے تحت گورنمنٹ کالج کوئٹہ سے جون 1962 میں جنرل اسٹڈیز میں بیچلر آف آرٹس کا امتحان دوم درجے میں پاس کیا تھا۔

گریجویشن کے بعد انہوں نے ایم اے اردو میں داخلہ لیا مگر ڈگری مکمل کرنے سے پہلے پڑھائی چھوڑ دی۔جس کی وجہ غالباً نوکری تھی کہ وہ مزید پڑھائی کو برقرار نہ رکھ سکے۔اسی حوالے سے پروین شاکر کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں بھی وہ اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ''اردو میرا مضمون رہا ہے''(7) جبکہ اختر علی خان بلوچ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''گریجویشن کرنے کے بعد ریڈیو پاکستان میں بطور پروگرام پروڈیوسر تعینات ہوگئے، ملازمت کے دوران ہی شام کی کلاس میں ایم اے اردو میں داخلہ لیا، انتہائی ذہین اور پختہ کار شاعر ہونے کی وجہ سے کلاس میں تنقید اور بار بار سوال کرنے کے باعث استاد نے کہا تم بغیر کلاس میں بیٹھے امتحان میں پاس ہو سکتے ہو۔اس پر وہ اُس دن کے بعد کلاس میں نہ گئے۔اور اسی سبب وہ ایم اے نہ کر سکے''۔(8)

راقم کو تحقیق کے دوران ایسے بے شمار مضامین ملے جن میں عطا شاد کی تعلیمی کوائف کے بارے غلط معلومات درج تھے۔جن کی تحقیق کے دوران تصدیق نہ ہوسکی۔کچھ لکھاریوں نے اپنے مضامین میں عطا شاد کی تعلیمی قابلیت ایم اے لکھا ہے جبکہ دوران تحقیق یہ بات افشاں ہوگئی ہے کہ عطا شاد نے ایم اے مکمل نہیں کیا تھا بلکہ داخلہ لینے کے بعد پڑھائی چھوڑ دی تھی۔بلوچی کے ایک نامور ادیب ابراہیم جلیس نگوری نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ''عطا شاد مستونگ میں میٹرک کے امتحان دینے آئے تھے جہاں میری اُن سے پہلی ملاقات ہوئی تھی''۔(9) البتہ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کیونکہ کہ اُس وقت مکران میں میٹرک کے امتحان صرف بائی خان ہائی سکول تربت میں منعقد ہوتے تھے جو کہ پنجاب بورڈ سے ملحقہ تھی۔

پیشہ ورانہ مصروفیات:

اپنی محنت اور قابلیت کی بدولت وہ بلوچستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ وہ اپنے پیشے سے محبت کرتے تھے اور اپنے فرض کو عبادت کے طور پر سرانجام دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی ملازمت کے دوران بہت سے ترقیاتی کام بھی کروائے تھے۔ اُن کے ہم پیشہ اور دوسرے لوگ جو اُن کے ماتحت کام کرتے تھے وہ انہیں ایک اچھے اور مخلص سرکاری افسر کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ ایک بیوروکریٹ ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے ماتحت افسروں کے ساتھ نہ صرف اچھا برتاؤ کرتے تھے بلکہ اُن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور خرد ونوش بھی کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے ماتحت ملازمین کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اور مشکل وقت میں ان کی راہنمائی اور مدد بھی فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی بیوروکریسی، ترقی پسند نظریات کی وجہ سے وہ سیاستدانوں کی طرف سے زیرِ عتاب بھی رہے اور کئی مرتبہ اُن کا تبادلہ بھی سیاسی اختلافات کی بنیادوں پر عمل میں لایا گیا تھا۔ لیکن وہ کبھی بھی سیاستدانوں کے ایسے رویوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور نہ ہی اُن سے شکوے اور گلے کرتے۔

کوئٹہ میں ریڈیو نشریات کا آغاز 1956 میں ہوا جس میں عطا شاد نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ انہوں نے بہ حیثیت مترجم ریڈیو میں قدم رکھا جب انہوں نے دیکھا کہ وہ بلوچی سے اردو میں ترجمہ نہیں کر سکتے تو صداکاری کرنے لگے۔ یہ 1957 کی بات ہے کہ اُن دنوں میر گل خان نصیر، میر شیر محمد مری، محمد حسین عنقا اور غلام محمد شاہوانی ریڈیو سے وابستہ تھے۔ یہ ان کے کالج کے طالب علمی کا زمانہ تھا جب وہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ میں بلوچی سیکشن کے پروگراموں میں حصّہ لیتا رہا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر باقاعدہ ریڈیو سے وابستہ رہے اور بطورِ صداکار، پروگرام پروڈیوسر اور مختلف حیثیتوں سے 1962ء سے لے کر 1969ء تک کام کرتے رہے۔ اُن کے پروگرام ''لشکو'' کو بے حد پزیرائی ملی تھی۔ اس کے علاوہ بے تحاشہ بلوچی ڈرامے اور دیگر عنوانات پر دلچسپ اور بامقصد پروگرام پیش کرتے رہے۔ ریڈیو میں اُن دنوں کل پاکستان مشاعرے ہوتے تھے جہاں انہوں نے اپنی بلوچی غزل ''دل ءِ اشکریں کتاب ءَ'' پہلی بار ریڈیو مشاعرے میں پڑھا تھا۔ ریڈیو میں ریکارڈنگ کے لیے آنے والے بلوچی کلاسیکل گلوکاروں سے بلوچی کلاسیکل شاعری سُن کر انہیں ایک رجسٹر میں درج کرتے رہے۔ اسی طرح انہیں بلوچی کلاسیکل شاعری کو سمجھنے میں آسانی ہوئی اور پھر بلوچی کلاسیکل شاعری سے وابستگی پیدا کر کے اپنی اردو اور بلوچی شاعری میں کلاسیکل آہنگ کو اپناتے رہے۔ انہی دنوں جب ریڈیو پاکستان کراچی سے جو بلوچی گیت نشر کئے جاتے تھے وہ بہت روایتی تھے۔ عطا شاد جب ریڈیو پاکستان کوئٹہ میں پروڈیوسر بنے تو انہوں نے اس جانب خاصی توجہ دی انہوں نے بلوچی موسیقی کو نئے آہنگ دیئے اور گیت نگاری اور طرز نگاری کے نئے تجربے کئے۔ بلوچی کے کئی نامور کلاسیکی گلوکاروں اور موسیقاروں جن میں فیض محمد بلوچ، مرید بلیدی، شکیل خان، مُلّا موسیٰ، محمد ہاشم اور دوسرے

فنکاروں کو بلوچی موسیقی کے پروگراموں میں ریکارڈنگ کرواکر نشر کرتے رہے اور اُن کی حوصلہ افزائی اور فن کی آبیاری کرتے رہے تاکہ نوآموز گلوکاروں اور موسیقاروں کی رہنمائی ممکن ہوسکے۔ خاص کر قدیم بلوچی شعراء جن میں مُلا فاضل، جام درّک، جوانسال بگٹی اور دوسرے شعراء کے شعری سرمایہ کو نامور کلاسیکی گلاکاروں کے ذریعے ریکارڈنگ کروانا اُن کی بیش بہا خدمات میں شامل ہیں۔

اپنی تعلیم کے دوران ہی 1962ء میں وہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے بطور اناؤنسر منسلک رہے اور گریجویشن کرنے کے بعد باقاعدہ بطور پر پروڈیوسر تعینات ہوئے اور بلوچی ثقافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ ریڈیو کے ذریعے بلوچی کلاسیکل شاعری اور ڈرامہ نگاری کی ترویج ان کی ترجیحات رہی ہیں۔ ''سات برسوں تک ریڈیو پاکستان میں ملازمت کرنے کے بعد 1969ء میں انہیں محکمہ اطلاعات ونشریات میں بحیثیت انفارمیشن آفیسر تقرر کیا گیا اور انہیں ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں تعینات کیا گیا۔ جہاں سے چند ماہ بعد ان کا تبادلہ پشاور کردیا گیا اور بعد میں کوئٹہ آ گئے'' (10)

9 جون 1972ء کو اس وقت کے گورنر بلوچستان میر غوث بخش بزنجو نے عطا شاد کی صلاحتیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں بلوچستان میں محکمہ تعلقات عامہ میں ڈائریکٹر تعینات کیا۔ انہوں نے محکمہ اطلاعات کو اپنی اہلیت اور صلاحیتوں سے عصرِ جدید کے تقاضوں کے مطابق سرگرم اور فعال بنایا۔ ''مئی 1973ء میں وہ محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر کے عہدے سے ترقی پا کر پاکستان آرٹس کونسل کوئٹہ میں ریذیڈنٹ ڈائریکٹر تعینات ہوئے۔ 9 جون 1982ء میں انہیں پاکستان آرٹس کونسل کے عہدے سے ہٹا کر پھر سے ناظم تعلقات عامہ میں بطور ڈائریکٹر تعینات کردیا گیا۔ دسمبر 1986ء میں وہ محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر کے عہدے سے ترقی پا کر سیکرٹری اطلاعات کھیل وثقافت تعینات ہوئے۔ 1988ء میں انہیں سیکرٹری اطلاعات کھیل اور ثقافت کے عہدے سے ہٹا کر سیکرٹری جنگلات بنادیا گیا۔ اُس زمانے میں انہوں نے کوئٹہ کی مغربی پہاڑیوں کے درمیان کرخسہ میں ایک خوبصورت تفریحی پارک قائم کروایا''۔ (11)

1989ء میں انہیں دوبارہ محکمہ اطلاعات وکھیل ثقافت کا سیکریٹری تعینات کردیا گیا۔ اس دوران بلوچستان کے وزیراعلیٰ نواب اکبر بگٹی تھے۔ ''1990ء میں ایک کل پاکستان مشاعرے کا انعقاد کوئٹہ میں کیا گیا تھا۔ جس میں پاکستان کے نامی گرامی شعرا شریک تھے۔ اس مشاعرے میں عطا شاد شراب کے نشے میں دھت تھے اور اپنے سرکاری منصب کو بھول کر بے تکلف دوستوں کی طرح پیش آئے تو نواب نصراللہ خان جو خود ایک اچھے شاعر تھے وہ وزیراعلیٰ نواب اکبر خان بگٹی کے ساتھ بیٹھے تھے۔ عطا شاد لڑکھڑاتے ہوئے اسٹیج سے دومرتبہ اُٹھے اور ان بزرگ سیاستدانوں کو بازو سے پکڑ کر اسٹیج پر لانے اور شعر سنانے کی فرمائش نشے میں ڈولتے ہوئے غیر شائستہ انداز میں کی۔ اس مشاعرے میں عطا شاد کے بدمست ہونے پر

TH-17529

تین روز کے اندر وزیراعلیٰ نواب اکبر خان بگٹی نے عطا شاد کو او ایس ڈی ''افسر بکار خاص'' بنا کر اس عہدے سے ہٹا دیا''۔(12)

''اگست 1990ء میں انہیں ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ تعینات کیا گیا وہاں انہوں نے بلوچستان سے متعلق ایک صدی پر محیط انگریزوں کے لکھے ہوئے ایڈمنسٹریشن رپورٹس اور دیگر اہم دستاویزات کو زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ 1993ء میں نواب ذوالفقار علی مگسی وزیراعلیٰ بنے تو انہوں نے دوبارہ انہیں صوبائی سیکریٹری اطلاعات تعینات کر دیا۔ اس دوران عطا شاد سے ایک غلطی ہوئی کہ انفارمیشن کے محکمہ کے لئے ایک ویگن خریدنے کے لئے ٹینڈر ہوئے۔ اُن کے کسی دوست نے کسی ٹھیکدار کو متعارف کروایا اور کہا کہ پہلے پے منٹ کر دیں اور بعد میں ویگن کی ڈیلوری ہو جائے گی۔ عطا شاد کو یہ بتایا کہ یہ شخص مالی طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پیسے ملتے ہی یہ ویگن خرید کر محکمے کے حوالے کر دے گا اور اس کو کچھ رقم نفع مل جائے گی۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن وہ شخص رقم لے کر غائب ہو گیا۔ یوں عطا شاد کی سروس میں پر وموشن پر پابندی لگا دی گئی اور اُن کو سیکرٹری کے عہدے سے ہٹا کر دوبارہ ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ تعینات کر دیا گیا''۔(13)

وہ 1994ء تا 1995ء ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ کے عہدے پر فائز رہے۔ 1995ء تا اکتوبر 1996ء میں انہیں پھر سے چند مہینوں کے لیے سیکریٹری اطلاعات تعینات کر دیا گیا۔ 1996ء میں وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کو پھر سے ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ تعینات کیا گیا اور 13 فروری 1997ء تک وہ اسی عہدے پر فائز رہے اور اپنی خدمات سرانجام دیئے۔ اُن کی کل سرکاری ملازمت کی مدت 34 سال گیارہ ماہ رہی ہے۔ عطا شاد کی پیشہ وارانہ زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے ہیں اور انہوں نے اُن کا جوان مردی سے مقابلہ کیا ہے۔ کبھی اُن کو سیاسی، کبھی سماجی اور کبھی لسانی تعصب اور کبھی نظریاتی اختلافات کی وجہ سے زیر عتاب رکھا گیا ہے۔ مگر وہ نہ کبھی ان رویوں سے گھبرائے ہیں اور نہ ہی کسی کا شکوہ کیا ہے۔

تصانیفات:

وہ بلوچی اور اردو کے کم و بیش گیارہ شعری اور نثری کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ مگر کچھ محقق اپنی طرف سے مفروضے قائم کرتے ہیں کہ وہ بیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ لیکن راقم کو تحقیق کے دوران صرف اُن کے گیارہ تصانیف و تالیفات کا سراغ ملا ہے۔ اُن کا پہلا اردو شعری مجموعہ ''سنگاب'' اُن کی زندگی میں ہی شائع ہو چکی ہے جبکہ دوسرا شعری مجموعہ ''برفاگ'' ان کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی ہے۔ اُن کی بلوچی کے دو شعری مجموعے اُن کی وفات کے ایک برس بعد بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے شائع کئے۔ جبکہ ان کی بلوچی شاعری کے ایک دیوان کا مسودہ محمد سردار خان گیشکوری کے پاس تھا جس کا پیش لفظ بلوچی کے معروف ادیب امان اللہ گچکی نے لکھا تھا جو بعد میں گم ہو گیا اور اُن کے کئی اشعار کا انگریزی میں ترجمہ

حاجی عبدالقیوم نے کیئے تھے جو کاتب کی وفات کے بعد وہ کتاب بھی منظر عام پر نہ آسکا (14)۔ انہوں نے بلوچی شعری انتخاب، لغت نویسی، تحقیق اور تدوین پر جتنے بھی کام کیئے ہیں، ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1) ذرین:

''ذرین'' بلوچی میں قوسِ قزح کو کہتے ہیں۔ یہ کتاب بلوچی لوک گیتوں اور اُن کے تراجم پر مشتمل ہے جو انہوں نے عین سلام کے ساتھ مل کر مرتب کی ہے۔ یہ کتاب 175 صفحات پر مشتمل ہے اور بلوچی اکیڈمی کوئٹہ سے 1966ء میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں بلوچی کے تمام لوک اصناف کی شاعری کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے جس میں سوت، لاڈوک، ھالو، سپت، لولی، زہیروک، لیکو، لیلڑی، لیلی مور، ڈیہی اور موتک شامل ہیں۔ اس کتاب میں بلوچی لوک گیتوں کے تراجم میں بلوچی بحور اور بلوچی الفاظ و تراکیب کا عمدہ استعمال اردو زبان و ادب کی ترویجی افادیت کو پیش نظر بھی رکھا گیا ہے جو اردو ادب کے لئے ایک سرمایے سے کم نہیں ہے۔

2) بلوچی نامہ:

یہ اُن کی پہلی اردو تصنیف ہے جو بلوچ معاشرے کی ثقافتی اصطلاحات کی لغت ہے۔ یہ کتاب 197 صفحات پر مشتمل ہے اور اردو سائنس بورڈ لاہور سے جون 1968ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس تصنیف میں بلوچستان کے مختلف علاقوں کی اہم ثقافتی اصطلاعات اور اُن کے مفاہیم بیان کئے گئے ہیں۔ جس میں رسم و رواج، خانگی زندگی، اشیائے خوردنی، اشیائے ساختگی، متعلقاتِ زمینداری، زراعت، قدرتیات، اور تفریحات سے متعلق اصطلاحات شامل ہیں۔ بلوچستان کی سماجی، معاشی اور تہذیبی قدروں کو اس کتاب میں الگ الگ تقسیم کیا گیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ متعلقہ بلوچی اصطلاعات کے مفاہیم کو ان شعبوں کے پس منظر میں بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے اور اس طرح ان میں اردو زبان میں جذب ہونے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اس کتاب میں فرہنگ کی یوں وضاحت کی گئی ہے کہ بلوچی تہذیب کا ایک مُرقع تیار ہو گیا ہے اور یہ کتاب نہ صرف لسانی لحاظ سے قابل توجہ ہے بلکہ بلوچی تہذیب کا ایک نگار خانہ بھی ہے۔

3) جوانسال:

یہ ایک تحقیقی تصنیف ہے جو بلوچی کے ترقی پسند کلاسیکی شاعر ابرہیم جوانسال بگٹی کا مجموعہ کلام ہے۔ جوانسال بگٹی کی شاعری عطا شاد نے خود اُن سے سُن کر ریکارڈ کی ہے اور بعد میں انہیں کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب 58 صفحات پر مشتمل ہے اور بلوچی اکیڈمی کوئٹہ سے 1968ء میں شائع ہوئی ہے۔

4) اردو بلوچی ڈکشنری:

میر مٹھا خان مری کے ساتھ مل کر انہوں نے بلوچی کے تمام لہجوں پر مشتمل یہ لغت مرتب کی ہے۔ اس لغت میں اردو الفاظ کے بلوچی مترادفات مغربی اور مشرقی دونوں لہجوں میں لکھے گئے ہیں۔ اس طریق کار کی بدولت بلوچستان کے کسی بھی خطے کا باشندہ اپنے متعارف لہجے میں اردو الفاظ کے معنی تلاش کر سکے گا۔ بلوچی زبان کے تینوں لہجوں کو شامل کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ اردو دان طبقہ بلوچی کے علاقائی لہجوں سے پوری طرح متعارف ہو سکے گا۔ بلوچی الفاظ کا صحیح تلفظ ذہن نشین کرانے کے لئے حسبِ ضرورت اعراب کا بھی استعمال کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اور قاری کے ذہن میں ہر لفظ کا صحیح تصور ابھر سکے۔ یہ لغت 768 صفحات پر مشتمل ہے اور مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور سے 1972ء میں شائع ہوئی ہے۔

اس ڈکشنری کی تالیف کے بارے میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں ''اردو بلوچی ڈکشنری میں نے اور میر مٹھا خان مری نے یکجا لکھی لیکن اس کی تکمیل کے پورے عرصے میں ہم کبھی یکجا نہیں ہوئے۔ بزرگ ہونے کے حوالے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ مجھے وقت پر آنے، اکٹھے بیٹھنے اور لفظوں پر بحث کرنے کی تلقین کرتے یا حکم صادر فرماتے، لیکن انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اردو لفظوں کے بلوچی مفاہیم کے الفاظ جتنے انہیں یاد ہوتے وہ لکھ لیتے اور پھر وہ کاپیاں مجھے بھیجتے، اس پیغام کے ساتھ کہ تم خود لفظ تراش شاعر ہو''۔(15)

5) ہفت زبانی لغت:

یہ سات زبانوں پر مشتمل ایک لغت ہے جس کے بلوچی کے حصے کو عطا شاد نے ترتیب دی ہے جو اردو سائنس بورڈ لاہور نے شائع کی ہے۔ پاکستانی زبانوں کو تمام علاقوں کے لوگوں کے لئے کار آمد بنانے کی ایک علمی کوشش تھی جس میں اردو، بنگالی، پشتو، پنجابی، سندھی، کشمیری اور بلوچی کے الفاظ شامل ہیں۔ لسانیات کی بنیاد پر تحقیق کرنے والے محققین کے لئے یہ ایک نایاب لغت ہے جس میں پاکستان کی تمام زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔

6) گشین شاعری:

گشین شاعری کے معنی ہیں منتخب شاعری۔ یہ کتاب جدید بلوچی شعرا کے منتخب کلام کا مجموعہ ہے جو عطا شاد نے مرتب کی ہے۔ جس میں بلوچی زبان کے جدید شاعری کے ابتدائی دور کے 25 ترقی پسند شعرا کی 65 ترانے، نظمیں اور غزلیں شامل ہیں۔ یہ تمام شعرا عطا شاد کے ہمعصر ہیں اور بلوچی ادب کے نمائندہ ہیں۔ جن میں میر گل خان نصیر، محمد حسین

عنقا، سید ظہور شاہ ہاشمی، آزاد جمالدینی، قاضی عبدالرحیم صابر، آدم حقانی، میر عیسیٰ قومی، محمد رمضان، مراد آوارانی، مراد ساحر، اکبر بارکزئی، عطا شاد، کریم دشتی، اشرف سربازی، صدیق آزاد، مہناز، ملک طوقی، مینگل خان مری، الجوہر خواجہ، بشیر بیدار، امیت ہوت، ہاشم شاکر، مومن بزدار، غوث بخش صابر، پیر محمد زبیرانی، نصیر خارانی شامل ہیں۔ جدید بلوچی شاعری کا یہ انتخاب 157 صفحات پر مشتمل ہے اور 1972 میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

7) سنگاب:

اُن کی اردو شاعری کا یہ پہلا مجموعہ ہے۔ فارسی کے لفظ سَنگ اور آب کی ملاپ سے انہوں نے ایک مرکب لفظ کو اپنی کتاب کا نام رکھا ہے۔ 216 صفحات پر مشتمل یہ شعری مجموعہ سیلز اینڈ سروسز کوئٹہ نے 1985ء میں شائع کی ہے۔ جس میں عطا شاد کی ابتدائی دور کی شاعری بھی شامل ہے۔ ''سنگاب'' کی اشاعت اُن کی شاعری کی پہچان کا باعث بنا ہے۔ جس میں غزلوں کے علاوہ نظمیں اور گیت بھی شامل ہیں۔ کتاب کا پیش لفظ پروفیسر مجتبیٰ حسن نے اس کی اشاعت سے پانچ برس قبل لکھا تھا۔ اس کتاب کا انتساب انہوں نے ''حاصل کے نام'' رکھا ہے۔ حاصل خان رشتے میں اُن کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

8) برفاگ:

اُردو شاعری کا یہ دوسرا مجموعہ ہے جو اُن کی وفات کے بعد اُن کے دوست سلطان ارشد قادری نے ناشاد پبلیشرز کوئٹہ کی طرف سے مارچ 1998ء میں شائع کی ہے۔ عطا شاد نے اس کتاب کا نام خود اپنی زندگی میں تجویز کی تھی۔ یہ کتاب 88 صفحات پر مشتمل ہے جس میں عطا شاد کی نامکمل غزلوں کے علاوہ اشعار، نعتیہ کلام، غزلیں اور گیت شامل ہیں۔ اس کتاب کو ان کی شریکِ حیات مِینا کے نام منسوب کر دیا گیا ہے۔

9) شپ سحار اندیم:

بلوچی شاعری کا پہلا مجموعہ ہے جس کے معنی ''رات سحر میں پوشیدہ'' کے ہیں۔ یہ کتاب اُن کی وفات کے ایک سال بعد 1996ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب عطا شاد نے بلوچی کے معروف نقاد اور اپنے ہمعصر شاعر'' کریم دشتی کے نام'' منسوب کر رکھا ہے۔ یہ کتاب 135 صفحات پر مشتمل ہے جس میں ان کی چالیس سالہ شاعری کا نچوڑ شامل ہے جو انہوں نے عمر کے مختلف مدارج میں لکھے تھے۔ جن میں کچھ اشعار ان کی لڑکپن کے ناپختہ خیالات ہیں اور کئی اشعار نوجوانی اور کافی نوجوانی کے بعد کی شاعری ہے جو نظم، غزل اور گیتوں پر مشتمل ہے۔

10) روچ گر:

بلوچی شاعری کا دوسرا مجموعہ کلا ہے۔جس کا مطلب ''سورج گرہن'' ہے۔ یہ کتاب بھی 1996ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ سے ہی شائع ہوئی ہےاور 133 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا پیش لفظ بلوچی ادب کے ترقی پسند نقاد کریم دشتی کا عطا شاد کی شاعری پر لکھا گیا ایک مضمون ہے جو اس کی اپنی کتاب ''شرگداری'' بھی میں شامل ہے۔اس کتاب میں اُن کی مشہور غزلوں کے ساتھ نظمیں اور گیت بھی شامل ہیں۔

11) عطا شاد کے بلوچی ڈرامے:

یہ کتاب عطا شاد کے لکھے گئے بلوچی ڈراموں پر مبنی غیر مطبوعہ ہے جس کی تدوین راقم نے کی ہے۔اس کتاب میں آن کے تمام بلوچی ڈرامے شامل ہیں جو انہوں نے ریڈیو پاکستان کوئٹہ میں پیش کئے ہیں۔''بلوچی ادب میں ڈرامے کی روایت'' کے عنوان سے لکھا گیا عطا شاد کے ایک مضمون کو اس کتاب کی پیش لفظ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔اس کتاب کی اشاعت بلوچی ادب اور عطا شاد کی تصانیف میں ایک نئی اضافت کا باعث بن سکے گا کیونکہ انہیں نہایت کم لوگ بحیثیتِ ڈرامہ نگار جانتے ہیں۔

اعزازات:

اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے انہوں نے نہ صرف خود کو تعمیر کیا بلکہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے کمپیئر، ڈرامہ نگار، مصنف، صداکار پروگرام پروڈیوسر کی حیثیت سے بلوچی زبان میں ریڈیو اور ٹی وی نشریات کو سنوارا اور پروان چڑھایا۔ بلوچی اور اردو زبان کو فروغ دے کر اُن میں جدید اصناف کا اضافہ کر کے بلوچی ادب کا دامن وسیع کر دیا۔ان کی دیگر ادبی خدمات کے اعتراف میں 1992ء میں انہیں بدستِ صدرِ مملکت ستارہ ءامتیاز دیا گیا اور اُنہیں بلوچی ثقافت پر تحقیقی کتاب ''بلوچی نامہ'' تحریر کرنے پر 1983ء میں صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی سے نوازا گیا۔اس کے علاوہ ڈرامہ نگاری کے خدمت پر انہیں وزرات نشریات حکومت پاکستان کی طرف سے 1984ء میں خصوصی ایواڑ دیا گیا۔انہیں 1985ء میں انٹرنیشنل ٹرینگ انسٹی ٹیوٹ سڈنی آسٹریلیا کی طرف سے ''ٹی وی پروڈکشن فیلوشپ'' دیا گیا۔

بیرونی سفر:

سرکاری مصروفیات کے دوران انہوں نے جہاں سماجی اور معاشی بدحالیوں کی صعوبتیں دیکھیں، وہاں قدرت نے انہیں سیر وسیاحت کی آزادیوں کی نعمت سے بھی نوازا۔انہوں نے متعدد ممالک کے سفر بھی کیے۔ یہ سفر سرکاری ضرورتوں

کے تحت بھی کیے، سیر وسیاحت کی غرض سے بھی، ادبی مصروفیات کو نبھانے کے لیے بھی کیے اور ذاتی ضرورتوں کی شکل میں بھی کیے۔ ان کے کئی سفر سرکاری نوعیت کے تھے جو انفارمیشن کی کورس کے متعلق تھے۔

اپنے پہلے بیرونی سفر میں سابق گورنر بلوچستان، میر غوث بخش بزنجو کے ساتھ 1972ء میں ایک سرکاری وفد کے ساتھ ایران کے دورے پر شامل تھے جس میں وہ اکیلا سویلین آفیسر تھے اور باقی سب اے ڈی سی اور ملٹری سیکرٹری تھے۔ اُن دنوں وہ محکمہ اطلاعات ونشریات میں انفارمیشن آفیسر کے عہدے پر کوئٹہ میں تعینات تھے۔ 1977ء میں وہ سعودی عرب کی سیر وسیاحت پر گئے۔ 84-1983ء میں امریکہ کے دورے پر بھی گئے۔ 1985ء میں ٹی وی پروڈکشن کورس میں ڈپلوما حاصل کرنے کی غرض سے آسٹریلیا گئے جہاں انہیں انٹرنیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کی طرف سے فیلوشپ دی گئی۔ 1987ء میں سرکاری طور پر وفاقی حکومت کی جانب سے حج کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب گئے۔ 1989ء میں جرمنی اور تھائی لینڈ کی سیر وسیاحت بھی کی۔ 1993ء میں دومرتبہ اٹلی کا دورہ کیا۔ 1994ء میں دومرتبہ چین بھی گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے برطانیہ، ڈنمارک، ترکی، عمان، متحدہ عرب امارات اور سنگاپور کی بھی سیر وسیاحت کی ہے۔

اعزازی رُکنیت اور وابستگیاں:

بحیثیت بلوچی اور اردو زبان کے شاعر اور ڈرامہ نگار، عطاشاد ادبی حلقوں میں نہایت مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اور انہیں بلوچستان کے علاوہ پاکستان میں بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اُسے بلوچستان کی شناخت کے طور پر بھی پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے انہیں صوبہ اور ملک بھر میں بہت سے ادبی تنظیموں میں اعزازی نمائندگی حاصل تھی۔ وہ اپنی زندگی کے آخری دنوں تک کئی بڑے ادبی تنظیموں سے اعزازی طور پر وابستہ رہے اور اُن کے لئے مختلف ادبی اور ثقافتی پروجیکٹ پر بھی کام کرتے رہے۔ جب پاکستان رائٹرز گلڈ کی بنیاد رکھی گئی تو بلوچستان کی طرف سے عطاشاد اُس کے بنیادی ممبران میں شامل رہے۔ اِسی طرح کوئٹہ میں قلم قبیلہ ٹرسٹ بھی انہیں کی کوششوں کی بدولت قائم ہوا اور وہ اُن کے بنیاد رکھنے والوں میں سے ہیں۔ بلوچی اکیڈمی جب کراچی سے کوئٹہ منتقل ہوا تو عطاشاد کی کوشش اور لگن نے اُسے نہایت ہی اعلیٰ مقام پر فائز کرنے میں کردار ادا کیا، ان کا شمار بلوچی اکیڈمی کے بنیادی ممبران میں کیا جاتا ہے۔ ادارہ ثقافت بلوچستان کو بھی ثقافتی سطح پر فعال کرنے میں عطاشاد کی گہری کاوشیں شامل رہی ہیں۔ بطور ادارہ ثقافت بلوچستان ڈائریکٹر کے وہ اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے اور وہاں پہ نہ صرف اسٹیج ڈرامے منعقد کرواتے رہے بلکہ شعبہ ڈرامہ کے انچارج بھی رہے، مشاعرے اور دیگر ادبی وثقافتی اور موسیقی کے پروگرام بھی انہی کی سرپرستی میں ہوا کرتے تھے۔

وہ نہ صرف صوبائی ادبی تنظیموں سے وابستہ رہے ہیں بلکہ ملکی سطح پر بھی انہیں اردو زبان وادب کو فروغ دینے والے کئی بڑے قومی اداروں کی اعزازی وابستگی حاصل رہی ہے۔ اُنہی قومی ادبی اداروں سے وابستہ ہو کر اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لئے اپنی صلاحتیں بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ وہ بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کے علاوہ پاکستان نیشنل بک فاؤنڈیشن، مرکزی اردو بورڈ لاہور، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد اور اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد جیسے بڑے قومی ادبی اداروں سے تادم مرگ اعزازی طور پر وابستہ رہ چکے ہیں۔

بحیثیت ڈرامہ نگار:

نہ صرف اردو اور بلوچی زبان میں وہ اچھے شاعر تھے بلکہ دونوں زبانوں میں ایک تجربہ کار ڈرامہ نگار بھی تھے۔ انہوں نے اپنی ڈرامہ نگاری کی ابتداء ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے کی جہاں وہ پروڈیوسر تھے۔ وہ اپنے ریڈیائی ڈراموں کی ہدایت کاری بھی خود کرتے تھے۔ ریڈیو کے علاوہ انہوں نے پاکستان ٹیلی ویژن کوئٹہ سینٹر کیلئے بھی اردو اور بلوچی میں نہایت ہی معیاری ڈرامے لکھے ہیں۔ پی ٹی وی کے لئے لکھے گئے اُن کے ڈراموں میں بلوچی ڈرامہ ''باہوٹ'' کے علاوہ اردو ڈرامہ ''چاکرِ اعظم'' جو نامور بلوچ سردار میر چاکر خان رند کی زندگی، عہدِ سلطنت اور اُن کی میر گوہرام خان لاشاری کے درمیان ہونے والی تیس سالہ خانہ جنگی کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ جس نے پاکستان بھر میں پزیرائی حاصل کی ہے۔

اُن کی محنت اور سچی لگن کے باعث ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پی ٹی وی کوئٹہ ڈرامہ کے فن سے نہ صرف متعارف ہوئے بلکہ انہی کی کوششوں سے فن ڈرامہ نگاری کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے بلوچستان میں فروغ حاصل ہوا۔ اُن کی اعلیٰ پائے کی ڈرامہ نگاری پر انہیں 1984ء میں وزارتِ اطلاعات ونشریات حکومت پاکستان کی طرف سے ایوارڈ بھی دیا گیا۔ ڈاکٹر عرفان احمد بیگ اُن کی ڈرامہ نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "1964ء میں عطا شاد کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ انہوں نے بحیثیت ریڈیو پروڈیوسر کوئٹہ اسٹیشن سے سب سے پہلے بلوچی ڈرامے شروع کئے انہوں نے نہ صرف ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے بلوچی ڈرامے پروڈیوس کئے بلکہ ریڈیو کے لئے بلوچی ڈرامے لکھے اور ساتھ ساتھ ہی ان کو یہ کریڈٹ بھی دیا جاتا ہے کہ انہوں نے بلوچی ڈرامے بلوچ رائٹرز سے لکھوائے اور بلوچی زبان میں کئی ڈرامہ نگار پیدا کئے۔ بلوچی کلاسیک داستانوں میں اگرچہ پہلے بہت زیادہ ڈرامائی عنصر موجود تھا لیکن باقاعدہ ڈراموں کا آغاز عطا شاد نے ریڈیو کوئٹہ سے کیا۔ یوں بلوچی ڈرامہ نگاری میں عطا شاد کو منفرد مقام حاصل ہے۔ اور ان کا یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے بلوچی ڈرامہ نگاری میں پہلے پروڈیوسر ہونے کے ساتھ ساتھ معیاری ڈرامہ نگار کی حیثیت سے خود کو منوایا اور بلوچی ڈرامہ کی صنف کو بھی منوایا"۔(16)

اپنے ڈراموں میں انہوں نے بلوچستان کی تاریخ اور بلوچ تہذیب و ثقافت کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ انہوں نے بلوچی لوک داستانوں کا ڈراموں کے ذریعے حیاء کیا ہے اور انہیں نئی جہت سے پیش کیا ہے۔ انہوں نے بلوچستان کے تاریخی شخصیت خان آف قلات میر محراب خان کی زندگی اور شخصیت پر ''میر محراب خان شہید'' کے نام سے ایک ڈرامہ بھی لکھا ہے جو ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے نشر ہو چکی ہے۔ بلوچی روایات پر مبنی ڈرامہ ''نشار'' میں ساس بہو کے تعلقات اور گھریلو معاملات کو انہوں نے نہایت ہی سنجیدگی سے پیش کیا ہے۔ اُن کا بلوچی ڈرامہ ''لالہ'' بلوچ سماج میں لڑکیوں کی تعلیم اور روشن خیالی کو فروغ دینے کے پس منظر میں پیش لکھا گیا ہے۔

اُن کے بلوچی ڈرامہ ''کیا صدو'' کا مرکزی خیال ایک کلاسیکی عشقیہ داستان سے لیا گیا ہے جو بلوچ معاشرے میں اس سے پہلے صرف ایک روایتی منظوم تمثیل کی شکل میں مشہور تھا۔ جبکہ ڈاکٹر عرفان احمد بیگ نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں اس ڈرامہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس ڈرامے کا مرکزی خیال عطا شاد نے اپنی ایک بلوچی نظم ''چرواہا'' سے لیا ہے (17)۔ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کیونکہ ڈاکٹر عرفان احمد بیگ کو بلوچی کلاسیکی داستان ''کیا صدو'' کا علم نہیں تھا۔ اس داستان کا منظوم تمثیل بلوچی کلاسیکل شاعری میں بھی ایک اہم مقام رکھتا ہے جو بلوچ معاشرے میں زبان زدعام ہے۔ جس کو بلوچی کے کلاسیکی گلوکاروں نے بہت گایا ہے۔ بلوچی رومانس ''کیا صدو'' کو بلوچی ادب میں ایک اہم مقام اس وجہ سے بھی حاصل ہے کہ کلاسیکی شاعری اور کلاسیکل نثر کے علاوہ عطا شاد نے اُس کو ڈرامے کی شکل میں بھی جدید انداز اور نئے اسلوب سے پیش کیا ہے۔ یوں تو ہر بلوچی کلاسیکل رزمیہ اور بزمیہ منظوم تمثیلات کلاسیکی داستانوں کی شکل میں موجود ہیں لیکن اُن کو ڈرامے کی شکل میں کسی نے پیش نہیں کی ہے۔ اُن کی نظم ''شپانک'' جس کے معنی ہیں ''چرواہا'' اس سے ملتا جلتا خیال ضرور پیش کرتا ہے لیکن بلوچی ڈرامہ ''کیا صدو'' اس نظم کے لکھنے سے پہلے کلاسیکی ادب کا حصہ ہے۔ اسی لیے اُسے عطا شاد کے نظم ''چرواہا'' سے جوڑنا مبالغہ آرائی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اُس کا بلوچی کلاسیکی ادب منظوم تمثیل اور داستان ''کیا صدو'' سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تاریخی واقعات اور بلوچی رسوم و روایات اور عام موضوع پر لکھے گئے عطا شاد کے ڈراموں میں کردار نگاری اور مکالمہ نگاری نہایت ہی مستحکم ہیں۔ انہوں نے ہر تاریخی موضوع کو جدید انداز میں پیش کیا ہے جہاں تک ایسی قدیم رسمیں جو جدید معاشرے میں قابل عمل نہیں ہو سکتیں انہیں نہایت ہی فنکارانہ طریقے سے تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ایسے رسومات کو سماج کے لئے نقصان دے ثابت کر کے روشن خیالی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ اسی لئے عطا شاد اپنے ہمعصر روایت پرست ڈرامہ نگار اور شعراء کی طرف سے ہمیشہ تنقید کی ضد میں رہا ہے۔ عطا شاد کے جدید افکار، روایت شکنی اور اُن کی تخلیقی صلاحتیں

انہیں دوسرے ہمعصر ڈرامہ نگاروں سے ممتاز رکھتی ہیں۔

بحیثیت گیت نگار:

وہ ایک مکمل فنکارانہ صلاحیتوں کے حامل ادیب تھے۔انہوں نے نہ صرف ٹی وی اور ریڈیو کے لیے گیت نگاری کی ہے بلکہ اردو کے علاوہ بلوچی اور براہیوں کے لوک دھنوں پر خوبصورت گیت بھی لکھے ہیں۔جنہیں بلوچستان کے بلند پایہ گلوکار اپنی آواز میں ریکارڈ کر چکے ہیں۔اُن کے لکھے گئے گیت آج بھی بلوچستان کے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں پر نشر کیے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ نہایت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انہوں نے کوئٹہ میں بننے والی پہلی فیچر فلم ''انتقام کی آگ'' کے لئے نغمہ نگاری بھی کی ہے۔اسی فلم اور عطا شاد کی فلمی گیت نگاری کے متعلق محمد قاسم خان عزمی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> ''ساٹھ کی دہائی میں کوئٹہ کے چند نوجوان فنکاروں نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک فلم ''انتقام کی آگ'' کے نام سے ہدایت کار، کہانی نویس عبدالرزاق خان کی سربراہی میں بنائی تھی۔موسیقار خدائے رحیم کے کہنے پر عطا شاد کو بطور گیت نگار اس فلم کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔عطا شاد نے اُس فلم کے لیے چار گیت لکھے تھے جن میں سے تین گیت نگہت سیما کی آواز میں خدائے رحیم کی ترتیب دی گئی موسیقی اور اُن کی دھنوں میں ریکارڈ ہوئے تھے جن کے بول یہ تھے۔
>
> 1۔دل کے ویرانے
>
> 2۔یہ بھیگی بھیگی رات
>
> 3۔ہائے میرا دل
>
> عطا شاد کا لکھا گیا چوتھا گیت افغانستان کے مشہور گلوکار ناشناس کی آواز میں خدائے رحیم کی ترتیب دی گئی دھن پر ریڈیو اسٹیشن کابل میں ریکارڈ کیا گیا۔جس کی موسیقی میں کابل کے مشہور سازندوں نے حصہ لیا تھا۔ناشناس کے گائے ہوئے اس گیت کو موسیقار خدائے رحیم پر ہی فلمایا گیا تھا جس کے بول تھے۔
>
> 'غمِ محبت، غمِ زمانہ، ہزار تیر، ایک دل نشانہ''
>
> نگہت سیما کے گائے ہوئے نغموں کی نسبت ناشناس کا گایا ہوا گیت زیادہ مشہور ہوا تھا، جو اُس دور میں ہوٹلوں پر بجنے والا مشہور گیت تھا۔جو آج بھی کیسٹ کی صورت میں سُنا جاتا ہے۔اِس طرح عطا شاد کا لکھا ہوا ایک فلمی نغمہ روزِ اوّل کی طرح آج بھی مشہور ہے''۔(18)

اُن کے لکھے گئے گیت آج بھی بلوچستان میں مقبول عام ہیں۔گیت نگاری کا شوق انہیں اُس وقت پیدا ہوا تھا

جب وہ ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے وابستہ تھے۔انہوں نے بلوچی فوک گلوکاروں کے لیے گیت نگاری بھی کی ہے اور نئی دھنیں بھی خود تخلیق کی ہیں۔ ان کے بے شمار گیت آج بھی اُسی طرح پسند کیے جاتے ہیں جس وقت ریڈیو پاکستان میں اُن کی وابستگی کے دوران پسند کیے جاتے تھے۔انہوں نے مشہور بلوچی دھنوں پر از سر نو اردو میں بھی گیت نگاری کی ہے۔

عطا شاد سے منسوب ادارے و مقامات:

عظیم شخصیات کے نام مقامات اور اداروں کو منسوب کرنے کی روایتیں بہت پرانی اور تاریخی ہیں۔جس کا مقصد اُن سے عقیدت و محبت کا اظہار اور ان کے علمی، سماجی، سیاسی، قومی، مذہبی، تاریخی اور ادبی کارناموں کا اعتراف کرنا ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام معاشروں میں قومی شخصیات سے عقیدت و احترام کر کے گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر پر بڑے بڑے اداروں، سڑکوں اور تفریحی مقامات کو اُن کے ناموں سے منسوب کی جاتی ہیں۔تا کہ اُن کی کارکردگی کو زندگی بھر نیک تمناؤں کے ساتھ رہتی دنیا تک یاد کیا جا سکے۔عطا شاد بلوچستان کے اُن عظیم شخصیات میں سے ہیں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان اور عوام نے اُن سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کر کے اُن کے نام کچھ ادارے منسوب کر رکھے ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1) عطا شاد آڈیٹوریم ادارہ ثقافت، بلوچستان:

پہلی مرتبہ 1982ء تا 1986ء اور دوسری مرتبہ 1989ء تا 1990ء میں وہ بطور صوبائی سیکرٹری کھیل و ثقافت کی حیثیت سے اپنے سرکاری فرائض سرانجام دے چکے تھے۔اور ادارہ ثقافت بلوچستان میں خاص مواقع پر محفل موسیقی، مشاعرے اور دیگر ثقافتی پروگراموں کا انعقاد کر کے ادارے کو کافی فعال بنا چکے تھے۔اس کے علاوہ وہاں دوستوں کے ساتھ ہر وقت بیٹھ کر نجی، ادبی اور علمی مجالس سجایا کرتے تھے۔اُن کی وفات کے بعد صوبائی گورنمنٹ نے ان کے اعتراف فن اور ادارے کے لئے اُن کی قربانیوں اور ذمہ داریوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ادارہ ثقافت بلوچستان کوئٹہ کی عمارت کے اندر موجود ہال کو عطا شاد کے نام سے منسوب کر کے اس کا نام عطا شاد آڈیٹوریم رکھ دیا ہے۔ادارہ ثقافت کی عمارت کوئٹہ میں جناح روڈ پر واقع ہے اور اُس کے عقب میں شاہرہ عدالت پر بلوچی اکیڈمی کی عمارت واقع ہے۔

2) عطا شاد ڈگری کالج، تربت:

تعلیمی اداروں کو معروف شخصیات کے نام منسوب کرنے کی روایتیں ہر ملک میں موجود ہیں۔اسی طرح گورنمنٹ

آف بلوچستان نے عطا شاد کی وفات کے کچھ سال بعد ضلع کیچ کے واحد ڈگری کالج کا نام گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج سے تبدیل کر کے عطا شاد کے نام منسوب کر دیا ہے۔ جس کو ایک تاریخی کارنامہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن کے شہر کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے کو اُن کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جس سے گورنمنٹ آف بلوچستان کی عطا شاد سے عقیدت کا پتا چلتا ہے۔ یہ کالج تربت کا سب سے پرانا تعلیمی ادارہ ہے۔ جہاں گریجویٹ تک تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے اس کالج میں اساتذہ کی رہائش گاہیں، طلبہ کے ہاسٹلز اور کھیل کے میدان بھی ہیں۔ گورنمنٹ عطا شاد ڈگری کالج تربت، پسنی روڈ پر واقع ہے۔

3) عطا شاد روڈ، کوئٹہ:

وہ کوئٹہ کے جس سرکاری رہائشگاہ میں قیام کر چکے ہیں وہ انسکمب روڈ پر واقع ہے۔ جہاں کوئٹہ کے کمشنر، ڈپٹی کمشنر سمیت تمام صوبائی سیکرٹریوں اور بیوروکریٹس کی رہائش گاہیں واقع ہیں۔ عطا شاد سکریٹری کے عہدے سے لے کر وفات تک اسی روڈ پر رہائش پزیر رہے۔ اُن کی وفات کے کئی عرصے بعد اُن کے قریبی دوستوں نے اپنی طرف سے اُس روڈ کا نام عطا شاد روڈ رکھ دیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ وہاں ایک عرصے تک رہائش پزیر رہ چکے تھے۔ چونکہ سرکار کی طرف سے باقاعدہ طور پر انسکمب روڈ کو عطا شاد کے نام منسوب کرنے کا اعلان نہیں ہوا ہے۔ اسی وجہ سے یہ روڈ عطا شاد کے نام سے زیادہ انسکمب روڈ کے نام سے مشہور ہے اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے عقب میں واقع ہے۔

4) عطا شاد اکیڈمی، تربت:

اُن کے آبائی علاقے سنگانی سر کے چند اہلِ قلم نے 2004 میں شوکت حیات کی سربراہی میں بلوچستان اکیڈمی تربت سے علیحدگی اختیار کر کے ان سے اپنے دلی عقیدت کا اظہار کر کے اُن کے نام سے ایک ادبی اکیڈمی قائم کی جو، ہر سال عطا شاد کی برسی عقیدت واحترام کے ساتھ مناتی ہے۔ جس کے ماہانہ اجلاس باقاعدگی سے ہوتے ہیں جن میں تربت اور گردنواح کے شاعر اور ادیب شرکت کر کے اپنی تخلیق پیش کرتے ہیں۔ تربت میں بلوچی ادب کو فروغ دینے کے لیے عطا شاد اکیڈمی کی کوششیں قابلِ ستائش ہیں۔ عطا شاد اکیڈمی تربت کے زیرِ اہتمام ایک ماہانہ بلوچی رسالہ ''مچکدگ'' کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ عطا شاد اکیڈمی تربت شہر کے وسط میں واقع ہے۔

5) عطا شاد پارک، تربت:

اُن کی وفات کے ایک سال بعد 1998ء میں ضلع کیچ میں ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے تعینات نامور ادیب

عبدالکریم بریالے نے عطا شاد کے اعتراف فن اور اُن کی ابدی یادیں تازہ کرنے کے لیے ایک پارک کو ان کے نام منسوب کرلیا اور اُس کا نام عطا شاد پارک رکھ دیا۔ پہلے یہ پارک ایک تفریح گاہ کی حیثیت اختیار کر چکا تھا لیکن تربت میں دوسرے شہروں کی طرح تفریح کا رجحان نہ ہونے کے باعث جلد ہی اُس کی رونقیں ماند پڑ گئیں اور ان کے جھولے اور تفریح کی غرض سے لگائے گئے دیگر قیمتی اشیاء وہاں سے غائب ہو گئے۔ پانچ سال قبل تربت شہر کے مضافاتی علاقوں میں سیلاب سے متاثرین خاندانوں نے آکر وہاں جھگیاں تعمیر کر کے غیر قانونی رہائش اختیار کر لی۔ اس کے بعد بلوچستان اکیڈمی تربت نے ایک صوبائی وزیر کے توسعت سے وہاں ایک ہال تعمیر کر لیا اور اسی طرح عطا شاد سے منسوب اس پارک پر بلوچستان اکیڈمی تربت نے اپنا باقاعدہ قبضہ جما لیا۔ عطا شاد پارک تعلیمی چوک کے قریب پسنی روڈ پر واقع ہے۔

6) عطا شاد انگلش لینگو تج سنٹر، تربت:

کسی بھی ادارے کا نام کسی عظیم شخصیت کے ساتھ منسوب کرنے کا مقصد یا تو ادارے کو فعال اور مشہور بنانا ہوتا ہے یا پھر اُس عظیم شخصیت سے عقیدت رکھنے کی غرض سے یا پھر قوم پرستی کے نظریے کے پیش نظر اداروں کے نام اُن سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ گزشتہ آٹھ برسوں سے تربت میں انگلش لینگو تج سنٹر کے قیام اور انگریزی زبان کی تعلیم کا ایک نیا رجحان سامنے آیا ہے۔ اور بے شمار انگلش سنٹرز انگریزی ناموں کے ساتھ وجود میں آئے ہیں۔ تین برس پہلے عطا شاد سے عقیدت رکھنے والے چند طلباء نے تربت شہر کے مضافاتی علاقہ میں اپنی مدد آپ کے تحت ایک نیا انگلش لینگو تج سنٹر قائم کیا اور اُس کا نام عطا شاد انگلش لینگو تج سنٹر رکھ دیا۔ عطا شاد کے نام منسوب انگریزی زبان کی تعلیم و تربیت کا یہ سنٹر چاہسر میں ائیر پورٹ روڈ پر واقع ہے۔

7) تجویزِ عطا شاد یونیورسٹی، کیچ:

اُن کے نام کوئی بھی یونیورسٹی منسوب نہیں ہے البتہ ڈاکٹر شاہ محمد مری نے اپنی رسالہ ماہنامہ سنگت فروری 2000 کے اداریہ میں گورنمنٹ کو ایک تجویز پیش کی ہے۔ جس میں انہوں نے عطا شاد کے آبائی شہر تربت میں ان کے نام ایک نئی یونیورسٹی کے قیام کے عمل پر زور دیا ہے کہ بلوچستان میں اعلیٰ تعلیم کی شرح خواندگی نہ ہونے کے برابر ہے اور کوئٹہ میں قائم بلوچستان یونیورسٹی مکران سے بہت فاصلے پر ہے اور وہاں کے طلباء کو یہاں پڑھنے کے لیے کافی خرچ اٹھانے پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہ محمد مری کا خیال ہے کہ اکیسویں صدی میں جدید موضوعات کے سامنے آنے سے فرسودہ شعبوں کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ نئی اور جدید تعلیمی مضامین جس کے باعث دنیا کا نقشہ بدل گیا ہے انہیں شامل کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر مری بلوچستان یونیورسٹی کی ساکھ، انتظامیہ اور تعلیمی معیار پر کڑی تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یونیورسٹی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے اس

میں جاہ طلب، شہرت کے بھوکے، موقع پرست، اور معاشی طور پر کرپٹ عنصر طلباء تنظیموں کی بلیک میلنگ، سفارشوں اور رشوتوں کے ذریعے گھس چکا ہے۔ اس کے رگ و ریشہ مفلوج کر دیئے گئے ہیں اور اس کی تعلیمی کوالٹی ذلّت کی حد تک پست ہو چکی ہے'' (19) وہ عطا شاد سے منسوب ایک نئی یونیورسٹی کا قیام کو وقت کا تقاضے قرار دیتے ہوئے زور دیتے ہیں اور اُسے ضلع کیچ کی اشد ضروری خیال کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ بلوچستان کے دیگر تمام علاقوں کی نسبت سے مکران زیادہ تعلیم یافتہ ہے اور وہاں ایک اچھا تعلیمی رجحان اور ماحول پایا جاتا ہے۔ اور وہاں کے لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ وہ پڑوس میں خلیجی ممالک کی موجودگی اور وہاں مکرانی بلوچوں کی ایک بڑی اکثریت کی رہائش پذیری اور اُن کے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی کمی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ اور ایرانی بلوچستان کے لوگوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کو بنیادی وجہ بتا کر عطا شاد یونیورسٹی کیچ کو یک اہم اور بنیادی ضرورت قرار دیتے ہیں۔

عطا شاد کا شمار کہنہ مشق بیوروکریٹس، محققین اور شعرأ میں ہوتا ہے اُن کی سوانح حیات اور خدمات بہت سی خصوصیات اور خوبیاں سے بھرپور ہے، انہوں نے اپنی زندگی کے بیشتر اوقات لوگوں میں خوشیاں اور محبتیں بانٹنے میں گزارے ہیں اور اُن کے اپنے حصّے میں کم خوشیاں اور محبتیں آئی ہیں۔ جس طرح اُن کی خدمات پُر اثر ہیں اُسی طرح اُن کی سوانح حیات بھی مختلف النوع خوشیوں اور اذیتیوں سے عبارت ہے۔ اُن کی سوانح حیات، خدمات اور شخصیت کے پہلو اس قدر وسیع ہیں کہ اُن پر مزید تحقیق کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

حوالہ جات

1۔م۔ک پیکولن،ترجمہ شاہ محمد مری ڈاکٹر''بلوچ''لاہور تخلیقات،2006ء،ص،34۔

2۔انٹرویو،پروین شاکر،عطا شاد سے مکالمہ،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر شاد نامہ،کوئٹہ،س،ن،ص،84۔

3۔عبدالحمید لعل محمد بلوچ،عطا شاد یادوں بارات،مشمولہ،ماہنامہ بلوچی دنیا،ملتان،عطا شاد نمبر،فروری 1998،ص،34۔

4۔عارف قریشی،عطا شادءَ گوں اوّلی ملاقات،مشمولہ،ماہتاک بلوچی،کوئٹہ،عطا شاد نمبر،جون 1998،ص،189۔

5۔عرفان احمد بیگ،ڈاکٹر،عطا شاد شخصیت اور فن،پی ایچ ڈی مقالہ،غیر مطبوعہ،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی: اسلام آباد،
2003،ص،33۔

6۔حسن اختر بلوچ،عطا شاد امر ہو گیا،مشمولہ،ماہنامہ بلوچی دنیا،ملتان،عطا شاد نمبر،جون 1998،ص،39۔

7۔انٹرویو،پروین شاکر،عطا شاد سے مکالمہ،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر شاد نامہ،ص،75۔

8۔اختر علی خان بلوچ،عطا شاد،مشمولہ،ماہنامہ بلوچی دنیا،عطا شاد نمبر،فروری 1998ص،74۔

9۔ابراہیم جلیس نگوری،عطا شادءَ گوں اوّلی ملاقات،مشمولہ،ماہتاک بلوچی کوئٹہ،عطا شاد نمبر،ص،188۔

10۔عرفان احمد بیگ،ڈاکٹر،عطا شا فن و شخصیت،پی ایچ ڈی مقالہ،ص,64۔

11۔ایضاً،ص،82۔

12۔ایضاً،ص،85-84۔

13۔ایضاً،ص،86-85۔

14۔عطا شاد،،پیش لفظ،شب سحار اندیم،کوئٹہ:بلوچی اکیڈمی،طبع اوّل 1996،ص،13۔

15۔عطا شاد،دستار اور اعتبار کا سورج،مشمولہ،ماہنامہ قومی زبان،کراچی:دسمبر 1987،جلد:58،شمارہ:16،ص،21۔

16۔عرفان احمد بیگ،ڈاکٹر،عطا شاد شخصیت اور فن،پی ایچ ڈی مقالہ،غیر مطبوعہ،ص،165-162۔

17۔ایضاً،ص،168۔

18۔محمد قاسم خان عزمی،کوئٹہ میں بننے والی واحد فلم کے نغمہ نگار،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر شاد نامہ،ص،205-204-203۔

19۔شاہ محمد مری،ڈاکٹر،اداریہ،مشمولہ،ماہنامہ سنگت،کوئٹہ،عطا شاد نمبر،فروری 2000،ص،7۔

باب دوم: عطاشاد: شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

عطاشاد بہت سی صلاحتیوں کے مالک تھے اور کئی حوالوں سے شہرت رکھتے تھے لیکن اُن کی اہم ترین کام شاعری ہے۔اُن کا شمار بیسویں صدی کے نامور شعراء میں کیا جاتا ہے جس نے اپنے مخصوص اور انفرادی اسلوب سے اردو ادب میں وہ شہرت حاصل کی ہے جو بہت کم دیگر شعراء کو حاصل ہے۔اس کی وجہ اُن کی شاعری میں بلوچی، فارسی، عربی اور اردو الفاظ و تراکیب اور تلمیحات کی لغت ہے جس کی وجہ سے وہ ایک مشکل اور جدید اسلوب کے شاعر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔اُن کے ہاں بلوچی کے الفاظ، عربی اور فارسی کے الفاظ کی نسبت بہت زیادہ ملتے ہیں اور اُن الفاظ کو سمجھنے اور جانے بغیر عام قاری اُن کی تخلیقات کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔اُن کی شاعری میں بلوچ روایات، بلوچی رومانس، بلوچی رسومات اور بلوچستان کے سماجی اور سیاسی مسائل اور اُن کا حل تواتر سے ملتا ہے۔اُن کے ہاں بلوچ ثقافت پر زور بھی ملتا ہے اور قومی یکجہتی کے تذکرے بھی ملتے ہیں۔

اس طرح عطاشاد اور اُن کی تخلیقات کا مطالعہ دراصل بلوچ روایات اور بلوچستان کا مطالعہ ہے۔یہ اُس اردو زبان کا مطالعہ بھی ہے جو بلوچی الفاظ کو اور بلوچ سماجی فلسفہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور قارئین کو اُس کے عادی بھی بناتی ہے۔اُن کی شاعری کے کئی پہلو، خاصیتیں اور خوبیاں ہیں۔

1) اسلوبیاتی مطالعہ:

''لفظ اسلوب عربی لفظ سلب سے مشتق ہے۔انگریزی میں اسلوب سے مراد لکھنے کا طریقہ اور بڑے سیاق میں اظہار کا طریقِ کار ہے'' (1)۔''اس کی سادہ اور مختصر ترین تعریف کسی شاعر یا نثر نگار کا مخصوص اندازِ نگارش کی جاسکتی ہے۔اسی لئے اسلوب اگر ایک طرف اچھے شاعر یا اچھے انشاء پرداز کی شناخت کا باعث بنتا ہے تو دوسری جانب بعض اوقات قلم کار کی شخصیت کا مظہر بھی ثابت ہوسکتا ہے'' (2)۔عطاشاد کے اسلوب میں زبان و بیان کی ایک جدت اور تازگی کا احساس ہر قاری کو ہوتا ہے۔اگرچہ وہ شاعری کی روایت کے پاسدار ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی جدت کے تجربے بھی ان کے ہاں نمایاں پائے جاتے ہیں۔وہ شاعرانہ زبان کے عام مروجہ استعمال کے ساتھ ساتھ اپنے مخصوص لہجے میں خصوصی الفاظ و مرکبات اور شعری اصطلاحات ایسے فنی سلیقے سے برتتے ہیں کہ زبان و بیان کی چاشنی اور شگفتگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ان کے ہاں زبان اپنی مروجہ لفظیات سے نکل کر الفاظ و تراکیب کے ایک نئے جہاں میں قدم رکھتی ہے۔

پروفیسر مجتبیٰ حسن ان کی شاعری کے اسلوبیاتی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور لکھتے ہیں:

"عطا شاد میں ایک حیرت انگیز بات پائی جاتی ہے اُن کی شاعری لکھنو اور دِلّی دونوں جگہوں کی روایتوں کا رس رکھتی ہے۔ اتنی تازہ گرم "لمس" اور نئے عہد کے لیے گوش بر آواز شاعری، اتنی دُور ہونے کے باوجود دِلّی اور لکھنو سے اتنی قریب ہے۔ یہ دوسری عجیب بات ہے جو مجھے عطا شاد کے ہاں ملی۔ زبان اور بیان کا استادانہ استعمال ان کی نظموں میں بھی ہے اور غزلوں میں بھی"۔(3)

نئی تراکیب اور شعری اصطلاحات کی اُن کے پاس اپنی ایک دنیا ہے۔ یہ دنیا وسیع بھی ہے اور شگفتہ تر بھی۔ ان کی وضع کی ہوئی ترکیبیں ان کی شاعری کی زبان کو ایک نئی تازگی بخشتی ہیں۔ ذیل کے چند تراکیب ملاحظہ ہوں۔:

قُربِ گرم، بازارِ صرف، آفریدۂ مہتاب، خمارِ آبِ بقا، گرم زارِ جاں، شبِ حبسِ بے کراں، لمسِ لذّت طراز، نقش ہائے سوکشیدہ، تلخابِ گرد، ظرفِ احساس، فرصتِ دم گزیدہ وغیرہ۔

ایسی تراکیب نے اُن کی زبان کو معیار و وقار کے ایک بلند درجے پر فائز کر دیا ہے۔ ان تراکیب سے وہ جو مفہوم تخلیق کرتے ہیں وہ فکری حوالے سے اہم تو ہیں لیکن اسلوبیاتی حوالے سے بھی یہ تراکیب ان کی شاعری میں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ اُن کے ہاں شاعرانہ تراکیب و اصطلاحات کے ساتھ لفظوں کا ماہرانہ استعمال زبان کو نیا ذائقہ بخشتا ہے۔ ان کی نظم "کرخسہ" کا ایک بند اور اس میں لفظ "پگھال" کا استعمال ملاحظہ ہو جو زبان میں ایک نیا ذائقہ گھولتا ہے۔

کرخسہ کی وادی میں
ایک اور وادی ہے
اس کے لمس کی خوشبو
سرمئی خموشی کو
جیسے قُرب کی حدت
برف برف سانسو کو
بھی پگھال دیتی ہے (4)

الغرض عطا شاد کی شاعری نہ صرف فکری حوالے سے تازگی اور شگفتگی کی حامل ہے بلکہ اسلوبیاتی پہلو سے بھی زبان و بیان کی تازگی سے مملو ہے۔ عطا شاد نے اپنی شاعری میں عربی، بلوچی، اردو، ہندی اور فارسی کے الفاظ و تراکیب بکثرت استعمال کیے ہیں اور اس طرح اُنہیں اردو میں جذب کر دیا ہے کہ جن کے پڑھنے سے قاری کو اُن کے نامانوس ہونے کا گمان ہی نہیں گزرتا۔

تراکیب واصطلاحات:

اُن کی شاعری روایتی تراکیب کے استعمال سے پاک ہے۔وہ نئے معانی اور مفاہیم کے لیےنئی تراکیب اورشاعرانہ اصطلاحات وضع کرتے ہیں ان کی بعض تراکیب طویل ہیں کہیں نہ تولفظی سطح پر پیچیدہ ہیں اور نہ ہی معنوی پہلو سے ابہام رکھتی ہیں۔نمونے کے لیے چند تراکیب ملاحظہ ہوں: ستم خوردۂ اغیار، بشارتِ وصلِ نظر، عجزِ وصلحتِ وقت، بابستۂ یلغار، برف نفس، آشوبِ برفاب، انگارِجاں، طشتِ جاں، قریۂ خاشاک، جذبِ طویل، دامنِ پندار، سحرفشاں، کتبۂ شام، شہدلب وغیرہ۔

یہ تراکیب ایک خیال کو خاص تناظر میں پیش کرنے کے لیے وضع کی گئی ہیں اور جوفکری حوالے سے بصیرت افروز ہیں تو اسلوبیاتی حوالے سے بھی زبان و بیان کے معیار اور وقعت میں اضافے کا باعث ہیں۔شاعرانہ تراکیب اگر ایک طرف کلام کو دوسرے شعرا کے کلام سے ممیّز کرتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ زبان و بیان کا انداز بھی نئے پن کا احساس دلاتا ہے۔یہ نیا پن زبان کے لیے ذائقے کی حیثیت رکھتا ہے۔عطاشادنئی تراکیب سازی میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کا کلام نئی تراکیب واصطلاحات کے باعث منفرد ہے۔

وہ اپنی شاعری میں بے شمار مخصوص بلوچی و فارسی الفاظ، تراکیب اور اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اور انہیں مہارت سے نئے معنی پہنائے ہیں اُن کے ہاں جدید تراکیب واصطلاحات کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے ان کی ترکیب سازی کی مہارت کو دہلی، لکھنو، کراچی اور لاہور کے شعری دبستان کا حلیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے:

> ''عطاشاد کے تخلیقی ذہن نے بکثرت ، تازہ بہ تازہ اور نوع بہ نوع خوبصورت لفظی تراکیب تراشی ہیں۔بے شمار تراکیب ان کی زائیدہ علامت اور اُن سے منسلک استعارات وتلازمات، عطاشاد کے کلام میں جامد نہیں، متحرک ہیں، خاموش نہیں پُرشور ہیں، بے زبان نہیں لبِ گویا رکھتے ہیں، گنگناتے ہیں، گاتے ہیں، بولتے ہیں، باتیں کرتے ہیں...... عطاشاد نے زندگی کے منجمد ولب بستہ ماحول و مناظر کو متحرک وناطق بنادیا ہے اور نطق ومتحرک کے مسلسل ومستقل عمل سے اپنے شاعری کو ایک منفرد لہجہ دیا ہے''۔(5)

جو اسلوب انہوں نے اپنی شاعری میں وضع کی ہے۔اس میں تراکیب ایک اہم اور بنیادی عنصر ہے۔تراکیب کے ذریعے وہ اپنے شاعرانہ خیالات کو بلاغت کے ساتھ احسن انداز میں پیش کرتے ہیں۔ان میں اکثر فارسی اور اردو تراکیب ایسی ہیں جو اردو شاعری میں پہلی بار عطاشاد ہی استعمال کرتے ہیں۔اُن کے تراکیب میں ایسی روانی اور چاشنی پایا جاتا ہے کہ وہ عطاشاد کو ایک الگ اور منفرد اسلوب اور آہنگ سے روشناس کراتے ہیں۔

صنائع بدائع:

شاعری میں فنی وفکری محاسن پرکھنے کے لیے فصاحت اور بلاغت کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔فصاحت لفظی خوبیاں پیدا کرتا ہے جب کہ بلاغت معنوی خوبیاں پیدا کرتا ہے۔اس سے صنائع لفظی ومعنوی کی شاخیں جدا ہوتی ہیں۔صنعتوں کے استعمال سے کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا ہوتی ہے۔ایک شاعر کے کلام میں اگر صنعتوں کا استعمال غیر شعوری طور پر برجستگی کے ساتھ ہوا ہے تو یہ کلام میں زور اور تاثیر پیدا کرتے ہیں۔کلام مائل بہ اختصار ہوتا ہے اور معنویت میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔عطا شاد کی شاعری میں صنائع بدائع کا استعمال کثرت سے پایا جاتا ہے ان کی شاعری لفظی اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہے۔عطا شاد کے ہاں مختلف النوع صنعتوں کا استعمال نہایت فن کارانہ انداز میں ہوا ہے جن میں صنعتِ تکرار،صنعتِ استفہام اور صنعتِ تلمیح قابلِ ذکر ہیں۔

1) صنعتِ تکرار:

لفظوں کے تکرار سے جذبے کی شدّت میں اضافہ کر کے یا تکرار سے تاکید کی صورت پیدا کر کے بیاں میں حُسن پیدا کیا جاتا ہے۔یہ لفظی حُسن معنی ومفہوم میں بھی گہرائی پیدا کرتا ہے۔عطا شاد کی شاعری میں صنعتِ تکرار کا استعمال بکثرت پایا جاتا ہے اور بہ اندازِ ماہرِ فن پایا جاتا ہے۔نظم ''اُس کے نام'' کا یہ شعر ملاحظہ ہوں۔:

میں جو سوچوں تو کیا کیا نہ دیکھوں
میں جو دیکھوں تو کیا کیا نہ سوچوں(6)

نظم ''سحرِ سخن'' میں قطرہ قطرہ کی تکرار بھی نہایت ماہرانہ انداز میں کیا گیا ہے۔

اگر کبھی اُس کا لمسِ لذّت
وصلِ طویل
قطرہ قطرہ
مرے رگ وپے میں نشہ بن کر نچڑ رہا ہو(7)

نظم ''گل کدہ'' میں صنعتِ تکرار کئی مصرے میں پایا جاتا ہے جس سے نظم میں ایک جدّت پیدا ہوگئی ہے۔

مثالِ طفلِ طلب،تراشے
یہ فکر کا ایک ایک گوشہ
شناخت کا ایک ایک لمحہ(8)

کبھی اس امروز کا کوئی خوشگوار دیروز بھی ہوا تھا
کتابِ ماضی ورق ورق
اِن صباحتوں سے دمک رہی تھی (9)

نظم ''کرخسہ''میں جگہ جگہ صنعتِ تکرار کے استعمال نے جو چاشنی نظم کی روانی میں پیدا کی ہے وہ دوسری کسی بھی نظم میں نہیں ملتی۔اس نظم میں بار بار کئی اشعار میں الفاظ کی خوبصورت تکرار ہی اس کی معنویت میں جدّت پیدا کرتی ہے۔

جیسے قُرب کی حِدّت
برف برف سانسوں میں
بھی پگھال دیتی ہیں (10)

گرم گرم خوابوں میں
لہر لہر کُھلتا ہے
اُس کے جسم کا پرچم (11)

نظموں کے علاوہ اُن کی گیتوں میں بھی صنعتِ تکرار کا بکثرت استعمال ملتا ہے جس سے اُن کی گیتوں میں خوبصورت روانی کی ایک لہر دوڑتی ہے اور قارئین کو پڑھتے وقت چاشنی کی ایک عجیب کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ گیت ''حُسنِ کوہسار''میں جگہ جگہ صنعتِ تکرار پایا جاتا ہے جس کے ہر مصرعے کے آخر میں تکرار نے گیت میں جو ترنم اور روانی کو جان بخشا ہے وہ اُن کے کسی اور گیت میں نظر نہیں آتا۔مثال کے لیے پوری گیت ملاحظہ ہو۔:

اَے حُسنِ کوہسار، آ
تجھ بِن فضائے جاں
خزاں خزاں
گُل بہار آ

پھیلے کہیں شفق
وادی میں دُور تک

تیرا ہی رَہ گُزر
نظر نظر
سجائے پیار آ

آئے تو وہ کبھی
تھم جائے وقت بھی
یادوں کا کارواں
رواں رواں
ہے انتظار آ

اُٹھے جدھر نظر
ہو تُو ہی جلوہ گر
تیرا ہی پیرہن
چمن چمن
ہر آبشار آ(12)

نظموں اور گیتوں میں تکرار لفظی کی کثرت کے علاوہ اُن کی غزلیات میں تکرار لفظی کی مثالیں زیادہ نمایاں اور معنوی سطح پر زیادہ اہم ہیں۔ جس سے نہ صرف عطا شاد کے اسلوب کی انفرادیت دوسرے شعراء سے الگ عیاں ہوتی ہے بلکہ اُن کی شاعری میں ایک پُر لطف روانی اور کلام کی معنویت میں جدّت پیدا ہوتی ہے۔ اُن کی غزلیات کے اکثریت میں تکرار لفظی کا اظہار ملتا ہے۔ کچھ غزلوں کے ایک شعر اور کچھ غزلوں کے کئی اشعار میں تکرار کی صنعت کا استعمال ملتا ہے۔ اُن کی غزلیات میں صنعتِ تکرار کا خوبصورت اور ماہرانہ استعمال ملاحظہ ہوں۔:

میں زخم زخم رہوں روح کے خرابوں سے
تو جسم جسم دہکتا رہا گلابوں سے
میں چوم چوم لوں ایک ایک حرفِ صورتِ دل

کلامِ پاک پڑھوں حُسن کی کتابوں سے
صبا کا ہاتھ ہے یا ہے ترے گداز کا لمس
میں جاگتا ہی رہا گرم گرم خوابوں سے (13)

شفق کے پھول کھلے ، اوس کی پھوار گری
جہاں جہاں پہ صبا چھُوکے رُوئے یار گری
سنبھل سنبھل کہ ڈھلکنے کو ہے ترا آنچل
گری گری تری زلفوں کی آبشار گری
وہ ایک شاخِ نشیمن کہ اب بھی تازہ ہے
وہ ایک برقِ خرابی کہ باربار گری (14)

ہے جسم جسم دھڑکتی رُتوں کا شہرآباد
یہ آفریدۂ مہتاب، وہ گلاب نژاد
نظر نظر میں دمکتی ہے رَت جگوں کی دھنک
فصیلِ جسم میں ہم ہیں مثالِ خواب آزاد
قدم قدم پہ چمکتے ہیں چاہتوں کے سراب
بچھا ہے شیشۂ دل اے نگاہِ آئینہ زاد
پھوار بن کے گرے جیسے حرف حرف کا رس
تیری زباں سے سُنوں اپنے عشق کی روداد (15)

کسی پہ بادِ صبا تھا کسی کو صَرصَر تھا
مگر گیا تو بھرا شہر دیدۂ تر تھا
ہوا ہوا تو وہی حرف شعلہ پیکر تھا

مری زبان سے نکلا مجھی کو نشتر تھا (16)

وہ جو گردِ راہ گزار تھے، وہی منزلوں کے مدار تھے
اَے اُجاڑ دشت کے ساکنو! مِرا گھر گیا مِرا گھر گیا
سرِ قتل گہہ، تہہِ آئینہ، کہیں اجنبی، کہیں آشنا
جو گُزر گیا سو گُزر گیا، مگر اعتبارِ نظر گیا (17)

یہ آنسو پونچھ بھی لو، وہ جنونی
گریباں تار تار آئے نہ آئے
عطاؔ اب جستجوئے آرزو کر
یہ مہ وش بار بار آئے نہ آئے (18)

2) صنعتِ استفہام:

ایک شاعرانہ خیال کو استفہامیہ انداز میں پیش کر کے خیال کی اہمیت کو عطا شاد بڑی فنی مہارت کے ساتھ نمایاں کرتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ صنعت کثرت سے استعمال ہوئی ہے اور اُن کی شاعری میں جذبے کی شدت کو بڑھاوا دینے کا باعث بنی ہے۔ اُن کی شاعری کے اسلوبیاتی مطالعہ سے اُن کے بیشتر غزلوں میں استفہامیہ کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ مقالہ کی طوالت کے باعث بہت سے اشعار کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں صنعتِ استفہامیہ سے مزین ذیل کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔:

خود ہی صدمہ بنے اپنے احساس کا ، تم نے سوچا بھی کیا
اور سوچو تو خود بھی تماشا بنو سوچنا چھوڑ دو
چاندنی رات میں کیا کسی نے کہا، کیا کسی نے سُنا
عہدِ ماضی کے خونیں بھنور سے بچو سوچنا چھوڑ دو
کون ہے بے وفا، کون ہے باوفا، کس کو دوگے سزا
زندہ رہنا ہی ہے گر، تو میری سنو سوچنا چھوڑ دو

تم کہاں تک سمیٹو گے ، تنہائیاں، دل کی ویرانیاں
یاد کی پتّیوں کو بکھرنے ہی دو سوچنا چھوڑ دو
تم بھی کس کس قیامت کو روکو گے اِس زندگی کے لیے
غم کے صورت گرو، درد کے شاعرو سوچنا چھوڑ دو
زندگی ہے عطا اِک فقط حادثہ دل دنیا ہے کیا
اپنے احساس کے دُکھ اُٹھاتے رہو سوچنا چھوڑ دو (19)

ذرّے سے زرّ، حَجر سے شَجر، مانگتا ہے کون
محبوس ہیں، ذرا سی ہوا، مانگتے ہیں لوگ
رکھتے ہیں ریگ باں سے جُوئے آب کی اُمید
کیا سادہ ہیں ، سراب سے کیا مانگتے ہیں لوگ
ٹھنڈک دِلوں میں رُوح میں خنکی، نظر میں نَم
کیا سادہ ہیں، یہ آگ سے کیا مانگتے ہیں لوگ
مقتل میں اپنے خوں کے عوض، سروری ملے
حسرت زدہ شہید سے کیا مانگتے ہیں لوگ (20)

لبِ گویا کو جو اِک موجِ ہوا کہتے ہیں
سوچ کی آہنی دیوار کو کیا کہتے ہیں
روزِ باراں ہے تری یاد، ترا غم شبِ ماہ
وہ کہاں ہے جِسے اندوہ رُبا کہتے ہیں (21)

میں بے منزل تم ہو میرے ساتھ کہاں تک
کونپل ہو تم موجوں سے کب تک ٹکراؤ

ہم ہیں اندھیاروں میں روشنیوں کے پیاسے
شہد لبو، سیمیں بدنو، تم کہاں ہو، آؤ (22)

وہ حجابِ حَبس میں کب ہُوا جو سُخن رہا
وہی پیرَہن میں ہوا کے ، اُس کا بدن رہا
کوئی ہم میں رشتۂ خار تھا نہ گلاب تھا
اُسے کیوں وہ دشت لگا جو مجھ کو چمن رہا
میرے ہم طلب یہ رُتوں کی راہ میں کون تھا
جو جَلا تو رنگ رہا بنا، بُجھا تو کرن رہا (23)

3) صنعتِ تلمیح:

''علمِ بدیع کی اصطلاح میں تلمیح اس شاعرانہ حربے کو کہتے ہیں جس کے تحت کہنے والا یا لکھنے والا اپنے کلام یا تحریر میں کم سے کم الفاظ میں کسی قصے، آیت، حدیث، شخصیت یا مشہور واقعے کی طرف اشارہ کرے۔ کسی ایسی چیز کا ذکر کرے جو کتب مستعملہ میں مذکور ہو۔ مشہور شعر یا ضرب المثل یا کسی مسئلے کو کلام میں لائے جیسے مقررین اہم واقعات کی طرف بسا اوقات جملوں اور لفظوں میں اشارہ کرے''۔(24) کسی بھی شاعر کے کلام میں تلمیح کا استعمال اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شاعر کو دنیا کی تاریخ اور انسانی سماجی ارتقاء پر کافی دسترس حاصل ہے۔ تلمیح کے استعمال سے نہ صرف شاعر کسی بھی دور کے واقعات کو دوبارہ دہراتا ہے بلکہ اپنی شاعری کے ذریعے اس زمانے کا نمائندہ بھی بن جاتا ہے۔ عطا شاد کی شاعری میں تلمیح نہایت کم تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن جو بھی تلمیحات استعمال ہوئی ہیں وہ نہایت جاندار اور بامعنی انداز میں استعمال ہوئی ہیں۔ اُن کی شاعری میں معروف تلمیحات کے علاوہ بلوچستان کے تاریخی واقعات، اشخاص اور مقامات کی غیر معروف تلمیحات بھی پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں عطا شاد کے کلام میں استعمال ہونے والے تلمیحات ملاحظہ ہوں۔:

(آتش کدہ)

آتش کدۂ جاں میں سُلگا ہے زغال شَب
سانسوں میں چھڑکتا ہے اِک شخص سحر لے کر (25)

(آدم)

جو شب شفق، شام سے بنتا تھا ستارہ
وہ قادرِ صد وقت تھا آدم بھی وہی تھا (26)

(آذری پیشہ)

آذری پیشہ ہیں کافر تو نہیں اے شاد
ہر حسین پر ہمیں احساس خدا کا گزرا (27)

(اہرمن)

ہُوا نہ طے ہی کبھی جادۂ وجود و عدم
کہ فاصلہ بھی تو یزداں سے اہرمن تک تھا (28)

(بالاچ)

تو پھر کون ہو؟
میں وہ نغمہ ہوں بالاچ!
جو تم ابھی بجا رہے تھے(29)

(بولان)

جنم جنم کی پیاس بجھائے، ایک سُلگتی آس، دل سیلابِ طلب بولان ہو جیسے
برق گرے یا شعلے برسیں، پھر بھی رہے شاداب، یہ تشنہ کشتِ طرب بولان ہو جیسے(30)

(بھنبھور)

ایک وفا ہے ایک محبت، ایک تمنا، ایک طلب ہے، پھر بھی میں اس سوچ میں ہوں
تیرے وصل کا باعث تھا بھنبھور ترا، اور میرے لئے الفت کا سبب بولان ہو جیسے (31)

(چاکر)

چاکر نے اِک عہد کیا
چاکر......رندوں کا سردار

ایک میں جیسے ایک ہزار (32)

(چلتن)

میں چلتن کی چوٹی بن کر
ڈھلوانوں میں بہتا جاؤں (33)

(حانی)

حانی......سچا پیار، کہ جس کو میں نے اپنے قول کی نذر کیا
پس تو مجھ سے ہار گیا
تجھ سے تیرا پیار گیا -
سردار گیا (34)

(دستِ مسیحا)

یہ بھی اس دستِ مسیحا کی کرامت ہے عطا
درد گھٹنے میں نہیں آتا، اثر کے بعد بھی (35)

(سُقراط)

کوئی بھی نہ تھا، مجھ سا خراباتیء دوراں
یہ زہر تو موجود تھا، سُقراط سے پہلے (36)

(شاہ مرید)

بچّے، دوست، محبت کرنے والے سب سچّے
حرفِ زباں کی نذر ہوئے
قوم قبیلے سب کے سب بے قدر ہوئے
شاہ مرید بھی ہار گیا (37)

(شہداد)

ہاں مگر اے شہداد

تیرے گُلگ کا لمس
میرے انفاس میں بھونچال کی تاثیر بھرے
دل کو زنجیر کرے(38)

(صراط)

صراطِ زندگی پر جو آئے سربدست آئے
جہادِ جان و تن ہیں تقاضے سروری کے (39)

(ضحاک)

اِس تَن پہ، ہر اِک تارِ کفن، مارِ کفن ہے
اِس تَن کو عطا خلعتِ ضحاک نہ پہنا (40)

(عصائے موسوی)

محبت کے سفر پر
کھول دے گا راستے سارے
عصائے موسوی کے سامنے
قُلزم کدورت کا(41)

(عومر)

اب میرا بندِ قبا
دَستِ قضا کھولے گا
یا کوئی عومر سرگشتہ وفا کھولے گا(42)

(غارِ حرا)

ہاں مگر تو اتارے
مرے دل کے غارِ حرا میں

عزا گاہِ کرب و بلا میں
کوئی اسمِ افزا نظر، آیۂ معتبر (43)

(کربلا)

عطاؔ میں کربلا کا خمارِ تشنگی ہوں
جنم لیتا ہوں مرکے، فنا ہوتا ہوں جی کے (44)

(یزداں)

ہُوا نہ طے ہی کبھی جادۂ وجود و عدم
کہ فاصلہ بھی تو یزداںؔ سے اہرمن تک تھا (45)

محاورات:

''مرّوج لسانی مفہوم میں محاورہ سے مراد الفاظ کا اپنے لغوی معنی سے قطع نظر مجازی مفہوم میں استعمال ہونا ہے۔ محاورہ کے الفاظ سے جو مفاہیم وابستہ ہوگئے نہ تو انہیں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی الفاظ کی ترتیب تبدیل کی جاسکتی ہے''۔(46) محاورہ مخصوص اور مختصر الفاظ میں ایک بڑے خیال کو پیش کرتا ہے ایک زبان کا محاورہ اس کی لسانی تہذیب میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس قوم کی تہذیب، نفسیات اور اجتماعی دانش کی بھی نمائندگی کرتا ہے شاعری میں محاورے کا برجستہ، برمحل اور فنکارانہ استعمال شاعری کے اسلوبیاتی معیار اور فکری معیار کو بلند کرتا ہے۔ عطا شاد کی زبان محاورہ کے برجستہ اور فطری استعمال سے بھرپور ہے اور شعر میں معنوی وسعت کی حامل ہے۔ اُن کی شاعری میں اردو محاورات کا استعمال نہایت ماہرِ فن کی حیثیت سے پایا جاتا ہے۔ اُن کے ہاں اردو محاورات کا مختلف زمانوں میں احسن انداز میں استعمال، اُن کے کلام میں چاشنی اور بہتی روانی پیدا کرتی ہے۔ ذیل کے نمونے کے اشعار میں محاورہ شعر کی معنویت میں اضافے کے باعث ہیں۔

(آگ بانٹنا)

چہ خوش نظر ہے، عطاؔ! میرے عہد کا گلچیں
جو آگ بانٹ کے خوشبو سمیٹنا چاہے (47)

(آواز دینا)

ٹوٹتے خواب اُجڑے گلستاں نہیں پھر سے آباد ہوں
اب نہ گُزری بہاروں کو آواز دو، سوچنا چھوڑ دو (48)

(بپا ہونا)

پھر قصرِ زیرِآب میں جُنبش ہُوئی بپا
سیلِ زماں سے تختِ رواں رینگنے لگا (49)

(برف پگھل جانا)

وہی پت جھڑ، وہی آنگن، وہی خشکابۂ جاں
سبزہ عریاں نہ ہُوا، برف پگھل جانے سے (50)

(پہاڑ مَسل جانا)

یخ پت جھڑ سے شاخ شعاعیں ٹوٹ جمیں
لاوا لاوا پھول پہاڑ مَسل جائے (51)

(تماشا بننا)

خود ہی صدمہ بنے اپنے احساس کا تم نے سوچا بھی کیا
اور سوچو تو خود بھی تماشا بنو سوچنا چھوڑ دو (52)

(جگر کے پار ہونا)

وہ ایک بات جو نشتر نہ تھی خدنگ نہ تھی
جگر کے پار ہوئی، صورتِ شرارگری (53)

(جھٹک جانا)

ہلکی سی اِک صدا سی لگی اور گزر گئی
جیسے کوئی غُبارِ سماعت جھٹک گیا (54)

(جھلک دِکھلانا)

ایک بار اور آکے مِل اور عمر بھر تڑپا کے دیکھ
اِک جھلک دکھلا کے کب تک روح کو ترسائے ہے (55)

(خاک اُڑنا)

وہ بوند تھا، تو مِرے دشتِ دِل میں خاک اُڑی
بَنا جو آگ تو جنگل تمام صحرا تھا (56)

(خواب ہونا)

رات پھولوں کی نمائش میں وہ خوش جسم سے لوگ
آپ تو خواب ہوئے اور ہمیں بیدار کیا (57)

(درد جگانا)

دلوں کے درد جگا، خواہشوں کے خواب سجا
بلا کشانِ نظر کے لئے، سراب سجا (58)

(دھڑکن جاگنا)

میرے پریشاں خواب سے بالوں میں تیری انگلیاں
نیندوں میں دھڑکن جاگتی اچھے دِنوں کی بات ہے (59)

(دُکھ اُٹھانا)

زندگی ہے عطا اِک فقط حادثہ دل کی دنیا ہے کیا
اپنے احساس کے دکھ اُٹھاتے رہو سوچنا چھوڑ دو (60)

(دھوپ ٹلنا)

وہ تو لفظوں میں تراشے ہے شجر کے سائے
دھوپ ٹل جائے گی کیا، میرے بہل جانے سے (61)

(دم میں دم)

جئے جاؤ کہ جب تک دم میں دم ہے
جئے جاؤ' قرار آئے نہ آئے (62)

(رُت بدلنا)

اب کی چُپ عطا چٹکیں حرف میری سانسوں کے
اب کی چُپ دَہکتا ہے حَبس رُت بدلنے کا (63)

(زخم بھرنا)

میری نبض چُھو آئے جن کے ہاتھ ہی تھے سُن
اور پھر ہُوا چرچا میرے زخم بھرنے کا (64)

(زخم سجانا)

پُھول سے نازک چہرے دیکھو زخم سجاؤ
زلفوں کی تعریف کرو زنجیر بناؤ (65)

(غم اُٹھانا)

ہزار امتحاں یہاں ہزار آزمائشیں
ہزار دُکھ ہزار غم اُٹھا سکو تو ساتھ دو (66)

(گھاؤ رکھنا)

یہ دل بھی زخم ہے وہ گُل بھی گھاؤ رکھتا ہے
تمام شہر طلب کا الاؤ رکھتا ہے (67)

(نظر لُٹانا)

جو تم کہو یہ دل تو کیا میں جان بھی فدا کروں
جو میں کہوں بَس اِک نظر لُٹا سکو تو ساتھ دو (68)

(فریب کھانا)

بڑے فریب کھاؤ گی، بڑے ستم اُٹھاؤ گی
یہ عمر بھر کا ساتھ ہے نبھا سکے تو ساتھ دو (69)

کلاسیکی آہنگ:

عطاؔ شاد کی شاعری فکری اور فنی جدّتوں کے باعث جدید شاعری کی ایک عمدہ مثال ہے۔لیکن یہ جدّت طرازی نہ صرف لفظی سطح پر ہے اور نہ خیال کو پیش کرنے کے اچھوتے انداز کی سطح پر بلکہ وہ فکری حوالے سے بھی جدید طرزِ احساس کے شاعر ہیں اور فنی حوالے سے بھی جدّت کے تقاضوں کو نبھاتے چلے جاتے ہیں۔جدّت کی ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان کی ایک اہم ادبی خوبی شاعری کی روایت سے منسلک ہوکر جدید افکار کو شعوری جامہ پہنا تا ہے۔اردو شاعری کے وقار اور معیار میں اضافہ کرتے جاتے ہیں کیونکہ ان کا شاعرانہ لہجہ کلاسیکی ذائقے سے بھرپور ہے۔ان کی شاعری میں کلاسیکی شاعری کا آہنگ نمایاں ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا ان کے کلام کے کلاسیکی آہنگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''وہ بتدریج کلاسیکی شاعری کے آرائشی اسلوب سے دست کش ہوکر اپنی زمین کی اس زبان میں باتیں کرنے لگا تھا جس کی لغت میں مے، میخانہ، گُل، بُلبل، شمع، پروانہ، آشیاں، خرمن، طاقِ نسیاں، محشرِ خیال، بادِ صبا، گُل پیرہن، مینا و جام اور خرامِ ناز سے کہیں زیادہ دِیا، پتھر ہوا، خوشبو، چُپ کی شکن در شکن یخ بستگی، الاؤ، سناٹے کا کورا کاغذ، خیمہ کی دیوار، پانی کی لکیر، چوبِ صحرا، پانی کا کٹورا اور انجیر کا پیڑ الفاظ اور امیجز (Image) کو گلشن کی علامتوں میں بیان کرتا نظر آتا ہے مگر جلد ہی غزل کے ان کلاسیکی خدوخال کے نیچے، بُجھے ہوئے حروف کی صورت میں ایک ایسا چہرہ دکھائی دینے لگتا ہے جو چمن میں نہیں بلکہ سنگلاخ ویرانے میں کھلا ہے۔یہ سُرخ و سپید چہرہ ایک ایسا گلاب ہے، جسے سنگلاخ ویرانے کی شدید گرمی اور سردی نے اپنا رنگ روپ عطا کر دیا ہے۔اس طرح وہ اس شمع کی طرح نہیں ہے جو کلاسیکی شاعری میں اپنی عمرِ طبعی ہنس کر یا رو کر گزار دیتی ہے بلکہ اس دِیے کی مانند ہے جو کبھی تو کسی صحرائی خیمہ کے اندر ٹمٹماتا ہے اور کبھی رات کے آسمان میں چاندی کے سکّے کی طرح کھنکتا ہے، میرا خیال ہے کہ عطاؔ شاد کو اس بات کا احساس ہوگیا تھا کہ اگر بطور شاعر زندہ رہنا ہے تو اُسے زُود یا بدیر کلاسیکی شاعری کی اس لفظیات اور امیجری کو ترک کرنا ہوگا جو اُسے ورثہ میں ملی ہے''۔(70)

وہ محض لفظوں کے ہیر پھیر سے اشعار میں حیرت ناکی کو نہیں اُبھارتے بلکہ الفاظ کی تہہ میں ایک فکر کو پورے فنی مہارت کے ساتھ کلاسیکی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ان کا یہ اسلوب ان کو فن کے اساتذہ کے قریب تر لے جاتا ہے۔ذیل

کی غزل کے یہ اشعار کلاسیکی ماحول تخلیق کرتے ہیں۔کلاسیکیت نہ صرف اُن کے اسلوب اور فکر میں نمایاں ہے بلکہ موضوعی اعتبار سے بھی اُن کے کلام میں کلاسیکی داستانوں اور تاریخی واقعات کا شعور پایا جاتا ہے۔ذیل کے اشعار میں کلاسیکیت اُن کے اسلوب اور اندازِ فکر کے بہترین نمونے ہیں۔

جو باغوں میں دیدار بکھیرے بن میں آوے
وہ بادل ہے پھر میرے آنگن میں آوے
وہ صحرا کا سایہ ہے، وہ سرما کا سورج
وہ ہر پت جھڑ میں بچھڑے، ہرساون میں آوے (71)

گُلِ دَہن کا نشہ، بوئے پیراہن کا نشہ
مہک رہا ہے چمن میں تیرے بدن کا نشہ
نظر نہ سنبھلے، زباں لڑکھڑائے، دل بہکے
وہ حُسنِ تازہ کہ بخشے مئے کہن کا نشہ (72)

اُن کے شعری اسلوب میں سیاسی، سماجی، تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی فکر خاص اہمیت کا حامل ہے۔اسی لئے ان کے یہ افکار اُن کی شاعری میں نمایاں ہیں۔اُن کی تراکیب و اصطلاحات، تشبیہات اور استعارات اپنے اندر ایک وسیع شعری دنیا سمائے ہوئے ہیں۔اُن کی شاعری میں کئی صنعت اور شعری ٹیکنیک پائے جاتے ہیں جو نہایت مہارت سے استعمال میں لائے گئے ہیں اور اُن کے خیالات کے ابلاغ میں مددگار ہیں۔اردو شعری ادب میں عطا شاد وہ مشکل پسند جدید اسلوب کے شاعر ہیں جو سادہ خیالات کو پیچیدہ تراکیب اور اصطلاحات میں پیش کرتے ہیں۔اُن کا یہی کمالِ فن اُن کی انفرادیت کا باعث ہے۔

2) موضوعاتی مطالعہ

عطا شاد ایک نہایت ہی مشکل پسند اور جدید شاعر ہیں وہ نظم اور غزل دونوں اصناف میں یکساں طور پر طبع آزمائی کرتے ہیں۔ان کی شاعری میں واقعہ نگاری،فطرت نگاری،حقیقت نگاری،منظر نگاری کا ایک عملی نمونہ پایا جاتا ہے۔وہ اپنی شاعری میں ظلم و جبر،حق و انصاف،بھوک اور پیاس کے علاوہ عداوت اور محبت،قید و بند اور آگ اور خون کو جا بجا موضوع سخن بناتے ہیں۔اُن کی شاعری اپنے عہد کی تاریخ کے طور پر بطور سند پیش کی جا سکتی ہے۔اُن کی شاعری نہ صرف بلوچستان کی سیاسی،سماجی اور تاریخی شعور سے عبارت ہے بلکہ وہ آفاقیت کے بھی قائل ہیں۔وہ اپنے افکار کو مختلف موضوعات کی روشنی میں الفاظ اور تراکیب کا جامہ پہنا کر نہایت احسن طریقے سے اشعار کے قالب میں ڈالتے ہیں۔اُن کی شاعری نہ صرف اُن کے عہد کا نمائندہ ہے بلکہ اُن کے ہمعصر اور شاگردانِ سخن کے لیے بھی ایک مکتبۂ سخن کا نیا باب ہے۔عطا شاد کی شاعری میں قارئین کو بہت سے پہلو پڑھنے کو ملیں گے جن میں سے کچھ پہلو کا تجزیہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخی پس منظر:

عطا شاد کا تاریخی شعور بصیرت افروز ہے۔وہ رجال و اماکن کو ان کے تاریخی پس منظر کے ساتھ اپنی شاعری میں یوں برتتے ہیں کہ واقعہ اپنے پورے خدوخال کے ساتھ قاری کی نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔تاریخی واقعات سے وہ اپنے شاعرانہ خیال کو گہری بصیرت اور معنویت بخشتے ہیں۔وہ اپنی شاعری میں بلوچی کے قدیم رومانس کو کبھی نظم کی شکل میں پروتے ہیں تو کبھی اُن کو بطورِ تلمیح استعمال کرتے ہیں اس کے علاوہ، وہ بلوچ سماج میں قدیم تاریخی منفی روایات،قبائلی اور سرداری نظام کے مخالفت بھی کرتے ہیں اور سرداری نظام کو جدید عہد میں سماج کے لیے ایک ناسور سمجھتے ہیں۔''جب بلوچ سردار نواب خیر بخش مری اپنے تمام قبیلے کے افراد کو اپنے ساتھ افغانستان میں ہجرت کرنے اور جلاوطنی کا حکم دیتے ہیں تو مری قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص اپنے تمام بھیڑ بکریاں کوئٹہ کی منڈی میں بیچ کر اُس کاروان میں شامل ہو جاتا ہے۔تاکہ اپنے سردار کے قدیم روایتی اور تاریخی حکم کی پیروی کو یقینی بنایا جا سکے''(73)۔اسی واقعہ کو عطا شاد نے پورے تاریخی تناظر کے ساتھ نظم ''حکمِ حاکم'' میں الفاظ کا پیراہن پہنایا ہے۔نظم ملاحظہ ہو:

ڈوب گئے تو جھوٹے ٹھہرے\
دریا پار کیا تو سچے\
ایک سو بھیڑیں رکھنے والے

یہ میرے سردار کا حکم ہے
کود پڑو(74)

ثقافتی عناصر:

شاعر اپنے اردگرد پھیلی ہوئی زندگی اور اس زندگی کے مختلف رنگوں سے الگ ہوکر شعر تخلیق نہیں کرسکتا۔ اس کی شاعری میں اس کی ثقافت کے رنگ جھلکتے ہیں عطا شاد کے اردگرد کی زندگی اس کی شاعری میں اپنے متنوع رنگوں میں پورے خدوخال سے موجود ہے۔ وہ اپنی مٹی کا نمائندہ ہے۔ اپنی شاعری میں ثقافت پر فخر کرتا ہے۔ اس محبت اور فخر کا اظہار اس کی شاعری میں جابجا پایا جاتا ہے۔ اپنی ثقافت کے رنگوں سے وہ اپنے شعر کے پیکر میں نئے رنگ بھرتا ہے۔

بلوچی میں ایک ضرب المثل مشہور ہے کہ ''ایک گلاس پانی پئیں اور سو سال تک وفا کریں'' اسی ضرب المثل کے حوالے سے بلوچ معاشرے میں ایک روایت مشہور ہے کہ جو انسان کسی بلوچ کے گھرانے میں ایک گلاس پانی پیتا ہے تو اُس پر سو سال تک اُس گھر کا وفادار بننا فرض بنتا ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اس طرح کے کسی بھی روایت پر عمل نہیں کیا جاتا۔ یہ ضرب المثل اور اسی سے جُڑے ہوئے روایت بلوچ قوم کی مہمان نوازی اور وفاداری کی عکاسی کرتی ہے اور اسی حوالے سے اس روایتی ضرب المثل کو جابجا بطور مثال دہرایا جاتا ہے۔ عطا شاد نے اُسی بلوچی ضرب المثل کو ایک چھوٹے سے نظم ''وفا'' کے عنوان سے لکھ کر بلوچی ثقافت کی صحیح نمائندگی کی ہے۔ نظم ملاحظہ ہو:

میری زمین پر ایک کٹورے پانی کی
قیمت
سو سال وفا ہے
آؤ! ہم بھی پیاس بجھائیں
زندگیوں کا سودا کرلیں(75)

علاقائی پس منظر:

اُن کی شاعری کے پس منظر میں بلوچستان کے کوہ و دمن اپنے مخصوص جغرافیائی ساخت اور حالات کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اُن کی شاعری میں بلوچستان کے تپتے ہوئے صحرا، بے آب گیابان اور کھلے میدان، سنگلاخ پہاڑوں کی منظرکشی کے علاوہ یخ بستہ موسم، گرم اور سرد ہواؤں کے پیکر واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ اُنہیں بلوچستان سے دلی عشق تھا اسی

وجہ سے وہ اپنی شاعری میں جا بجا بلوچستان کے سماجی، سیاسی اور تاریخی حوالوں کو دہراتے ہیں۔اُن کی شاعری میں بلوچستان کے جغرافیہ کی عکاسی بھر پور طریقے سے ملتی ہے۔ ان کے تخلیقی تجربے میں نہ صرف بلوچستان بلکہ وہاں کے سیاسی و سماجی حالات جا بجا سر اُٹھاتے ہیں۔ڈاکٹر فاروق احمد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''عطا شاد کی شاعری میں بلوچستان کی جغرافیائی اور تاریخی فضا ملتی ہے اور وہ اس کو اپنی پوری شاعری پر مُحیط کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ خیال مزید تقویت پاتا ہے کہ عطا شاد بلوچستان کی تہذیب اور جغرافیہ کے بہت اچھے عکاس ہیں اور چونکہ کوہساروں کی ریت خاموشی نہیں ہوتی اس لئے ہم بھی بہتے ہوئے چشمے کی مانند آہستہ روی سے اُن کے گیت گاتے ہیں۔ عطا شاد اور بلوچستان لازم وملزوم ہو چکے ہیں۔ جدید عہد کی شاعری میں جس طرح محمد حسین آزاد اپنے خیالات کو فوٹو گراف کی شکل میں پیش کرتے تھے اسی طرح عطا شاد شاعری میں بلوچستان کی تصویریں بے حد سلیقے سے بنا رہے ہیں گویا عطا شاد بلوچستان کے فوٹو گرافر ہیں اور وہ چٹیل پہاڑ، گنگناتے چشموں، برف پوش وادیوں اور تپتی چٹانوں کی مصوری کر کے ادب میں اپنا نام نقش کرتے ہیں''۔(76)

اُن کی شاعری میں بلوچستان کے ارضی مناظر، تہذیبی اقدار، روایات، لوک داستانیں اور موسم غرض ہر شے ان کی داخلی تاثر کے ساتھ اظہار پاتی ہیں۔اُن کی شاعری اپنے معاشرہ اور ماحول کی بکھری ہوئی تہذیب کی مکمل عکاسی کرتی ہے اسی لیے ان کے ہاں علاقائیت کا نازک احساس ملتا ہے۔اُن کے بے شمار اشعار میں بلوچستان کی سیاسی، سماجی اور تاریخی واقعات اور تاریخی رومانس تکمیل اور حقیقت سے ہم آہنگ پائے جاتے ہیں۔ علاقائی پس منظر اُن کی شاعری کی انفرادیت ہے۔

مزاحمتی پہلو:

شاعر اپنے گرد و پیش کے المیوں اور تلخ حقائق سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ وہ جو کچھ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اس پر غور وفکر کرتا ہے اور یوں ان کی یہ سوچیں ان کی تخلیقی فکر بن جاتی ہیں۔ وہ منفی رویّوں کے خلاف سوچتا بھی ہے اُن سے نفرت بھی کرتا ہے اور اُن کے خلاف قلم بھی اُٹھاتا ہے، معاشی و معاشرتی ناانصافیوں کو کوئی بھی تخلیقی ذہن قبول نہیں کرتا۔ عطا شاد بھی معاشرے میں پائی جانے والی تضادات کے خلاف قلم اٹھاتا ہے اور اُن کے ہاں مزاحمتوں کا ایک تسلسل پایا جاتا ہے۔ عطا شاد کی شاعری میں مزاحمت کے حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

> ''حرارت، جیسے اوپر میں نے ماحول کا عطیہ بتایا ہے اور عطا شاد کی طرزِ احساس کا نام دیا ہے، ان کی شخصیت کا وہ عُنصر ہے جس نے انہیں احتجاج و بغاوت پر مجبور کیا ہے۔ کسی فرد یا کسی خاص جماعت سے بغاوت نہیں بلکہ سماجی زندگی کی اُن ظالمانہ بے اعتدالیوں سے بغاوت اور جدید صنعتی تہذیب کے ان

سفا کانہ روّیوں سے بغاوت، معاش ومعاشرت کی ان خوفناک ناہمواریوں اور بدعنوانیوں سے بغاوت جنہوں نے زندگی کے بدصورت پہلوؤں کو اُس کے خوبصورت پہلوؤں پر حاوی کر دیا ہے، عطا شاد کی زندگی کا بیشتر حصہ اسی بھیانک موسم میں بسر ہوا ہے۔ وہ آج بھی ذہنی طور پر اسی خوف و بے یقینی اور حبس و جبر کے موسم میں جی رہا ہے۔ حیرت سے سب کچھ دیکھ رہا ہے، محسوس کر رہا ہے پورے شعور کے ساتھ محسوس کر رہا ہے گویا برسوں عذابِ آگہی کا شکار ہے چنانچہ جب آگہی کے اس عذاب سے نجات پانے کی کوئی صورت نظر آتی ہے تو وہ بلبلا اُٹھتا ہے۔ اس کے دل و دماغ احتجاج و بغاوت کی آگ سے تپنے لگتے ہیں۔ اس کے اشعار صاف اعلان کرنے لگتے ہیں کہ عطا شاد کے اندر کا آدمی بُری طرح سُلگ رہا ہے، جل رہا ہے، راکھ ہوا جا رہا ہے.......... اُن کے اندر کا آدمی آج بھی گیلی لکڑی کی طرح سُلگ رہا ہے، کبھی دھواں دیتا ہے، کبھی کوئلے کے شعلوں کی طرح دھکتا ہے۔ گویا عطا شاد کے لئے شعر گوئی تفریح کا مشغلہ نہیں، دل و دماغ کو احتجاج کی آگ سے نجات دلانے کا وسیلہ ہے۔ تبھی تو عطا شاد کی نظمیں ہوں یا غزلیں سب کی سب، اپنے اندر اس آگ کی کوئی نہ کوئی علامت رکھتی ہیں''۔(77)

وہ روایتی واقعات سے متاثر ہو کر مزاحمت کرنے کے ساتھ ساتھ آفاقی اور علامتی انداز میں بھی اپنی شاعری کے ذریعے مزاحمت کے اعلیٰ نمونے تخلیق کرتے ہیں جو نہ صرف ایک طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ پوری انسانیت کی ذہنی اور فکری ترقی اور اُن کے حقوق کا دفاع کرتے ہیں۔ وہ مضبوط اور مستحکم قوتوں کے عروج وزوال اور مظلوموں و محکوموں کے حقوق کا نوحہ ظالم اور جابرین کے سامنے رکھ کر انہیں بہ بانگِ دُہل للکارتے ہیں۔ اسی لئے اُن کی شاعری آگ، خون، خاک، چراغ، سنگ اور آہن کے علامتوں سے مزین ہے۔ ذیل کے دو اشعار ملاحظہ ہوں۔:

ہار کی تہمت دے کر ہم کو جیت کے خوف سے لرزاں ہے
بخت پہ ہم گردش میں تھے ہی تخت پہ وہ سرگرداں ہے
آگ کے ہاتھ نہ موم نہ آہن، آگ کا چہرہ خشک نہ تر
کل جو میرے گھر چنگاری تھی اب ترا شعلۂ داماں ہے
تیری ظلمت کے نشے نے کس کا دیا بجھایا تھا
آگ اِک کٹیا سے کیا بھڑکی شہر کا شہر چراغاں ہے (78)

تم تو ریشم تھے چٹانوں کی نگہداری میں
کس ہوا نے تجھے پابستۂ یلغار کیا (79)

لبِ گویا کو جو ایک موجِ ہوا کہتے ہیں
سوچ کی آہنی دیوار کو کیا کہتے ہیں (80)

فکری وفنی پہلو:

وہ غزل اور نظم دونوں اصناف کے یکساں شاعر ہیں۔اُن کی شاعری میں بے شمار فنی خصوصیات پائی جاتی ہیں جنہیں مقالے کی طوالت کے باعث حذف کیا گیا ہے۔وہ اپنی شاعری میں ہر رنگ، ہر پہلو، ہر آہنگ اور ہر زوایہ نگاہ اور ہر نظریے کو ایک بڑے شاعر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔اُن کا فن، اساتذہ فن کی یاد دلاتا ہے۔فنی لحاظ سے وہ غزل کی نزاکت، الفاظ کے انتخاب اور اظہار میں اختصار اور پُر تاثیریت پر پوری گرفت رکھتے ہیں۔ان کا شاعرانہ لہجہ جدید ہے لیکن وہ روایت سے جُڑے ہوئے ہیں اور اسی لیے ان کے لہجے میں روایت کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔وہ فن کی نزاکتوں اور باریکیوں پر گہری نظر رکھتے ہیں اسی لیے اُن کے لہجے میں نرمی اور ترنم بھی ہے اور سختی اور درشتگی بھی۔ڈاکٹر ناصر عباس نیّر اُن کی شاعری کی فنی و فکری پہلو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جدید غزل گوؤں کے انبوہ میں عطا شاد کی پہچان اُس کی غزل کا مخصوص اسلوب ہے، عطا شاد نے اپنے مخصوص اسلوب کے طفیل اردو غزل کی روایت میں توسیع کا قدام کیا ہے جو اصلاً ذات کے متذکرہ دو منطقوں میں انضمام ہے۔انضمام کا یہ عمل ''یخ کا صحرا'' ''عرضِ حال کا حبس'' ''ہوا کی رحل'' اور ''برف نفس'' جیسی تازہ تراکیب اور انوکھی محاکات کی تخلیق تک محدود نہیں۔ عطا شاد کی غزل کا ایک ممتاز وصف یہ بھی ہے کہ انہوں نے مختلف النوع حسّیات کو اپنے مخصوص تخیلاتی عمل سے باہم آمیز کیا ہے۔عطا شاد کے ہاں باہر کا ماحول یخ، پت جھڑ زدہ، دوزخی دھوپ کی طرح، سخت نامہربان ہے۔شاعر کے تصور محبوب میں سلگتے ہجر کا عنصر حاوی ہے۔اُسے کہیں کہیں بشارتِ وصل ملتی ہے تو وہ حسن یار کو نئے نئے پیکروں میں ڈھالنے لگتا ہے اور اگر کبھی وصل نصیب ہوتا ہے تو شاعر کو لگتا ہے گویا اس نے کسی برف کے انسان کو چھولیا ہے۔عطا شاد چونکہ بالواسطہ اظہار کرتے ہیں۔اس لئے ان کی غزل میں اپنے عہد کے سیاسی و معاشرتی حالات کی عدم موافقت اور سنگینی کی طرف واضح اشارے بہت کم ہیں۔تاہم اُن کے ہاں جو ایک ہمہ

گیر احساس تشنگی اور شکست خوردگی مضمر ہے، وہ یقیناً اپنے عصر کے تخ انسانی رویوں کے سبب ہے''۔(81)

فکری اور موضوعاتی لحاظ سے عطا شاد جدید فکر اور جدید حسّیات کے شاعر ہیں وہ ذاتی وارداتِ قلب کے بیان کو شاعری نہیں سمجھتے بلکہ اس کے علاوہ اپنے چاروں اطراف پھیلی ہوئی زندگی اور اس کی حقیقتوں کو اشعار میں پروتے ہیں۔ ان کی فکری جہات نوع بہ نوع اور فکری زاویے بہت متنوع ہیں۔ اُن کی شاعرانہ موضوعات بھی متنوع ہیں۔ وہ زندگی کے اصل حقائق اور اصل مسائل کو موضوعِ سخن بنا کر اظہار کرتے ہیں۔ وہ محض خیالی دنیاؤں کے اسیر نہیں ہیں۔ ان کے حقیقی روز و شب ہی ان کی دنیا ہے اور اسی دنیا کے مسائل ہی ان کے حقیقی مسائل ہیں۔

حوالہ جات

1۔رابعہ سرفراز،ڈاکٹر،اقبال کا شعری اسلوب،اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،طبع اوّل 2012،ص2۔

2۔سلیم اختر،ڈاکٹر،تنقیدی اصطلاحات توضیحی لغت،لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،2011،ص،32۔

3۔مجتبیٰ حسن،پروفیسر،عطاشاد کے ساتھ ایک سفر،مشمولہ،سنگاب،کوئٹہ:سیلز اینڈ سروسز،اگست 1985ء،ص19۔

4۔عطاشاد،برفاگ،کوئٹہ:ناشاد پبلشرز،مارچ 1998،ص،60۔

5۔فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،عطاشاد......شاعرِ آتش نہاد،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر،شادنامہ،س ن،کوئٹہ:جلد:8،شمارہ:1 تا4،
ص،31۔

6۔عطاشاد،سنگاب،کوئٹہ:سیلز اینڈ سروسز،اگست 1985 ص29۔

7۔ایضاً،ص،43۔

8۔ایضاً،ص48۔

9۔ایضاً ص،49۔

10۔عطاشاد،برفاگ،ص،60۔

11۔ایضاً،ص،61۔

12۔عطاشاد،سنگاب،ص،189۔190۔

13۔ایضاً،ص،39۔

14۔ایضاً،ص،55۔

15۔ایضاً،ص،56۔57۔

16۔ایضاً،ص،106۔

17۔عطاشاد،برفاگ،ص،39۔

18۔سہ ماہی دستگیر،شادنامہ،ص،96۔

19۔عطاشاد،سنگاب،ص،36۔24۔

20۔عطاشاد،برفاگ،ص،33۔

21۔عطاشاد،سنگاب،ص،93۔

22۔ایضاً،ص،103۔

23،ایضاً،ص،108۔

24۔سلیم اختر،ڈاکٹر،تنقیدی اصطلاحات توضیحی لغت،ص،94۔

25۔عطاشاد،سنگاب،ص،150۔

26۔ایضاً،ص،141۔

27۔ایضاً،ص،100۔

28۔سہ ماہی دستگیر شادنامہ،ص،69۔

29۔عطاشاد،برفاگ،ص،77۔

30۔عطاشاد،سنگاب،ص،155۔

31۔ایضاً،ص،155۔

32۔ایضاً،ص،135۔

33۔ایضاً،ص،160۔

34۔ایضاً،ص،137۔

35۔عطاشاد،برفاگ،ص،36۔

36۔ایضاً،ص،66۔

37۔عطاشاد،سنگاب،ص،135۔

38۔ایضاً،ص،132۔

39۔ایضاً،ص83۔

40۔ایضاً،ص،184۔

41۔عطاشاد،برفاگ،ص،83۔

42۔عطاشاد،سنگاب،ص،134۔

43۔ایضاً،ص،86۔

44۔ایضاً،ص،84۔

45۔سہ ماہی دستگیر شادنامہ،ص69۔

46۔سلیم اختر،ڈاکٹر،تنقیدی اصطلاحات توضیحی لغت،ص،238۔

47۔عطاشاد،برفاگ،ص46۔

48۔عطاشاد،سنگاب،ص،64۔

49۔عطاشاد،برفاگ،ص،25۔

50۔ایضاً،ص،29۔

51۔عطاشاد،سنگاب،ص،113۔

52۔ایضاً،ص،62۔

53۔ایضاً،ص،55۔

54۔ایضاً،ص،23۔

55۔ایضاً،ص،33۔

56۔عطاشاد،برفاگ،ص،39۔

57۔عطاشاد،سنگاب،ص،65۔

58۔ایضاً،ص،30۔

59۔ایضاً،ص،61۔

60۔ایضاً،ص،64۔

61۔عطاشاد،برفاگ،ص،29۔

62۔سہ ماہی دستگیر شادنامہ،ص،96۔

63۔عطاشاد،سنگاب،ص،116۔

64۔ایضاً،ص،116۔

65۔ایضاً،ص،103۔

66۔ایضاً،ص،70۔

67۔ایضاً،ص،175۔

68۔ایضاً،ص،70۔

69۔ایضاً،ص،70۔

70۔وزیر آغا،ڈاکٹر،عطا شاد کی شاعری،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر،شاد نامہ،س ن،کوئٹہ: جلد:8،شمارہ:1 تا4، ص،23۔

71۔عطا شاد،سنگاب،ص،164۔

72۔ایضاً،ص،51۔

73۔جاکر خان بلوچ،دیوانہ مرگیا آخر کو دیوانے پہ کیا گزری،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر شاد نامہ،س ن،کوئٹہ: جلد:8،شمارہ: 1 تا4،ص،182۔

74۔ایضاً،ص،131۔

75۔ایضاً،ص،123۔

76۔فارق احمد،ڈاکٹر،شبنم صفت،آتش نسب،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر،شاد نامہ،س ن،کوئٹہ: جلد:8،شمارہ:1 تا 4، ص،33۔

77۔فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،عطا شاد......شاعرِ آتش نہاد،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر،شاد نامہ،س ن،کوئٹہ: جلد:8،شمارہ:1 تا4، ص26-27۔

78۔عطا شاد،سنگاب،ص،153۔

79۔ایضاً،ص،66۔

80۔ایضاً،ص،93۔

81۔ناصر عبّاس نیّر،ڈاکٹر،عطا شاد کی غزل،مشمولہ،سہ ماہی دستگیر،شاد نامہ،س ن،کوئٹہ: جلد:8،شمارہ:1 تا4، ص45-46۔

باب سوم: کُلیاتِ عطاشاد

1) اردو میں تدوین کلیات کی روایت:

اردو تحقیق میں تدوین کی روایت کا آغاز کلاسیکی ادب سے ہوتا ہے جس میں شعری اور نثری تدوین دونوں شامل ہیں۔اردو کے کئی نامور محققین نے اپنے عہد کی منتشر نثری اور شعری مواد کو مدوّن کیا ہے جنہیں اردو ادب میں ایک علمی سرمایے کی حیثیت حاصل ہے۔انہی محققین کی بدولت آج اردو ادب میں کلاسیکی عہد کے تمام اہم مواد کتابی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں جس میں سید انشاء اللہ انشاء کی ''دریائے لطافت'' سے لے کر گلکرسٹ کا ''رسالہ قواعد'' اور فورٹ ولیم کالج کے اہم نصابی مواد قابلِ ذکر ہیں۔اردو میں عالمانہ تدوین کی ابتدا حافظ محمود شیرانی کی ''مجموعہ نغز۔قدرت اللہ قاسم'' اور مولانا امتیاز علی عرشی کی ''دیوان غالب'' سے ہوتی ہے۔اردو کی عالمانہ تدوین کے اس سفر میں یوں تو بہت سے محققین نے اہم کام کیے ہیں جن میں ایک معتبر نام مولوی عبدالحق کا ہے انہوں نے 1921ء میں میر تقی میر کے کلام کا انتخاب مدوّن کیا اور اُسے ''انتخابِ کلامِ میر'' کے نام سے طبع کرایا۔اس میں 152 صفحات پر مشتمل کلام اور 40 صفحات کا مقدمہ ہے۔ان کے اہم تدوینی کام میں ''مثنوی خواب وخیال'' بھی شامل ہے۔یہ خواجہ میر اثر کی مثنوی ہے انہوں نے پہلی مرتبہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن کے زیر اہتمام 1926ء میں مدوّن کر کے اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کی تھی۔اس کے علاوہ انہوں نے خواجہ میر اثر کی منتشر کلام کو ''دیوان اثر'' کے نام سے مدوّن کیا انہوں نے خواجہ میر اثر کے دیوان کو زیادہ سے زیادہ دو قلمی نسخوں، تذکرے اور دوسرے ذرائع سے جمع کر کے مدوّن کیا تھا۔

رشید حسن خاں کا شمار اردو ادب کے معتبر اور مقتدر محققوں میں کیا جاتا ہے۔انہوں نے تحقیق و تدوین کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے، اردو تحقیق و تدوین میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ان کے مزاج میں تحقیق سے جو مناسبت تھی اس کا اثر ان کے ذریعے کیے گئے تحقیقی و تدوینی کاموں میں صاف طور سے دکھائی دیتا ہے۔اُن کے اہم تدوینی کاموں میں ''دیوان حالی'' کی تدوین، میر امن کی داستان ''باغ و بہار'' نواب مرزا شوق کی تین مثنویات پر مشتمل ''مثنویاتِ شوق''، رجب علی بیگ سرور کی ''فسانہ عجائب'' ''انشائے غالب'' پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی کی مثنوی ''گلزارِ نسیم مع فرہنگ'' جعفر زٹلی کی کلیات ''زٹل نامہ'' اور کلاسیکی ادب کی فرہنگ جیسے نہایت اہم کام قابلِ ذکر ہیں۔

جتنے محققین نے تدوینی کام کئے ہیں اُن میں ایک معتبر نام قاضی عبدالودود کا بھی ہے جس کے تحقیقی کام نہایت اہمیت کے حامل ہیں اُن میں ''قاطع برہان مع رسائل متعلقہ'' غالب کی کمیاب نظم و نثر کا مجموعہ ''مآثر غالب'' ابن امین اللہ طوفان کی تصنیف ''تذکرہ شعراء'' ''دیوانِ جوشش'' ''دیوانِ رضا عظیم آبادی'' ''اشراح الادویہ کلیاتِ ادویہ'' شامل ہیں۔اردو تدوین کی اس روایت میں اہم کام ڈاکٹر جمیل جالبی کی تدوین بھی ہیں جس میں ''کلیاتِ میرا جی'' کے علاوہ سب سے قدیم

نظامی دکنی کی مثنوی ''کدم راو پدم راؤ'' جوانہوں نے انجمن ترقی اردو کراچی سے 1973ء میں شائع کیا تھا۔

اس کے علاوہ اردو ادب میں منتشر کلام کو اکٹھا کر کے مجموعے اور دیوان کی شکل میں ترتیب و تدوین کا کافی کام ہوا ہے اس کے ساتھ ساتھ دیوان اور مجموعے سے زائد تحریروں کو کلیات کی شکل میں مدوّن کیا گیا ہے۔ جبکہ نثری تدوین میں داستانیں، تذکرے اور دیگر موضوعات پر بھی تدوین کا کام ہوا ہے۔ اُن میں سے اکثر کام غیر سندی تحقیق کے زمرے میں آتے ہیں۔ جن میں مراثی میر کا مجموعہ تدوین ڈاکٹر مسیح الزمان، ''مقالات چکبست'' تدوین کالی داس گپتا جس میں مضامین چکبست تمام مضامین شامل ہیں۔ ''اقبال کے نثری افکار'' تدوین ڈاکٹر عبدالغفار شکیل احمد جس میں ''اقبال کے خطوط'' کے علاوہ ان کی دوسری تمام نثری تحریریں ہیں۔ ''خطوطِ غالب'' تدوین ڈاکٹر خلیق انجم جس میں غالب کے جملہ خطوط ہیں۔ ''کلیات ولی'' کو ڈاکٹر نورالحسن نے مدوّن کیا تھا جس میں ان کی غزلیں اور دیگر کلاسیکی اصناف شامل ہیں۔ مالک رام نے مولانا آزاد کی ''غبارِ خاطر'' کو مدوّن کیا تھا۔ ڈاکٹر سلیمان حسین نے ''فسانۂ عجائب'' کی تدوین میں وسیع پیمانے پر کام کیا تھا۔ ''دیوان فائز'' کو مسعود حسن رضوی نے مدون کیا تھا۔ تدوین کی اسی روایت نے اردو کے علمی سرمایے کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

اردو سندی تحقیق کی شعری تدوین میں اکثر شعراء کے دیوان، اور منتشر کلام آتے ہیں اردو تحقیق میں کلیات کی تدوین کے اصول کلاسیکی عہد میں واضح کیے گئے ہیں انہی اصولوں کی بنیاد پر کسی شاعر کی شاعری کو تدوین کیا جاتا ہے۔ اردو کے نامور کلاسیکی شعراء سے لے کر جدید شعراء تک اکثر و بیشتر کے کلام کلیات کی شکل میں دستیاب ہیں۔ لیکن بہت کم سندی تحقیق کے لیے تدوین ہوئے ہیں۔ اب تک سندی تحقیق میں جتنے بھی کلیات مدوّن ہوئے ہیں اُنہیں اکثر مع مقدمات یا مع حواشی و تعلیقات کے ساتھ تدوین کیا گیا ہے یا پھر کلیات کی صرف متن کو تدوین کیا گیا ہے۔ نہایت کم کلیات مع فرہنگ تدوین ہوئے ہیں۔ اکثر شعراء کے دیوان کی تدوین فرہنگ کے ساتھ ہوئے ہیں مگر کلیات کی تدوین مع فرہنگ کی صرف دو مثالیں پوری اردو سندی تحقیق میں ملتی ہیں۔ جن میں ''کلیاتِ سودا کی تدوین مع مقدمہ و فرہنگ'' پر شمس الدین صدیقی نے پی ایچ ڈی کی سطح پر لندن یونیورسٹی سے 1967ء میں کام کیا ہے اور اس سلسلے کا دوسرا کام ''ترتیب و تدوین کلیاتِ طالب علی خان عیش: تدوین مع مقدمہ حواشی و فرہنگ'' پر پی ایچ ڈی کی سطح پر فاخرہ منصور نے علی گڑھ یونیورسٹی سے کیا ہے۔

اس کے علاوہ اردو سندی تحقیق میں جتنے بھی کلیات بغیر فرہنگ کے تدوین ہوئے ہیں اُن میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان سے ''تدوین کلیاتِ اقبال ارشد'' پر اُم حبیبہ کی ایم فل، ''تدوین کلیاتِ جلال مرزا خانی'' پر سمیرا انجم کی پی ایچ ڈی، ''تدوین کلیاتِ قادر بخش ممتاز'' پر سمیہ ولی خان کی ایم فل، ''تدوین کلیاتِ جابر علی سید مع مقدمہ'' پر شازیہ بی بی کی ایم

فل، ''تدوین کلیاتِ عرش صدیقی مع مقدمہ'' پر محمد حنیف کی پی ایچ ڈی، ''تدوین کلیاتِ کشفی ملتانی'' پر عاصمہ کوثر کی ایم فل، ''تدوین کلیاتِ میر تقی میر: دیوانِ اوّل تا ششم مع مقدمہ'' پر محمد ساجد خان کی پی ایچ ڈی، تدوین کلیاتِ اسلم انصاری مع مقدمہ'' پر میمونہ رب نواز کی پی ایچ ڈی، 'تدوین کلیاتِ رحمان فراز'' پر وسیم عباس کی پی ایچ ڈی کے کام شامل ہیں جبکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ''تدوین کلیاتِ شیخ امام بخش ناسخ'' پر اورنگ زیب عالم گیر کی پی ایچ ڈی، ''کلیاتِ میر سوز: ترتیب و تدوین'' پر زاہد منیر عامر کی پی ایچ ڈی کے کام قابلِ ذکر ہیں۔ کراچی یونیورسٹی سے ''سعادت خان رنگین کے کلیات کی تنقیدی تدوین'' پر سہیلہ فارقی کی پی ایچ ڈی، ''کلیاتِ ممنوں: تدوین و ترتیب'' پر صدیقہ ارمان کی ڈی لٹ کا کام شعری تدوین کے سفر میں نہ صرف نہایت اہم ہیں بلکہ اردو ادب کی ضرورت بھی ہیں۔

پاکستان کے علاوہ ہندوستان کی کچھ یونیورسٹیوں میں بھی اردو سندی تحقیق میں کلیات کی تدوین کے اچھے اور معیاری کام سامنے آئے ہیں اُن میں علی گڑھ یونیورسٹی سے 'کلیاتِ ذوق (تدوین) ڈاکٹر تنویر علوی کی ڈی لٹ، ''کلیاتِ ثناء اللہ خان فراق دہلوی مع مقدمہ'' پر علی باقر زیدی کی پی ایچ ڈی، راجستھان یونیورسٹی سے ''تدوین کلیاتِ میر حسن'' پر زیب النساء کی پی ایچ ڈی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی سے جعفر زٹلی کے کلیات کی تدوین'' پر علی جاوید کی پی ایچ ڈی، پٹنہ یونیورسٹی سے ''کلیاتِ حضرت رکن الدین عشق'' پر قریش حسین کی پی ایچ ڈی، متھلا یونیورسٹی سے ''کلیاتِ خواجہ سلطان جان: تدوین و تحقیق'' پر طیب صدیقی کی ڈی لٹ، بھاگل پور یونیورسٹی سے ''ترتیب و تدوین کلیاتِ پرویز شاہدی'' پر محمد عباس کی پی ایچ ڈی اور لکھنؤ یونیورسٹی سے ''کلیاتِ ولی: ترتیب، تہذیب'' پر نور الحسن ہاشمی کی ڈی لٹ کی ڈگری کے لیے تدوینی کام اہمیت کے حامل ہیں۔ سندی تحقیق میں تدوین کی ضرورت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یونیورسٹیوں نے اس جانب توجہ مبذول کر کے اس تدوینی سفر میں قدیم اور جدید شعراء کے شعری متن کا اہم اضافہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار شعراء کے دیوان اور کلام کی تدوین مع مقدمہ، فرہنگ، حواشی، ترتیب و تہذیب پر سندی تحقیق میں کام ہوا ہے۔ جس میں کلاسیکی عہد کے بے شمار قدیم مخطوطات کے مختلف نسخوں کی مدد سے مختلف شعراء کے دیوان کو تدوین کیا گیا ہے۔ لیکن تدوینِ کلیات پر سندی تحقیق میں جتنے بھی حوالے دستیاب ہوئے ہیں انہیں زیرِ قلم لایا گیا ہے۔ ان میں سے صرف پی ایچ ڈی کی سطح پر دو ایسے کام ہوئے ہیں جو موضوعی اعتبار سے میرے کام سے نسبت رکھتے ہیں۔ یوں تو دیگر کلاسیکی اور جدید شعراء کے بے شمار کلیات اور دیوان مدوّن ہوئے ہیں لیکن ان کا شمار سندی تحقیق میں نہیں ہوتا ہے۔ سندی تحقیق میں تدوین کے مستند علمی اصولوں کی پابندی اوّلین شرط ہے۔ اکثر پبلشرز اپنے کاروبار کے لیے بھی کئی شعراء کے کتب کو ایک ساتھ مرتب کر کے کلیات کی شکل میں شائع کرتے ہیں لیکن ان کا کوئی تحقیقی نقطہ نظر نہیں ہوتا ہے۔

2) تعارف تدوین کلیاتِ عطا شاد:

عطا شاد کا شمار اردو کے اہم جدید شعراء میں ہوتا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے جدید شعری اسلوب واصطلاحات متعارف کرائے ہیں بلکہ بلوچستان کے تہذیبی و تاریخی موضوعات اور ثقافت کے ساتھ ساتھ کئی آفاقی موضوعات کی بھی بھر پور عکاسی کی ہے۔ ان کے فکر وفن میں اتنی وسعت ہے کہ اُن کی شاعری کے کسی بھی پہلو پر تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ تمام تخلیقی مواد منتشر صورت میں ہے اس کا ایک جگہ پر اکٹھا کرنا اور ان کے شعری متون کی تدوین کرنا نہ صرف اردو ادب کے لیے ضروری ہے بلکہ مستقبل کے محققین کے لیے بھی راہ ہموار کرنا ہے۔ تدوین کلیاتِ عطا شاد مع فرہنگ اردو ادب کے تحقیقی سفر میں تدوین کے تسلسل کا ایک حصّہ ہے۔ انہیں ہم سے بچھڑے اٹھارہ برس بیت گئے ہیں لیکن مواد کی عدم دستیابی یا عدم دلچسپی کے باعث کسی نے اُس پر کوئی خاطر خواہ کام کیا ہی نہیں ہے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ ''سنگاب'' ان کی زندگی میں 1985ء میں شائع ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے ان کی کئی نظمیں اور غزلیں ریڈیو میں ریکارڈ ہوئی ہیں اور کئی رسائل و جرائد میں بھی شائع ہوچکی ہیں۔ ان کی وفات کے بعد کسی پبلشرز نے ان کے کچھ نظمیں اور غزلیں ''برفاگ'' کے نام سے 1998ء میں شائع کیے تھے۔ اپنی اردو شاعری کے علاوہ انہوں نے بلوچی شاعری کے اردو تراجم پر بھی کافی کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے عین سلام کے ساتھ مل کر بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم پر مبنی کتاب ''ذرین'' کے نام سے شائع کی تھی۔ اُن کے بہت سے تراجم رسائل اور جرائد میں بھی شائع ہوچکے ہیں۔ ان کے کئی گیت بھی ان کی تخلیق کردہ ٹی وی ڈراموں میں شامل ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم پر بھی کافی کام ہوا ہے۔ اُن سب کو بہت جدوجہد کے بعد تلاش کر کے کلیات کا حصّہ بنایا گیا ہے۔ عطا شاد کی کلیات کی تدوین کا مقصد نہ صرف اُن کے شعری متن کو محفوظ کر کے منظر عام پر لانا ہے بلکہ اردو ادب میں ان پر تحقیق کے راستے کو بھی ہموار کرنا ہے۔

کلیات کی تدوین کے سلسلے میں ان کی کتابوں کے علاوہ ادبی انجمنوں کی اجلاسوں کے رپورٹ، مختلف رسائل و جرائد، شعراء کے تذکرے۔ ان کے ڈراموں کے ویڈیو ریکارڈ اور غیر مطبوعہ تحریوں سے بھی مدد حاصل کی گئی ہے۔ جنہیں بلوچستان اور دیگر شہروں کی لائبریوں کے علاوہ مختلف اشخاص، ریڈیو پاکستان کوئٹہ اور پی ٹی وی کوئٹہ سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بلوچی زبان ''بلوچستان میں اردو'' '' ماہنامہ ماہ نو، لاہور'' ''سہ ماہی دستگیر، عطا شاد نامہ، کوئٹہ'' ''ڈرامہ چاکر اعظم'' '' ڈرامہ دشت'' '' بلوچستانی شعریات کی تلاش'' ''ماہنامہ بلوچی دنیا، ملتان'' ''بلوچستان میں تذکرہ اردو'' ''شبیہہ شاد'' ''جدید بلوچی شاعری سے انتخاب'' ''مختصر تاریخ زبان وادب بلوچی'' '' ماہنامہ سنگت کوئٹہ'' اور دیگر کئی بلوچی رسائل اور انجمنوں کے ادبی ریکاڈر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

کلیات عطا شاد مقالے کا اہم باب ہے اس کو سات حصّوں میں ترتیب دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے ان کی غزلوں کو ردیف وار ترتیب دیا گیا ہے جس سے کسی بھی غزل کو تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔ دوسرے حصّے میں ان کی نظموں کو الف بائی ترتیب سے دیا گیا ہے جس کا مقصد محققین کو ان تک موضوع کے لحاظ سے آسان رسائی فراہم کرنا ہے۔ تیسرے حصّے میں ان کے گیتوں کو رکھا گیا ہے اور انہیں بھی الف بائی ترتیب دیا گیا ہے۔ چوتھے حصّے میں ان کے کیے گئے بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم کو ترتیب دیا گیا ہے جس میں بلوچی لوک شاعری کے تمام اصناف شامل ہیں۔ پانچویں حصّے میں ان کے کیے گئے بلوچی قدیم شاعری کے اردو تراجم کو ترتیب گیا ہے۔ چھٹے حصّے میں ان کے کیے گئے بلوچی جدید شاعری کے تراجم کو ترتیب دیا گیا ہے۔ کلیات کے آخری اور ساتویں حصّے میں عطا شاد کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم کو نظموں اور غزلوں کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے جن کے تراجم نامور بلوچی ادیب اور شعراء نے کیے ہیں۔

کلیات کی تدوین جتنا اہم ہے اتنا مشکل بھی ہے کیونکہ اس کا تحقیقی اور تنقیدی پہلو بھی ہوتا ہے۔ جب تک کسی شاعر کا شعری متن مکمل طور پر تحقیقی اصولوں کی بنیاد پر مدوّن ہو کر دستیاب نہیں ہوتا اس وقت تک اُس کے بارے میں صحیح اور جامع تحقیق ناممکن ہوتی ہے۔ عطا شاد پر مستقبل میں علمی تحقیق کے مزید دروازے کھولنے کے لیے اُن کی شاعری کی تدوین اردو ادب میں نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ اُن کے منفرد موضوعات میں فکری گہرائیوں تک پہنچنے اور ان کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لینے کے لیے ان کی شاعری کا مکمل مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ جس سے ان کی شاعری کے نئے علمی پہلو سامنے آسکتے ہیں۔ عہدِ جدید میں دوسرے شعراء کی کلیات کی تدوین کے ساتھ ساتھ عطا شاد کی کلیات کی تدوین کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اُسے سندی تحقیق میں مدوّن کرنا ایک اہم پیش رفت ہے۔ اسی لیے اُن کے شعری متن کو کلیات کی شکل میں مدوّن کرنے کے لیے تحقیقی اصولوں کی پابندی کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق کے دوران کچھ ایسی نظمیں بھی ملی ہیں جن کو عطا شاد کے نام سے منسوب کیا گیا تھا۔ کلیاتِ عطا شاد کو ایسے الحاقی کلام سے پاک کرنے کے لیے مواد کا باریک بینی سے تجزیہ اور مشاہدہ کیا گیا ہے۔ رسائل میں چھپے ہوئے کچھ اشعار اور مجموعے کے اشعار میں اختلافِ نسخ بھی پایا گیا ہے جہاں ضروری اور ممکن ہوسکا ہے ان کی تصحیح کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ دورانِ تحقیق عطا شاد کے بلوچی کلام کے دو اور تین مختلف تراجم بھی دستیاب ہوئے ہیں کلیات میں صرف اس کو شامل کیا گیا ہے جو تدوینی معیار پر پورا اترتے ہیں۔ اردو تحقیق میں کلیات عطا شاد ایک اہم اضافہ اور اردو کے شعری تحقیق کے تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ اس سے نہ صرف عطا شاد کا مکمل شعری متن سامنے آئے گا بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے محفوظ بھی ہوگا جو بلوچستان میں اردو شاعری اور عطا شاد کے حوالے سے محققین کے لیے بنیادی ماخذ کا کام دے گا۔

3) غزلیں:

ردیف .... ا

سَنک رہی ہے بڑی دیر سے صدا پہ نہ جا
ہَوا کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہَوا پہ نہ جا

چلے تو شعلہء جاں ہَو رُکے تو برف نفس
سَراب بَرسرِ صحرا ہو، اُس گھٹا پہ نہ جا

ترے غرور کو تاویل کی ضرورت ہے
مِرا بیان ہی سُن شَرحِ مدعا پہ نہ جا

ترے شعور کا کتبہ ہے میرا سَنگِ مزار
فنا کا کون سزاوار ہے بقا پہ نہ جا

یہ دیکھ آج میں ہوں خلقِ شہر کی پہچان
ملی تھی کیا مجھے اس کی سزا، سزا پہ نہ جا

کوئی بھی تجھ سے شناسائی چھین سکتا ہے
ہر آشنا کی طرح، تو ہر آشنا پہ نہ جا

کبھی تو یہ بھی مسیحا تھا چیرہ دستِ وفا
نگاہِ دردِ طلب، حالِ مبتلا پہ نہ جا (1)

☆

دلوں کے درد جگا، خواہشوں کے خواب سجا
بلاکشانِ نظر کے لئے، سَراب سجا

مہک رہا ہے کسی کا بدن سرِ مہتاب
مرے خیال کی ٹہنی پہ کیا گلاب سجا

کوئی کہیں تو سُنے تیرے عرضِ حال کا حَبس
ہوا کی رِحل پہ آواز کی کتاب سجا

تمام شب تھا، ترا ہجر تیرا آئینہ گر
تمام شب مرے پہلو میں آفتاب سجا

وہ کیا طلب تھی ترے جسم کے اُجالے کی
میں بُجھ گیا، تو مرا خانہء خراب سجا

نہ تُو ہے، اور نہ میں ہوں نہ وصل ہے نہ فِراق
سَجا شراب سَجا، جابجا شراب سَجا

عطاؔ یہ آنکھ دَھنک منزلوں کی چاہ میں تھی
چھٹا جو اَبر گھنی تیرگی کا باب سَجا (2)

☆

شَب گُریز پا، اچّھا، صُبح نارَسا اچّھا
اِک سَرابِ سیّارہ، گردشِ سَما، اچّھا

ہاں! شَفق کے شُعلوں سے، راکھ ہوگیا، سُورج
تِیرگی کی بارِش میں، چاند بُجھ گیا، اچّھا

شاخِ شَب پہ آویزاں، مِہرِ تیرہ بَختاں ہے
مُژدہ گر، سُناتا ہے، حالِ مُبتلا اچّھا

دَشت کا مسافر تھا کھو گیا سَرابوں میں
روشنی کے اندھے کو، آئینہ لگا، اچّھا

دِل بقدرِ امکاں ہو، اور نظر، بہ حَدّ ِ جاں
اِک جَزا کا بَرزخ ہے، یہ طلب کدہ، اچّھا

دود کے خرابے میں، کوئی کب ہُوا آباد!
اَبرِ بے اِرادہ سے، دَشتِ بے رِدا، اچّھا

وہ ضمیر زادے ہیں، اُن کا فیصلہ بَرحق
ہم فقیر کیا جانیں، کیا بُرا ہے کیا اچّھا

عُمر بھر کی قُربت کا، کس نے خواب دیکھا ہے
وَصلِ نامُیّسر سے، حرفِ دلکُشا اچّھا

شاؔد کوئی بھی رُت ہو، روشنی تو دیتی ہے
دوپہر کے سُورج سے، رات کا دِیا اچّھا (3)
(28اکتوبر1986ء)

☆

دل کے صحرا پہ تری زلف کا سایہ گزرا
اَبر جو کھل کے نہ برسا شَرر آسا گزرا

آذری پیشہ ہیں کافر تو نہیں اے شاؔد
ہر حسین پر ہمیں احساس خدا کا گزرا (4)

☆

رَس اُتار دیتا ہے رُوح میں رَسائی کا
سائباں سا لگتا ہے حرف دِلکشائی کا

آسمان پر مہکا کوئی اَبر کا چھینٹا
دَشت میں سُلگتا ہے درد بے رِدائی کا

روشنی سے ملتی ہیں ظلمتوں کو تاویلیں
ہم گناہ گاروں سے نام پارسائی کا

بے ہَوا سی لگتی ہے رُت بہار گاہوں کی
دے گیا وہ گُل چہرہ زخم آشنائی کا

وصل رقص ایسا تھا اِک دَھنک سے لمحے میں
یاد گُنگناتی ہے زاویہ جُدائی کا

مجھ سے عشق ملتے ہیں ماہ لَب صدف صُورت
عجزِ حُسن دیتا ہے کفر خود نمائی کا (5)

☆

دَشت میں سفر ٹھہرا پھر مِرے سَفینے کا
میں نے خواب دیکھا تھا بَرف کے پگھلنے کا

دھوپ کی تمازت تھی موم کے مکانوں پر
اور تم بھی لے آئے سائبان شیشے کا

میری نبض چُھو آئے جن کے ہاتھ ہی تھے سُن
اور پھر ہُوا چرچا میرے زخم بھرنے کا

اَب بھی نیند آنکھوں میں جھانکتی ہیں کرنیں سی
اب بھی ٹمٹماتا ہے اِک دیا دریچے کا

تم بھی گُنگنا لینا کوئی پھول صحرا میں
پتّھروں پہ لکھا ہے میں نے نام سَبزے کا

بہہ رہی ہے دریا میں جیسے فصل خیموں کی
نصب تھا نشیبوں میں ۔ اختیار جینے کا

اَب کی چُپ عطاؔ چٹکیں حرف میری سانسوں کے
اَب کی چُپ دَہکتا ہے حَبس رُت بدلنے کا (6)

☆

کس نے روکا یہاں خوشبوؤں کا سفر روشنی کے کوئی ہم قدم جائے گا
وہ بھی آواز میں آگ تھا بُجھ گیا یہ بھی لہجے میں طوفاں ہے تھم جائے گا

میں نے برتا ہے زہراب کا ذائقہ میں نے دیکھا ہے بیدار سانسوں کو سُن
صرف باقی رہے اعتبارِ نمویہ جو قائل رُتوں کا ہے سم جائے گا

یوں کنارِ طلب سے کنارہ نہ کر میری جاں میری آغوشِ جاں میں اُتر
میرے احساسِ لب کے خُنک لمس میں جو بھی شعلہ بنے گا وہ جم جائے گا

جب بھی سُلگا ہے دل میں گھٹاؤں کا غم ہم نے چھپکائی ہے دھڑکنوں میں دَھنک
یوں ہی مہکا رہے چاند راتوں کا رَس، یہ اَماوَس کا سیلِ اَلم جائے گا(7)

☆

تیرے آنے تک، مِرا گھر، اِک کھنڈر بن جائے گا
تو صَنوبر ہے، تو بَرسوں میں شجر بن جائے گا

خواب کے ہالے میں تجھ کو، رات بھر دیکھا کیئے
یہ نہ سوچا، کل یہ یادوں کا بھَنور بن جائے گا(8)

☆

دیوار کو دَر سمجھ رہا ہے
خواہش کو خبر بنانے والا (9)

☆

آپ اور آپ کا مائل بہ وفا ہو جانا
باور آیا، ہمیں انساں کا خُدا ہو جانا (10)

☆

وہ گُل ہے، اسے پردۂ خاشاک نہ پہنا
خوشبو، کو کبھی رنگ کی پوشاک نہ پہنا

خنجر سے کہاں فصل کٹی، موجہء خوں کی
سورج کو کبھی رات، کبھی راکھ نہ پہنا

یہ چُپ کی شِکن، دل کی تہوں میں نہ اُتر جائے
سوچوں کو رِدا، اے مِرے سفّاک نہ پہنا

پانی پہ کبھی رنگ، کبھی زَنگ نہ ٹھہرا
آئینے کو اَے جانِ نظر، خاک نہ پہنا

اس تَن پہ، ہر اِک تارِ کفن، مارِ کفن ہے
اِس تَن کو عطا خلعتِ ضحاک نہ پہنا (11)

☆

میں تجھ کو نذر کروں، اور کیا وفا کے سِوا
بَس ایک دل ہے مِرے پاس اَب دُعا کے سِوا

خدا کرے کہ تِرا ساتھ ہو قیامت تک
کوئی بھی تیرے مقابل نہ ہو بقا کے سِوا

ترے بغیر مجھے اور کچھ سُجھائی نہ دے
سُنائی دے نہ مجھے کچھ تری صدا کے سِوا

تو ہمسفر ہے مِرے کرب کی مسافت کا
متاعِ زیست بھی کیا ہے غمِ آشنا کے سِوا

میں بُھول جاؤں تجھے ،خود کو بُھول جاؤں میں
تجھے نہ آئے نظر کوئی بھی عطا کے سِوا (12)

☆

ہونا تھا، کارِ مدعی، اور جو ہُوا، بجَا ہُوا
ٹھہری ہماری بات سچ، کہنا تِرا، رَوا ہُوا

دیکھ کے شب کی تیرگی، حکمِ سفر دیا، مگر
راہ میں، اُس نے رکھ دیا، ایک دِیا بُجھا ہُوا

آنکھ لگی، تو سامنے رنگ نگر کی صبح تھی
آنکھ کُھلی تو سوگیا، رات کا جاگتا ہُوا

دفترِ وقت میں ابھی، ایک حساب اور ہے
قرض تِری کمان کا اچھا ہُوا، اَدا ہُوا

آج بھی سوز کا سماں، یاد کے منظروں میں ہے
چشمہء دِل بُجھا ہُوا، خیمہء جاں، جَلا ہُوا

فیضِ نظر کسے مِلا، اتنی قرابتوں کے بعد
اس کے دَرِ نیاز پر، ہم نہ ہُوئے بھلا ہُوا

معنی کے شہر میں عطاؔ، کوئی نہیں ہے دُور تک
آدمی بابِ ہَست کا نقشِ ہے اِک مٹا ہُوا (13)

☆

دَم گھٹے شہر، بے حسابؔ ہوا
ہے مرے دور کا عذاب ہوا

تنگّیں دل پہ سائبان، سَراب
مَرمَریں جسم کا گلاب، ہوا

چاہیئے ضو کا ذائقہ ورنہ
خاک خورشید، ماہتاب ہوا

رات بھر چاہ تھی چراغ چراغ
صبحدم سرِ انقلاب ہوا

اَن سُنی دھڑکنوں کا درد صدا
اَن کہی خواہشوں کے خواب ہوا

ہاں ترے عہد کا قلم تاریخ
ہاں مِری سوچ کی کتاب ہوا

ہے مِری خواہشوں کی خوشبو راکھ
اور ترے جسم کا گُلاب ہوا

ہم سے پھوٹے عطا یہ جاں کا حَبس
کہ حباب آب ہے، اور آب ہوا (14)

☆

تو جو بچھڑا، تو یہ محسوس ہُوا
رُوح سے جسم کا رِشتہ کیا تھا

آ مِرے ذِہن کی آتش گہہ میں
اور احساس کا کندن بَن جا

اَب کے آتی ہے، پھواروں کی مہک
جَل رہی ہے مری نبضوں کی چِتا

چاند کے سائے میں اُس یاد کی دھوپ
عکس جُھلسے ہُوئے صحراؤں کا

اُس سے ہوتی نہ کوئی بات عطا
اور اِس بات کا چرچا ہوتا (15)

☆

نذرِ میر گُل خان نصیر

(ملک الشُعراء میر گُل خان نصیر کے اِنتقال پر)

ڈھلی جو شامِ سفر، آفتاب ختم ہُوا
کتابِ عِشق کا ایک اور باب ختم ہُوا

وفا کی راہ میں اِک نَقدِ جاں ہی باقی تھا
سو اِس حِساب میں، یہ بھی حِساب ختم ہُوا (16)

☆

وہ حجاب حَبس میں کب ہُوا جو سُخن رہا
وہی پیرَہن میں ہوا کے، اس کا بدن رہا

کوئی زہرہ اوج ہی مجھ کو طالِع حرف تھا
مجھے عمر بھر وہی پُھول زخمِ دہن رہا

کوئی ہم میں رشتہء خار تھا نہ گلاب تھا
اسے کیوں وہ دَشت لگا جو مجھ کو چمن رہا

میرے ہم طلب یہ رُتوں کی راہ میں کون تھا
جو جَلا تو رنگ بنا، بُجھا تو کرن رہا

وہ تو سَنگِ سبز کے دیس کا تھا صنم عطاؔ
اُسے نیم روزِ تپاں بھی سایہ فگن رہا (17)

☆

گُلوں کا فرش تھا، اور گام گام صحرا تھا
تمہارے عہد میں، دریا کا نام صحرا تھا

وہ برق ہے تو کرے ابر و باد کی تسخیر
مَیں تشنگی تھا، مجھے انتقام صحرا تھا

وہ بُوند تھا، تو مِرے دشتِ دل میں خاک اُڑی
بَنا جو آگ تو جنگل تمام صحرا تھا

سَراب تھا، جو نظر کو اسیر رکھتا تھا
مَیں سوچتا ہوں، مِرے زیرِ دام صحرا تھا

غمِ وِصال میں، ترغیبِ سَیرِ باغ نہ دو
چمن کہ تھا، پئے، ہرخاص و عام صحرا تھا

بھٹک رہا ہوں، مَیں کاندھے پہ گھر اُٹھائے ہوئے
مَیں دل نوَرد تھا، میرا مقام صحرا تھا

صَدائے سَبزہ لگا تھا، وہ دُور سے مجھ کو
قریب آیا تو اِک ہم کلام صحرا تھا

ہمارے ہجر میں قُدرت تھی درمیان، عطا
وہ اَبر زاد، مَیں اِک تشنہ کام صحرا تھا (18)

☆

عمر بھر اِک خواب سا، مَنظر پَسِ دیوار تھا
کُھل گئی جب آنکھ، اپنا گھر نہ تھا، بازار تھا

مَیں یہ کیوں سمجھا، وہ خوشبو ہے، تو دامن تک رہے
چاند تو جَب بھی نظر آیا، نظر کے پار تھا

لَب حصارِ تشنگی، دل اِضطراب، اندر وَجُود
دَشت کو دیوار، ساحل کو سکُوں بے کار تھا

تُو نے کیا بخشا کہ طمعِ زندگی جاتی رہی
اِعتبارِ عِشق میں، دل کا بدل، دیدار تھا

روشنی کیا تھی، نظرگاہِ غُبارِ رنگ تھی
آگہی کا خواب، شَب بیداریء آزار تھا

وہ ہَواؤں کا مسافر، راہ پر آیا، مگر
ختمِ منزل کو اُسے، میرا، دِیا درکار تھا

ہم عَطاؔ! وہ کُشتگانِ تِشنگیء آزار ہیں
جن کو کارِ ہَست میں، جاں کا ہُنر بھی بار تھا (19)

(یکم اگست 1986ء)

☆

کسی پہ بادِ صبا تھا کسی کو صَر صَر تھا
مگر گیا تو بھرا شہر دیدۂ تَر تھا

ہوا ہوا تو وہی حرف شعلہ پیکر تھا
مری زبان سے نکلا مجھی کو نشتر تھا

گھٹا سے گُل تو ہوئی ماہتاب کی چاندی
فِشارِ جاں کو مگر یہ بھی اوجِ ساغر تھا

وہ بَرگ ِ خشک پہ شبنم بنی ہے اَب کی دھوپ
ہوا کے طشت پہ کیا ریت کا مقدّر تھا

قفس کریں گی یہ دوچار بوند کیا صحرا
سمٹ گیا وہ جو پندار کا سمندر تھا

برس گیا نہ شرارہ بنا وہ سایہ صفت
مثالِ اَبرِ تپاں کوئی دَشتِ دل پر تھا

اُجڑ گیا تو گیا وہ بھی صوتِ سیل کے ساتھ
کبھی یہ راہ کا تنہا کھنڈر مرا گھر تھا

مِلا تو رقص بنا فرشِ سوگ پر کوئی
بچھڑ گیا تو غموں میں خوشی کا منظر تھا

میں شاؔد یوں بھی گیا اپنی عمر کے آگے
کہ میرے ساتھ مِری حسرتوں کا لشکر تھا (20)

☆

مِرا جُنوں تو فقط والہانہ پَن تک تھا
قفَس کی بات تھی، چَرچا چمن چمن تک تھا

ہُوا نہ طے ہی کبھی جادۂ وجود و عدم
کہ فاصلہ بھی تو یَزداںؔ سے اہرمَنؔ تک تھا

شکستِ شب ہی سے ٹوٹا تھا گو طلسمِ سکوت
مِرا قرار شفق کی حسیں شکن تک تھا

خِرد نے جستجو آمادہ کردیا تھا مگر
مِرا جنوں ہی مِرے چاکِ پیرہن تک تھا

چھپے ہزار ستارے، ہمیں خبر نہ ہُوئی
ہمارا ذوق فقط چاند کے گہن تک تھا

جو دی خلوص کی قیمت تو کافروں نے یہ دی
کہ میرا ذِکر ترے ریشمی بدن تک تھا

اُسے بھی عارض و لب نے غزل بنا ڈالا
عطاؔ، وہ حُسن جو پیرایۂ سُخن تک تھا (1 2)
(کوئٹہ۔۱۹۵۹ء)

☆

جو برقِ شجر سوز تھا شبنم بھی وہی تھا
سورج کی کرن تھا شررِ نم بھی وہی تھا

گرتی ہوئی ہر بوند میں تھا برف کا رِشتہ
شعلوں میں بجھے خون کا پرچم بھی وہی تھا

ہم اُس کے زیانِ دل و جاں پر ہیں حنوط آج
وہ زخم کا پندار تھا مرہم بھی وہی تھا

ہم عجز کے سرگشتہ ہیں مقتل ہو کہ میداں
جو سر کہ پسِ دار تھا کج، خم بھی وہی تھا

اَب ہاتھ لکیروں کو بھی دیکھیں تو صدا آئے
جو جانِ دگر آج ہے ''جانم'' بھی وہی تھا۔

جو شَب سے شفق، شام سے بنتا تھا ستارہ
وہ قادرِ صد وقت تھا آدم بھی وہی تھا

جو بُجھ کے بھی جلتا ہی رہا جل کے بُجھا بھی
وہ صبح کا مژدہ تھا، شَبِ غم بھی وہی تھا

جس رات نہ تھا جھیل میں کنکر کا بھی کھٹکا
اُس رات بُجھے چاند کا ماتم بھی وہی تھا

ہر مرگِ تمنّا ہے عطا نذرِ تمنّا
دَم جس پہ نکلتا تھا پسِ دَم بھی وہی تھا (2 2)

☆

زنجیر کرو سُورج، دیوار کرو دریا
بارش ہے تو لپکے گا، اَے کم نظرو دریا

آنگن میں بھی آتے ہیں ہم چھید چھتوں والے
بادل میں چنو شعلے، قطرے میں بھرو دریا

مقدور تمہارا بھی ہونا ہے ہَوا ہونا
صحرا کی ہتھیلی پر اَب تم بھی دھرو دریا

ٹکراتا ہے خیموں سے کہسار صداؤں کا
اَے خواب کشو دریا، اَے کوزہ گرو دریا

جینا تو سفر ٹھہرا خوں نابہء آتش کا
صحرا نفسو سایہ، شعلہ نگرو دریا

یہ عجزِ طلب کب تک، یہ عرضِ تماشا کیا
بہتے ہیں عطا کب تک دیوار و دَر و دریا (23)

☆

پارساؤں نے بڑے ظرف کا اظہار کیا
ہم سے پی اور ہمیں رُسوا سرِ بازار کیا

درد کی دھوپ میں صحرا کی طرح ساتھ رہے
شام آئی تو لپٹ کو ہمیں دیوار کیا

رات پھولوں کی نمائش میں وہ خوش جسم سے لوگ
آپ تو خواب ہوئے اور ہمیں بیدار کیا

کچھ وہ آنکھوں کو لگے سنگ پہ سبزے کی طرح
کچھ سرابوں نے ہمیں تشنۂ دیدار کیا

تم تو ریشم تھے چٹانوں کی نگہداری میں
کس ہوا نے تجھے پابستۂ یلغار کیا

ہم بُرے کیا تھے کہ اِک صِدق کو سمجھے تھے سپَر
وہ بھی اچھے تھے کہ بَس یار کہا وار کیا

سنگساری میں تو وہ ہاتھ بھی اٹھا تھا عطاؔ
جس نے معصوم کہا، جس نے گُنہگار کیا (24)

☆

وہ جو ایک ضامنِ عمر تھا، فقط ایک پَل میں گُزر گیا
اُسے بخت دردِ شَفق نہ تھا، وہ جو شَب سے تا بَہ سَحر گیا

وہ جو تیرا، میرا، قرار تھا، وہ فریب تھا، وہ فرار تھا
جو زمیں کو سمجھے تھے آسماں، وہ تو خواب تھا، سو بکھر گیا

وہ جو روشنی کا سفیر تھا، وہ جو آگہی کا ضمیر تھا
وہ جو "شاہ" شام و سَحر کا تھا، وہ گرفتِ مہر سے ڈر گیا

یہ جو وحشتوں کا ہجوم ہے، سَرِ رَہ گزر، تہِ ہر مَکاں
دلِ مُضطرب! وہ شکستِ شب، فقط اِک نشہ تھا، اُتر گیا

وہ جو گَردِ راہ گزار تھے، وہی منزلوں کے مَدار تھے
اَے اُجاڑ دشت کے ساکنو! مِرا گھر گیا، مِرا گھر گیا

سَرِ قتل گہہ، تہہِ آئینہ، کہیں اَجنبی، کہیں آشنا
جو گُزر گیا، سو گُزر گیا، مگر اعتبارِ نظر گیا (25)

(کراچی شہر کے لئے)

ردیف .... ب

☆

پھیلتا صحرا، پگھلتا آفتاب
آبلے ہیں، اور بھَنور ہے، اور حباب

آرزو کے پھول، اُڑتی دُھول ہیں
آس کا گہرا سمند ہے، سَراب

سوچ کا ہر حرف، صحرا کا سُخن
ہر وَرَق اِک رُت ہے، ہر رُت ہے کِتاب

دل ہَواؤں کی گُزرگاہوں میں ہے
اَب یہاں کوئی بَھنور ہے، نے حباب

سامنے صحرا بَصحرا زندگی
چلچلاتی دُھوپ، دِل اور اِضطراب

ہم بگولوں کے سُتونوں پر کھڑے
دیکھتے ہیں آسماں بننے کے خواب (26)

☆

حرف ہیں لب اور آنکھیں صورت چہرہ کُھلی کتاب
خاموشی پڑھتی ہے لیکن روز اِک نئی کتاب

روشنیاں آنکھوں میں اتریں تیرے نام کے ساتھ
ایک زبان کُھلی پھر کیا تھا کُھلتی گئی کتاب

برف کی رات سُنا کرتے تھے تیرے جسم کے گیت
یاد کے موسم میں پڑھتا ہوں آج بھی وہی کتاب

یوں ہر روز دعاؤں میں ہے تیرے حُسن کا ورد
رِحل پہ ہاتھوں کی رکھی ہو جیسے کوئی کتاب

کب تک تسبیحوں میں چنتے تیرے شبنم خواب
آگ کے فواروں میں آخر جل کر رہی کتاب

لَمس کی تہہ میں عکس چھپا ہو پسِ نظر ہو رنگ
گیان مَسافت کے ہر پل میں لودے تیری کتاب

شآد مجھے سمجھائے ہو تم ریکھاؤں کی ریت
اُسے کتاب پڑھاؤگے کیا جس نے لکھی کتاب (27)

ردیف .... ج

☆

شُعلہ بَر سَرِ شَرر بجُاں سورج
پھول مہتاب کہکشاں سورج

چُھپ گیا ہے کہاں خلاؤں میں
تیَخ کے صحرا کا سائباں سورج

ایک زنجیرِ شَب ہے پاؤں میں
ہم گریزاں کشاں کشاں سورج

آج پھر شام کی چِتاؤں میں
جل رہا ہے کوئی جواں سورج

آ تری زُلف کی گھٹاؤں میں
ٹانک دوں کوئی دِلستاں سورج

جیسے کِھل آئے دُھوپ چھاؤں میں
آخرِ شب سحر فشاں سورج

ہو مجھے بھی کرِن کی بوند عطا
اے زمینوں کے آسماں سورج (28)

ردیف............ د

☆

ہے جسم جسم دھڑکتی رُتوں کا شہر آباد
یہ آفریدۂ مہتاب، وہ گُلاب نژاد

ہم اِک بشارتِ وصلِ نظر پہ مرجائیں
ترا مزاجِ نظر ناشناس زندہ باد

نظر نظر دَمکتی ہے رَت جگوں کی دَھنک
فصیلِ جسم میں ہم ہیں مثالِ خواب آزاد

قدم قدم پہ چمکتے ہیں چاہتوں کے سراب
بچھا ہے شیشہء دل اے نگاہِ آئینہ زاد

پھوار بن کے گرے جیسے حرف حرف کا رس
تیری زباں سے سنوں اپنے عشق کی رُوداد

عطاؔ نہ پوچھ کسی شبنمی خیال کی آنچ
خُمارِ آبِ بقا چاہتی ہے خاطرِ شادؔ (92)

☆

قندیلِ دل ابھی نہ بُجھا شب گزار یاد
بھٹکا ہے اپنی تیرگیوں میں نظر نژاد

اَب کے کوئی کنول نہ کھلے گا چٹان پر
ویران گاہِ خواب ہے خشکابہء مراد

یارو کرو چراغ کوئی دل کشیدہ مئے
رستا ہے اَبرِ زار سے اِک ماہتابِ یاد

صحرائے شب پہ تان دے سورج کا سائباں
آئینوں کے سَراب میں آتا ہے سَنگ زاد

ہم ظرفِ کائنات نہیں ہے ہوس کی آنکھ
سمٹا ہے مثلِ نقطہء خوں آسماں کشاد

ہر لمحہ استعارۂ جاں ہے مجھے عطا
اس کے دمِ وجود کی بکھری ہوئی زباد (30)

ردیف .... ر

☆

اب خود پہ کرو سایۂ خاکسترِ تر لے کر
تم برق میں آئے تھے آہن کے شجر لے کر

وہ شاخِ بریدہ بر کہسار بجاں آئی
کھوئے تھے ہواؤں میں ہم تیغ و تبر لے کر

اک زلف کہیں چٹکی اک دشت کہیں مہکا
مژدہ ہی سمجھاتا ہے مجھ سے مرا گھر لے کر

اَب کف میں نہ آئے گا وہ ریگِ ہوا بردہ
سیلاب گیا کب کا پانی کا ثمر لے کر

لائی تو کہاں لائی آئینوں کی گہرائی
دیوارِ نظر دے کر دیوارِ نظر لے کر

آتش کدۂ جاں میں سُلگا ہے زُغالِ شَب
سانسوں میں چھڑکتا ہے اِک شخص سحر لے کر

ہر جسم جزیرہ ہے اَے شاؔد صداؤں کا
کس لمس کنارہ لوں یادوں کا بھنور لے کر (3 1)

ردیف .... ز

☆

ٹکراتی ہے کس غنچہ دَہَن کی آواز
گونج اُٹھی ہے صحرا میں چمن کی آواز

دل بَن کے لیا لَمس ترِے ہونٹوں کا
آنکھوں سے سُنی تیرے بدن کی آواز

تھی رقص کی انگڑائی کہ لمحوں کا نشہ
ہے دُور تلک چَھن چھنا چِھن کی آواز

احساس کے چہرے پہ ترا داغِ جمال
یادوں کے اندھیروں میں کرن کی آواز

مِل جائیں تو ہو جائے مُرتب ترا حُسن
غالبؔ کی غزل مہدی حَسنؔ کی آواز (3 2)

ردیف .... ک

☆

تا عمر سُنی قضا کی دَستک
زنجیر تھی آشنا کی دَستک

پھر ظلِ الہٰ کے در پہ چمکی
تپتی ہوئی اِک صبا کی دَستک

سَناٹے کا حَبس گونج اٹھے
اَے نعرۂ مبتلا کی دستک

مجھ برف مکاں سے کوئی پوچھے
سورج کی تھپک ہوا کی دَستک

مصروف تھے لذّت بقا سے
آتی تو رہی فنا کی دَستک

اِک حرف میں ساری روشنائی
اِک دَر اور کجا کجا کی دستک (33)

ردیف .... گ

☆

تُو صاحبِ حَلَم ہے، جزا مانگتے ہیں لوگ
معصوم ہیں سو، اِس کی سَزا مانگتے ہیں لوگ

سَر پر گھٹا نہ دے، تو فلک پر دُھواں بکھیر
سایہ نہیں، تو سایۂ نُما، مانگتے ہیں لوگ

ذرّے سے زر، حَجر سے شَجر، مانگتا ہے کون
محبوس ہیں، ذرا سی ہَوا، مانگتے ہیں لوگ

رکھتے ہیں، ریگ باں سے جُوئے آب کی اُمید
کیا سادہ ہیں، سَراب سے کیا مانگتے ہیں لوگ

دل میں بَھڑک اُٹھی ہے، گھَنے جنگلوں کی آگ
اب کے سَفر میں سَیلِ بَلا، مانگتے ہیں لوگ

ٹھنڈک دِلوں میں، رُوح میں خُنکی، نظر میں نَم
کیا سادہ ہیں یہ آگ سے کیا مانگتے ہیں لوگ

جس کو فِراق سے نہ غَرض ہے، نہ وَصل سے
اُس بے وفا سے، عہدِ وفا مانگتے ہیں لوگ

گھر مُنجمد ہیں، راہ جَمی، جسم بے سَکت
وہ بَرف ہے کہ سَیلِ بَلا مانگتے ہیں لوگ

مَقتل میں اپنے خُوں کے عِوَض، سَروری مِلے
حَسرت زَدہ شہید سے کیا مانگتے ہیں لوگ

اِس رُت میں ایک مِشعلِ جاں ہے، سو بُجھ نہ جائے
وہ حَبس ہے کہ لُو کی دُعا مانگتے ہیں لوگ (34)

☆

اَبرِ بُجاں اور صحرا صحرا، ماہ بہ دِل ویرانے لوگ
پیمانے پیمانے پیاسے، میخانے میخانے لوگ

چُھو کر، اُس برفاب بدن کو، خواہش بھی مرجاتی ہے
رُوحوں کی سوداگر دنیا، جسم کے قحبہ خانے لوگ (35)

ردیف .... ل

☆

ہو خونِ دل کہ چراغاں جلے چراغ کہ پھول
عطا کرو کوئی صدمہ جگر کے داغ کہ پھول

ہوئی ہے جب سے وہ خوشبو کی روشنی رخصت
میں سوچ میں ہوں صبا سے جلا ہے باغ کہ پھول

ہزار جسم ہو تم، صد ہزار سوچوں کا
صدف نگاہ کہ نغمہ، جنوں دماغ کہ پھول

یہ کس کی زلف کا ماحول ہے نظر پہ محیط
دَمک رہا ہے شبِ ماہ میں ایاغ کہ پھول

عطاؔ طلب میں بگولوں کی دُھول ہے دنیا
سَراب ہے سرِ صحرا ملے سُراغ کہ پھول (36)

ردیف............ن

☆

یوں صُبحدم کِھلا، ترا شَب تاب سا بدن
انگڑائیوں میں جیسے ڈھلا خواب سا بدن (37)

ردیف............ں

☆

اگر وہ ہے، تو مَیں نہیں، خُدا اور اُس کا آسماں
مَیں ایک شخص بے زمیں، خُدا اور اُس کا آسماں

سِتارے تیری خاکِ پا، تِری غُلام گردشیں
مِری جَبیں، مِری جَبیں، خُدا اور اُس کا آسماں (38)

☆

تجھ کو، ہر زاویہ سے، جذبِ نظر کرتا ہوں
اپنی تکمیل کروں، تجھ کو مکمل دیکھوں (39)

☆

رَس اُس کے قُربِ گرم کا ہے حرف حرف میں
وہ خوش بدن گلاب کِھلاتا ہے بَرف میں

انگارِ جاں میں جیسے کوئی سبزۂ خیال
کُھل کر برس گیا وہ دلِ زَنگ ظرف میں

ہم تھے کہ یاد ہی نہ رہے بُھول کر اُسے
دنیا زیانِ نقد ہے بازارِ صَرف میں (40)

☆

اِک عَجب شخص ہو گیا ہوں، مَیں
دل کے صحرا میں کھو گیا ہوں، مَیں

اُس سے ملنے کی آرزو کی ہے
ریت میں پھول بو گیا ہوں مَیں

اِک بگولے کے بیچ میں، شاید
خواب اپنے پرو گیا ہوں، مَیں

جانے کیا سوچ کر، سَرابوں میں
اپنی ناؤ ڈبو گیا ہوں، مَیں

اب نہ ٹھہروں گا، اب نہ لَوٹوں گا
راہ کی دُھول ہوگیا ہوں، مَیں (41)

(ڈرامہ ''دشت'' کے لئے گیت)

☆

بات ایسی تو نہیں ہے مگر اے جانِ وفا
کیا کروں، کچھ نہ کہوں یہ بھی مرے بس میں نہیں (42)

☆

یہ کوہساروں کی صورتوں میں اُداس چہروں کے بادباں ہیں
تم اُن کی لب تشنگی تو دیکھو، یہاں سمندر رہا کئے ہیں (43)

☆

مکیں اِدھر کے ہیں، لیکن اُدھر کی سوچتے ہیں
جب آگ گھر میں لگی ہو، تو گھر کی سوچتے ہیں

کہ جب زمین ہی سَیلِ بلا کہ زَد میں ہو
تو پھر ثمر کی نہیں، پھر شجر کہ سوچتے ہیں

اُڑے تو طے ہی نہ کی حدِ آشیاں بندی
اَب اُڑ چکے ہیں تو اَب بال و پَر کی سوچتے ہیں

تُو میرا دل تو پَرکھ، میرا اِنتخاب تو دیکھ!
کہ اہلِ حُسن تو حُسنِ نظر کی سوچتے ہیں

یہ دَشت ہے تو بگولوں سے کیا ہَراسانی
سَفر میں کیا، کبھی گردِ سَفر کی سوچتے ہیں

کہ مِہر اپنا اَثاثہ ہے، قہر اپنا اَساس
وہ اپنی شَب کی، ہم اپنے سَحر کی سوچتے ہیں

ہمیں تو فِکر، مَکاں کی بھی ہے، مَکیں کی بھی
حضُور! آپ تو دیوار و دَر کی سوچتے ہیں

یہ ایک ہم کہ کریں بات ماہ و اَنجم کی
اور ایک وہ کہ جو تیغ و تبر کی سوچتے ہیں

فقیر، دل کے تصرُّف کی بات کرتے ہیں
نہ مال و زَر کی، نہ لعل و گُہر کی سوچتے ہیں

انہیں دَریچہ ء زِنداں سے اِک کِرن کی سَزا
جو تیرگی میں بھی، روشن نگر کی سوچتے ہیں

جو بے خطا کا لہو تھا، وہ کیا لہو ہی نہ تھا؟
جب آ پڑی ہے تو آپ اپنے سَر کی سوچتے ہیں

گِلہ ہے غیر سے کیا، ہم نیاز مندوں کو
وہ عَیب سوچتے ہیں، ہم ہُنر کی سوچتے ہیں

عطا میں اُن کو بھی دل سے دُعائیں دیتا ہوں
جو اپنے نفع میں میرے ضَرر کی سوچتے ہیں (44)

(25دسمبر1995ء)

☆

لبِ گویا کو جو اِک موجِ ہوا کہتے ہیں
سوچ کی آہنی دیوار کو کیا کہتے ہیں

ان کا ارشاد ہے ہم خاک سے سیراب رہیں
جو کڑی دھوپ کو ساون کی گھٹا کہتے ہیں

روزِ باراں ہے تری یاد ترا غم شبِ ماہ
وہ کہاں ہے جسے اندوہ رُبا کہتے ہیں

کتبہء شام، سرِ صبح کا مژدہ ہے عطا
ہم ستاروں کو بھی۔سورج کا لکھا کہتے ہیں (45)

☆

زندگی درد کی آغوش میں دَم لیتی ہے
ہم اسے پیار کی لوری سے سُلا دیتے ہیں

غم فراموشی کا وقفہ ہے خوشی بھی ہو کہ موت
ابتدا ہے جسے انجام سمجھ لیتے ہیں (46)

ردیف .... و

☆

دل کے صحرا میں کھوئے ہوئے دوستو سوچنا چھوڑ دو
اپنے سائے کی رَہ میں نہ دیوار ہو سوچنا چھوڑ دو

خود ہی صدمہ بنے اپنے احساس کا ،تم نے سوچا بھی کیا
اور سوچھو تو خود بھی تماشا بنو سوچنا چھوڑ دو

چاندنی رات میں کیا کسی نے کہا، کیا کسی نے سُنا
عہدِ ماضی کے خونیں بھنور سے بچو سوچنا چھوڑ دو

کون ہے بے وفا، کون ہے باوفا، کس کو دوگے سزا
زندہ رہنا ہی ہے گر، تو میری سنو سوچنا چھوڑ دو ۔

تم کہاں تک سمیٹوگے، تنہائیاں، دل کی ویرانیاں
یاد کی پتّیوں کو بکھرنے ہی دو سوچنا چھوڑ دو

تم بھی کس کس قیامت کو روکو گے اِس زندگی کے لئے
غم کے صورت گرو، درد کے شاعرو سوچنا چھوڑ دو

ٹوٹتے خواب اُجڑے گُلستاں نہیں پھر سے آباد ہوں
اَب نہ گُزری بہاروں کو آواز دو سوچنا چھوڑ دو

زندگی ہے عطؔا اِک فقط حادثہ دل کی دنیا ہے کیا
اپنے احساس کے دُکھ اُٹھاتے رہو سوچنا چھوڑ دو (47)

☆

بڑا کٹھن ہے راستہ جو آسکو تو ساتھ دو
یہ زندگی کا فاصلہ مِٹا سکو تو ساتھ دو

بڑے فریب کھاؤگی، بڑے ستم اٹھاؤگی
یہ عمر بھرکا ساتھ ہے نبھا سکو تو ساتھ دو

جو تم کہو یہ دل تو کیا میں جان بھی فِدا کروں
جو میں کہوں بَس اِک نظر لُٹا سکو تو ساتھ دو

ہزار امتحاں یہاں ہزار آزمائشیں
ہزار دُکھ ہزار غم اٹھا سکو تو ساتھ دو

میں اِک غریبِ بے نَوا، میں اِک فقیرِ بے صدا
مِری نظر کی التجا جو پا سکو تو ساتھ دو

یہ زندگی یہاں خوشی غموں کے ساتھ ساتھ ہے
رُلا سکو تو ساتھ دو، ہنسا سکو تو ساتھ دو (48)

☆

وہ گُل کِھلے، وہ ہُوا وَصلِ یار کہنے کو
خِزاں کو ہم نہ کہیں گے بہار کہنے کو

ہمیں کیوں اُن پہ نہ ہو اِعتبار، کہنے کو
ہُوئے تھے وہ بھی تو ہم پہ نِثار، کہنے کو

بَس اُس کے ہونٹ کی لرزش تھی، بول میرے تھے
اِس ایک چُپ میں تھیں، باتیں ہزار کہنے کو(49)

☆

وصلِ نگاہ لطفِ طلب عرضِ حال ہو
درگاہِ دل میں گُل بدنوں کا دھمال ہو

چُھولوں تو پور پور میں لرزے ہے موجِ مئے
سوچوں تو دھڑکنوں میں سمٹتا خیال ہو

گُل وہ بکھیر زخم اَبدتاب جس سے ہوں
''کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو''

اِک عکسِ منجمد ہے یہ بے قُربِ گُل رُخاں
دل جیسے تیرے پھول سے عارض کا خال ہو

کیا آرزو کریں کہ عطا جس کی آرزو
دَشتِ تپاں میں آبِ رَواں کا سوال ہو (50)

☆

میں نے پوچھا کہ عطا دل کیا ہے
آپ کہتے ہیں پگھل کر دیکھو

غم کی منزل ہے، گزر جائے گا
دل کی راہیں تو بدل کر دیکھو (51)

☆

پھول سے نازک چہرے دیکھو زخم سجاؤ
زلفوں کی تعریف کرو زنجیر بناؤ

تم نے ٹھہرے پانی میں کیوں پتھر پھینکا
اب چھینٹے آتے ہیں تو دامن نہ بچاؤ

میں بے منزل تم ہو میرے ساتھ کہاں تک
کونپل ہو تم موجوں سے کب تک ٹکراؤ

ہم ہیں اندھیاروں میں روشنیوں کے پیاسے
شہد لبو، سیمیں بدنو، تم کہاں ہو، آؤ

میں ہوں کون وفا کا پتلا تمہیں سزا دوں
خود ہی دامِ وفا پھیلاؤ، دھوکے کھاؤ

تم جب چاہو جذب میرے دل میں ہو جاؤ
پھیلا ہے احساس کا دامن ہاتھ بڑھاؤ

یاد تمہاری اور اِک عالم تنہائی کا
تُند ہوا کا دریا اور کاغذ کی ناؤ (52)

☆

آتِش نسبو، زربدنو، شُعلہ نماؤ
دل قریہء خاشاک نہیں آگ بجھاؤ

اُڑتی ہیں مِری خاک سے گرتی ہوئی بوندیں
کِس تاب سے اٹھتا ہے مِرے دل کا اَلاؤ

تم آبِ تہہِ سَنگ ہو پِندارِ زمیں ہو
خُشکابہء جاں میں نہ کوئی گُل ہے نہ گھاؤ

مہتاب پہ تعمیر کرو کوئی نظر خواب
شبنم پہ کبھی دھوپ کا سبزہ بھی اگاؤ

یہ جرعہء جاں بخش ہی سرمایہ نہیں شاؔد
ہے عمر کشا روح میں صدمہ کا تناؤ (53)

ردیف .... ہ

☆

اور اِک دِن، کیا دیکھا تھا، اُس نگر کا رَستہ
اُس کے بعد نظر نہیں آیا، گھر کا رَستہ

کیا گلیاں تھیں، کیسے موڑ تھے شہرِ طلب کے
باہر کا ہَر رَستہ تھا، اَندر کا رَستہ

اُس نے ایک اِک کِرن، عذابِ شَب دیکھا ہے
سورج کو کیا سَمجھا رہے ہو، سَحر کا رَستہ

روشنی ایسی، کاہکشاں پھولوں کی بچھائے
خوش چہروں نے روک لیا ہے نظر کا رَستہ

کِس بَستی میں ٹھہر گئی ہے، وہ گُل صورت
خوشبو، بھُول گئی ہے، اپنے سفر کا رَستہ

شاؔد، اس جِسم کا نشہ، دل کو کھینچ رہا ہے
ہم نے کب کا تَرک کیا، ساغر کا رَستہ (54)

☆

گُلِ دَہَن کا نشہ بوئے پیرَہَن کا نشہ
مہک رہا ہے چمن میں ترے بدن کا نشہ

نظر نہ سنبھلے، زباں لڑکھڑائے، دل بہکے
وہ حُسنِ تازہ کہ بخشے مئے کہن کا نشہ

ترے بغیر نہ مریخ میں نہ ماہ میں ہے
وہ زندگی کہ جو ہے تیری انجمن کا نشہ

وہ تشنہ ہیں کہ سمندر سے بھی نہ ہوں سیراب
مگر یہ جرعۂ شفاف جان و تن کا نشہ

فِراق، لطفِ طلب وصل، لذّتِ احساس
یہ بانکپن کا نشہ، وہ گداز پن کا نشہ

سرُورِ نغمہ خُمارِ خیال، لذّتِ شعر
ترے جمال کی مستی ہے میرے فن کا نشہ

تجھے یہ دُکھ کہ مجھے عشق نے اذیّت دی
مجھے یہ غم کہ نہیں رُوح تک چبھن کا نشہ

طویل زیست کے انجان راستوں میں عطاؔ
بہک رہے ہیں یہ ہم اوڑھ کر کفن کا نشہ (55)

☆

سب سچّے سب جُھوٹے ہیں میں اور دِل اور آئینہ
کٹتے جُڑتے رشتے ہیں میں اور دِل اور آئینہ

اِک مدّت سے ایک ہی رُت اِک منظر اور نام بہت
روز تماشا دیکھتے ہیں میں اور دِل اور آئینہ

آگ پہ چھینٹے شبنم کے، سوچ پہ لمحوں کا دھڑکا،
سُنتے ہیں چُپ رہتے ہیں میں اور دِل اور آئینہ

آئے گا کوئی سَنگ صدا حرف کا تیشہ گونجے گا
گُنگ کہاں تک رہتے ہیں میں اور دِل اور آئینہ

ہر لمحہ اپنا چہرہ، عکس ہے اپنا ہر سایہ
آئینے سے ڈرتے ہیں میں اور دل اور آئینہ

ایک دیئے کی جست ہے اور شَب کٹنے پوپھٹنے تک
سورج بن کر سوچتے ہیں میں اور دل اور آئینہ

شادؔ زمانہ دریا ہے گھٹتا بڑھتا دریا ہے
ہم سب چاند سفینے ہیں میں اور دل اور آئینہ (56)

☆

اُن کو پرچھائیں بھی سورج ہے، گہن آئینہ
حیرتِ نُور ہے، وہ ماہ شکن آئینہ

نقش ایسا کہ ازل تا بہ ابد، مہرفشاں
عکس ایسا کہ زمیں تا بہ زمن، آئینہ

ہم ستم خوردۂ ظلمت ہیں، سراپائے غبار
اے سحر تابِ کرم! اے ہمہ تن آئینہ!

اُن کے گنبد کا کلس، پرورشِ طبع کرے
اُن کا در ہے تو یہ خاکسترِ تن آئینہ

کیا عجب ہے کہ مجھے بھی ہو عطا لذّتِ حرف
ماہتاب اُس کی نظر، اُس کا سخن آئینہ (57)

ردیف .... ے

☆

موجودِ رگِ جاں ہو، نظر کیوں نہیں آتے
تم گھر میں تو رہتے ہو، تو گھر کیوں نہیں آتے (58)

☆

وہ جو شب زار میں سورج کے پُجاری ہوتے (59)

☆

گہری ہے شب کی آنچ کہ زنجیرِ دَر کٹے
تاریکیاں بڑھیں تو سَحر کا سفر کٹے

کتنی شدید ہے یہ خُنک سُرخیوں کی شام
سُلگا ہے وہ سُکوت کہ تارِ نظر کٹے

کیا قحطِ اختیار ہے اَے شہرِ بے اماں
اُڑ کر بھی سوچتا ہوں مرے بال و پر کٹے

سوگند ہے کہ تَرکِ طلب کی سَزا ملے
رُک جائے گر قدم کی مَسافت تو سَر کٹے

کیوں کشتِ اعتبار بھی صَرصَر کی زَد میں ہو
کب انتظارِ خلق سے فصلِ ہُنر کٹے

اِک وقت تھا کہ تجھ سے یقین استوار تھا
اَب وقت ہے کہ رشتۂ ہر معتبر کٹے

یہ بھی تو ہو کہ سَر کے سبب ہو شکستِ سَنگ
یوں بھی تو ہو کبھی۔ کہ شجر سے تبر کٹے

کُھل جائیں روشنی پہ مِرے پتّھروں کے رَنگ
اس رات سے پہاڑ کا سینہ مگر کٹے

سَدِّ سفر ہے شاد مجھے خود مِرا وجود
دل سے غبارِ راہ چھٹے رہ گزر کٹے (60)

☆

یہاں چشمِ غم کی شبنم، یہاں خونِ دل کی لالی
یہ نمودِ صبح، یارَبّ! کبھی شام تک نہ پہنچے

ترے ذِکرِ غم میں اکثر، ہم ہنسے ہیں روتے روتے
کہیں اختتامِ قِصّہ، ترے نام تک نہ پہنچے

ترے میکدے میں ساقی، ہمیں ایک تِشنہ لَب تھے
کہ یہ دَستِ ناتواں ہی ترے جام تک نہ پہنچے

مِرا ذوقِ جستجو ہے کہ ترا خلوص تِشنہ
کہ یہ نقشِ پا بدل کر کبھی گام تک نہ پہنچے

رَہیں زیرِ چَرخِ گَردُوں، نہیں مِہر و مَہ عطاؔ ہم
نہیں کوئی غم کہ ہم بھی سَرِ بام تک نہ پہنچے (61)

☆

مُنجمد صداؤں کی بے سکون موجوں میں کوئی آگ سی بھردے
یا خدا اندھیرے کے ٹھہرتے سمندر کو روشنی کا گوہر دے

ایک ہم کہ صدیوں کی سوچ بن کے بکھرے ہیں، خواب بن کے ٹوٹے ہیں
ایک وہ کہ لمحوں کی ایک ایک دھڑکن کو موسموں کا پیکر دے (62)

☆

پیاس کچھ اور بڑھی، شام کے ڈَھل جانے سے
دَشت سَر ہی نہ ہُوا، پار نِکل جانے سے

وہ تو لفظوں سے تراشے ہے، شَجر کے سائے
دُھوپ ٹل جائے گی کیا، میرے بہل جانے سے

وہی پت جَھڑ، وہی آنگن، وہی خشکابہء جاں
سبزہ عُریاں نہ ہُوا، بَرف پگھل جانے سے

دِل ہے کیا طفلِ کہ خوشبو کو بھی چُھونا چاہے
چاند، مُٹھی میں کب آتا ہے، مَچل جانے سے

آج میں ہوں، نہ کوئی بَزم، نہ چِہرہ، نہ چَراغ
روشنی راکھ ہوئی، آپ کے گُل جانے سے

وَاعظِ وقت کو شِکوہ کہ مَیں سَنبھلا ہی نہیں
کیا سَنبھل جائے گا وہ، میرے سَنبھل جانے سے

رات باقی ہے، ابھی اور سفر، اور سفر
دِن نِکلتا نہیں، اِک شَمع کے جَل جانے سے

اُس کے ہر عکس کی پہچان، مِری رُوح میں ہے
دِل بدلتا نہیں، تقدیر بَدل جانے سے

زِیست اِک سحر سی، اِک خواب سی لگتی ہے عطاؔ
ہم گئے سُوئے اَبد، سُوئے اَزل جانے سے (63)

(1992)

☆

میں زخم زخم رہوں روح کے خرابوں سے
تو جسم جسم دَہکتا رہے گلابوں سے

کسی کی چال نے نشے کا رَس کشید کیا
کسی کا جسم تراشا گیا شرابوں سے

میں چُوم چُوم لوں ایک ایک حرف صورتِ دل
کلامِ پاک چُھوں حُسن کی کتابوں سے

ترے وِصال کی شَب ہے مگر خیال کی دھوپ
سَجا رہی ہے تری رَہ گُزر سَرابوں سے

میں کتنی دُور چلا طَشتِ جاں پہ دل لے کر
کوئی نکل کے نہ آیا مگر حجابوں سے

صبا کا ہاتھ ہے یا ہے ترے گداز کا لَمس
میں جاگتا ہی رہا گرم گرم خوابوں سے

ہر ایک سمت چُکا چوند چاہتوں کے چراغ
میں شہرِ آئینہ جلتا ہوں آفتابوں سے

عطاؔ بدن کی وہ کروٹ بھی نیم شب کیا تھی
تمام عمر اُجلتا ہوں انقلابوں سے (64)

☆

رُکے سیلِ ستم سے کہاں وہ تِشنگی کے
جو چشمے پھوٹتے ہیں لہو سے زندگی کے

سمندر بن کے برسیں گھٹا بن کر نہ برسیں
وہ پیاسے روشنی کے وہ سائے چاندنی کے

عذابِ جاں کے صدقے، خرابِ روشنی ہم
متاعِ معتبر وہ، مجاور تیرگی کے

صراطِ زندگی پر جو آئے سَربدست آئے
جہادِ جان و تَن ہیں تقاضے سروری کے

وفا کا شہر تھا وہ، طلب کا قہر تھا وہ
ہوائے حَبس میں تھے نفس دریا دِلی کے

فراتِ جاں پہ قدغن کبھی ہوگا جو ہوتا
کہ پھیلے رُوح تک ہیں شَناوری آگہی کے

عطاؔ میں کربلا کا خُمارِ تشنگی ہوں
جنم لیتا ہوں مَر کے فنا ہوتا ہوں جی کے (65)

☆

شمع چپ ہے بھی تو کیا دل کا اُجالا بولے
وہ سُنے یا نہ سُنے رات کا سَکتہ بولے

اَب کے موسم کوئی سایہ ہے نہ سبزے کا سَراب
پیاسی آنکھوں میں سُلگتا ہوا صحرا بولے

وہ کوئی گُل ہے کہ مہتاب، کرن ہے کہ دَھنک
آپ وہ چُپ رہے اور اس کا سراپا بولے

کیوں پگھلتی ہے مرے قرب سے اس جسم کی برف
آنکھ کیا عرض کرے اور زباں کیا بولے

کب بدل جائے گی سوچوں کی بلکتی ہوئی رُت
کوئی خوشبو کا سندیسہ! کوئی کاگا بولے

کوہساروں کی عطاؔ رسم نہیں خاموشی
رات سوجائے تو بہتا ہوا چشمہ بولے (66)

☆

دروزہ کُھلا رَکھا تھا، برسات سے پہلے
ہم، تم سے شَناسا تھے، مُلاقات سے پہلے

یہ سوچ بھی اِک سِلسلہء خواب نُما ہے
ہر بات پہنچ جاتی ہے، ہربات سے پہلے

یہ کیسا کرشمہ ہے کہ وہ سَرد سُخن بھی
اَب ہاتھ بڑھاتا ہے، مِرے ہاتھ سے پہلے

یہ گُل ہے وہ نغمہ، یہ صَدف ہے وہ سِتارہ
مُژدہ یہ مِلا، وَصل کی سوغات سے پہلے

اَب دشت کی دِہشت ہے، سَرابوں کا سفر ہے
تم، ہم سے ملے، تلخیء حالات سے پہلے

طوفان کی نیّت کی خبر رکھتے ہیں سو، ہم
لَو، دِل کی بڑھا لیتے ہیں ظُلمات سے پہلے

کوئی بھی نہ تھا، مجھ سا خَراباتیء دوراں
یہ زہر تو موجود تھا، سُقراط سے پہلے

ہم ایسے فقیروں کو یوں حیرت سے نہ تکیو!
ہم کرب سے گزرے ہیں، کرامات سے پہلے

دَر بَند ہوں، اِک کُنجِ خَرابہ ہے، مگر شآد
اِک ذات ہے موجود، مِری ذات سے پہلے (67)

(13 اگست 1996ء)

☆-

معنی کا جہان گونجتا ہے
بے لفظ ہے وقت بولتا ہے

خیموں سے رُکی ہوئی ہے بارش
دیوار کی قید میں ہوا ہے

زنجیر بنے گی یہ خموشی
احساس کی سوچ بے صدا ہے

کیا دھوپ کا دوزخی سفر ہے
سائے کا گمان ڈولتا ہے

طوفان کو پناہ دینے والے
گرداب سے سمت ڈھونڈتا ہے

کب تک تو بنا رہے گا پتھر
پانی بھی لکیر کھینچتا ہے

ہم نیند میں ہوں عطاؔ کہ جاگے
خوابوں کا طلسم ٹوٹتا ہے (68)

☆

یہ دِل بھی زخم ہے، وہ گُل بھی کھاؤ رکھتا ہے
تمام شہر طلب کا الاؤ رکھتا ہے

شکستہ شاخ ہو تم، بارشوں کو دو نہ صدا
نشیب اَب کے غضب کا بہاؤ رکھتا ہے

یہ حادثہ ہے کہ موسم نے کر دیئے یک جا
وگرنہ خار سے گُل کیا لگاؤ، رکھتا ہے

دِکھا کے خواب مجھے، نیند سے جگاتا ہے
مجھے بِگاڑ کے، اپنا بناؤ رکھتا ہے

وہ معتبر بھی ہمیں، کر گیا، سُپردِ خاک
یہ مہربان بھی، موجوں کی ناؤ رکھتا ہے

قریب ہے، تو قریب آئے، دُور ہے تو رہے
یہ کیا کہ پاس بھی ہے، اور کھینچاؤ رکھتا ہے

عطؔا سے بات کرو، چاندنی سی، شبنم سی
خُنک نظر ہے مگر، دل، الاؤ رکھتا ہے (69)

☆

یہ دِل کا دَشت ہے، یہ زُلف کی گھٹا چاہے
سَفر کے حَبس میں دیدار کی ہَوا چاہے

ترے سِوا تو نَظر میں کوئی جَچا ہی نہیں
تجھے نہ چاہے تو پھر کس کو دیکھنا چاہے

سُجھا رہے ہیں، مجھے کوہسار کے خَم و پیچ
یہ زندگی ہے، وفاؤں کا سِلسلہ چاہے

بَس، اِس کے بعد تو جنگل کی شام آتی ہے
سو لَوٹ جا، تو اگر ساتھ چھوڑنا چاہے

چہ خوش نظر ہے، عطؔا! میرے عہد کا گُلچیں
جو آگ بانٹ کے خوشبو سمیٹنا چاہے (70)

☆

وقت کی جو صورت گری چاہے
وقت کی تصویر آپ بن جائے(71)

☆

وہی ایک دنیا میں، جو مِرا شناسا ہے
مجھے سوچتا کیا ہے، مجھے جانتا کیا ہے

تِرے عہدِ باراں میں، مِری کِشتِ ویراں کیا
تِری زُلف کا سایہ، مِرے دل کا صحرا ہے

مگر اب بھی وہ قاتل، مگر اب بھی وہ ظالم
جو سِتم کا مارا تھا، جو کرم کا پیاسا ہے

جِسے دل کی ضَو کہیئے، وہ ہے اِک شَرر اب بھی
جو سَحر کی خلقت میں سرِشب کا تہنا ہے

تِرے شہر شاداں میں، وہی ایک رُسوا ہے
جِسے شاؔد کہتے ہیں، جو مُلول رہتا ہے (72)

☆

سب ہی کہتے ہیں بُرا جس کو کہ جو اَچھا ہے
تم ہی اَچھے کہ بُرے کو بھی کہو، اَچھا ہے

سوچ کر اور دُعائیں تمہیں یاد آئیں گی
لوگ سُنتے ہیں مگر تم نہ سُنو، اَچھا ہے (73)

☆

اُس سے خاموش کلامی کی ہے
بند آنکھوں میں اُسے رَکّھا ہے

یاد کے ہاتھوں سے پکڑا ہے اُسے
دِل کی باہوں میں اُسے رَکّھا ہے (74)

☆

یہ گدائے منزل کیا زادِ راہ لایا ہے
سر پہ دھوپ ہے لیکن ہرقدم پہ سایا ہے

تم بھی اپنی زلفوں کا سائبان لے جانا
دھوپ کا مسافر تو، دن گزار آیا ہے

یاد ہے ابھی تازہ، گھر کے راکھ ہونے کی
ظلمتوں کا سوداگر، پھر چراغ لایا ہے

کاروبارِ ہستی میں، سود ہی زیاں کا ہے
تھا ہی کیا، جو کھویا ہے، ہے بھی کیا جو پایا ہے

پُھوار کی لڑی، جیسے روح میں اُتر آئے
ہم نے چاند راتوں میں، تجھ کو گُنگنایا ہے (75)

☆

بے وجہ تھی اِک سَر خوشی اچھے دِنوں کی بات ہے
ہرشَب مثالِ صبح تھی اچھے دِنوں کی بات ہے

دل کے سُلگتے دَشت میں رَستی تھی نشے کی پھوار
تو اور میں اور چاندنی اچھے دِنوں کی بات ہے

میرے پریشاں خواب سے بالوں میں تیری انگلیاں
نیندوں میں دھڑکن جاگتی اچھے دِنوں کی بات ہے

سوزِ قدح سے بَزم میں ہم رَتجگے چھڑکا کئے
ہر سوچ تھی صورت تری اچھے دِنوں کی بات ہے (76)

☆

خوش قد و خوش جسم سی شے وہی بَس ایک ہے
یار تیرے شہر میں آدمی بَس ایک ہے

آگ بھری ہے، مگر، شام کے احساس میں
جیسے کڑی عمر کی رات ہی بَس ایک ہے

سوچ بھی دے کر، مجھے تُو نے مکاں زَد کیا
آگ کا صحرا ہے اور، جھونپڑی بَس ایک ہے

روز طلب نذر دوں دل کو بھی پاسنگِ جاں
عشق کے میزان میں اَب کمی بَس ایک ہے (77)

☆

تو ترا اعتبارِ چراغاں اَے خدائے طرب تلک ہے
خواب سوچوں کہ وحشت سمیٹوں تیرا پندارِ شَب، شَب تلک ہے

ٹوٹتی ساعتوں کی صدائیں، لوٹتے وقت کی لَو جگائیں
اَے قیامت بدن تیری قربت خواہشِ بے سبب شَب تلک ہے

کوئی اظہار کیونکر نہ چمکے، کوئی آواز کیونکر نہ مہکے
میرے آنگن کا سورج سلامت جرمِ عرضِ طلب شَب تلک ہے

کون احساس کی بند مُٹھی میں کوئی سرد سایہ سمیٹے
جب کڑی دھوپ کے ظرف کا حرف صرف کشکولِ لب شَب تلک ہے

تیرے خوش وقت لفظوں کا لہجہ، اَب نہ کرنوں کی چاہت بنے گا
شَب نژادوں کو رنگوں کی راحت اِک طلسمِ عجب شَب تلک ہے

پھر لہو کی لکیریں سجا کر آؤ قدموں کو رَستہ دِکھائیں
وہ بُجھائیں اندھیرے کی تلکیں ہم سُجھائیں کہ سَب شَب تلک ہے

میں چمکتی ہوئی دھڑکنوں کا ہوں مسافر عطؔا مجھ سے پوچھو
ٹوٹتی تیرگی کی مَسافت مشعلِ مضطرب شَب تلک ہے (78)

☆

پھر بھٹکتا ہے سرِ راہ تمنّا کوئی
پھر وہی مرحلہء راندگی آدم ہے

واقعہ ہے کہ ہر اِک شخص کو سچّا جانا
حادثہ ہے کہ مزاجِ دو جہاں برہم ہے

تیری نظروں کی عطؔا ہے تو گوارا ہر اشک
تونے بخشا ہے تو ہر داغ ہمیں مرہم ہے (79)

☆

ہار کی تُہمت دے کر ہم کو، جیت کے خوف سے لرزاں ہے
بخت پہ ہم گردِش میں تھے ہی تخت پہ وہ سرگرداں ہے

سنّاٹے کا کورا کاغذ کس کس چُپ کی چاپ نہیں
دیکھ ان ساکت ہونٹوں پہ کس کس تحریر کا طوفاں ہے

دَشت میں ایک درخت اکیلا، سبز تو ہے بے آب ـ سہی
دھوپ کی گہری تاریکی ہے لیکن شاخ فروزاں ہے

آگ کے ہاتھ نہ موم نہ آہن، آگ کا چہرہ خشک نہ تر
کل جو مرے گھر چنگاری تھی اَب ترا شعلۂ داماں ہے

تیری ظُلمت کے نشے نے کس کا دیا بُجھایا تھا
آگ اِک کٹیا سے کیا بھڑکی شہر کا شہر چراغاں ہے

شبنم کا اِک قطرہ جیسے سانس کو صبح کی خوشبو دے
شَب کا خمیازہ تھا لیکن مطلعِ عاقبت جاں ہے

بند ہوا میں وقت رُکا ہے ورنہ حبس میں دم گُھٹتا
شاؔد جہاں ہم آ ٹھہرے ہیں کب کا زہر کا زنداں ہے (80)

☆

چہ غم کہ دشمنِ ایماں کمین گاہ میں ہے
حِصارِ حفظ میں ہے، جو تری پناہ میں ہے

فرازِ مہر میں ہے، نے فروغ ماہ میں ہے
وہ اِک چراغ کہ جو تیری جلوہ گاہ میں ہے

بَس اِک نظر سے، نِگوں سار سَرفراز ہوئے
عجیب سَحر، تری عظمت نِگاہ میں ہے

تَوِنگرانِ زمانہ کی سُلطنت میں کہاں؟
وہ عجزِ خُلق کہ جو میرے بادشاہ میں ہے

وہ اسم وِردِ سفر ہو، تو دَشتِ محشر تک
ہزار ہا شجرِ سایہ دار، راہ میں ہے

قدم اُٹھیں تو چمکتا ہے، اِک مِنارۂ نُور
کبھی بھٹک نہیں سکتا، جو تیری راہ میں ہے

وگرنہ میری جَبیں شاد اور وہ دہلیز!
کوئی دَمک تو مِرے دفترِ سیاہ میں ہے (81)

☆

یاد کی خوشبو غموں کی شام کو سُلگائے ہے
زِندگی مجھ کو تری زُلفوں میں پھر اُلجھائے ہے

اَب بھی سوچوں میں دَمکتا ہے کوئی انجم مِثال
اَب بھی سانسوں کو کوئی مہتاب رُخ مہکائے ہے

ایک بار اور آ کے مِل اور عمر بھر تڑپا کے دیکھ
اِک جھلک دِکھلا کے کب تک رُوح کو ترسائے ہے

جی اُٹھے ہیں جانے کتنی آرزوؤں کے مزار
کیا کہیں بادِ صبا آنچل ترا ڈھلکائے ہے

آرزوؤں کے خرابے میں بَسنتوں کی پھُوار
دَشتِ دل میں پھر کوئی گُل پیرَہَن لہرائے ہے

موسمِ گُل کی شرابی چاندنی کی چھاؤں میں
حُسن جیسے تیری مَست آنکھوں میں ڈوبا جائے ہے

دل اُسے سمجھے ہے تیرے رَس بھرے ہونٹوں کا لَمس
سوچ کہتی ہے کہ مینا جام سے ٹکرائے ہے

دھڑکنوں میں روز ہی بُنتا رہوں اُس کا خیال
گیت بن کے جو سدا ہونٹوں پہ سجتا جائے ہے

دُور رہ کر پاس ہے اور پاس رہ کر دُور ہے
زلف بکھرے ہے کہیں، آنچل کہیں لہرائے ہے (82)

☆

پھُول، شَرارہ، پتھّر، سبزہ - کچھ ہے، میری مٹی ہے
تم سے میرے پیار کا رِشتہ کچھ ہے، میری مٹی ہے

سورج نے چڑھتے آنگن میں کوئی دَھنک لہرائی ہے
دُھوپ کا ڈھلتا ڈھلتا سایہ کچھ ہے، میری مٹی ہے

کوئی بَل کھاتا سا بگولہ، کوئی اُبلتا سا شعلہ
میرے دل کا کوئی تماشہ کچھ ہے، میری مٹی ہے

آنکھوں میں مرے دیس کے چشمے، سوچوں میں مرے دل کی چمک
لمس تمہارے جسم کا ایسا، کچھ ہے میری مٹی ہے

تم نے کہا کیا، میں نے سنا کیا، ہائے وہ رخصت کا لمحہ
بولتے لب اور کرب کا سکتہ کچھ ہے میری مٹی ہے (83)

☆

گھر کے باہر ہے زَمستان بُہت سردی ہے
یہیں رِہ جاؤ مری جان بُہت سردی ہے

نہ کہیں حرف نہ آواز' نہ صورت نہ صدا
گرم! اَے دِیدۂ وِیران بُہت سردی ہے

ٹہنیاں بھیگتی جاتی ہیں' دُھواں اُٹھتا ہے
جب سے سُلگا ہے گُلستان' بُہت سردی ہے

کہیں جَمتی ہُوئی سوچیں' کہیں ٹھُٹھرے ہُوئے خواب
شہر کا شہر ہے سُنسان بُہت سردی ہے

دُور تک کوئی نہیں' یَخ کے خرابے میں عطاؔ
اَے شَرر خانۂ امکان! بُہت سَردی ہے (84)

☆

مآل کچھ نہ سہی، جستجو تو باقی ہے
وصال ہو کہ نہ ہو آرزو تو باقی ہے

گُزر ہی جانا ہے آخر عذابِ میخانہ
شراب ناب نہیں ہے' لہو تو باقی ہے

ترے خلوص کی راہیں بدل گئی ہیں تو کیا
مِری وفا کی مگر آبرو تو باقی ہے

خزاں کی گرد نے دُھندلا دیئے ترے خاکے
مگر طلب کی بہاروں میں تُو تو باقی ہے

یہ عجزِ مصلحتِ وقت کب تلک ہے عطاؔ
ترے مزاج میں رِندانہ خُو تو باقی ہے (85)

☆

خواب ہیں، اور حویلی ہے
پھر بھی، روح، اکیلی ہے

برف کے پالے، جسموں سے
مُشک کی خوشبو پھیلی ہے

تیرے عشق کا ایک اِک نقش
یاد کی کُھلی، ہتھیلی ہے

پتّھر پہ سبزے کی رِدا
اَبر کی لَو سے کھیلی ہے

یہ میری خواہش کا دُولہا
بنتِ حیا کا بیلی ہے

چہرہ ہے شفاف مگر
دل کی چادر، میلی ہے

میرے گاؤں کی عاشق نے
شہر کی دنیا جھیلی ہے

موت کو بوجھے اِک لمحہ
جیون اَمر پہیلی ہے

پانی، اپنا، یار عطاؔ
اور آگ اس کی سہیلی ہے(86)

☆

زِندگی آئینہ ہے آئینہ آرائی ہے
اجنبی بھی ہے وہی جس سے شناسائی ہے

سنگ دل سامنے آتا ہے تو یہ سوچتا ہوں
آرزو حُسن کی دیوار سے ٹکرائی ہے

آج کی رات بھی کرنا ہے کوئی کفر کی بات
چاند کے پھول میں شبنم کی شراب آئی ہے

کس کو اس دور میں ہے فرصتِ عشقِ خوباں
آگ تیرے لب و رُخسار نے برسائی ہے

تو نہیں ہے تو ہر اِک جرعہء مہتاب صفت
یاد کی آنکھ سے ٹپکی ہوئی تنہائی ہے

دل وہ صحرا ہے جہاں حیرتِ سایہ بھی نہیں
دل وہ دنیا ہے جہاں رنگ ہے رَعنائی ہے (87)

☆

یہ جو صحرا میں، گھٹا سی کوئی لہرائی ہے
یاد کی آنکھ سے ٹپکی ہوئی تنہائی ہے (88)

☆

جو باغوں میں دیدار بکھیرے، بَن میں آوے
وہ بادل ہے، تو پھر، میرے آنگن میں آوے

وہ مجھ سے میری لکھی لکیر کا مطلب پوچھے
جو خوابوں کا ہرتار، چُنے، اُلجھن میں آوے

جُز یہ کہ کوئی بات بھی ہوگی، دل کی ہوگی
وہ یاقوتی لب ہوں، اور کچھ بھی سُخن میں آوے

وہ صحرا کا سایہ ہے، وہ سرما کا سورج
وہ ہر پَت جھڑ میں بچھڑے، ہر ساون میں آوے

جو کچھ ہو، لیکن کبھی نہ اس کی نظر ہو ساقط
یہ اوج بھی شآد فقیروں کے مسکن میں آوے (89)

☆

قلم سِتارہ بنے، مہر و ماہتاب لکھے
مگر یہ تاب کہاں، مدحِ آنجناب لکھے

اُسی کے نُور کی تحریر ہیں، زَمین زماں
پُھوار حرف چُنے، پنکھڑی گلاب لکھے

اُسی کا وِرد ہیں سب لفظ رازِ اِمکاں کے
کوئی ظہور میں سوچے، کوئی حجاب لکھے

اُسے تو پَرتوِ خور کوئی اِستعارہ نہیں
مگر مجھے کوئی شبنم کہے، حَباب لکھے

عطاؔ اسی کی عَطائے نظر کی رحمت ہے
کہ میں نے دَفترِ دل میں طلب کے خواب لکھے (90)

☆

پر چھائیں کو زنجیر کرے پار نہ دیکھے
سورج کے سفر کو مری سرکار نہ دیکھے

بارش کی دعا مانگ کر، اب سوچ رہے ہیں
بادل کو تو دیکھا، در و دیوار نہ دیکھے

شعلہ ہے تو اس کے لئے دل کیا ہے جگر کیا
صر صر کی ہوا پھول کی مہکار نہ دیکھے (91)

☆

یہی غم ہے کہ یار آئے نہ آئے
دلِ تشنہ بکار آئے نہ آئے

یہ فکرِ خار کیا ہے، دستِ گلچیں
خبر کیا، پھر بہار آئے نہ آئے

جہاں کیا ہے، شبستانِ مُسرّت
کسی کو اعتبار آئے نہ آئے

جیئے جاؤ کہ جب تک دم میں دم ہے
جیئے جاؤ، قرار آئے نہ آئے

یہ آنسو پُونچھ بھی لو، وہ جُنونی
گریباں تار تار آئے نہ آئے

عطاؔ اب جُستجوئے آرزو کر
یہ مہ وَش بار بار آئے نہ آئے (92)

☆

آنچ اُس کی قربت کی مستیوں میں ڈھل جائے
لذّتوں کی لذّت کا، رُوح تک عمل جائے

برف ہے کہ ریشم ہے، آگ ہے کہ شبنم ہے
اُس کے جسم کو چُھو کر آدمی پگھل جائے (93)

☆

دھڑکے دل کی آگ سمندر جل جائے
اَب کی برف گِرے تو شہر پگھل جائے

تخ پَت جھڑ سے شاخ شعاعیں ٹوٹ جمیں
لاوا لاوا پھول پہاڑ مَسل جائے

رَنگت لَمس ہے نام اُجالے لمحوں کا
ہر رُت سانس میں خوشبو روپ بدل جائے (94)

☆

مُنجمد لمحوں میں رہا جائے
آگ کی دیوار بنا جائے

دِل کی منزل سے، طَے کہاں ہوگی
رُوح کی جانب راستا جائے

ہوش میں تیرے قُرب جو آئیں
لَمس کی لذّت کا نشہ جائے

ماہ میں تاثیر آگئی مئے کی
یوں تجھے کوئی سوچتا جائے(95)

☆

یک لمحہ سَہی عمر کا ارمان ہی رِہ جائے
اس خلوتِ یَخ میں کوئی مہمان ہی رِہ جائے

قُربت میں شبِ گرم کا موسم ہے تِرا جسم
اب خطرۂ جاں وقفِ زَمِستان ہی رِہ جائے

مجھ شاخِ برہنہ پہ سجا پھول کی کلیاں
پت جھڑ پہ ترے حسن کا احسان ہی رہ جائے

برفاب کے آشوب میں جم جاتی ہیں سوچیں
اس کربِ قیامت میں ترا دھیان ہی رہ جائے

تجھ بن تو سنائی نہ دے سورج کی صدا بھی
دل دشتِ ہوا بستہ ہے سنسان ہی رہ جائے

مرمر کے سِلوں میں تو گھٹے آگ کا دم بھی
یہ قریۂ جاناں ہے، یہاں جان ہی رہ جائے

سوچوں تو شعاعوں سے تراشوں ترا پیکر
چھو لوں تو وہی برف کا انسان ہی رہ جائے

یہ شام یہ چاندی کا برستا ہوا جھرنا
کوئی تری زلفوں میں پریشان ہی رہ جائے

صورت سے وہ گُل برف سہی پھر بھی عطاشادؔ
تاثیر میں وہ مُشک کی پہچان ہی رہ جائے (96)

☆

چوبِ صحرا بھی وہاں، رَشکِ ثمر کہلائے
ہم خزاں بخت شجر ہو کے حجر کہلائے

ہم تہہِ خاک کئے جاں کا عرقا ان کے لئے
اور پسِ راہِ وفا گردِ سفر کہلائے

ان کی پوروں میں ستارے بھی ہیں انگارے بھی
وہ صدف جسم ہوئے آتشِ تر کہلائے

اپنی راہوں کا گلستان لگے ویرانہ
ان کی دہلیز کی مَٹی بھی گہر کہلائے

جن کی خیرات سے لمحوں کی لویں جاگتی ہیں
شَب نژادوں میں وہی دست نگر کہلائے

ان کے کتبے پہ یہی وقت نے لکھا ہے کہ وہ
روشنی بانٹتے تھے، تیرہ نظر کہلائے

وہ جو سورج سے بھی آنکھوں میں ملا کرتے تھے
کانچ کے گھر میں وہی موم کے پر کہلائے

وہ تو دیواروں میں چنتا ہے زمانے کا ضمیر
ہم ہی کیوں سنگِ سَرِ راہ گزر کہلائے

شاؔد بے صرفہ گیا عمر کا سرمایہء حرف
ہم کہ تھے جانِ صدا، گنگِ ہُنر کہلائے (97)

☆

سیلاب کو نہ روکیے، رَستہ بنایئے
کس نے کہا تھا گھر لبِ دریا بنایئے

مانا، کہ وہ گھٹا بھی، بگولوں کی دُھول تھی
لیکن یہ کیا، کہ سِل کو سِتارا بنایئے

اَب پتّھروں پہ دیکھئے، خوابوں کے آئینے
اَب پانیوں میں پُھول کا چہرہ بنایئے

ہونٹوں کا عکس، رُوپ کا رَس، جسم کا طلسم
کیا کیا اسے تراشئے، کیا کیا بنایئے

ہم سوگئے شفق کو سمجھ کر چراغِ شَب
اَب تیرگی کو صبح کا مُژدہ بنایئے

کب تک وفا کو کیجئے، رُسوائے حرفِ جاں
کب تک عطاؔ طلب کا تماشا بنائے (98)

ردیف .... ی

☆

شَفق کے پھول کِھلے اوس کی پُھوار گری
جہاں جہاں پہ صبا چُھو کے رُوئے یار گری

سَنبھل سَنبھل کہ ڈھلکنے کو ہے ترا آنچل
گِری گِری تری زلفوں کی آبشار گری

مِری حیات کو آئینہ ہے وہ شبنمِ خوں
ڈَھلک کے جو تیری پلکوں سے بیقرار گری

وہ ایک شاخِ نَشیمن کہ اَب بھی تازہ ہے
وہ ایک بَرقِ خرابی کہ بار بار گری

وہ ایک بات جو نَشتر نہ تھی خَدَنگ نہ تھی
جگر کے پار ہوئی، صورتِ شرار گری (99)

☆

ترسے یہ گرمِ زارِ جاں برسے گھٹا سی چاندنی
اَے شبِ حبسِ بے کراں کوئی ہَوا سی چاندنی

دل کی لہو سَرائے میں ایک ہی اِسم ہے تپاں
شام، شفق، طلب نوا، درد، اَدا سی چاندنی

سَر میں سُرور کی کسک، لے میں لپک خُمار کی
اور بُجھے سکوت میں نغمہ نُما سی چاندنی

لفظ کو لب کا لَمس دے، رنگ میں تابِ رُخ اُتار
تُو کہ نِگاہِ جوئے مہر، اور میں پیاسی چاندنی

آنچ ہے تیری یاد کی، رَس ہے تیرے خیال کا
تیرگیء نفس کو ہے ایک دُعا سی چاندنی

آئے کبھی سمائے بھی، میری نظر کی دھوپ میں
سوچ میں سَرسَرائے ہے یہ جو رِدا سی چاندنی

قُربِ نشاط ہے عطا وقتِ شَباب ہے عطا
ماہ میں آبِ تیز سی، مئے میں ذرا سی چاندنی (100)

☆

پھر وہی شامِ تماشا ہے، سَحر کے بعد بھی
پھر وہی بے منزلی، ختمِ سَفر کے بعد بھی

موسمِ گُل ہے، تو پھر وہ گُل، وہ خُوشبو ہے کہاں
دِل کا خُشکابہ وہی ہے، فَصلِ تر کے بعد بھی

آبلہ پا ہیں، مگر پِھر بھی سَراب آرا ہیں، وہ
ہم ہیں اور صحرا گشی، زخمِ نظر کے بعد بھی

ہم طلاطم زَاد، عرقِ آب کیا ہوں گے کہ ہم
بادباں تیاری رکھتے ہیں، بھَنور کے بعد بھی

یہ بھی اس دَستِ مَسیحا کی کرامت ہے، عطؔا
درد گھٹنے میں نہیں آتا، اَثر کے بعد بھی (101)

4) نظمیں:

آخر جینا خواب سَراب نہیں ہے

ڈوری کی آواز کا لمس ہواؤں میں ہے
میں چلتن کی چوٹی بن کر، ڈھلوانوں میں بہتا جاؤں
آگ نظر کی سرحد پر، جاڑے کی دھوپ ڈھلکتی جائے
اور میں اپنی یَخ زَدگی کو سانسوں کی لوری پہناؤں
کھلی فضائیں
بشارتوں میں مجھے بلائیں

میں گِل بَستہ
گئے دنوں کے کرب کو اپنے رشتوں کی زنجیر بناؤں

ادھر گھنے سبزے کا روپ کنارہ
دَستک دے اور
میں راہوں کے بجھے بھنور کو ساحل سوچوں
اپنی آنکھیں موند کے
اپنے ان ہونے کو قربت لکھوں
دیواروں کو در کی تہمت دوں اور ساعت لکھوں
آخر جینا ایسا خواب سَراب نہیں ہے(102)

آدمی

رُوح، احساس، طلب، حرفِ وفا
راندگی، حسن، جفا
حَبس، شکست
روز وشَب، ماہ ونجوم
برق، خرمن، موسم
تِشنگی، اَبر، سمندر، شبنم
بَرف، شَفق
بُت گری، رقص، خیال
سایہ، صحرا، دریا
کفر، قفس
ظلم، ادراک، شرف
صبر، شباب
عشق، انصاف، اجابت، قرآن

آدمی......ظرفِ زمیں سازسہی
آدمی......دامنِ پندارتہی (103)

آوا

کل بھی یہی لمحوں کی جھیل تھی
اور آوازوں کے کنکر تھے
کل بھی ہوائیں موجبار تھیں
کل بھی فضا میں سناٹے کے ڈھول جمی تھی
کل بھی بلکتے فریادی ہونٹوں پہ کرب حرف تھے
کل بھی تھے، تم گوش کر
آباد صدا کے ویرانے میں
کل بھی رُت کی چیخ تھی
اور چپ غوغا تھی
کل بھی پتّھر تھے، سر تھا اور آئینہ تھا

کل بھی یہی، سب چہرے حس تھے
آج یہی سب نقش نظر ہیں

بَس اَب میں وہ نہیں ہوں (جو ہوں)
سب پتّھر سناٹے سب درد صدائیں
سب آوا ہیں
تم اَب جو ہو، وہی نہیں ہو
اَب کے بام پہ میں ہوں
اور تم تہہِ زمیں ہو (104)

اَزل کا آتش کدہ

اَزل کے آتش کدے میں انسان جل رہا ہے
انا کا اندوہِ بے کراں
ہست و بود کی بے طلب صعوبت
وجود کا پیرَہن
اَزل کے عظیم آتش کدہ کا ایندھن
ازل کے آتش کدے میں انسان جل رہا ہے

کشاکشِ شر و خیر
رُوحوں کی چیخ
پیہم اذیّتِ عقل و کربِ عرفان

قیاس یزدان و اہرمن کی طرح ازل گیر اور ابد مان
حدِ ادراک تک ہے بے انت ظلمتوں کا فسوں پھیلا
بصیرتوں تک ہے روشنیوں کی تشنگی کا جنوں پھیلا
مگر حقیقت یہ ہے
اَزل گیر تیرگی کی اتاہ گہرائیوں سے ہر روز
ایک سورج نکل رہا ہے
یہ ایک سورج جو صبح جلتا ہے
شام جلتا ہے
پھر بھی اِک عالمِ طلب کو سمندروں کی سکون آمیز جستجوں کا حسین تصّور

عمل کی شَب تاب روشنی بخشتا ہے
مرتا ہے اور امر ہے
اَزل کے آتش کدے میں کچھ ایسے سورجوں کی طرح
وہ رُوح آفریں بدن بھی ہیں جو سُلگتے سُلگتے آخر
بنے ہیں کندن
اَبد کی منزل کے یہ مسافر
مَسافتِ ہست میں ہر اِک لمحہ ہر نفس
حُسنِ کائنات آفرین کا قرآن لکھ رہے ہیں
عمل کا دیوان لکھ رہے ہیں
بقا کی یہ داستان بھی ہے اَزل پہ حاوی
اَبد پہ حاوی

اَزل کے آتش کدہ میں انسان جل رہا ہے
مگر یہ سوچ!!
مگر یہ کندن!!(105)

اُس کے نام

میں نے خوشبو کو بھی چھُو کے دیکھا
میں نے مُٹھی میں کرنیں سَمیٹیں
میں نے بوسے لئے چاندنی کے
میں نے سورج میں سائے کو دیکھا
میں ہَوا سے کروں گفتگو بھی
میں صداؤں کا ہر رُوپ دیکھوں
میں نے سوچوں کے نغمے سُنے ہیں
میں نے لفظوں سے چہرے بُنے ہیں
رنگ کا عکس دیکھا ہے میں نے
عکس کا رنگ پہنا ہے میں نے

میں نے قطرے میں دَجلے کو دیکھا
میں نے دَجلے میں قطرہ نہ پایا
میں جو سوچوں تو کیا کیا نہ دیکھوں
میں جو دیکھوں تو کیا کیا نہ سوچوں
میں وہ قادر کہ گُم قدرتوں میں
میں وہ شاعر کہ چُپ حیرتوں میں
تجھ کو سوچوں تو کچھ بھی نہ دیکھوں
تجھ کو دیکھوں تو کچھ بھی نہ سوچوں (106)

اسم افزا نظر

میں شہرِ اماں کی مَسافت
اَبد ساعتوں کے تعاقب میں
ہر گام کی سوچ کا حرفِ آغاز ہوں
ہَست و ناہَست کے درمیاں فاصلوں میں
بصارت کی دیوار کیا ہے
یہ دیوار کیوں ہے؟
روز وشَب کا یہ تلخابِ گرد
رَہ گزارِ طلب کے لئے
ظرفِ احساس کی آزمائش کا آزار کیوں ہے؟
چار جانب یہ سنگیں حصاروں کے لنگر
مری فُرصتِ دم گزیدہ سے کیا جنبشِ گُل زمیں مانگتے ہیں
اَبد ساعتوں کے تعاقب میں قطرہ بہ قطرہ مری دھڑکنیں
کیوں شمارِ طلاطم میں نوحہ کناں ہیں
اس سُکوتِ تَخِ بے سَکت میں
مری حیرتِ حال درماندہ کیا موجہائے صدا آزمائے گی
یہ نشیب آشنا تنگنائے وجود
چاکِ ادراک سے کس فرازِ فروزاں کا مژدہ بنے گا
میں عجزِ بصیرت کا سر نقطہء بے نشاں
ایک اَنا ساز وسعت فضا میں

فقط آبِ نقشِ مجاز
سوچ کا حرفِ آغاز

ہاں مگر تو اتارے
مِرے دل کے غارِ حرا میں
عزا گاہِ کرب و بلا میں
کوئی اِسم افزا نظر، آیہء معتبر
کوئی فصیلِ بصارت
یہ تلخابِ گردِشَب و روز
یہ بادبانِ سپرِ سَنگ
بندِ گدازِ نشاط
آتشِ صورتِ سرد
مہرومیء ذات
ایک تغرِ تقدیر بن جائیں
خواب زارِ مسافت میں عمر آزمائی کی
تعبیر بن جائیں (107)

اے عاقبت بے صوت وصدا !

بُجھنے سے قبل
چراغ کی لَو
سکرات سے پہلے
چُپ آنکھیں
طوفان طلاطم
ٹھہراؤ
دربند نظر کی دَستک سے
جیسے کوئی سورج ٹکرائے

اَے عاقبت بے صوت وصدا !
اَے عاقبت بے صوت وصدا !(108)

بگولوں کے ستون

کچھ ہوا کے حرف ساکت
کچھ سکوت آسا صدائیں
حَبسِ جاں
ساعتوں کی ریت میں کچھ سُنناہٹ کی نمی
کچھ تھکی سمتوں سے اتریں شام کے رنگوں کے لمس

ٹوٹتی سانسو!
ادھڑتی دھڑکنو!
رُت کی سنگت اور اَبد کی نیتیں؟
تا ثیر یا جائے گی کیا وقت کی دیوار کج

ہم بگولوں کے ستونوں پر کھڑے
دیکھتے ہیں آسماں بننے کے خواب (109)

تین کے بعد نو

ایک مُکّہ
دو مُکّے
اور میں جوڑوں ہاتھ

ایک مُکّہ
دو مُکّے
پھر میں جوڑوں ہاتھ

ایک مُکّہ
دو مُکّے
پھر میں چھوڑوں ہاتھ (110)

چار آدمیوں کا ایک ہی جھگڑا

''تم خود کو پہچانو''
''پھر میں تم کو جانوں''
''کون ہو تم؟''
''اور، مَیں ہُوں کون!''
''کون کِسے پہچانے''
جانے
جانے دو (111)

حَرفِ سَطحِ آب

ہلکی سی اِک صدا سی لگی اور گُزر گئی
جیسے کوئی غُبارِ سَماعت جَھٹک گیا
بے اَبر اِک کَڑک سی ہُوئی اور ایک بوند
جیسے ہَوا کی ریت پہ شُعلہ بُجھا ہُوا
وہ حرف سَطحِ آب کا اِک نقش سا لگا
صدیوں نے جِس کو سوچ لیا، وقت نے لکھا
مینارۂ فَنا تھا، مگر خواہشِ نظر

زنجیرِ در پہ جیسے کوئی دستِ نارسا
سوچوں کے جانے کتنے بھنور منجمد ہوئے
وہ بادباں خراب! رواں تھا رواں رہا

پھر یُوں ہُوا کی جیسے صدا ضرب بن گئی
پھر یہ ہُوا کہ جیسے ہوا حرب بن گئی

پھر یہ کہ اُس نگاہِ ہوس کے حِصار میں
سب کچھ بکھر گیا، فقط اِک ذات کے سِوا
پھر آنکھ میں اُبھرنے لگی، کرچیوں کے ساتھ
آئینوں میں دبی ہوئی احساس کی خراش
پھر ہر سکوت، ضبطِ لبِ مدّعا بنا
پھر ہر نفس میں دشمنِ جاں بولتا گیا
پھر قصرِ زیرِ آب میں جُنبش ہوئی بپا
سیلِ زماں سے تختِ رواں رینگنے لگا
اب عاقبت کا در ہے لہو کی مہک کے ساتھ
اب روشنی ہوئی ہے جبیں کی چمک کے ساتھ

وہ حرف سطحِ آب پہ اِک نقش بن گیا
صدیوں نے جس کو سوچ لیا، وقت نے لکھا (1 1 2)

حُکمِ حاکم

ڈوب گئے تو جھوٹے ٹھہرے
دریا پار کیا تو سچّے
ایک سو بھیڑیں رکھنے والے
یہ میرے سردار کا حکم ہے
کود پڑو (113)

خاک اور باد کا رِشتہ

تو آب تھا
مگر میں تجھے آگ کر گیا
پھر یہ ہوا
کہ تو نے
مجھے ہی بُجھا دیا (114)

خواب کی شہریت

اَب جب نیند ورق اُلٹے گی
وہ آرام کی کروٹ لے گا
اس کے پہلو، اس کی یادوں کی محبوبہ
اُسے پیار کے،
نرم آغوش کے،
گرم طلب کے بوسے دے گی

اب وہ سوچے گا تو نہیں بھیکے گا
مستقبل اَب اس کا، حال بنے گا
ماضی ہو گا
شام کے اُجلے دامن میں جب صبح کی لالی لہرائے گی
کوئی خوف درندہ آنکھوں والی چاپ نہیں آئے گی
اَب نہ کسی کی آہوں کی سسکی کڑکے گی
اَب اس کے ماحول کا جنگل سناٹے کے امن میں ہوگا
اَب وہ سکوں کی موت مرے گا(115)

خود ہی جب شمع بنے ہیں

لب سے پھول آنکھ سے تاروں کی طلب کرتے ہو
تم بھی کیا درد کے ماروں کی طلب کرتے ہو

خشک ہونٹوں پہ بہاروں کا گزر کیا معنی!
دل میں جھلسے ہوئے داغوں کے سوا کچھ بھی نہیں
آنکھ ویران ہے تاروں کی درخشانی ہے
اشک بجھنے سے چراغوں کے سوا کچھ بھی نہیں

مضمحل شوق ہے بڑھتے ہی بھٹکتے ہیں قدم
ناتواں درش پہ اُمید ہے دم توڑتی لاش
دھندلی دھندلی سی ہے احساس کی ہر راہ گزر
اور کب تک رہے موہوم سی منزل کی تلاش

درد افسردہ خیالات سے کب مٹتا ہے
یاد احساس کے شعلوں سے نہیں جل سکتی
تم کو خوشیوں کے سرابوں سے تو بہلاؤں مگر
زندگی موت کے سائے میں نہیں چل سکتی

ایک مستقبل موہوم سے اُلجھا کے مجھے
میری بے چارگی، عشق کو ارزاں نہ کرو
تم جسے صبر سمجھتے ہو وہ ہے مجبوریِ دل

اور بھڑکا کے میری موت کا ساماں نہ کرو

جو اُبھرتا نہیں اُس چاند کو بُجھ جانے دو
پردۂ ابر سے چھپ چھپ کے اشارہ کب تک
ڈوبتی ناؤ کو طوفان کے حوالے کردو
دُور منجدھار سے ساحل کا نظارہ کب تک

سونے چاندی کے دمکتے ہوئے بازاروں میں
شیشۂ دل کے طلبگار تو دیوانے ہیں
اہلِ دولت ہی یہاں اہلِ وفا کہلائیں
ہم محبت کے پرستار تو دیوانے ہیں

دام و درہم کے اشاروں پہ بدلتے ہوئے لوگ
کتنے حساس خبروں کو کچل دیتے ہیں
ہوسِ نکہت گُل کے لئے بڑھتے ہوئے ہاتھ
کتنے معصوم شگوفوں کو مسل دیتے ہیں

سینکڑوں سانچوں میں ڈھلتے ہوئے معیاروں پہ
کتنا آسان ہے انسان کا ارزاں ہونا
آرزو جرمِ وفا ہے کہ جو بھولے سے ہو
ذلیتِ ناکردہ گناہوں سے پشیماں ہونا

ہم ہیں اپنی ہی جفاؤں کے ستم کھائے ہوئے
اپنی بھڑکائی ہوئی آگ میں جل جائیں گے
تم یہ امید، یہ وعدہ، یہ وفا رہنے دو
خود ہی جب شمع بنے ہیں تو پگھل جانے دو (116)

درمیانِ محتسب

کوئی ہم کو، دوزخ کا فیصلہ سُناتا ہے
اور کوئی فرقت کی آگ میں جلاتا ہے
ایک واعظِ دوراں، ایک اپنی محبوبہ

ایک محتسب وہ ہے
ایک محتسب یہ ہے (117)

دو کے درمیان آخری بات

سوچو، کتنی بار مجھے
قالین لپیٹنا ہے
سوچو!
بولو!
پھر تم کیا روکو گے مجھ کو
سوچو!
پھر مَیں کیا دیکھوں گا(118)

سحرِ سُخن

ابھی تو سحرِ سُخن ہوا ہے
جو پھیلتے فاصلوں کی خوشبو سمیٹتا ہے
جو دل میں انجانی چاہتوں کی پُھوار اُتار دے
خُمارِ جاں بَن کے میری سوچوں میں سَر سَرائے
ابھی تو صحرِ سُخن ہُوا ہے
اگر کبھی اُس کے قُرب کی شبنمی شَفق کے گلاب پُھوٹیں
اگر کبھی اُس کے نرم ہونٹوں کے گرم بوسوں کی پھول بارش

میری ہستی پگھل رہی ہو
اگر کبھی اس کا لمسِ لذت طراز
وصلِ طویل
قطرہ قطرہ
مرے رگ و پے میں نشہ بن کر نچڑ رہا ہو
تو اس سے آتشیں طلب کا طلسم کیا ہو
تو اس حلاوت کا اِسم کیا ہو
ابھی تو سحرِ سُخن ہوا ہے (119)

سرِ گنگ زار ہوس

دل کہ پندارِ عرضِ طلب رہنِ آزار تھا، تم نے پوچھا؟
جب سرِ گنگ زارِ ہوس حرفِ جاں بار تھا، تم کہاں تھے؟
سنگ و آہن کے آشوب میں ہم سپر زادگاں، خود پنہ تھے
تو نہ تڑپا نہ کوئی صدا آشنا
اپنے احساس کے کوہ قلعوں میں عمر آزما سر کشیدہ رہے
گونجتا کوئی لمحہ نہ آیا

تم نے سوچی کبھی ایسی شب خون ساعت کہ اِک پیرہ زن
سینۂ ناتواں سے لگائے کوئی طفلِ بیمارِ جاں
(ترکۂ آخری)

وِردِ حق سے تیرگاہِ تیرہ میں بھی سرفروزاں رہے
تم نے دیکھا کبھی ایسا روزِ سیہ
گردِ چیخوں سے وحشت کراہوں سے لب سوز سے دُودِ عدم سے بھی تاریک تر
ہست و نا ہست کی قہر بادِ مسافت میں اُمید گر کیسے زندہ رہے، تم نے جانا؟

تم نے سوچا نہ دیکھا نہ جانا
کہ اعضائے یک دیگراں خود سے بیگانہ تھے
ہم تھے آتشِ تغار اور تم تک نہ پہنچی کوئی لمس آنچ
مُہر بَر دل تم ایسے تھے دریوزہ کا ہر زبان قرض
تم سے اگلواتا تھا اپنے حرف اپنے الفاظ، اپنے خیال اپنی سوچ
اہلِ اظہار تم؟
قہر سوداگروں کے لئے پاسِ صدق ایک تخریب ہے

ہم خطا کار، کارِ خطا بے خبر
تم وفادارِ غارت گرانِ وفا شکوہ سنج
دل کہ پندارِ عرضِ طلب کے عوض رَہن آزار تھا، تم نے پوچھا؟
جب سَرِ گنگ زارِ ہوس حرفِ جاں بار تھا، تم کہاں تھے؟(120)

سفر کوتاہ

تم نے چاہا بھی
ہم نے سمجھا بھی

تم نے سوچا بھی
ہم نے جانا بھی

مسئلہ ہی نہ تھا بہم ہونا
مسئلہ ہے کہ ہم بہم نہ ہوئے

ہم بھی ایسے نہ تھے سفر کوتاہ
تم بھی ایسے نہیں تھے زُود قدم
عام رفتار تھا زمانہ بھی (121)

شاہ تاج و بالاچ

❁ شاہ تاج!

❁ شاہ تاج! کون شاہ تاج؟

❁ تم شہ تاج نہیں ہو؟

❁ نہیں ...... مَیں شہ تاج نہیں ہوں

❁ تو پھر کون ہو؟

❁ مَیں وہ نغمہ ہوں بالاچ!

جو تم ابھی بَجا رہے تھے

وہ چادر ہوں، جس کی اوٹ میں، تم اپنا چہرہ چھوڑ گئے تھے

وہ آئینہ ہوں، جس میں تم اپنی آنکھیں بھول گئے تھے

وہ مصرعہ ہوں، جس کو تم نے شعر بنایا

❁ کیوں آئی ہو یہاں؟

❁ تم نے کبھی خوشبو سے پوچھا، پھول کے پاس وہ کیوں آتی ہے!

کیا آواز بتا سکتی ہے، ساز سے اُس کا کیا رِشتہ ہے!

❁ اپنا رِشتہ ...... خوشبو، پھول کا، ساز، آواز کا نہیں ہو سکتا

ہم دُشمن ہیں

❁ ہم دُشمن ہیں!؟

❁ دُشمن کی اولاد ....

دُشمن کی اولاد بھی دُشمن ہوتی ہے

❁ دُھوپ اور پانی بھی دشمن ہیں، لیکن بارش بَرساتے ہیں

آگ اور تیل بھی دُشمن ہیں، اور چراغاں کرتے ہیں

۞ دَشت میں بارش کِس نے دیکھی؟
یہاں تو راج بگولوں کا ہے
اتنی گہری تاریکی میں، اتنی تیز ہوا میں
کیسے چراغاں ہوسکتا ہے؟

۞ ہوسکتا ہے
چھوٹا سا اِک تارہلے، تو
گُونگی وادی گونج اُٹھتی ہے
جُگنو............اَندھی تاریکی میں
نُور کے مِصرعے لِکھ سکتا ہے

۞ جانتا ہوں............
جانتا ہوں............
گونج اُٹھی ہے تیرے بھی دل کی گُونگی وادی
میرے بھی دل پر، نُور کے مِصرعے لکھے گئے ہیں
لیکن دل............بیچارے دل، کیا کر سکتے ہیں!؟

۞ پتّے............میں گُلشن ہوتا ہے
کونپل............میں جنگل بن سکتی ہے
بوند............سَمندر بن جاتی ہے

۞ تارہلانا، شعر بنانا آساں ہے
شاہ تاج مگر!
دشتِ وفا کا سفر بہت ہی مشکل ہے
ننگے سر اور ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے
اِس میں پچھتاوے کے پڑاوٴ

قَدم، قَدم پر پاؤں جکڑ لیتے ہیں
شوق کی وادی، موت کی وادی بن سکتی ہے
منزل نظر تو آتی ہے لیکن آگے بڑھتی جاتی ہے
پیچھے مُڑ کر دیکھنا منع ہے،
پیچھے مُڑ کر دیکھنے والے سِل پتّھر ہو جاتے ہیں
دشتِ وفا کا سفر بہت ہی مشکل ہے!
❁ میں تو اتنا جانتی ہوں، بالاچ!
کہ پیار کے بول کا پہلا حرف زباں پر لانا،
ہر مشکل سے مشکل ہے
لیکن دشتِ وفا میں اٹھنے والا پہلا قدم ہی منزل ہے!(122)

(''دشت'' ڈرامہ کا منظوم مکالمہ)

شہید

سوچ کے بول سُنوں
حرف کو آہنگ کہوں
نطق کو لفظ کا احساس لکھوں
ڈھنگ کہوں
گوہرِ اشک کو آتش کدۂ سنگ کہوں
یوں تصور کو سمیٹوں کہ اُسے تنگ کہوں
شعلہ ہو جذبِ زمیں اور لپکتا جائے
خون آہن سے بہے درد ٹپکتا جائے
برگ سے برق گرے
آگ سے دریا پھوٹے
دُھول پانی پہ جمے
ریگ سے دھارا پھوٹے
قطرۂ موج سے جلتا ہوا صحرا پھوٹے
ذرّۂ خاک سے امکان کی دنیا پھوٹے
جسم ادراک کے سانسوں کا کفن بن جائے
رُوح تخلیق میں آئے تو بدن بن جائے

خار میں پھول بسے
پھول میں نکہت کی طرح
سایہ روشن ہو مگر نور میں ظلمت کی طرح

دل کا طوفاں ہو
زباں پر ہو محبت کی طرح
ذہن کا کرب ہو
تحریر میں لذّت کی طرح
شَب کو سورج کی تپش ہالہ کرے دن چمکے
دوپہر چاند چمکتا نہیں لیکن چمکے

آنی جانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو
دورِ فانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو
نوجوانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو
زندگانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو
لمحہ لمحہ ہو مگر رُوح میں صدیاں گھولے
ایک پتّھر وں ہو زباں سینکڑوں حلقے کھولے
تم ہو پندارِ نفیِ نیست کی ہستی کی اَنا
کہ فناؤں کی اَنا ہو تم اَناؤں فنا (123)

عداوت کے پہاڑوں پر

عداوت کے پہاڑوں پر
کوئی پیغام اُترے گا، محبت کا
تو نفرت کی چٹانیں
سبزہ پہنیں گی مُرّوت کا
محبت کے سفر پر
کھول دے گا راستے سارے
عَصائے مُوسوی کے سامنے
قُلزم کدُورت کا

میں اپنے پیاس کے قدموں سے
ناپوں گی، کہاں تک ہے
وہ صحرا دُشمنی کا
دشت، لامحدود نفرت کا

کہ جس سے چشمہ پُھوٹے گا
کسی معصوم ایڑھی سے
اَزل سے تا اَبد
سارے پیاسوں کی ضرورت کا(124)

(ڈرامہ ''دشت'' کا ایک گیت)

فیض

تہہِ آئینہ، قندیلیں فَروزاں
سَرِ آئینہ، عکس تیرہ و تار
پَسِ کہسار، مہر و ماہ، رخشاں
سرِ وادی، نہ کوئی لب نہ رخسار
وہاں کُھلتے ہیں، اس کی زلف کے خم
یہاں گرتی نہیں، خوشبو کی شبنم
کہیں اقرار کی آوارگی ہے
کہیں دیدار کے آہو، گریزاں
اِدھر، اِک بارشِ صوت و صدا ہے
اُدھر، گھٹتا ہے، گویائی کا موسم
وہاں ہٹتی نہیں دیوار سے دُھوپ
یہاں پگھلے نہیں، کہسار کی برف
وہ اِک دل، جو دریچے کا دیا ہے
نظر کی ظلمتوں میں بُجھ گیا ہے

مگر اِک ضَو! جو اُترے ہرنفس میں
اِک ایسی لَو جو مہکے خار و خس میں
جو کر دے سَنگ کو، آئینۂ رَنگ
سُخن کی رُت ہو، اس کی دسترس میں
اِک ایسی آنکھ جو اس پار دیکھے
پَسِ دَر سے، تہہِ دیوار دیکھے (125)

گرزخسہ

گرزخسہ کی وادی ہے

گرزخسہ کی وادی ہے
بادلوں کے سائے میں
سُرمئی خموشی ہے
شیر گرم خوشبوئیں
قُربتوں کی خواہش ہے
دل سے یُوں لپٹتی ہیں
جیسے وَصل گاہوں میں
لذّتوں کی پَریوں کے
پَر پھَڑکنے لگتے ہیں
جیسے چاند راتوں میں
سَر پھِرے چکوروں کے
دل دَھڑکنے لگتے ہیں
سُرمئی خموشی ہے
پھر بھی گرم جوشی ہے
گرزخسہ کی وادی میں
گرزخسہ کی وادی میں
سُرمئی خموشی کی
منتظر محبت میں

سوچ کے گلابوں کی
آنچ رِستی رِہتی ہے
جیسے یاد کی کونپل،
اِنتظار کی شب میں
بس، تڑستی رِہتی ہے
اور پھول بننے کی
شبنمی بشارت میں
خود برستی رِہتی ہے۔
گرخسہ کی وادی میں
ایک اور وادی ہے
اُس کے لمس کی خوشبو
سُرمئی خموشی کو
یُوں اُجال دیتی ہے
جیسے قُرب کی حِدّت
بَرف بَرف سانسوں کو
بھی پگھال دیتی ہے
لذتوں کی پَریوں کے
پَر پھڑکنے لگتے ہیں
سَر پھرے چکوروں کے
دِل دَھڑکنے لگتے ہیں
سوچ کے گلابوں میں
نقش، اُس کے پیچ و خم
گرم گرم خوابوں میں

لہر لہر کھلتا ہے
اُس کے جِسم کا پَرچم
گرنجسہ کی شہزادی!
شیر گرم لَب تیرے
ماہ گُوں ترے عارِض
گُل نُما بَدن تیرا
پُھول، تتلیاں، جگنو
خواب......................
سَب کے سب تیرے
خواب، سب کے سب تیرے
گرنجسہ کی شہزادی!
کیا ہمیں دِکھائے گی
اپنے حُسن کا موسم
اپنے جسم کی وادی (126)

کوہ کا کرب (127)

یہ چشمے کے پانی میں کیسا غُبار آ گیا ہے
وہ بوڑھی زبانوں کی مشفق کہانی تھی کیا
نقش جن کے ہواؤں نے کمہلا دیئے ہیں
ہر ایک سمت بکھری ہوئی داستانیں
نشان پر نشان زندگی کا ہوا ہے
اُجڑ کر سرابوں کی صورت ہے باقی
گزرتے ہوئے کاروانوں کی یادیں
شکستہ طنابوں پہ خیموں کی تحریر کیا تھی
پڑھی بھی نہ جائے
سُنی بھی نہ جائے
چلے پتھروں پر ٹھہرتی شبوں کی
یہ کیا راکھ لکھ کر گئی ہیں
وقت نے جب یہ سوچا
تو ایسا لگا
جیسے وادی کے سب سرد پتھر پگھلنے لگے ہیں
سربلند اور برف پوش یہ چوٹیاں
اور خاموش خاموش یہ وادیاں
ان کے سینوں میں ہیں دفن
صدیوں کے راز
وقت رکھتا نہیں
وقت رکھتا نہیں (128)

کوئی بگولہ کوئی الاؤ

جمی ہوا کے خشکابے میں
گرتے پتے
بوند
یخ کے سیل خرابے میں
ہر شاخ بادباں
اندھی رُت کی آنکھ کا آنسو
مایہ موتی

کتنے جنم اور کتنے موسم
اور اُتریں گے
صبر ثمر تک
سناٹے کی دُھند میں کیا
آواز کا جال نہیں بکھرے گا
لمحوں کے پاتال اَب کیا
سوچ کا بھنور نہیں اُبھرے گا

کتنے جنم اور کتنے موسم
اور اُتریں گے
صبر ثمر تک (129)

کُھلا اَب کے یہ دُکھ......

کُھلا اَب کے یہ دُکھ،
کہ نشے کا آدم جُدا ہے
وہ مئے کی مَسافت میں جب اپنی خواہش کی جلتی چِتا میں سُلگتا ہے
لگتا ہے
جیسے وہ آدم سمٹتے سمٹتے، بکھرنے لگا ہے
اور ذات کی گہری اندھی خلاؤں میں نابود ہونے چلا ہے
کچھ ایسا ہی اِک کرب کا مرحلہ اپنے رشتوں میں آیا
وہ دن تھے، کہ راتیں
وہ لمحے تھے، یا ماہ و سال
جو خوابوں کی صورت، رگوں میں اترتے تھے بن کر، کبھی انتہائے فراق
اور کبھی اشتہائے وِصال

میں معدوم ایسا تھا، لیکن وہ ماتم تھے، کہ قطرہ بہ قطرہ، مرے جسم و جاں میں
دبی روشنیوں کا اِک سنسناتا سا احساس بن کر،
جگاتے تھے مجھ کو، بلاتے مجھ کو
میں کیا جاگتا تھا، کہ سوتا رہا ہوں
میں وہ کچھ نہیں تھا، جو سوچتا رہا ہوں

گزرتے ہیں دن اور بچھڑتے ہیں لمحے
وہ مئے کہ مَسافت، وہ خواہش کی جلتی چِتا

وہ سُلگتے سمٹتے بکھرنے کی وحشی فضا
اَب نہیں ہے

مگر آج بھی جانے کیوں، میرے دل میں، انہی مہرباں قربتوں کی کسکتی مہک
تم سے بیعت کی خواہش کی صورت مچلتی رہی ہے
اِک مقدس عقیدت کی صورت مچلتی رہی ہے

آج پھر کیوں میں ان ساعتوں کی سبھی تلخیوں کو، گناہوں کو، خوابوں، عذابوں کی سب لذتوں کو
یاد کی بانجھ کھیتی میں بوتا رہا ہوں،
کتنی دیر، آج سوچوں کے سینے پہ سر رکھ کے روتا رہا ہوں

کُھلا اب کے یہ دُکھ
کہ نشے کا آدم جُدا ہے
وہ عالم جُدا ہے (130)

گلباغِ خاک

دوستی اِس سے محبت اُس سے

دل کے دریا میں شبِ ماہ کے طوفاں کی طرح
سایہ زَن سوچ کے صحرا میں گُلستاں کی طرح
یاد کے خانہء ویراں میں شبستاں کی طرح
غم کے ظُلمت کدے میں رُوئے دَرخشان کی طرح
کُنجِ تنہائی میں جلوت گہہِ جاناں کی طرح
تشنہ کا مانِ تمنّا کو خمستاں کی طرح

جب نِگاہیں کسی دَم ساز کو ترسیں اُس دَم
کوئی خوش چہرہ خراماں سرِ محفل آئے
جب وفائیں کسی غم خوار کو چاہیں اس دم
پیکرِ مہر بنے کوئی مرا دل آئے
جب کبھی یورشِ غم سے مری آنکھیں برسیں
کوئی طوفاں میں لئے مُژدہَ ساحل آئے
دوستی اِس سے محبت اُس سے

وہ جو اِک رِشتہء جاں پُھول کا ہے خاک سے ہے
وہ جو اِک ربطِ اَزل ارض کا افلاک سے ہے
فکرِ امروز سے، اندیشہء فردا سے بلند
وقت کے جَور سے تاریخ کی اِیذا سے بلند
دوستی اِس سے محبت اُس سے (131)

گُل کدہ

(مہر گڑھ کے آثار قدیمہ سے ایک تاثر)

یہ زندگی بھی مُسافتوں کا عجیب سا ایک سِلسلہ ہے
یہ ایک بے اَنت فاصلہ ہے
رَواں دَواں پھر بھی قافلہ ہے

یہ گُل کدہ
جو مہک رہا ہے
صدا و صوت و نوا و نغمہ کی دھڑکنوں سے
کبھی اس امروز کا کوئی خوشگوار دیروز بھی ہوا تھا
کتابِ ماضی کا ایک اِک حرف
اَب بھی اس کی صباحتوں سے دَمک رہا ہے
بصیرتوں کو ہمک رہا ہے

مثالِ طفلِ طلب، تراشے
یہ فکر کا ایک ایک گوشہ
شناخت کا ایک ایک لمحہ

یہ گُل کدہ ہے
جیسے اِک علامت ہے، اپنے عہدِ نظر گزشتہ کی روشنی کی
کہ جیسے سوئے ہوئے مقابر میں دفن، افسانے آگہی کے

گزرتے قرنوں کے کاروانوں کا اِک نشانِ قدیم وخستہ
اَزل سواراں کی راہواروں کے نقش ہائے سفر کشیدہ
ظفر کشیدہ

یہ گُل کدہ
جو مہک، تو دیتا ہے
صَوت ونغمہ کی دھڑکنوں کی
مگر اِک آغوشِ خواب دیدہ ہے
گنگ زارِ محیط لگتا ہے
لیکن ایسا کہ سَنسنا تا ہے
کبھی اس امروز کا کوئی خوشگوار دیروز بھی ہُوا تھا
کتابِ ماضی ورق ورق
اِن صباحتوں سے دَمک رہی تھی
بصیرتوں کو ہمک رہی تھی
یہی زمیں تھی جہاں گزرتے دِنوں کا سبزہ
لہک اٹھاتا
یہی زمیں تھی جہاں کبھی لہلہاتے لمحوں کی
فصل کٹتی تھی
عہدِ ماضی، مثالِ طفلِ طلب تراشے ہے
فکر کا ایک ایک گوشہ
شناخت کا ایک ایک لمحہ

میں سوچتا ہوں مگر کہاں وہ

جو نقطہ نقطہ حیات کی آیتوں میں معنی مثال اترے
وہ روزِ فردا کی روشنی کے قدیم فرزند
تیرگی کے عظیم فرزند (132)

گنہگار

سوچ میں بولتی آنکھیں
وہی، ترشے ہوئے، احساس کے یاقوتی لب
وہی، بے لمس گلابوں سے، اُجلتے عارض
وہی زلفوں میں خیالوں سی ہمکتی ہوئی لہر
جنّتی جسم ....
جنّتی جسم کہ آرام کو کرے راندۂ درگاہِ اَزل
جنّتی جسم کہ جنّت کا بدل
اَے مِری جانِ حیا
جانِ جمال
مَرے خوابوں کے ابد تاب عُمق میں مرا انسان سوچے
میری مٹّی کا گُلستاں سوچے
''میں ترے جسم کے خُم خانوں کا محرم بن جاؤں
ابنِ آدم بَن جاؤں
ایک لمحے کا گُنہگار بنا دے مجھ کو
میں کہ اِک بندہ ہوں، اَوتار بنا دے مجھ کو (133)

لاوجود

مجھے راکھ ہونا تھا، لذّت کی اس آگ میں
مِری سانس اُکھڑی ہوئی تھی لہو گردشوں میں
مجھے ساعتوں کے طلب تاب رنگوں میں، تحلیل ہونا تھا
بدن کی حلاوت میں تھا، میری خواہش کا جذبِ طویل
خواب لمحے تھے میری تھکن کا تقاضا
فنا کی ہوس کی سزا میں
میں پھر ہوں بقا کی ہوادامنی میں
مجھے نزع کی محرمی نے
جنم کی مَسافت میں ارزاں کیا ہے
میں لذّت کے شعلوں میں پھر راکھ ہونے کو آیا ہوں
مجھے راکھ ہونا تھا، لیکن میں پھر جَل رہا ہوں(134)

محبت کی امان

ابھی ملنے کا حاصل کیا
ابھی ملنا، نہ ملنا، ایک جیسا ہے

ابھی اِک خواب سا ہے
خواب کی تعبیر کی ساعت نہیں آئی
ابھی کچھ اختیارِ وَصل کی مُہلت نہیں آئی
ابھی، وہ رُت نہیں آئی
ابھی ملنا، نہ ملنا ایک جیسا ہے

ابھی شُعلے تعاقب میں ہیں، اپنے خیمہء جاں کے
ابھی گہری تَمازت کے اثر میں سبزہَ دِل ہے
ابھی بجلی کَڑکتی ہے
ابھی خِرمَن جُلستا ہے
ابھی راہوں کا پیچ وخَم، قدم گاہوں کوڈَستا ہے
ابھی گردِمَسافت، سَدِّ مَنزل ہے
یہ مشکل ہے
ابھی ملنا، نہ ملنا، ایک جیسا ہے

یہی کچھ سوچنا ہے
یہی کچھ جاننا ہے

یہی کچھ ماننا ہے
ابھی ملنا، نہ ملنا، ایک جیسا ہے
مگر..................
یہ دل، جو اِک پندارِ آتش ہے
اِسے بُجھنا ہے، اِک دن راکھ ہونا ہے
اگر تم بَرف کی دلدار بَن جاؤ
یہ جو اِک بَرقِ بَرّاں ہے
یہ کیا ہے، میں اگر کُہسار بَن جاؤں
اگر تم، سائبانِ اَبر ہو
تو پھر تمازت کیا!؟
دلوں کو جب محبت کی اماں ہو
پھر یہ وحشت کیا!؟(135)

مرے حبیب چل اس شہر سے

مرے حبیب چل اِس شہر سے، دیار سے دُور
فضا کی اوج سے، رنگیں اُفق کے پار سے دُور

یہ تیرے شہر کی گلیاں، یہ تیرے شہر کے لوگ
بڑے عزیز سہی، اجنبی سے ملتے ہیں
یہ چارہ ساز، یہ غم آشنا، یہ دل والے
تمھیں عزیز سہی، بے دلی سے ملتے ہیں

یہ کھوکھلی سی ہنسی، اور یہ مصنوعی آنسو
کسی کے درد کا درماں، کسی کے غم کا علاج
میرے ندیم یہ انسانیت ہے حشت ناک
میرے خلوص پہ قیمت، تری وفا پہ بیاج

یہ اونچے محلات ، یہ اونچی اونچی فصیلیں
یہی ہے عظمتِ انسان، رفعتِ آدم
بلندیوں کو پہنچ پائیں پستیاں کیسے
کہاں یہ فرش نشینی، کہاں یہ عرشِ ارم

یہ زندگی بھی ہماری! ہمارے بس میں نہیں
ہزار جبر کے آغوش میں مہکتی ہے
یہاں پہ چند ہی سکّوں کی خوش نما جھنکار

مجھے خریدتی ہے، تجھ کو بیچ سکتی ہے

نہ جانے کتنے ہی مجبور زندگی والے
رواج خانوں میں نیلام ہوگئے ہونگے
نہ جانے کتنے ہی سنگیں سماج کے مارے
وفا کے نام پہ بدنام ہوگئے ہونگے

یہ مال وزر کے پجاری، یہ دین کے سوداگر
نظر کا پیار، جگر کا قرار کیا جانیں
خلوص کو جو فقط مفلسی کا خواب کہیں
وہ سنگدل کسی دل کی پکار کیا جانیں

یہاں یہ عشق کا دستور، حسن کا معیار
یہاں جو پیار سے دو دل ملیں تو کیسے ملیں
یہ گلستاں کہ نہ جس میں بہار ہے، نہ صبا
خزاں کا دور ہے، غنچے کھلیں تو کیسے کھلیں

یہ زندگی ہے یہاں اور بے شمار ہیں غم
مگر یہ غم تو غمِ دو جہاں سے بڑھ کر ہے
جو دستِ جبر سے بن جائے، زندگی کہلائے
جو اپنے ہاتھ سے بگڑے تو پھر مقدّر ہے

یہ بے بسی ، یہ دل افسردگی، یہ مجبوری

یہ رسم، رسمِ جہاں ہے کبھی نہ بدلے گی
ہمیں بدل کے، پھر رسمِ جہان بدلے گی
جو ہم نہ بدلے، زندگی نہ بدلے گی

مرے حبیب چل اس شہر سے ،دیار سے دُور
نیا جہان ، نئی زندگی بسائیں ہم
نیا جہان، نئی زندگی کہ جس میں نہیں
کہیں رواج کے بندھن، کہیں سماج کے جبر
وہ شہر، شہرِ محبت، وہ شہر، شہرِ وفا
وہ شہر جس میں نہیں کوئی راج تاج کے جبر (136)

میرے ہونے کا عنوان

سبز پانی میں
میرے ہی ہاتھوں کی ریکھائیں
موج آزمائیں

پَر بتوں پر ہواؤں کے یہ پیچ وخم
میرے ہی دامنِ دل کا احوال ہیں

مہر وادی میں
بوندوں کی مالائیں
میرے انفاس ہی کی طنابوں سے رِستی ہیں

پُھول بُنتی
کبھی دُھول چُنتی فضائیں
میرے ہی موقلم کی دَھنک ہیں

روز وشَب کی یہ سوغات
میری آنکھوں کے گہرے خنک شامیانے میں
سُرمۂ نُور آسا کے رنگوں کی پھوہار ہے

میں ہوں دھرتی کا بیٹا

مجھ کو ہالہ ہے
ہر گام پر میری سوچوں کی زرتاب ریشم
میری نظر کا طلب خواب پرچم
زندگی کی عطا ہے
یہ گرداب روزن کشا
میری پہچان کی سرحدوں کی ہوا
میری دھرتی میری مزرعۂ جان
میرے ہونے کا عنوان (137)

نظم

وہ فقیہِ خود مطلب
جب سے بند کر بیٹھا

شہرِ مئے کا دروازہ
شام کے اُترتے ہی

تُجھ کو ڈھونڈتا ہوں میں
ٹوٹتا بدن لے کر (138)

نقد گہہ ءخرید

اِک وہی تو ایسا
متاعِ بے بہا تھا
اِک وہی تھا
جو ابھی نہیں بِکا تھا
تُم نے تو اسے بھی
روند ڈالا
تم نے تو اسے بھی
بیچ کھایا

اس نقد گہہ ءخرید میں تو اَے شآد
لے دے کے
ضمیر رہ گیا تھا (139)

نہیں کا نغمہ

نہ تھا جو کچھ تو نہیں کا وجود تھا تنہا
نہیں تھا حرف نہیں ساز تھا، نہیں تھا سرود
نہیں زمان و مکاں تھا، نہیں حدود و قیود
نہیں تھا عبد، نہیں کا ہی نام تھا معبود
نہیں جبیں تھا، نہیں کا ہی تھا ثبوت سجود
نہیں تھا علم نہیں بطن تھا نہیں تھا شہود
نہیں نہ تھا تو نہیں کا وجود تھا تنہا (140)

وفا

میری زمیں پر
ایک کٹورے پانی کی قیمت
سو سال وفا ہے
آؤ ہم بھی پیاس بُجھائیں
زندگیوں کا سودا کر لیں (141)

ہائیکو

تُو آبِ گُم ہے
لیکن میری آنکھوں میں
ایک تلاطم ہے(142)

ہائیکو

بستی چھوڑ گئے
تیرے بعد پرندے بھی
رشتہ توڑ گئے(143)

ہوا باسی نہیں ہوتی

ہَوا باسی نہیں ہوتی

تِری خواہش کی خوشبو، تیری یادوں کی فضا
باسی نہیں ہوتی

کبھی تپتے بگولوں میں، ترِا رَقصِ رواں دیکھوں
کبھی برسات کی بوندوں میں عکسِ جاوداں دیکھوں
یہ خاکِ دَشت ہے آب آشنا، باسی نہیں ہوتی

کبھی مہتاب کی صُورت، مِری سانسوں کو مہکائے
کبھی شبنم کا دِل بن کر، دھڑکتا نُور بَن جائے
شَفق کے رَنگ، سُورج کی ضِیاء، باسی نہیں ہوتی

محبت، پَربتوں پہ نَقش، قَرنوں کہ کہانی ہے
طلب، دریا ہی دریا ہے، روانی ہی روانی ہے
وفا، تابَ زمانہ ہے، وفا، باسی نہیں ہوتی (144)

5) گیت:

یہ آنکھیں

یہ آنکھیں، یہ حسین آنکھیں
یہ آنکھیں، جو مرے اِحساس کی شفّاف چلمن سے
مری حسرت بھری آنکھوں کو تکتی ہیں
مری سانسوں کو چھوتی ہیں
مرے دل میں اُترتی ہیں
مجھے اِک اور دنیا کے حسیں خوابوں کہ ہریالی میں
یوں زنجیر کرتی ہیں
کہ جیسے میں کوئی آہو
بیاباں سے ابھی وادی میں آئی ہو

یہ آنکھیں
یہ حسیں آنکھیں، تم اپنے ساتھ لے آؤ
تم اپنے ساتھ لے جاؤ، یہ خوابوں کی حسیں دنیا
مجھے معلوم ہے، میں دشت کی تنہا مسافر ہوں
یہاں تپتے بگولوں کو گھٹا چھونے کی حسرت ہے
صدا چھونے کی حسرت ہے

مجھے معلوم ہے، لیکن یہاں کوئی بھی اِک لمحہ، کوئی جُھلسا ہُوا جھونکا

سُلگتی ریت پہ لکھے ہوئے، ہر عکس کو
بے خواب صحرا میں سُلا دے گا
مجھے تم سے.............
تمہیں مجھ سے بُھلا دے گا (145)

(''دشت'' ڈرامہ کے لئے)

اِک چاند ہے

اِک چاند ہے، ایک ہالہ
تُو دھرتی ، میں رَکھوالہ

تری کِرن کِرن مُسکائے
تری خاک گُہر کہلائے
اِک چاند ہے، اِک ہالہ
مری زِیست، مرا سَرمایہ
ہے، تجھ پہ خُدا کا سایہ
اِک چاند ہے، اِک ہالہ

کہتی ہے شَفق کی لالی
تری صبح وشام، ہریالی
اِک چاند ہے، اِک ہالہ

تُو دل ہے، جان ہے میری
تجھ سے پہچان ہے میری
اِک چاند ہے، ایک ہالہ (146)

(بلوچی لوک گیت ''صوت'' کی دُھن پر)

اَے بیاباں کی ہَوا

اَے بیاباں کی ہَوا
یہ تیرے ساتھ بکھرتی ہے سَدا
کِس کی خوشبو کی اَدا
اَے بیاباں کی ہَوا

کون اپنا ہے مِرے ساتھ پَرائے کی طرح
میرے ہمراہ سَدا رہتا ہے سائے کی طرح
جیسے شبنم میں کِرن
جیسے گُلشن میں صبا
اَے بیاباں کی ہَوا

گُنگناتی ہے صبا اِس کے سُخن کی صورت
مُسکراتا ہے تو کِھلتی ہے چمن کی صورت
کوئی موسم ہو سَجے
اس کی یادوں کی فضا
اَے بیاباں کی ہَوا

کوئی بادل ہے کہ زلفوں کی گھٹا جاگتی ہے
جیسے سوئی ہوئی راتوں میں دُعا جاگتی ہے
تیری تصویر بنُے
میری سوچوں کی صدا
اے بیاباں کی ہَوا (147)

پربت پہ کبھی میں نے ترا نام لکھا تھا
اس نام کا ہر نقش مرے دل پہ بنا تھا

ہر رُت میں دھڑکتا تھا وہی نام ہوا میں
اس نام کی مہکار تھی ہر سمت فضا میں
اس دل کی زمیں نے وہی اِک پھُول چُنا تھا

سایہ سا نظر آئے خنک دُھوپ میں جیسے
مہکائے دَھنک رنگ کسی رُوپ میں جیسے
وہ نام مری رُوح میں اس طرح رَچا تھا

لہراتی ہوئی موج میں اس شخص کی خو ہے
بہتے ہوئے چشمے میں وہی آئینہ رُو ہے
وہ آئینہ رُو مجھ سے جو مِل کر نہ مِلا ہے

پتّھر پہ کبھی میں نے ترا نام لکھا تھا
وہ نام بَس اِک نقش تھا پانی پہ ہوا تھا (148)

تم کہاں مِلو گے

اَے رَنگوں کے ہمراہی
جب خوشبو کی رُت بدلے
جب رُوپ سماں ڈَھل جائے
تم کہاں مِلو گے

یہ نرم صبا کے جھونکے
یہ ہلکورے رنگوں کے
اَب ہیں پر کب تک ہونگے
جب دُھوپ کی فصل اُگ آئے
تم کہاں مِلو گے

بے اَبر ہے دل کا صحرا
اور سوچ ہے دریا دریا
جَب جاگ پڑے ہر سَپنا
جَب ہر سپنا سو جائے
تم کہاں مِلو گے

جَب شام ڈھلے شَب پُھوٹے
جَب سورج بندھن ٹوٹے
جَب چاند کلی مُرجھائے

جَب تارا تِل بن جائے

تم کہاں مِلو گے(149)

حُسنِ کوہسار

اَے حُسنِ کوہسار، آ
تجھ بِن فضائے جاں
خزاں خزاں
گُل بہار آ

پھیلے کہیں شَفق
وادی میں دُور تک
تیرا ہی رَہ گُزر
نظر نظر
سجائے پیار آ

آئے تو وہ کبھی
تَھم جائے وقت بھی
یادوں کا کارواں
رواں دَواں
ہے انتظار آ

اُٹھے جدھر نظر
ہو تُو ہی جلوہ گر
تیرا ہی پیرہن
چمن چمن
ہر آبشار آ (150)

رُت متوالی

شام شفق ہریالی
جاگے رُت متوالی

خوشبو خوشبو جُھومے
لمحوں کا رَس چُومے
پھول کی ڈالی ڈالی

قدم قدم حیرانی
راہ کا بہتا پانی
سوچیں مِری سوالی

دِل دَرپن میں آئے
بوند کرن بَن جائے
سوہنی صورت والی(151)

رُت مہکے

پھول کِھلے رُت مہکے
آتی ہے تیری رِہ رِہ کے

لمحہ لمحہ لمس ہے تیرا
ہر آئینہ عکس ہے تیرا
نظر نظر سوچوں میں بہکے
آتی ہے تیری یاد رِہ رِہ کے
رُت مہکے
پَربت پَربت تجھے پُکارے
وادی وادی رُوپ نِکھارے
قدم قدم پر سبزہ لَہکے
آتی ہے تیری یاد رِہ رِہ کے

رُت مہکے
پیار ترا آنکھوں میں اُتاروں

چاہت کا سَنسار سَنواروں
دل کی بات زبان سے کہکے
آتی ہے تیری یاد رِہ رِہ کے
رُت مہکے(152)

(بنی ہوئی دُھن پر لکھا گیا)

رَہگزارِ یاد

اِس رَہگُزارِ یاد میں وہ حُسنِ کوہسار
بکھرا ہوا سا خواب ہے گُزری ہوئی بہار

تپتی ہَوا کی آنچ ہے ٹوٹی صدا کا رُوپ
حرفِ وِصال اس کے لئے چاندنی میں دُھوپ
اِس رَہگُزارِ یاد میں............

بے آب دشت میں وہ نظر کا سَراب ہے
سُورج سے جو حجاب کرے وہ شباب ہے
اس رَہگُزارِ یاد میں............

دامن ہے آرزو کا کہاں ہاتھ آئے گا
وہ لمس ہے خیال کا دل ہی جلائے گا
اِس رَہگُزارِ یاد میں..........(153)

شامِ کوہسار

اَے شامِ کوہسار
یادوں کی خوشبوؤں میں بَجیں آرزوؤں کے تار
اَے شامِ کوہسار

لہرائے آبِ جو
آئینہ رُو بہ رُو
پھیلی ہوئی شَفق ہے اُمنگوں کا رَہگُزار
اَے شامِ کوہسار

رَنگوں کا ہے سفر
کلیوں کی آنچ پر
بھیگی ہوا کی سیج پہ سجتا ہے انتظار
اَے شامِ کوہسار(154)

گُل زمیں

گُل زَمیں، اَے گُل زَمیں
تیری عَظمت پر سَدا جُھکتی رہے میری جَبیں
اَے گُل زَمیں............

نَذر تیری راہ میں دِل کا گُہر، آنکھوں کے پُھول
خاک تیری مجھ کو سانسوں کا ثَمر، یادوں کے پُھول
فِکر تیری اَنگبیں
اَے گُل زَمیں............

خار تیرے میرے لَب پر جس طرح شَبنم کی دُھوپ
دھوپ تیری جیسے شَب پر چاندنی کا کوئی رُوپ
درد تیرا دِل نشیں
اَے گُل زَمیں............

پیار تیرا چشمہءِ جاں پر شفق کا سایہ ہے
جیسے سَبزے کو اُجالے کی کِرَن سرمایہ ہے
تُو نہیں تو میں نہیں
اَے گُل زَمیں............(155)

لعل کا دانہ

اِک لعل کا دانہ
کہتا ہے زمانہ جِسے یکتا و یگانہ
اِک لعل کا دانہ

چھائی ہیں گھٹائیں
سورج کی تمازت ہے اور لہرائی رِدائیں
اِک لعل کا دانہ
کہتا ہے زمانہ جِسے یکتا و یگانہ

دِل دیکھوں اُفق میں
ہاتھوں کی حنا، اور ترِی آنکھوں کی شَفق میں
اِک لعل کا دانہ
کہتا ہے زمانہ جِسے یکتا و یگانہ

بولان کی مہمان
تو پُھول سَہی، پُھول بھی ہے جان، مِری جان
اِک لعل کا دانہ
کہتا ہے زمانہ جِسے یکتا و یگانہ

یَخ بَستگیِ دِل

یادوں میں سجی ہے، ترے دیدار کی محفل
اِک لعل کا دانہ
کہتا ہے زمانہ جسے یکتا و یگانہ (156)

(ایک براہوی لوک گیت سے ماخوذ)

مٹّی کی خوشبو

اِس مٹّی کی خوشبو جس پر بوند نہ برسا پانی
ہر موسم میں مجھے سُنائے میری کتھا کہانی
ہر پتّھر پہ دیکھوں تیرے ہاتھوں کی ریکھائیں
لہر لہر پر جیسے لکھیں تیرا نام ہوائیں
دھرتی تیری نشانی
اِس مٹّی کی خوشبو............

تخ میں جیسے تیری سانسوں کی گرمی بَس جائے
پَت جَھڑ کا ہر جھونکا تیرے جسم کو چُھوکر آئے
ہر رُت لگے سُہانی
اِس مٹّی کی خوشبو............

رات اُترتے ہی سینے میں دل یوں گھبرا جائے
جیسے چلتن کی چوٹی سے سُورج ٹکرا جائے
کہتی ہے ویرانی
اِس مٹّی کی خوشبو............(157)

مَن سَرگم

رِم جھم رِم رُت برسائے
پُھوار کرن شبنم
خاک پاک دھرتی لہرائے
رُوپ دَھنک پرچم

جاگ اُٹھی ہے ہر جانب خوابوں کی ہریالی
رَنگ ترنگ مہک مہکائے شوق شَفق لالی
جوت جگے ہر دَم

سوچوں تو ہررنگ سے پھوٹے رَس کی صبا
اور دیکھوں تو نُور نکھارے شام کی سُندرتا
دیس کی دِین کرم

دُور دیار رَہوں تو مجھ کو ریشم خار لگے
چُپ سُونا آنگن بھی دل کو سُر سَنسار لگے
چھیڑے ہے مَن سَرگم(158)

ہوا گُنگنائے

میں جب نام سوچوں ترا
ہوا گنگنائے
فضا جُھوم جائے

جُھکے پربتوں نے
مہکتی رُتوں نے
سدا تیری چاہت کے پرچم سجائے
ہوا گُنگنائے

تری یاد لکھیں
ترا حُسن سوچیں
یہ شبنم کے شیشے گلابوں کے سائے
ہوا گُنگنائے

گھٹا کی جبیں سے
دھنک رس رہی ہے
پھواروں نے کرنوں کے جھرنے جگائے
ہوا گُنگنائے(159)

یادوں کا سفر

یہ شام اَمر ہے
سانسوں میں ترا ساتھ ہے
یادوں کا سفر ہے
دِل راہ گُزر ہے

سوچوں تو تری راہ بُجھتے ہیں سِتارے
دیکھوں تو نظر تجھ کو نظاروں میں اُتارے
یادوں کا سفر ہے
دِل راہ گُزر ہے

بکھری ہیں ترے حُسن کی تحریر فضا میں
سُنتا ہوں تجھے دل کے دھڑکنے کی صدائیں
یادوں کا سفر ہے
دل راہ گُزر ہے

یہ شام اَمر ہے
سانسوں میں ترا ساتھ ہے
یادوں کا سفر ہے
دِل راہ گُزر ہے

ہر لمحہ وہی شام ہے، ہر شام وہ لمحہ
ہم تجھ سے بچھڑ کر کبھی ہوتے نہیں تنہا
یادوں کا سفر ہے
دِل راہ گزر ہے
یہ شام اَمر ہے (160)

6) بلوچی لوک شاعری کے اردو تراجم:

ڈیہی (161)

آجا مِری جان

اَے مِری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے

موت اچھی ہے ایسے جینے سے
ہجر کے تلخ گھونٹ پینے سے
اَے مِری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے

عہدِ فردا پہ یوں نہ ٹال مجھے
ڈس نہ جائے غمِ وصال مجھے
اَے مِری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے

راہ تیری، فرشِ راہ بنوں
دلِ مضطر رہوں، نگاہ بنوں
اَے مِری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے

پا برہنہ نہ چل نیستاں میں
آگ برسا نہ دِل کے بُتاں میں
اَے مری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے

کاش وہ مرشدِ بزرگ تجھے
میرے اُجڑے نگر میں لے آئے
اَے مِری جان آ کہ تیرے بغیر
زندگی بے قرار رہتی ہے (162)

اَے دِلِ ناتواں

دیوانہ ہو تو اَے دل محزوں خدا کرے
جب کچھ نہ بن پڑے تو پھر انسان کیا کرے

اَشکِ رواں سے فرش بھی نمناک ہوگیا
اس بے وفا کا دِل نہ مگر موم ہوسکا

وہ شخص کس قدر ہے قبیلے کا لاڈلا
اس چشمِ سُرمہ سا کی جسے مِل گئی وفا

شہرہ یہ شہرمیں ہے کہ ھنگامِ عہد ہے

اپنی تو عید جانِ وفا تیری دِید ہے

جانا ہی ہے جو گاؤں تو جا، جنّتِ نظر!
لوٹ آنا اس سے پہلے کہ دھند لائے رہگزر

آزاد ہونے دے مجھے قیدِ فرنگ سے
افرنگ بچ سکے گا نہ میرے تفنگ سے

-

جاں دادنی تو اپنی ہے مشہور ایک لت
ہاں غیر کا ہے دعویِٰ جاں دادنی غلط (163)

پھوارو نُور برساؤ

پھوارو نُور برساؤ!
بہاریں کہکر و آؤ
گرج کر قریۂ جاناں میں جا کر رم جھماؤ
حُسن و کیف و رنگ چھلکاؤ
پھوارو نُور برساؤ!

زمین کے کہنہ یارو!

کوہ سارو!
مرمر و سیم و زر و آہن کے انبارو
ذرا ان تشنہ لب خشک آب دریاؤں کو چھلکاؤ
پھوارو نُور برساؤ!

ذرا ان مُشک پروردہ شب آسا گیسوؤں والی حسینہ کی خبر لاؤ
پھوارو نُور برساؤ

گلاب و چندن[2] و مُشک و زبادو مہلب[3] و دوپ[4] و کلپر[5] اور عنبر[6]
نقرئی طاسوں میں بھر بھر کر
خلوصِ شوق اور حسنِ تقدس سے گھنی شب کی مہکتی تیرگی میں گھول کر
وقتِ سحر رنگیں شفق کی احمریں کرنوں پہ بکھراؤ
حسین جذبوں کو اکساؤ!
پھوارو! نُور برساؤ!(143)

دِل کو چین نہیں

آ مری جاں کہ دِل کو چین نہیں
تیرے شب تاب گیسوؤں کی بہار
تیری آنکھوں کا مہکا مہکا خُمار
سلک دنداں یہ گوہرِ شہوار

میرے دِل کا اُجڑ گیا ہے قرار
آ مِری جاں کہ دِل کو چین نہیں

جب سے اَے جاں بچھڑ گئی ہے تُو
مِٹ گئے رنگ اُڑ گئی خوشبو
اب مِری کائنات ہیں آنسُو
اور یہ پارہ پارہ رُوحِ حزیں
آ مِری جاں کہ دِل کو چین نہیں

میری آنکھوں کی روشنی ہے تُو
دِل کی دھڑکن ہے زندگی ہے تُو
تُو مِرا غم نہ بن خوشی ہے تُو
میری سانسوں میں بس گئی ہے تُو
آ مِری جاں کہ دِل کو چین نہیں

جانبِ کعبہ سے اُٹھی ہے گھٹا
جل تھلائے گا بَن ہو یا صحرا
اور شاداب ہوگا ہر قَربا
لوگ پھر بھی مگر رہیں گے غمیں
آ مِری جاں کہ دِل کو چین نہیں (165)

یہ قید یہ ستم

تقدیر میں ہے دشتِ جنوں کی مسافری
آؤں گا پھر اِدھر کا جو پھیرا ہو کبھی

جب تُو نہیں وطن کی بہاروں کو کیا کروں
اس جنّتِ حسین کے نظاروں کو کیا کروں

یہ قید یہ ستم مِری قسمت میں ہے، رقم
قِسمت میں ہے رقم تو یقیناً ملیں گے ہم

یوں مسکرا کہ ساری فضا مسکرا اُٹھے
جسمِ فگار بھی یہ مِرا مسکرا اُٹھے

دیکھو پرند سبزہ وہ پر تولتا ہُوا
مجبوریِ حیات میں سم گھولتا ہُوا

اَے سانولی سَلونی! پریشان یوں نہ ہو،
تُو میری قید و بند سے ہلکان یوں نہ ہو، (166)

زَہیروک(167)

اَے سبز کبُوتر

اَے سبز کبُوتر مِرا پیغام سُنا دے
بچھڑے ہوئے من میت
اِک سال گیا بیت

اَے سبز کبُوتر مِرا پیغام سُنا دے
تُو آئے نہ آئے
لیکن تُو کہاں ہے

اَے سبز کبُوتر مِرا پیغام سُنا دے
رُخ اونٹ کا میرے
سورج کی طرف ہے

اَے سبز کبُوتر مِرا پیغام سُنا دے
یہ قافلہ اور دھُوپ
اس دِل میں ترا رُوپ (168)

جدائی

دشتِ جہاں میں
تیری تمنا............روشن ستارا
تیرے غموں سے
ہم سوختہ جاں............اَے جانِ جاناں!
تیری جُدائی
قلب ونظر کی............مرگ وتباہی
دیوانگی ہے،
تیرا بچھڑنا............دِل کا اُجڑنا
تُو بس رہی ہے
دِل میں ہمارے............گیسوسنوارے (169)

ثنا

کورس: اللہ ہُو، اللہ ہُو
ہے مِرا آقا وہی
اور محمّد نبی
اللہ ہُو، اللہ ہُو

فرد: مسقط کا کشمش اور قند
درماں ہے میرے لال کا

کورس: پروردگارِ دو جہاں
زچّہ کا تُو ہے پاسباں(171)

ثنا

فرد: کون ہے جاگا کون ہے سَویا
کورس: بندہ سَویا ربّ جاگا

فرد: خدا ہی لائق حمد و ثنا ہے
کورس: محمد مظہر شان خدا ہے

فرد: پرچم ہو ترا قائم
پھولوں سے سجے دائم

کورس: مست قلندر لاہُو
شہباز قلندر لال (2 7 1)

ثنا

فرد: پھول سا بچّہ مرا
پاسباں اُس کا خدا

کورس: پاسباں اُس کا خدا
اس پہ ہو ظِلِ الٰہ

فرد: میں ہوں اللہ کا فقیر
پیر میرا دستگیر
میرا خدا ذوالجلال
قادر و دائم مثال (173)

سوت(174)

اوستارہ سَری

اوستارہ سَری
مار ڈالے گی یہ خوش خرامی تری
مَست رفتار جیسے کبکِ دَری
اوستارہ سَری

ان سَنوارے ہوئے گیوؤں کی قسم
تو ہے میرے خیالوں کی نیلم پری
اوستارہ سَری

تیرا جو بن سنگھار ور میرے لیے؟
اِک قیامت ہے تیری کرم پروری
اوستارہ سَری

تیرے ہاتھوں کہ مہندی ہے افسونِ رنگ
اور زُلفیں گھٹاؤں کی جادو گری
اوستارہ سَری (175)

پنچھی بتا

اُڑتے ہوئے پنچھی ذرا
آ یہ بتا میں کیا کروں
جانے وہ کِس بَستی میں ہے
کِس خواب کی مَستی میں ہے
کیا میں یوں ہی رویا کروں
اُڑتے ہوئے پنچھی ذرا
آ یہ بتا میں کیا کروں

دل رنج و غم سے چُور ہے
مہجور ہے، مجبور ہے
شکوہ مگر کِس کا کروں
اُڑتے ہوئے پنچھی ذرا
آ یہ بتا میں کیا کروں

دنیا میں اپنوں سے کبھی
کرتا ہے ایسا کوئی بھی
حیران ہوں میں کیا کروں
اُڑتے ہوئے پنچھی ذرا
آ یہ بتا میں کیا کروں

کب تک بُجھے گی تِشنگی
اس دیدۂ بیتاب کی
کب تک یونہی تڑپا کروں
اُڑتے ہوئے پنچھی ذرا
آ یہ بتا میں کیا کروں (176)

پیار کی چوڑیاں

پیار کی چوڑیاں
ٹِک پروئے ہوئے
موتیوں کی جھمکتی ہوئی کہکشاں
پیار کی چوڑیاں

اَے سِتارہ جبین
مہ رُخ و نازنین
دیکھ آئینے میں جھولتی بالیاں
پیار کی چوڑیاں

حُسن زیبا ترا

ہے خدا کی عطا
زیب خلوت رہیں تیری رَعنائیاں
پیار کی چوڑیاں

تیرا روپ اور سنگھار
اَے سراپا بہار
آئی ہیں دیکھنے تیری ہمجولیاں
پیار کی چوڑیاں (177)

چھوڑ دُنیا کا خیال

چھوڑ زمانے کی یہ باتیں، تُو میری، میں تیرا
تکتا رہتا ہوں کھڑکی سے راہ تِری دِن رین
نہیں کسی پَل چین
کبھی تو ہوگا پھرا
چھوڑ زمانے کی یہ باتیں، تُو میری، میں تیرا

دیوانہ ہوں دیوانہ ہاں میں تیرا دیوانہ
اپنے سے بیگانہ
دِل ہے اگن بسیرا
چھوڑ زمانے کی یہ باتیں، تُو میری، میں تیرا

کتنے دکھ کتنے غم دل سے ہو جاتے ہیں دُور
ہوتا ہوں مسرُور
تک تک تیرا ڈیرہ
چھوڑ زمانے کی یہ باتیں، تُو میری، میں تیرا

دیکھ بہاریں آ پہنچیں پھولوں نے لی انگڑائی
بنے سبھی سَودائی
چاند نے حُسن بکھیرا
چھوڑ زمانے کی یہ باتیں، تُو میری، میں تیرا

دید تری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل آرام
دیکھوں صبح وشام
تیرے رُخ کا سویرا
چھوڑ زمانے کی یہ باتیں تُو میری، میں تیرا (178)

کیا ہے مری خطا

ہیں بُلبلیں بھی نالہ کناں اَے گُلِ وفا
کیا ہے مری خطا

تُو کیا گئی کہ لُٹ گئی آنکھوں کی روشنی
اب تیری یاد لُوٹ نہ لے زندگی مری
ہیں بُلبلیں بھی نالہ کناں اَے گُلِ وفا
کیا ہے مری خطا

ڈھونڈے ہیں میری راتوں کی تنہائیاں تجھے
اَے چاند آ بھی جا کہ یہ دل کی لگی، بجھے
ہیں بُلبلیں بھی نالہ کناں اَے گُلِ وفا
کیا ہے مری خطا

کوہ و دَمن بھی کرتے ہیں تیرا ہی انتظار
تُو کھوگئی کہاں مری رُوٹھی ہوئی بہار
ہیں بُلبلیں بھی نالہ کناں اَے گُلِ وفا
کیا ہے مری خطا

آئی گئی یہ رات مگر تو نہ آ سکی
تُو ہی نہ اپنا وعدہ و پیمان نبھا سکی
ہیں بُلبلیں بھی نالہ کناں اے گُلِ وفا
کیا ہے مری خطا (179)

یارِ زبادافشاں

آیارِ زبادافشاں
تُو زیب خراساں ہے
اس ہجر سے موت آساں
آیارِ زبادافشاں

رکھوں تجھے پلکوں میں
اَے نامہِ صد درمان
آیارِ زبادافشاں

گیسو ترے سنبل ہیں
اور لب ورقِ گل ہیں
موتی ہیں ترے دندان
آیارِ زبادافشاں

من موھنی صورت ہے
تُو حسن کی مُورت ہے
تجھ پر دل و جان قربان
آیارِ زبادافشاں

تجھ بن نہ رہا جائے
نسدن مجھے تڑپائے
رہ رہ کے ترا پیان
آیا رِزبادافشاں(180)

لاڑوک(181)

دُکھ کی دوا

آ، اَے مرے دُکھ کی دوا
بے کل ہے تجھ بن دِل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

جب تُو نہیں اَے دل رُبا
بیکار ہے جینا مِرا
کیسے جیوں یہ تو بتا
آ ،اَے مِرے دُکھ کی دوا
بے کل ہے تجھ بن دِل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

مخمور آنکھوں سے تری
کجلا گئی ہے زندگی
دل، ہے دھڑکتا حادثہ
آ، اَے مِرے دُکھ کی دوا

بے کَل ہے تجھ بن دل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

یہ مسکراتی چاندنی
یہ رات خوشبو سے بَسی
ساغر ہے گویا زھرکا
آ، اَے مِرے دکھ کی دوا
بے کَل ہے تجھ بن دِل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

سیلِ اَلم طوفانِ غم
کس طرح ہو پائیں گے کم
جب تُو نہیں درد آشنا
آ، اَے مِرے دُکھ کی دوا
بے کَل ہے تجھ بن دِل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

آ جا کہ ظلمت دُور ہو
روشن دِلِ رَنجُور ہو
جاگ اُٹھے بختِ نارسا
آ، اَے مِرے دکھ کی دوا
بے کَل ہے تجھ بن دِل مِرا
لاڑے لڑے لاڑے لڑے (182)

دِل پشیماں ہے

کِس نے مارا تیر نظر کا
تیر نظر کا کِس نے مارا
بن گیا دِل دھکا انگارا
اپنے کئے پر دِل ہے پشیمان
لیلڑو لاڑو لیلڑو لاڑو

اَے شارؔی اَے سُندر ناری
اَے سُندر ناری، اَے شاری
میں ہوں ترِی راہوں میں بھکاری
اپنے کئے پر دل ہے پشیمان
لیلڑو لاڑو لیلڑو لاڑو

تیری حسرت تیری تمنّا
تیری تمنّا تیری حسرت
میری ہستی میری فطرت
اپنے کئے پر دل ہے پشیمان
لیلڑو لاڑو لیلڑو لاڑو

اکثر راتیں میں، اَے دلبر
اَے دلبر! راتیں میں اکثر
کاٹتا ہوں تارے گِن گِن کر

اپنے کیئے پر دل ہے پشیمان
لیلڑو لاڑو لیلرو لاڑو

عشق و محبت کھیل نہیں ہے
کھیل نہیں ہے عشق و محبت
ہنس کے اُٹھا دُنیا کی تُہمت
اپنے کیئے پر دل ہے پشیمان
لیلڑو لاڑو لیلڑو لاڑو (183)

گُلِ نو بہار

اَے گُلِ نو بہار آ بھی جا
اَے دُرِ شہوار آ بھی جا
لیلڑے لیلڑے لڑے لاڑے

آ مِری حورِ عدنِ نخلستان
تیری دُوری بنی ہے دوزخِ جان
لیلڑے لیلڑے لاڑے لڑے

سر سے آنچل ذرا سا سرکا دے
ان گھنے گیسوؤں کو بکھرا دے
لیلڑے لیلڑے لڑے لاڑے

ہائے اُس شہرِ آرزو کا فسوں
دین و دنیا نثار کیوں نہ کروں
لیلڑے لیلڑے لڑے لاڑے

دل پریشان بھری بہار میں ہے
زندگی تیرے انتظار میں ہے
لیلڑے لیلڑے لڑے لاڑے (184)

مت رُوٹھ

مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

تیری جُدائی نازنیں
بن جائے گی صوتِ حزیں
لاڑے لڑے لاڑے لڑے
میرے لبِ خاموش پر
مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر

لاڑے لڑے لاڑے لڑے

تیرے بِنا یہ چاندنی
کالی بلا بن جائے گی
دل کو ڈسے گی عمر بھر
مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

یہ پھول تیرے پیار کا
جو آج ہے مہکا ہُوا
بن جائے گا زخمِ جگر
مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

مجھ کو نہ اب اتنا ستا
اتنا نہ دیوانہ بنا
ایسا نہ کر، ایسا نہ کر
مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر
لاڑے لڑے لاڑے لڑے

اندوہ میں ڈھل جائے گا
بُجھ جائے گا تیرے بنا
دِل ہے چراغِ رہگزر
مت رُوٹھ مجھ سے اس قدر
مجھ پر ستم اتنا نہ کر
لاڑے لڑے لاڑے لڑے (185)

لولی (186)

چشم و چراغ

مرے چاند
مُنّے
مرے دِل کے ارمان، آنکھوں کے تارے، نظر کے اُجالے
مرے لال
مُنّے
تُو جلدی بڑا ہو کے تلوار اُٹھا لے
میں دِل کو سنبھالے
باپ کے خوں کا بدلہ حَریفوں سے لے
باپ دادا کی قبروں کو روشن کر لے

اَے مرے پیارے
میرے دِل کے سہارے
مرے چاند
مُنّے

مرے لال
اگر جنگ میں تُو بھی کام آ گیا
میں دلہن کی طرح سج کے ہالو!ترے نام پر گاؤں گی
ایک تجھ سا جیالا سپوت اور دوں گی جنم
(مجھ کو موت تک سے کیا واسطہ)

اَے مرے لاڈلے
میرے دِل کے سہارے
نظر کے اُجالے
مرے چاند مُنّے (187)

میں اپنے لال کو لوری سُناتی ہوں

علم دیں میرا مُنّا ہے
مرا مُنّا بڑا ہو گا

کٹار اور ڈھال بندوق اور ترکش سے سجا ہو گا

مِرا مُنّا بڑا ہو گا

مِرے مُنّے سا کوئی بھی نہ ہو گا شہسواری میں

وہ جب میدان میں آئے گا تو دشمن مُنہ کی کھائے گا

جواب اُس کا نہ ہو ڈھونڈے سے مِلے گا رزم کاری میں

علمِ دین میرا مُنّا ہے مِرا مُنّا بڑا ہو گا

مِرے بیٹے کی محبوبہ جو ہوگی پھول شہزادی

مِرے بیٹے کی جرأت سے

مِرے بیٹے کی عظمت سے

بہت ہی شادماں ہوگی

مِرا مُنّا ہو گا

پیامی بادشہ کا آکے یہ پیغام دے گا

''اَے جیالے سورما!

اَے مردِ شمشیر آزما!

تجھ سے جواں کی پھر ضرورت ہے وطن کو

دشمنوں کے خون سے کر آب یاری قوم کی

اور سُرخ رُو ہو جا''

جلو میں اس کے ہو گا لشکرِ جرار

سیم و زرّ کا اک انبار

فاتح بن کے لوٹے گا

مِرا مُنّا بڑا ہو گا

میں اپنے لال کو لوری سُناتی ہوں

خداوندا مِرے ارمان پورے ہوں (188)

لیکو(189)

بید کا سایا

بید کے سائے میں بیٹھا ہوں
(پھر بھی) اِک تپتا صحرا ہوں

سبز لی بیٹھی بول رہی ہے
(کانوں میں رس گھول رہی ہے)
دِل ہے جیسے کِھلا گلاب

جاؤں گا میں شہر
وہاں سے لاؤں گا
انمول تحائف تیرے لیے
پاؤں یوں بجتے ہیں
جیسے سانولیوں کی تالیاں
اور ہونٹوں پر ہے ہالو ہلو
بھیڑیں نہر پہ جُھکی ہوئی ہیں
سانولیاں، مسرور تالیاں پیٹتے
گھروں سے نکلی ہوئی ہیں
بھیڑیں آئی ہیں چشمے پر
پانی پینے
اور اُن کے مَمیانے کے بے ہنگم شور میں
کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتا(190)

کجیر جان

میں رکھ کے زانوں پہ قرآن پاک بیٹھا ہوں
خدا کی حمد، خدا ہی کا ذکر کرتا ہوں

کجیر جان یہاں سے کچھ اس طرح گزری
میں کچھ بھی کہہ نہ سکا اور دِل کی دِل میں رہی

کجیر جان ہے رسیلا سا تُوت کا دانہ
وہ جیتا جاگتا اِک معجزہ ہے پریوں کا

سیاہ بال گھٹاؤں کے شامیانے ہیں
عذار انار کی کلیوں کے آشیانے ہیں

دِل اس کی چاہ میں پاگل ہُوا اَسیر ہُوا
میں اُس کے در کا بھکاری ہُوا فقیر ہُوا

اس آگ میں مری جلتی ہے کائنات جلے
مگر دِلوں کا یہ سمبندھ کاش پھولے پھلے (191)

مہ جان

لانٹی مہ جان کی ہے چاندی کی
اور آنکھیں خمار آلودہ

مجھ کو اللہ پر بھروسہ ہے
دل مرا پیار میں ہے آسودہ

زندگی حادثہ ہے کیا کیجئے
کاش یہ عہد استوار رہے
اپنا رومال تحفتاً دیدے
تاکہ یہ ایک یادگار رہے

تیرا رومال ہاتھوں کا
تیری آنکھوں کا تیرے ہونٹوں کا
سارا جادو سمیٹ لائیگا
تیرا رومال تیرے گالوں
اور ان مہکے بالوں
ساری خوشبو سمیٹ لائیگا (192)

ماہ گُل

ماہ گُل سی لڑکی کوئی کیسے نہ چاہے
دو دانت طلائی ہیں پھبن جن کی نرالی

ہلتی کرتی کی ادائیں ہیں انوکھی
وہ گاؤں کی ہر کنواری نظر کی ہے تمنّا

ماہ گُل کا چہرہ ہے نئی رُت کا نیا پھُول
دِل دشت محبت میں اُڑتا ہے مگر دُھول

اللہ! کروں کیا کسے ہمراز بناؤں
کِس سے کروں فریاد کسے درد سناؤں (193)

مِرا اونٹ

بلند آسماں پر
یہ بادل ٹکڑا
جو دیکھا
مجھے یاد آیا
بیاباں میں اونٹ اپنا

مِرے اونٹ کا نام ہے چار گوش
اور زینت ہے اس کی
جواں سال بی بی
نئے سُرخ جوڑے میں ملبوس
مِرا اونٹ ہے چاق چوبند
پُھرتیلا
اب میری منزل مِرے سامنے ہے
مِرے اور ترے درمیان
یہ بلند اور مشکل پہاڑ
کیسے دو دِل مِلیں، کیسے پہنچے سلام و پیام
یہ چاہی کبوتر سر آب جُو
جو خراماں ہے
جب دیکھتا ہوں

تو دل تیری یادوں کہ گہرائی میں ڈوب
جاتا ہے
مِری محبوبہ سرو قد
آج کِس شان سے
اسپ رفتار اُشتر کے محمل کی زینت بنی
ہے(194)

لیلڑی(195)

آبِ کُہسار

تُو آئے مُسکائے لیلڑیءَ لا
زُلفوں کو لہرائے لیلڑیءَ لا

تُو ہے آبِ مَری لیلڑیءَ لا
جیسے کوئی پری لیلڑیءَ لا

تُو آبِ کُہسار لیلڑیءَ لا
کونج سی ہے رفتار لیلڑیءَ لا

اِک بگلے کی ڈاچی لیلڑیءَ لا
راہوں کو تکتی لیلڑیءَ لا

دودھ بھرا مشکیزہ لیلڑی ءَ لا
دِل ہے ترا آویزہ لیلڑی ءَ لا (196)

آوٗ چلی آوٗ

چُپ چُپ کھڑی ہو لیلڑی ءَ لا
ضَو آنکھ کی ہو لیلڑی ءَ لا

اب نہ رہا جائے لیلڑی ءَ لا
تم سا نہ مِل پائے لیلڑی ءَ لا

آوٗ چلی آوٗ لیلڑی ءَ لا
بس اب نہ ترساوٗ لیلڑی ءَ لا

اُلفت ہے جھل بل لیلڑی ءَ لا
آنکھوں کا کاجل لیلڑی ءَ لا

بھیڑوں کو دوہا لیلڑی ءَ لا
پونچھا پسینا لیلڑی ءَ لا

پربت کا پانی لیلڑی ءَ لا
میری جوانی لیلڑی ءَ لا (197)

بلوچی وفا

ٹُو آئے نہ آئے لیلڑی ءَ لا
کدھر ہے کہاں ہے لیلڑی ءَ لا

ٹُو پیدل جو آئے لیلڑی ءَ لا
تو میں تیرے صدقے لیلڑی ءَ لا

جو ٹُو آج آئے لیلڑی ءَ لا
بلوچی وفا ہے لیلڑی ءَ لا (198)

سیوی ایک جہاں

سیوی ہے دوگام لیلڑی ءَ لا
دلبر کا پیغام لیلڑی ءَ لا

کونجوں کی ٹولی لیلڑی ءَ لا
شیریں ہے بولی لیلڑی ءَ لا

سیوی ہے سلطان لیلڑیءَ لا
اور تُو ہے ملتان لیلڑیءَ لا

سیوی ایک جہاں لیلڑیءَ لا
ڈھونڈوں تجھے کہاں لیلڑیءَ لا (199)

لیلی مور (200)

آ بھی جا

دِل ترے عشق میں مَست و سرشار ہے
سامنے آ بھی جا کون ہُشیار ہے

دِن کو تیری لگن، شب کو دیدار ہے
تُو ہی دلبر مِرا، تُو ہی دلدار ہے

مجھ کو دنیائے دوں راس کب آئے گی
آگ برسائے گی، خوں اُگلوائے گی (201)

موتک(202)

بدرِ مُنیر

آ، عزیز روح، خوش الحان امیر!
تیری قسمت میں ہو جوئے شہد و شیر

تُو رہے عیش مہد کا ذوق گیر
میں مگر تیرا رہوں مِنت پذیر

تیری فرقت میں ہوں ظلمت کا اَسیر
تُو کہاں ہے اَے مِرے بدرمنیر!

تجھ پہ قرباں کر دیا تاج و سریر
تج دیا ہے میں نے زربفت و حریر

مانگ دیکھی ہر دُعائے بے نظیر
مان لی ہر منّت پیر و فقیر

پر ہوا کوئی نہ میرا دستگیر
آ، عزیز روح، خوش الحاں امیر! (203)

زبوں حال شفق ماں

شدّتِ عشق سے یہاں
اُجڑے بھرے بھرے جہاں
آنکھوں سے میری اَے خدا!
نُور نہ چھین تو مرا
درد کو لا دوا نہ کر
لختِ جگر کی دِید سے
نُورِ نظر کی دِید سے
ایسا نہ بے نصیب کر
حالتِ مادرِ شفق
کتنی زبوں وزار ہے
دِن میں دھواں دھواں سی وہ
راتوں کو اشکبار ہے
میرے جگر میں درد کا
شعلہ بھڑکتا رہتا ہے
دِل ہے کہ بے سبب سا
یونہی دھڑکتا رہتا ہے
ہائے وہ مادرِ شفق
لختِ جگر کے ہجر میں
کتنی زبون وزار ہے

دن میں دھواں دھواں سی وہ
راتوں کو اشکبار ہے(204)

ہائے کریم داد

آ، اَے کریم داد!
فرزندِ خوش سُخن
تیرے فراق میں ہوں اسیرِ غمِ کہن
میں اِک شکست خودہ صد رنج و صد محن
اُمید کا چمن
اس چرخِ شعلہ بار نے برباد کر دیا
تقدیرِ نابکار نے برباد کر دیا
اِک ٹیس اِک چُھبن
مجبور زندگی کا مقدر بنی ہوئی
زخمِ جگر کا جاننے والا نہیں کوئی
میں ہوں شکستہ تَن
طوفانِ غم نے لوٹ لیا حسرتوں کا شہر
تنہائیوں کا روح میں پھیلا ہوا ہے زہر
ایسے میں جانِ من!
جب کوئی طفل ماں کو پکارے تو کیا کروں
اِک تیر سا جو دِل میں اُتارے تو کیا کروں(205)

دولہا

ہلو ہالو خوشی کے گیت گاؤ
مناؤ جشن ناچو گیت گاؤ
ہلو ہالو بَنا ہے میر دولہا

بہت ہی دُور سے آیا ہے بنّا
سبھی کی آنکھ کا تارا ہے بنّا
ہلو ہالو بَنا ہے میر دولہا

سجا ہے پھول سا ملبوس کتنا
مقدّر ناز کرتا ہے کِسی کا
ہلو ہالو بَنا ہے میر دولہا

مبارک اِس بہادر کو جری کو
مبارک میر کی دریا دلی کو
ہلو ہالو بَنا ہے میر دولہا

مبارک اِس کی غیرت کو حیا کو
مبارک اِس جوان تیغ آزما کو
ہلو ہالو بنا ہے میر دولہا

سلامت باد اَے شاہِ بلوچاں
سلامت باد اَے مہرِ درخشاں
ہلو ہالو بنا ہے میر دولہا (207)

ہالوکہو

ہالو ہَلو ہالو ہَلو
میری نظر کے نُور کو
اس جگمگاتی حُور کو
ہالو ہلو ہالو ہلو

یہ جگمگاتی حُور ہے، ہمجولیوں کی داستاں
ناز اِس پہ کرتی ہیں سبھی یہ کنواریاں ہمجولیاں
ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو

اِس چاند سی بنّو پہ میری زندگی قربان ہے
دیکھو تو کاجل کو بھی اِن آنکھوں پہ کتنا مان ہے
ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو

میں ہوگئی ہوں باوری بنّو کی صورت دیکھ کر
بنّے کو بھی رشک آئے ہے میری یہ حالت دیکھ کر
ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو

نازک بدن گُل پیرہَن یہ چاند کی مورت دلہن
شوبھا ہے گھر کی لاج ہے کِلّہ کی یہ زینت دلہن
ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو

زَرتار پیراہَن سجے بَنّو کے قامَت پر سدا
نازاں رہیں ہمجولیاں بَنّوں کی قسمت پر سدا
ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو ہالوہلو (208)

7) قدیم بلوچی شاعری کے اردو تراجم:

صلہ

لڑکی:......ذرا رُک، مجھے اس بلندی اے نیچے اُتار آ کے، اَے جانے والے

لڑکا:......تجھے میں اُتاروں، یہ منظور، اے شعلہ پوشاک!
لیکن مجھے اس کے بدلے میں کیا مِل سکے گا؟

لڑکی:......تجھے اپنا یہ ہار یا اپنے ہاتھوں کا سنگہ ہی ہیں دے سکوں گی

لڑکا:......مجھے ہار یا تیرے ہاتھوں کے سنگھے سے کیا واستہ؟
میں تو شیدا ہوں نازک کٹار ایسی ناک اور پھنکارتے گیسوؤں کا

لڑکی:......کٹار ایسی ناک اور لہراتی زلفوں کا بانا
اس قدر کیوں ہے آسان جانا
میں تیرے ہاتھ کب آؤں گی میں تو چھپ جاؤں گی
اونچی ٹہنی کے پتّوں میں بن کر ترنج

لڑکا:......چاٹ جاؤں گا بن کر پہاڑی ملخ، سبز پتّوں کا جھنڈ

لڑکی:......اور اگر میں برسنے لگوں دامن کوہ میں بن کے ہلکی پھوار؟

لڑکا:......اِک پہاڑی ہرن بن کے پی جاؤں گا آبِ شیریں ترا

لڑکی:......اور اگر جوار کا دانہ بن جاؤں میں، جو پڑا ہو کسی خشک میدان میں؟

لڑکا:......بن کے صحرا کا پنچھی اُچک لوں گا میں

لڑکی:......اور اگر بن کے خرگوش سو جاؤں میں جھاڑیوں میں کہیں؟

لڑکا:......بن کے چرواہا، لاٹھی کی ضربوں سے تجھ کو چونکاؤں گا

لڑکی:......اور اگر بن کے میں ایک پگڑی سر نوشہ پر بندھ گئی تو بتاؤ کہ
پھر کیا کرو گے؟

لڑکا:......تو میں ایک گائک بنوں گا، تجھے دادِ فن کے عوض مانگ لوں گا

لڑکی:......اور اگر یہ کہوں میں ہوں بے آسرا باپ کی ایک مجبور بیٹی

لڑکا:......تو بن کر فرشتہ اجل کا تجھے لے اُڑوں گا
میں اُن آسمانوں کی پہنائیوں میں

لڑکی:...... مجھے تیرا پیار اور تیرا یقین دیکھ کر ایسا محسوس ہونے لگا ہے
کہ شہنائیاں گونج اُٹھی ہیں اور ہر طرف
ایک ہنگامہِ رقص و آھنگ ہے (209)

(نامعلوم)

حانی شاہ مرید

چاکر نے اِک عہد کیا
چاکر......رندوں کا سردار
ایک میں جیسے ایک ہزار
اور پھر سب نے عہد کیا
عہد کیا اور خوار ہوئے
خوار ہوئے اور عہد کیا
بھیڑیں، بکریاں، گھوڑے، اونٹ سبھی ہتھیار
بچّے، دوست، محبت کرنے والے سب سچّے
حرفِ زباں کی نذر ہوئے
قول قبیلے سب کے سب بے قدر ہوئے

شاہ مرید، بھی ہار گیا

پھر اِک دن دیوان جما
وقت ہوا تھا
اور سردار کا بخت ہوا
ہوتا ہے ہر تخت ہوا
جب چلتی ہے سخت ہوا

(محبس کی اس میں اِک پاگل شخص یہ کہتا تھا)

کل شَب بجلی کڑکی تھی
برق چمکتی آئی تھی
کل شَب چاکر کے گھر پر
اس کے در پر
بوجھو، بوجھو، کون تھی وہ

''چاکر، تیرے ہاتھ میں، میری جان بھی ہے
زبان بھی ہے
ٹھہرا، ذرا
سوچوں کا اِک گھونٹ بھروں
کون تھی وہ''
(شاہ مرید یہ کہتا تھا)
''اُس بجلی کے رُوپ میں

میرا سچا، پیار تھا، حانی تھی،
حانی……سچا، پیار کہ جس کو میں نے اپنے قول کی نذر کیا''
پس تو مجھ سے ہار گیا
تجھ سے تیرا پیار گیا
سردار گیا(210)

(حانی وشاہ مرید کی داستان سے ماخوذ)

ماہناز

میں وہ انجیر کا پیڑ
جو اُگے
گہری کھائی کے گھنے سائے میں
تُند طوفاں سے بھی جس کے کبھی پتے نہ ہلیں
تیز بارش میں بھی بھیگے نہ کبھی
زورِ زربار ے کی خیرات بدونیک سے دُور
جو درختوں سے بٹے
معصیت گاہ کے مُحبس سے پَرے
بے نیازانہ رہے
ہاں مگر اے میرے شہداد
تیرے گُلگ کا لمس
میرے انفاس میں بھونچال کی تاثیر بھرے

دل کو زنجیر کرے

میں وہ انجیر کا پیڑ
جو اُگا
گہری گھاٹی کے گھنے سائے میں
تُند طوفاں سے بھی جس کا کوئی پتہ نہ ہلا
تیز بارش میں بھی بھیگا نہ کبھی
زور زِر بار کی خیرات بدونیک سے دُور
جو درختوں پہ ہٹی
معصیت گاہ کے مَحبس سے پَرے
بے نیازانہ رہا

مگر اَب اَے شہداد
وہ زمانہ، نہ رہا
پیڑ دم توڑ گیا
تیرے اندیشہء بے سُود نے انجیر کی حرمت کا بھرم توڑ دیا

وہ حرم توڑ دیا
اَب میرا بندِ قبا
دَستِ قضا کھولے گا
یا کوئی عومرِ سَرگشتہء وفا کھولے گا(211)

(ماہناز کی شاعری کا ترجمہ)

کوہِ ماران کا مسافر

دُھند میں لپٹے ہوئے، دُور، بلند
کوہِ ماران سے ابھرے بادل
کُہکر ہے کہ مرے نتّھا کی دستار سفید
کوندتی ہے شمشیر برہنہ اُس کی
اور دھند اُس کے جوان اسپ کی مغرور لگام
بادلو برسو، بزرگوں کے مزارات پہ برسو، برسو
اور پھر تھم جاؤ
کہ حسین نتّھا کے درشن ہو جائیں
بادلو! کس کے دِل تشنہ سے تُم پھُوٹتے ہو؟
کس کی احسان گزاری میں برستے ہو، بھگوتے ہو مجھے،
''ہم تو سیمک ہی کے تپتے ہوئے دِل سے پھُوٹے
اور برسے بھی تو سیمک ہی کی خاطر برسے
ہم تو آنسو ہیں تڑپتی ہوئی سیمک کی سدا روتی ہوئی
آنکھوں کے
ہم نے دیکھی ہے وہ اُجڑی ہوئی خاتون
جو برباد ہے نتّھا کے لیے
اور جسے آتشِ ہجراں نے بنا ڈالا ہے اِک راکھ کا ڈھیر''
میرا نتّھا مرا بانکا نتّھا

جنگ میں کام نہیں آ سکتا

زرم آرا ہے ابھی زندہ ہے
میں جو زندہ ہوں تو موت اس کو نہیں آسکتی
ہاں اُسے موت نہیں آسکتی
نئے تحفے، نئے جوڑے لے کر
اِک دن آئے گا، ضرور آئے گا(212)

(کلاسیکی شاعر سیمک کے کلام کا ترجمہ)

سمّو

یار وہ ہیں
جو دائم یار ہیں
جو حیات کی ابتداء اور انتہا کے ساتھی ہیں
میں ان وقتی حسیناؤں کے
لحاتی دلکش طلسم میں آکر
سمّی سے کئے ہوئے
عہد کو نہیں توڑ سکتا
کونجوں کا قطار ہے
اور میں تھوڑی دور
اس قطار کے ہمراہ جاتا ہوں

کونجوں کی قطار بھی
تو میرے دردِ دل کا علاج نہیں
میرے دل کا درمان
سمّو کی وہ مسکراہٹ ہے
جس سے پھولوں کا رس ٹپکتا ہے
سمّی بہشت کا ایک سکون بخش لیمو،
مکران کے رس بھرے آم اور انگوروں کی طرح
جیسے ایک جامِ ابدی
ایک ختم نہ ہونے والا نشہ (213)

(رشتہ، مست توکلی سمّی)

میری محبوبہ کونج کی مانند
صبح دم اُٹھ کے سیر کو نکلے
اور خراماں کبوتری کی طرح
مجھ کو اپنی ادا سے بہلائے (214)

(جام دُرّک کے بلوچی کلام کا ترجمہ)

کھکھلا کر جو بجلیاں شب کو
مستیاں عزب کی اُٹھالائیں
یادآتی ہیں پھر حسینائیں
حسرتیں لے کے ڈال دیں بانہیں
میں دیوانہ ہوں دل سے الجھا ہوں
دل بھی پاگل ہے مجھ سے الجھا ہے
ضد کرے مجھ سے طفل کی مانند
یاکسی ترک ۔ شاہ کی مانند
اُس گرہ گیسو کی تمنّا ہے
و حسیناؤں میں یگانہ ہے
مہ جبیناؤں میں یگانہ ہے (215)

(جام دُرّک کے بلوچی کلام کا ترجمہ)

اَے جاں یہ خموشی کیسی
جاناں! یہ اداسی کیسی؟
تو ایک دھڑکتی لے ہے
نغمہ ہے سرودِ نے ہے
سنورے تو پھواروں کا راگ!
جھلکے مرمریں گل اندام!
برفاب بدل، مہ پیکر
قندیلِ شب ِ غم پرور
اِک لطف نظر ہو ہم پر
ہم تیرے لیے دیوانے (216)

(مُلّا فاضل کے بلوچی کلام کا ترجمہ)

8) جدید بلوچی شاعری کے اردو تراجم:

شبِ رفتہ کبوتروں کی صدا
کر گئی میرے دل کو افسردہ
اَے مری جان آ
آ مری جان تجھے خُدا لائے

پھوار، نیلے سمندروں سے چلی
میں یہ سمجھا، ترے مہکتے ہوئے
مَست گھنگھور گیسوؤں سے چلی

کوئی دیکھے بھری بہاروں میں
خوشبوؤں کی حسین پھواروں میں
دِل ناداں تری اُمنگوں کو
دوست صحرا میں ہے، یہاں اس کی
یاد گھر بیٹھنے نہیں دیتی

کوئی مژدہ کوئی پیام آئے
میں ہوں اس کی انتظار میں کب سے
چشم بر راہ گوش بر آواز

اَے حسینِ زبادافشاں آ

جانِ جاں آ

آمِری جان تجھے خدا لائے(217)

(کریم دشتی کی بلوچی نظم کا ترجمہ)

لوری

زندگی کے جنگل میں
سؤروں کا غوغا ہے
جانے کتنی مدّت سے
میرے شیر بچّوں کو
نیند بھی نہیں آئی

شَب کی حَبس گاہوں میں
زخم زخم آہوں میں
مرہمی کراہوں میں
چُپ کی دُھندھناہٹ ہے
خوف خوف آہٹ ہے

اور وقت کی لوری
تیرگی کی راہوں میں
اِن کمین گاہوں میں

سوچ بَن کے رہتی ہے
چوٹ بن کے کہتی ہے

سوُروں کے غوغا میں
سہمے سہمے بچّوں کے
ننّھے ننّھے پنجوں میں
سُرخ سُرخ نیزوں کی
برق کڑکڑا اُٹھے
صبح کو جگا اُٹھے

عاقبت کی سانسوں میں
گرم گرم کرنوں کی
روشنی کے جھرنوں کی
شبنمی صبا پھُوٹے
درد کی صدا ٹوٹے
میرے شیر بچّے جب
صبحدم جواں ہوں گے
زندگی کے جنگل پر
کتنے مہرباں ہوں گے

میرے پیارے بچّے شیر
کتنے اچھے اچھے شیر (218)

(اپنی بلوچی نظم سے ماخوذ)

9) عطاشاد کی بلوچی شاعری کے اردو تراجم:

نظمیں:

ایک اور سورج جلا

مشرق میں ایک سورج کو آگ لگ گئی
امید کی اتھاہ گہرائیوں میں ایک اور کٹورا ڈوب گیا
کرہِ غرب نے ایک اور بستی کو آگ لگا دی
جبر کا سنگیں دل پھر بھی نہ پگھل سکا
اب پھر سے تاریکی چھا جائے گی
آگ و نگارے کی راکھ بھری رات طوفان برپا کردے گی
اور صد عمر ہائے رفتہ کا انتظار
انگاروں کے پیاسے سمندر میں تڑپے گا
امن تخیل میں کالے گہرے بادلوں میں برق میں برق
جیسا گرجے
گرے، گڑگڑائے اور جل جائے
آزادیِ دانش کی بہار، موسم کی دست نگر
بادِ صبا جیسے خوشبو بکھیرے
محسوس ہو، مگر دکھائی نہ دے
ہر چمکتا ہوا ستارہ، راہ نما نہیں ہوتا

سرخ وسفید کا ہر رنگ، صبح کا اجالا نہیں بن سکتا
ظلم کے ہزار نام ہیں
ظلم چاروں طرف پھیلا ہوا ہے
اجالے کے سورما سپوتوں کی جدوجہد کی ضرب
کالی رات کے سینہ پر صدیوں پرانی ہے
آج کا زخم نہیں
آج کی طرح نہیں
یہ عہد باعہد کی لامتناہی جدوجہد کے خون میں لپٹا ہے
اس کا ثمر نہ سہی مگر یہ جاوداں ضرور ہے
آزادی، امن
محبت کی جنّت بریں کی چاہت ہیں
ہر روز، سو سورج جلیں
ہر روز، سو سورج پیدا کرو
زیردستی کے غم کا کوئی اور علاج نہیں (219)

بازارِ وفا

میں نے سوچا نہ تھا کہ تو یوں بن مول بکے گی
تیری محبت اور تیری وفا کی کوئی قیمت ہی نہ ہوگی
اور چند سکّوں کی خوشنوا جھنکار تجھے بیچ ڈالے گی
تیرے ہونٹوں کا گلاب اور تری آنکھوں کی شراب
تیرے دمکتے عارض کی چاندی

ترٖی زلفوں کا گھنیرا پَن
تیری بانہوں کی مچلتی بہار
یوں ارزاں وبلا دام
چند سکّوں کے عوض، نیلام گاہ میں بِک جائیں گی
یہ تو میرے وہم وگماں میں بھی نہ تھا
میں سمجھا تھا
کہ اپنی جان، اپنا لہو اور زندگی
تیری پھول برساتی مسکراہٹ پر نچھاور کردوں گا
میں تو کہتا تھا، او میری جانِ بدل،
میں اپنا سب کچھ تیری شہد جیسی میٹھی باتوں پر
لُٹا دوں گا
لیکن تُو!
تو آج!
کتنی ارزاں و بے قیمت بن کر
اپنی مسکراہٹوں کے پھول نچھاور کررہی ہے
اور تیری بانہوں کی مچلتی بہار اور تیرے میٹھے بول،
صرف چند سکّوں کی چمکتی جھنکار پر
تیرا پیار اور تیری یاری دستیاب ہے
کون اپنے آنسوؤں اور آہوں کی بولی لگادے
ایک دن ایسا بھی آئے گا
کہ بولی لگے گی
اور تیری محبت کو عطا خرید لے گا
تیرے ہونٹوں کا گلاب، ترٖی آنکھوں کی شراب

تیرے دمکتے گالوں کی چاندی،
تیری گنہری زلف کا سایہ
تیری مچلتی بانہوں کی بہار (220)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم حکیم بلوچ)

بیوہ

ہالو ہلو...... ہالو ہلو
سازو! دھنوں کی موسلا دھار بارش برساؤ
ڈھول، دَماما، سُرنا کی لے میں رقص کرو، اور تالیاں بجاؤ
سہیلیو! اپنے دردمند دل سے
اس دلہن بیوہ کو مبارک باد دو!
کیا دل جانور کی طرح ہانکا جا سکتا ہے؟
پیار بِک سکتا ہے؟
حانی نے پوچھ لیا
(ناتمام) آرزوؤں پر رویوں کی بارش کردو
ایک میں ہوں اور ایک تُو ہے
(ویسے تو شاری، شلی، سنگین، سومری، جیسی بہت ساری)
بہت ساری دوشیزہ سَروں نے برہنہ سر، (ہوکر)
دینے والے کے بخشندہ درگاہ سے

بھیک مانگ کر یہ (پونجی) اکٹھی کرلی ہے (یہ آرزوؤں کی)
اور بہت ساری دوشیزاؤں نے برہنہ سَر کر
دلہن بیواؤں کے تاریک مقدر کو
درد دِل بنالیا ہے
ماہ رنگ دوشیزہ کو سجاؤ زیورِ زنجیر سے
مہندی لگی انگلیوں کو لعل اور یاقوت کی انگشتریوں میں بند کردو
شال کی چادر کو منہ پر ڈال دو
جُھکی ہوئی مژگانوں کو عروسی اطلس سے ڈھانپ دو
قیمتی حجلہ عروسی کو جا پہنچو
اس کے سرہانے میؔر کی شیرازی تلوار رکھ دو
اے داغِ دل! محلات جھنجھوڑ دو
اور قعلہ وکلاتوں کو دل کے دھوؤں کے مُشک وعنبر سے معطر کرلو
ایسے میں جان نکلتی ہے گویا
پیر وفقیری آہ والہہ ہومت لگاؤ
یہ تو اور جانکا ہے
مست اور مرید جیسے دل جلوں کی آہ وفغان کا مت پوچھ
دل پگھل جائے گا
اور یہ قلعہ وقلات ویراں ہوجائیں گے (221)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، حکیم بلوچ)

پھولوں کی خشک پتیاں

پھولوں کی خشک پتیاں کیسی بے بسی سے
تیری گھنگور زلفوں کے پھیلے دامن پر
میرے آنسوؤں کے مانند گر رہی ہیں
اور مجھے، میری تار و تاریک عاقبت
اپنی ناتمام و نامراد آرزوؤں سمیت دبوچ لیتی ہیں
بادِ صبا کس سمت سے آئی، اور کس سمت جا رہی ہے؟
مجھے پتہ نہیں کہ میں سو رہا ہوں کہ جاگ رہا ہوں
زندہ ہوں یا مردہ
دُور............ چنار کے گھنے خُنک سایہ تلے
کیسی بیٹھی ہو؟
اور شیشوں جیسے شفاف پانی میں
ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں
اور پیروں میں چاندی کے پازیب کی آواز جگائے
تم کھیل رہی ہو
اور میں
دُور............ اس چنار کی گھنی ٹھنڈی چھاؤں سے پرے
دوپہر جیسی گرم پیاس کی طرح تجھے دیکھتا ہوں
کہ تیرے آنچل کی طرح ہوں،
جو دراز کی جھاڑی پر سُوکھنے کے لیے بچھی ہوئی ہو

اور سورج کی کانٹوں جیسی گرمی سہہ رہی ہو
پھول جیسی بانو کی پھول جیسی رضا کی خاطر
بانو! یاسمین کے یہ پھول لیجئے
کہ کل رات میر نے یہ پہنچانے کو کہا تھا
تم کس لاپرواہی اور حیرت سے اُٹھتی ہو
مڑ کر مجھے دیکھتی ہو
میرا سر جُھک جاتا ہے
اور میں دیکھ لیتا ہوں
محل کے میناروں کو
اسی شفاف پانی میں
اور اپنی پھٹی پیوند زدہ قمیض کو،
جس پر بوسیدہ چادر کا ٹکڑا ہے جو مجھے نظر آتا ہے
تو میرے ہاتھ کی آری اور کندھے کا بیلچہ گر جاتا ہے
میرا دل دوشیزہ کے شہد جیسے میٹھے خواب کی طرح ٹوٹ جاتا ہے
بادِ صبا کہاں سے آئی اور کہاں جا رہی ہے (222)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، حکیم بلوچ)

تشنگی بے کنار

''لمس نا آشنا بدن، خمار چشم، دراز زلف
گلاب برف رُخسار
شراب شہد لب
درخشندہ پھول مسکراہٹیں
بہشت بادرفتار
یہ یخ گزیدہ شب، گرم بوسوں کی مہک
بہار میں چاندنی کی چمک
''اَے سرپھرے، اَے دیوانے!
دیکھ تو شراب ابر گھر آئے ہیں
جام میں
جیسے چاندنی ہو بے قرار
خمار چشم، دراز زلف، لمس نا آشنا بدن
شراب بے وفا کے جام ہیں، پیئے تُو اور میں پیوں
اپنی شکست کے نام پر، جو ٹُوٹ کر منقسم
''ہاں..........اگر ہو کوئی لمس نا آشنا بدن، دراز عمر کا بہا''
''کہاں وہ لمس، وہ بدن''
''اَے دوستو، ساتھیو!
ہم سب تیر خوردہ ہیں
ہم سب سوختہ جاں اور فراق آشنا

کہاں وہ لمس وہ بدن، کہاں وہ لمس نا آشنا بدن
یہاں ہر ایک بے بہا بدن کا مال ہے بہا
کوئی ایک اور کوئی ہزار گھونٹ کے لیے''
''ولیکن............تابہ کے!
یہ یخ گزیدہ شب
برائے سوختہ دِلی..................درماندگی
زہرِ تلخ جام میں یوں جذب ہو، بنے شریکِ دردِ جان
عطر بدوش صبا تابہ کے خونیں صبح نغموں میں
جذب ہو کے نیست ہو؟(223)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، رزاق نادر)

چرواہا

رات، تھکے پرندے کی طرح ٹہنیوں کے بسیرے پر اُتر رہی ہے
دن روز کی طرح اپنے مسکن کی طرف رواں ہے
ڈرّو! ڈرّو!
آؤ ساتھ چلتے ہیں
ادھر سورج غروب ہو رہا ہے
ادھر تیرا دل ڈوب رہا ہے
یہ شفق کی لالی ہے
تیرے چچا کی لال آنکھیں نہیں
جو تجھے میرے ساتھ دیکھ کر آگ برساتی ہیں
میری بانو! کیوں آبدیدہ ہو رہی ہو
میرے اور تیرے گھرانے اور طائفہ کی رِیت یہی ہے
میں الگ طائفہ سے اور تُو الگ طائفہ سے
تم اپنے جوان بکرے کو آواز دو
(بہت شور مچا رہا ہے...... بہت شور)
اور میں اپنے دنبے کو سنبھال لیتا ہوں
رات تو رات ہے، وہ دن کیسے بنے
ہم دونوں دن کے ساتھی ہیں
آؤ چلتے ہیں!
تم اپنی پگڈنڈی پکڑو
اور میں اپنا راستہ ناپتا ہوں

میں تجھے کل کی امان میں دیتا ہوں
ہر اس کل کی امان میں، جس میں
ساتھ نہ ہو
تیرا بھولا عم زاد ''دوشک'' (224)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، حکیم بلوچ)

درندہ گاہ

آدم زادوں کی اِس درندہ گاہ میں
ہر پہاڑ کے پیچھے سوّر چھپا بیٹھا ہے
میں اپنے بچّوں کو
چیخ چیخ کر، بُلا رہا ہوں
آؤ ان سوّروں کو مار دیتے ہیں
میرے بچے عہد کے طاقتور چیتے ہیں (225)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، حکیم بلوچ)

دِل روئے اور رات کراہے

ہم ستاروں کی طرح،
رات کے دھویں کی مانند
دن کی ناتمام حسرتوں کی طرح
زندگی کی صبح افروز پشیمانیوں جیسے
دل روئے اور رات کراہے
حسن پر نچھاور ہو جاؤں
لیکن!
حُسن میں حُسن ظن ہو
اور جان لے!
کہ دل غم زَدہ، اس کے وعدہ پر جیا ضرور ہے
مگر وہ بہلتا نہیں
غم کی آگ میں انگاروں کی طرح سلگ رہا ہے
یہ عشق شعاری اور چاہتوں کی ناتمامی، ہم پر بہت گراں گُزرے
دیکھ! اس چوبی جھونپڑے کے ماہِ تمام کی گرم بانہوں میں
بے بسی کی بے وفائی
کس طرح مچل رہی ہے (معاف کرنا میں تجھے بھولا نہیں ہوں)
اس چشمِ خمار آلود کا بہار کی خوشبوؤں میں لپٹا بدن
لمحہ بھر کے لیے خواہشوں کے لالہ وسمن تو سجا لے گا
مئے کہن تھوڑی دیر کے لیے محبت کی جلن کے خمار کو مٹا دے گی
اور ہمیں بے خود کر دے گی

مگر میں لذت کی شہد بھری شراب کو آواز دوں
اسی کی گرم بانہوں میں سما جاؤں
جس کی فرقت کے سلگتے انگاروں پر میں لوٹ رہا ہوں
او! میری ماہ لقاہ...... ماہ رنگ! خراماں دلربا!
میں تیری متکبر درگاہ سے لمحہ بھر کی دید کا طالب ہوں
دل روئے اور رات کراہے
ارے لڑکی! اپنا دوپٹہ اوڑھ لے
ان نوخیز گناہوں کو ڈھانپ لے
اس چاند جیسے مکھڑے کی یاد مجھے جلا دے گی
آرزو جیسے محبت کی جدائی موت جیسی ہے
آرزو کی تازہ نشانی میں خود ہوں
محبت کو تو پہچان!
''میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا
تم شاعر ہو شاعرانہ باتیں کرتے ہو
پھر اے ایک شعر گنگناؤں''
نو سال اسی طرح گزر گئے
آج یہیں رُک جاؤ
یہ خوفناک لمبی رات تیرے بغیر گزر نہیں سکتی
خواب کے خزانے سے مجھ کو بھی کچھ دے دے
''نہ رووں؟ (یہ جانتے ہوئے بھی کہ)
یہی بے بسی دوشیزہ کے لے موت کا فرشتہ ہے''
شام ڈھلے گی اور روز کی طرح
درد بھرے دلوں کے زخموں کو اور ہرا کر دے گی

دل روئے اور رات کراہے
یہ عشق شعاری اور چاہتوں کی ناتمامی بہت گراں گُزرے ہم پر
دیکھ! امید کی بے سود ترغیب کو،
کہ خود کو فریب دے کر،
تڑپتے دل کو تھوڑی دیر کے لیے پُر سکوں بناتی ہے
تیری لاج اور میرے پیار کی حرمت کے بازار میں
کل رات اچانک کس کا لہو تھا جو لپکا
اور کس کی لاش تڑپی؟
ریشم واطلس وکمخواب میں کس ناچار کا دل ڈوب گیا
کس بڑھیا کی پوتی کو میر کے گھوڑوں نے روند ڈالا
اس رُسوائی میں ہم اور تم روز کتنی دفعہ مرتے رہیں گے
یہی ہے ہماری دیرینہ آرزوؤں کا مرقد؟
گویا مرحوم بیٹے کی ماں کے دل کی طرح، سوٹکڑوں میں بٹا ہوا
تیری رُسوائی کا ڈر اور گمان
دردِ وطن، جان کا غم اور لوگوں کے طعنے
کب تلک سہیں گے، میری ماہ بانو!
اور خود کو انگاروں پر تڑپائیں گے!
دل روئے اور رات کراہے (226)

(بلوچی نظم سے ترجمہ , مترجم، حکیم بلوچ)

راہرو

راہرو!
آ دل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھ لے
آگ لگ گئی سرزمیں کو
تم ماورائے ملامت
خودفراموش
مَستِ الست
ہم چشمِ بصیرت کے ہاتھوں
ذلیل وخوار
سینہ فگار

دہر کی تاریکیوں میں اِک جہانِ نو کی تلاش
تم کہ مسکراہٹوں کی تلخیِ مئے ناب
درد ایسا دیا ہے کہ بس تہمتِ زندگی ہے
اِک کسک دائمی
ہم کہ منتظرِ سحر ہیں
مگر سحر کہاں ہے؟
ہر سَمت برس رہی ہے
تیری یادوں کی برکھا
خاکِ منزل کی سوغات حدِ نگاہ سے پرے ہے
ہم اپنے خارِ مغیلاں کے جلتے انگارے

اجنبیِ وطن نا آشنا کہاں ہے؟
فِراق کا درد ہو تم
میں دل کا خلش ہوں
آ کہ موجہِ خیال کی لاش کو
ناتواں کندھوں پہ اٹھالیں
صدیوں کی اُمیدِ موہوم کے بوجھ کو
کمزور بازوؤں میں سَمیٹیں
انتظار کے بارِ گراں کو سر پہ اُٹھالیں
قبر، سخت تنگ و تاریک تَر ہے
فروزاں خیالوں کا کُنجِ قفس ہے
راہرو!
آ دل کی گہرائیوں میں
جھانک کر دیکھ لے
آگ لگ گئی سرزمیں کو (227)

(بلوچی نظم سے ترجمہ, مترجم، واحد بزدار)

روز......شب

سورج تیری دانش سے نکھار پاتا ہے
مجھ کو تھوڑی دیر کے لیے
بادَل ہوَس کا ہلکا چھڑکاوَ دے دیتا ہے
اندھیروں میں
تیرے تابناک انجم نما و چاندی افزا ذہن سے اُجالا ہو جائے
میرا دل ساعت بھر کے لیے بھی نہیں پھولتا
عقل تیرے گھر کا چراغ
تنہائی کا بے سایہ ساتھی
آزادی تیری محبت کی دوام بخش بہار
فریادوں نے میری سانسوں کو روک دیا ہے
کہ زندگی زیرِ عتاب ہے
اَمن آسائی تیری آرزوؤں کا ہمہ وقتی موسم
تُو انقلاب
میں انقلاب
زندگی کے سمندر کے خوفناک طوفانوں میں
تیری فکر کا گوہر راہ نما،
تیرے گوہر الماس سے کہسار پاش پاش
کوہ قلعہ بنتے ہیں، ملک وجود میں آتے ہیں
مجھے سر چھپانے کو جگہ نہیں(228)
(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، حکیم بلوچ)

سَنگ گاہ

شوقِ بوس و کنار
ہزار نخلِ گُل مُرجھا گئے
سَنگ گاہ میں تجھے تلاش کس گہر کی ہے؟
تحریرِ سجدگان، مرحوم ساعتوں کے دل کے ویراں مزار کے
شکستہ پتھروں سے اُلجھ گئے ہیں
کن شکستہ بُتوں سے زیست کا مُدعا طلب کر رہے ہو؟
سچ ہے کہ خیالوں کی گوہرِ کہکشاں آسماں ہے
مگر زمینِ پائمال کی تابِ پرواز؟
خاک ہی خاک ہے
سنگ کی پہنچ فقط سنگ تک ہے
گر پاؤں میں لغزش نہ ہو تو
منزل قریب تر ہے
مگر ''خیالِ سنگ گاہ'' کی پہنچ ہی کیا ہے!
تو مجھے دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں
سنگ گاہ کی تحریر کو مت پڑھو!
کہ میں سنگ
اور تو سنگ
سنگ، سَنگ سے مل کر ہی ہوتا ہے آشنائے بامِ عروج
اور سَنگ موم بن جاتا ہے

شوقِ بوس و کنار کے
ہزار نخلِ گُل مُرجھا گئے ہیں
سَنگ گاہ میں تجھے تلاش کس گہر کی ہے
تحریرِ سجدگان، مرحوم ساعتوں کے دل کے ویراں مزار کے
شکستہ پتھروں سے اُلجھ گئے ہیں
کن شکستہ بتوں سے زیست کا مدعا طلب کر رہے ہو (229)

(بلوچی سے ترجمہ، مترجم واحد بزدار)

سوداگرانِ امید کے لیے ایک مرثیہ

شام ہو یا کہ صبح
رنگِ شفق کی بات ہو
یا ذکر ہو ڈھلتی شام کا
کیا دھنک، کیا رقصِ گھٹا، کیا بادِ سمیں، کیا سرزمیں!
اب سب سے اٹھ گیا اپنا یقین!
دلِ نامراد اب تو گداگر کی طرح
سب سُن کر اور سمجھ کر بھی خاموش رہتا ہے
خواہش کسی بے منزل مسافر کی طرح
یونہی راہوں میں بھٹکتا ہے

رات ہوتی ہے (سنا ہم نے بھی)
دن چمکتا ہے (لوگ کہتے ہیں)
مگر کون جانے تمیزِ روز و شب؟
اب تو لگتا ہے دونوں مرحوم ہو گئے ہیں
اور خوشی نے غم کی چادر اوڑھ لی
بہارِ محبت تو روئیدگی کی علامت ہے
اُمید کا مرنا، عہد کا بکھرنا بس قیامت ہے
قہر و مہر تو زندگی سے عبارت ہے
خوابوں کے آئینے میں اِک دنیا نیلام ہوتی ہے
اس نیلام گاہ میں
گُنگناتی آبشاروں کے شفاف چشمے
صدف، لعل و گہر، لہلاتی مرغزاریں
دھندلکوں کی چادر اوڑھ لیتے ہیں
زر کی جھنکار پر جسم تھرکتے ہیں
آنکھ مرتی ہے
سماعتیں دم توڑ دیتی ہیں
کیا دھنک، کیا رقصِ گھٹا، کیا بادِ سمیں، کیا سرزمیں!
اِس نیلام گاہ میں
تو بھی برائے فروخت
میں بھی برائے فروخت
دلِ نامراد اب تو گداگر کی طرح
سب سُن کر اور سمجھ کر بھی خاموش رہتا ہے
خواہش کسی بے منزل مسافر کی طرح

یونہی راہوں میں بھٹکتا ہے (230)

(بلوچی نظم سے ترجمہ , مترجم، واحد بزدار)

سورج کہاں چمک رہا ہے

سورج کہاں چمک رہا ہے
اس تاریک بصری کا اختتام کون دیکھ لے
کہ تمناؤں کی تاریک ولا متناہی ہے
اور ہماری آگہی کے ذرّہ بھر انگارے کی پہنچ
کہاں تک پہنچ سکتی ہے
کہ زندگی خود نفس گیر سنگلاخوں کی امان میں بے بس ہے
یہ چنگاری بھی سورج کی دین ہے
یہی شرر آگ کو روشنی بخش دے
یہ چنگاری زندگی کی ازلی صبح نو کو ابدی مسکراہٹ دیتی ہے
یہی شرر چاند ستاروں کی آتش پذیر دنیا کو پہنچے
مگر ہمارے دل کی دنیا کی تاریکی کو کچھ نہ دے پائے
ہماری کور چشمی کو، بدنامی کے بے مطلب طعنے
کن آسمانوں کی اتری ہوئی جنّت تک پہنچا چکے
اور ہمیں دربدر کر دیا
کہاں آسمانوں کی نیلگوں چاندی!

کہاں جگنوؤں کی ابرز میں بار!
سورج کہاں چمک رہا ہے؟

تُو میرے دل کی پکار اور میں ترے من کی آواز
جو خود فراموشی کے پندار میں وصل کو تڑپیں
اور یہ سورج ہمارے بیچ یوں تھکا تھکا چمکے
میں تیرے سراپا کو، پھول کی ہر پتی میں، صبحدم دیکھوں
اور ہلکے بادلوں میں تیرے عکس کو پوجوں
اور تاریکی میں سما جاؤں
میرا نام ہر موج دریا پر عیاں ہو
مگر دور ساحل پر میرا کوئی پیغام نہ پہنچے
ان الماس سُرمئی کہسار کے سلسلوں میں
کون ہے میرے سوا ہویدا؟

صداقت کی شیرینی مجھے تلخی زہر کی جانکنی لگے
اور محبت انسان کو سنگ ساری کا مجرم بنا دے
نعرہ اناالحق اب بھی دار ورسن تک لے چلے
اور میں تاریک رات کی پہنائیوں کا پالا بنوں
(اس لیے) سورج مجھے نہ پہچان سکے
(میں پوچھوں) سورج کہاں چمک رہا ہے؟(231)

(بلوچی نظم سے ترجمہ, مترجم، حکیم بلوچ)

طلبِ بسیار

مَیں نیند میں تھا
کہ ایک آواز...... جو مانوس سی تھی
مجھ سے یہ کہہ رہی تھی کہ
''مَر چکے ہو''
مَیں جاگ اُٹھا
تو مَیں نے دیکھا
کہ سارے افراد سو رہے ہیں
یقین ہُوا کہ......نہیں مرا ہوں
مگر ابھی تک یہ سوچتا ہوں
کہ کون تھا وہ
(جو میرے مَرنے کا کہہ رہا تھا)
وہ دوست تھا میرا یا کہ دشمن؟
مجھے لگا
کوئی ہاتھ تھا
جو کہ دِھیرے دِھیرے سے
میرے عارِض مَسل رہا تھا
جو مُڑ کے مَیں نے بصارتوں کا دریچہ کھولا
نہیں تھا کوئی (کوئی نہیں تھا!)
سماعتوں کی نظر جو وَا کی
تو ایک پُر زور قہقہہ تھا
جو بَن کے آہٹ، شتابی گزرا
بہت زیادہ طلب بھی، دل کو بنائے پاگل (232)

(بلوچی نظم سے ترجمہ , مترجم، رزاق نادر)

عالمِ نزع

عالمِ نزع میں پتھرائی ہوئی
خاموش نگاہوں کی بھی زباں ہوتی ہے
مگر اس کے فہم وادراک کی خاطر
اِک احساسِ سماعت کی ضرورت ہے
اِک نگاہِ بصیرت کی ضرورت ہے
عہدِ امروز کا یہ آشوب عظیم
لمحہِ نزع ہے
نسلِ نو کے لئے
بینائی رکھتے ہوئے بھی بے نور ہیں آنکھیں اِن کی
فہم وادراک سے ہے محروم سماعت ان کی
زندہ ہیں مگر جیسے زندگی روٹھ گئی ہوان سے
کیا قیامت ہے کہ انساں نے انساں کو بُھلا رکھا ہے
روح کی آہ وفریاد نے آسماں سر پہ اُٹھا رکھا ہے
کان بہرے ہیں ترے، اور گنگ ہے میری زباں
مگر تم ہو کہ منہ میں رکھتے ہو کسی اور کی مستعار زباں
یادرکھنا، اِک جنبشِ قہر زمیں ہوں میں
تم بزورِ شمشیر لئے
شیش محلوں پہ اِتراتے ہو
مگر میں ہوں کہ اپنے پرکھوں کی زمیں کے لئے تڑپتا ہوں
میں ابنِ آدم ہوں
مہر ومحبت ہی مرا سرمایہ ہے
سچ ہے کہ تیری شادکامی نے مجھے برباد کیا

مگر تم خوش ہو کہ تیرے ظلم وستم نے
آج پھر اِک فرزند کو تہہ خاک کیا
وہ فرزند جو آزادیٔ روحِ انساں کی علامت تھا
وہ فرزند جو سفیرِ سحر تھا
امن و آشتی کا پیامبر تھا
وہ فرزند کہ جس کے سینے میں
ایک عالم کا دل دھڑکتا تھا
وہ فرزند جو دھرتی کی آنکھ میں آرزوؤں کے خواب بنتا تھا
وہ فرزند کہ جس کے باعث
زندگی میں رونق تھی
مگر مجھے یقین ہے کہ ظلم کے مقدر میں ہے فنا ہو جانا
سروں کے ڈھیر لگانے سے سوچ نہیں مر سکتی
گُل کے مسلنے سے خوشبو سمٹ نہیں سکتی
مجھے قتل کرنا ہے تو میری روح کو تہہ تیغ کر دو
مجھ کو مٹانا ہے
تو محبتوں کو مقتل کی چوکھٹ پہ قربان کر دو
مجھے مارنا ہے تو
میرے شعور کو تہہِ خاک کر دو
میری سوچ کو نیست و نابود کر دو
مگر میرا مرنا ممکن نہیں ہے
میں تو محبت ہوں
ابد تک امر ہوں
میرے نقش قائم ابد تک رہیں گے
جب تک زندگی ہے میرے لہو کا ہر ایک قطرہ
روشنی بن کر جگمگاتا رہے گا

گر میں مر گیا، تو تم بھی مرو گے
تم زندہ ہو تو جب تک
میں بھی زندہ رہوں گا(233)

(بلوچی نظم سے ترجمہ، مترجم، واحد بزدار)

مقبرے کا میر

میر ! اَے مقبرے کے میر !
آج اِس دَشت میں
جہاں کوئی نظر آتا نہیں، بجُز اِفلاک
نکہتیں خُشک، داغ خاکستر
نقش کتبے کے، تیری شہرت کی طرح اندھے ہیں
اور بوڑھے ہیں
مقبرہ جیسے سَنگِ مَرمَر کا کُہنہ قلعہ
جو منہدم تو نہیں
لیکن اُس کا وہ حُسنِ استحکام
اور اُس کی وہ آب و تاب تمام
اَب ہے اِک خواب، اِک خیالِ خام
مَیں غلامک، ترا ضَعیف غلام
تیرے خاکیں سرہانے اِستادہ

ایسے خاموش، اِتنا ساکت ہوں
جیسے تُو دَھاڑنے سے تھا معذور
عمر کے باقیات میں اپنی

میر! اَے مقبرے کا میر!
آج اِک عکس، اِک شبیہ نُما
(جو اِک اخبار میں تھا مطبوعہ)
مجھے تیرے قریب لے آیا
مَیں نے دیکھا، ہَراس وخوف سے دُور
دُور، ہَر لمسِ اختیار سے دُور
رکھ رہا ہے قَدم، اِک آدم زاد
رِفعَتِ ماہ کی زمین پہ
مجھے یاد آیا وہ دَور
جب میں تھا پا پیادہ
تو اَسپ پہ تھا سوار
روز وشَب اِک مَسافتِ نایافت
مَیں تیرے اَسپِ تیز سے آگے
بھاگتا...... ہانپتا...... لپکتا ہُوا
گِرتا، پڑتا، تڑپتا، مَرتا ہُوا
اپنے ہی خون میں نہاتا ہُوا
مَیں ''غُلامک'' تیرا، مَیں آدم زاد
اِس ترح ٹُوٹ ٹُوٹ جاتا تھا
مَر تو سکتا تھا، تھک نہ سکتا تھا

میر! اَے مقبرے کے میر!

آج تُو مَر چُکا.....مَیں زِندہ ہُوں
کھیت وہ سَر نہنگ کا
جِس کو تُو نے چھینا تھا

اِس بِنا پہ
''دوشک'' میرا فرزند
پیشہءِ آبا، علم کی نذر کر رہا ہوں
کھیت وہ سَر نہنگ کا
اَب بھی ہے گرد
نیا آقا، تیرا فرزند اَرجمند
جسے سیم وزَرّ ہیں پَسند
ایک دوشیزۂ حسیں کی طرح
مُلکِ بے زمیں کی طرح

میر! اَے مقبرے کے میر!
آج میرا وہ خوار وزار ''دوشک''
میرا بیٹا جو، اَب دوشنبے ہے
جِس نے اخبار میں دِکھایا تھا
مجھ کو وہ عکس، وہ شبیہ نُما
آج مجھ کو تیری غلامی کا
اور پُرانی نمک حلالی کا
طعنہ دیتا ہے اور کہتا ہے
''حُریت'' چاند کو چمکاتی ہے
عَظمتِ آدمی کے قدموں میں
اور مجبوری وغلامی کا ہے مُقدّر
زمیں کا پاتال

گنگ چوپایہ عہد کا ہے غلام
قرنِ غیرت کے امتحان کا نام

میر! اَے مقبرے کا میر!
آج اِس دشت میں
جہاں کوئی نظر آتا نہیں بجُز افلاک
نکہتیں خُشک، داغ خاکستر
نقش کتبے کے، تیری شہرت کی طرح اندھے ہیں
اور بوڑھے ہیں
مقبرہ جیسے سنگِ مرمر کا کُہنہ قلعہ
جو منہدم تو نہیں
تاہم اُس کا وہ حُسنِ استحکام
اور اُس کی وہ آب و تاب تمام
اب ہے اِک خواب، اِک خیالِ خام
میں ''غُلامک'' تیرا ضعیف غُلام
تیرے خاکیں سرہانے اِستادہ
ایسے خاموش، اِتنا ساکت ہوں
جیسے تُو دھاڑنے سے تھا معذور
عمر کے باقیات میں اپنی
سوچتا ہوں

کہ اَب میں سوگ مناؤں
سینہ کوبی کروں کہ روؤں، ہنسوں
کتبے کو توڑ دوں
کہ تیرا نام بھسم کر دوں

مَیں کاٹ لوں یہ زبان
جو ہے چوپایوں سی
کہ طعنوں سے بوجھل، اِس سَر کو
اِس غلامی کو، جس نے میرے ضمیر کو کُچلا
تیری آقائیت کی لاش کے ساتھ
تیری اِس قبر ہی میں دَفنا دوں (234)
(بلوچی سے ترجمہ، مترجم، عین سلام)

نوحہِ فراق

آجاؤ تم کہاں ہو! میرے دھنک خیالوں کے امین
آنکھیں کب ہوں گی تیرے ارمان بھری دید کا محرم
آنکھ روتی ہے برسات کی تنہائی میں
رات کٹتی ہے رقصِ سیاہ بادل کی طرح
نمودِ سحر کی مانند جل اٹھتا ہے جگر
میں دیوانے کی طرح سوچوں سے اُلجھ پڑتا ہوں
میں شہ مرید نہیں ہوں اے درگاہِ مکّہ کے کبوتر
میں جام درّک بھی نہیں کہ دھنک مجھ کو خبر دے

مست وشیدا ہوں ''مستؔ'' کی مانند مگر تیرے نقش ونگار
ہآنیؔ وسمیؔ ءُسنگین کی طرح مجھے یاد نہیں
تم خوابِ شبِ رفتہ ہو کہ مجھے آج وہ یاد نہیں
یا جیسے تم میرے بیتی ہوئی زندگی کے ہمراہی ہو
یا محبت کا وہ مصرعہ ہو
کہ یاد آتا ہے نہیں بھی آتا
یا سیمیں کا وہ سازِ دلسوز
جو خوشبوؤں میں بس گیا ہے کہیں
یا جگنو کی چمک ہو جو لمحے بھر کے لئے چمکتا ہے
پھر سمٹ جاتا ہے
تم ہو بجلی ہو کہ نہ جانوں کہاں چمکتے رہتے ہو
یا ہلالِ فلک ہو جو نظر میں سما نہ سکے
جیسے مُلاّ کی یقیں ہو کہ اُسے خود بھی معلوم نہیں
یا انتظارِ خدا کہ کب ہو گی ختم
یا چشمِ عاشق کی طرح ہو
اگر چاہے تو بہے
آنکھ بھر آتی ہے جیسے پھیلتی سائے ہوں سر پہ فگن
دل مچل اُٹھتا ہے جہاں سوزِ غمِ آتش کی طرح
کچھ نہ جانوں کہ کہاں ہے میری منزل جادۂ مہر و وفا
وقت کی بے رحم ساعتوں میں گر گیا ہوں کہیں
کب تلک دل برباد کو طفلِ تسلّی دے دوں
کب تلک لب ورخسار کی خواہش کو سینے سے لگائے رکھوں
کب تلک خمار آلود نگاہوں اور زُلفِ پیچاں کے

وعدۂ فردا پہ جیؤں
آجاؤ تم کہاں ہو
میرے افسردہ مقدر کا سکندر
آنکھیں کب ہوں تیرے ارمان بھرے دید کا محرم (235)

(بلوچی نظم سے ترجمہ, مترجم، واحد بزدار)

نیا علم

اِک علم ٹوٹ گیا
سیاہ پوش ہُوا میرا وطن
ڈھے گیا میرے عہد کا
حسین تاج محل
مگر تمہارا شانِ دستار بلند ہُوا
تم کہ خوش ہو آزاد ہوئے تم
جہاں آباد ہوئے تم
تم نے اِک نئی حاکمیت کا اعلان کیا
ایسی حاکمیت کہ جس کے تصوّر سے
چاند تاروں کی جہاں، یہ رات پناہ مانگے
ایسی حاکمیت جو سورج کو تہہ تیغ کرے
زیر دستوں کو پابہ زنجیر کرے

ہر طرف افلاس و جہالت، ظلم و ستم عام کرے
تیرا شانِ دستارِ بلند!
مگر تیری نگاہیں نیچی
شرم سے عاری، اندھی
تم کہ خود کو آسمانوں کا مکیں کہتے ہو
خلقِ خُدا کو ہیچ مدان خاک نشیں کہتے ہو
تم خود کو عالی پناہ کہتے ہو
اَے میرا عہدِ کہن ا
میں تجھ پہ نثار
یہ بلند و بالا پہاڑ
میرے حصار
میرا ڈھال میرا بھائی ہے
میرا تیر ہی میرا بیٹا ہے
پتھریلی چٹان میرا بچھونا ہے
میری دھرتی میرے تشخص کا حوالہ ہے
دشمنوں کے لیے اِک آگ کا دریا ہے
تیری حاکمیت تجھ کو مبارک ہو
یہ نئی جہاں تجھ کو مبارک ہو
یہ نئی شان واَدا یہ انداز نیا
تجھ کو مبارک ہو
یہ کہکشاں یہ چاند اور یہ تارے
یہ زمیں آسماں تم کو مبارک ہوں
کیا یہ ممکن ہے

کہ تو مجھ سے میری آزادی کا یقین چھین سکو گے؟
مجھ سے میری محبت کا وہ پیکرِ مہ جبین چھین سکو گے؟
مجھ سے میرا سرمایہِ ادراک ویقین چھین سکو گے
یہ یقیں میرے مرگ وزیست کا سبب ٹھہرا ہے
ظلمتِ شب میں صبح آزادی کا طلب ٹھہرا ہے
لاکھ بہتر ہے تیری آزادی سے یہ غلامی
یہ غلامی میری اپنی ہے
میرے لئے کافی ہے میری دنیا
میری دنیا، میری اپنی ہے (236)

(بلوچی نظم سے ترجمہ, مترجم، واحد بزدار)

غزلیں:

مجھ میں پیاسا ہے، مہر کا دریا
شہر ٹھہرا ہے شہر کا دریا

نہ گِریں اوس جب محبت کی
ہوگا پیاسا یہ دہر کا دریا

تو ہی گھر کا ہے پاسباں میرا
بوندِ دشمن ہے قہر کا دریا

نہرِ الفت تمہارے سنگ چلے
شہد ہو یا کہ زہر کا دریا (237)
(بلوچی غزل سے ترجمہ شعیب شاداب)

جلاؤ دل کہ جلیں گے وہاں ہزار چَراغ
طلب نہیں ہے شبِ امتحاں کو چار چَراغ

فنا ہُوا میں، تری چاہ کی چاندنی کے لیے
تجھی سے مانگے کبھی نہ، مرا مزار چَراغ

طلب کی نُور، خیالوں کی چیخ، روشنی کی دَمک
کرب کی رات بھی آکر یہاں گُزار چَراغ

تیرے لیے تو رُکا ہے یہ عمرِ جان کُنی
صبح تلک تو بُجھے گا ہی غمکسار چَراغ

عطؔا وہی ہے میری روشنی کی آبِ حیات
جوآکے راہ میں جلائے پُھوارِ نار چَراغ (238)

(بلوچی غزل سے ترجمہ شعیب شاداب)

جنم جنم کی پیاس بجھائے، ایک سُلگتی آس، دل سیلابِ طلب بولان ہو جیسے
برق گرے، یاشعلے برسیں، پھر بھی رہے شاداب، یہ تِشنہ کِشتِ طرب بولان ہو جیسے

خنجر خون چکیدہ ہو، یالالہ لب کی قاش، شہیدِ رنگ کوہیں، یہ ایک سی بات
عشق کی پھیلی ہوئی سرحد تک، حسن ہے ایک جہان، اور غم بس ایک ہے سب بولان ہوجیسے

زلزلہ درداماں ہے، لیکن خاک بَسر، چاک گریباں، زخمِ غمِ احساس سے چور
صدیوں کا محروم، ہزاروں عمروں کا ناکام وہ اِک انسان کہ اَب بولان ہو جیسے

تِشنگیءِ دِل کیسے بیاں ہو، ارمانوں کا ذکر، تو جیسے صحرا اور شبنم کی بات
زیست کے حسرت زارمیں تنہا، پیار میں تنہا، میری وفا بھی ایک عجب، بولان ہو جیسے

بچھڑے ہوئے ساتھی نہ ملے پھر، آتے جاتے موسم بھی ناکام رہے، پر جانے کیوں؟
دل کاراہ گزرہے سونا، آس تھکی ہے، وہ عالم ہے جان بلب بولان سوچ میں ہوں

ایک وفا ہے ایک محبت، ایک تمنّا ایک طلب ہے، پھر بھی میں اس سوچ میں ہوں
تیرے وصل کا باعث تھا بھنبھور ترا، اور میرے لئے الفت کا سبب، بولان ہوجیسے (239)

(اپنی بلوچی غزل سے ماخوذ)

رات زلفوں میں کٹے، صبح، صبا ہوجائے
عمر تا عمر ٹھہر جائے، بقا ہوجائے

کُفر ہے نشہ و مے ساغر و ساقی باطل
اور اگر مَست نگاہوں کی خطا ہوجائے

ہم ستم خوردۂ اغیار ہیں تیری خاطر
تیری خاطر تو زمانہ بھی خُدا ہوجائے

وہ تمنّا جو رہے دل میں تو دھڑکن کہلائے
سُرمگیں آنکھوں میں آئے تو حیا ہوجائے

جُرم احساس ہے اے شادؔ یہ دُزدانہ وصال
خلقتِ شہر کی نظروں کی سزا ہوجائے (240)

(اپنی بلوچی غزل سے ماخوز)

تیری گیسوؤں کی شبنم کبھی جب صبا سے جھلکے
میرے دل کا پھول مہکے، کہ پھوار بن کے چھلکے

کوئی کس طرح چھپائے، کوئی کس طرح بتائے
یہ پیامِ رنگ و بو ہے، ذرا اے صبا! سنبھل کے

یہ بہارِ لالہ زاراں، یہ فشارِ نور و نکہت
کہیں جانِ گلستاں ہی نہ ہو، پیرہن بدل کے

غمِ زندگی میں ایسے، تیری یاد ہم سے روٹھی!
کوئی جیسے قطرۂ خوں، میری چشمِ نم میں ڈھلکے

یہ عطاؔ خمار بن کر نہ ہو یاد ہی کسی کی
جو شراب سی رواں ہے رگِ جاں میں ہلکے ہلکے (241)

(اپنی بلوچی غزل سے ماخوذ)

حوالہ جات

1۔عطاشاد، سنگاب، کوئٹہ: سیلز اینڈ سروسز، اگست 1985، ص، 90۔91۔

2۔ایضاً، ص، 30۔31۔

3۔عطاشاد، برفاگ، کوئٹہ: ناشاد پبلشرز، 14 مارچ 1998 باراوّل، ص، 25۔26۔

4۔عطاشاد، سنگاب، ص، 100۔

5۔ایضاً، ص، 44۔45۔

6۔ایضاً، ص، 17۔18۔

7۔ایضاً، ص، 126۔

8۔عطاشاد، برفاگ، ص88۔

9۔ ایضاً، ص، 78۔

10۔عطاشاد، سنگاب، ص، 105۔

11۔ایضاً، ص، 174۔

12۔ایضاً، ص، 62۔

13۔ایضاً، ص، 177۔178۔

14۔ایضاً، ص، 53۔54۔

15۔ایضاً، ص، 56۔

16۔سہ ماہی دستگیر، شادنامہ، جلد نمبر 8، شمارہ نمبر 1 تا 4، س ن: کوئٹہ، ص، 113۔

17۔عطاشاد، سنگاب، ص، 108۔

18۔عطاشاد، برفاگ، ص، 39۔40۔

19۔ایضاً، ص، 51۔52۔

20۔عطاشاد، ص، 106۔107۔

21۔سہ ماہی دستگیر، شادنامہ، ص، 96۔

22۔عطا شاد، سنگاب، ص، 140۔141۔

23۔ایضاً، ص، 144۔145۔

24۔ایضاً، ص، 65۔66۔

25۔عطا شاد، برفاگ، ص، 37۔38۔

26۔ایضاً، ص، 47۔48۔

27۔عطا شاد، سنگاب، ص، 25۔26۔

28۔ایضاً، ص، 24۔25۔

29۔ایضاً، ص، 56۔57۔

30۔ایضاً، ص، 73۔74۔

31۔ایضاً، ص، 149۔150۔

32۔ایضاً، ص، 41۔

33۔عطا شاد، سنگاب، ص، 68۔69۔

34۔عطا شاد، برفاگ، ص، 32۔34۔

35۔عطا شاد، سنگاب، ص، 112۔

36۔ایضاً، ص، 37۔

37۔عطا شاد، برفاگ، ص، 87۔

38۔ایضاً، ص، 10۔

39۔عطا شاد، سنگاب، ص، 43۔

40۔ایضاً، ص، 32۔

41۔عطا شاد، برفاگ، ص، 85۔86۔

42۔انعام الحق کوثر، ''ڈاکٹر، بلوچستان میں اردو'' اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1994 ص، 447۔

43۔ماہنامہ، ماہِ نو، جنوری۔فروری، لاہور 1986 ص، 73۔

44۔ایضاً، ص، 41۔44۔

45۔عطا شاد،سنگاب،ص۔93۔

46۔انعام الحق کوثر،ڈاکٹر،بلوچستان میں اردو،ص،447۔

47۔ایضاً،ص،63۔64۔

48۔ایضاً،ص،70۔71۔

49۔عطا شاد،برفاگ،ص،28۔

50۔عطا شاد،سنگاب،ص،58۔

51۔انعام الحق کوثر،ڈاکٹر،بلوچستان میں اردو،ص،447۔

52۔ایضاً،ص،103۔104۔

53۔ایضاً،ص،67۔

54۔عطا شاد،برفاگ،ص،49۔50۔

55۔عطا شاد،سنگاب،ص،51۔52۔

56۔ایضاً،ص،118۔119۔

57۔عطا شاد،برفاگ،ص،13۔14۔

58۔ایضاً،ص،24۔

59۔ایضاً،ص،88۔

60۔عطا شاد،سنگاب،ص،114۔115۔

61۔سہ ماہی دستگیر،شاد نامہ،ص،96۔

62۔عطا شاد،سنگاب،ص،89۔

63۔عطا شاد،برفاگ،ص،29۔31۔

64۔عطا شاد،سنگاب،ص،39۔40۔

65۔ایضاً،ص،83۔84۔

66۔ایضاً،ص،165۔166۔

67۔عطا شاد،برفاگ،ص،61۔62۔

68۔عطا شاد، سنگاب، ص،94۔95۔

69۔ایضاً، ص،175۔176۔

70۔عطا شاد، برفاگ، ص،45۔46۔

71۔عطا شاد، سنگاب، ص،80۔

72۔عطا شاد، برفاگ، ص،66۔67۔

73۔اایضاً، ص،88۔

74۔ایضاً، ص،82۔

75۔عطا شاد، سنگاب، ص،173۔

76۔ایضاً، ص، 61۔

77۔ایضاً، ص،38۔

78۔ایضاً، ص،128۔129۔

79۔ایضاً، ص،29۔

80۔ایضاً، ص،153۔164۔

81۔عطا شاد، برفاگ، ص،15۔16۔

82۔عطا شاد، سنگاب، ص،33۔34۔

83۔ایضاً، ص،172۔

84۔ایضاً، ص،179۔180۔

85۔ایضاً، ص،59۔

86۔ایضاً، ص،181۔182۔

87۔ایضاً، ص،101۔102۔

88۔عطا شاد، برفاگ، ص،87۔

89۔عطا شاد، سنگاب، ص،164۔

90۔عطا شاد، برفاگ، ص،17۔18۔

91۔ ماہِ نو، لاہور: جنوری، فروری 1986 ص 37۔

92۔ سہ ماہی دستگیر، شاد نامہ، ص، 96۔

93۔ ماہِ نو لاہور، جنوری فروری 1986 ص 37۔

94۔ عطا شاد، سنگاب، ص، 113۔

95۔ ایضاً، ص، 79۔

96۔ ایضاً، ص، 26۔27۔

97۔ ایضاً، ص، 121۔122۔

98۔ ایضاً، ص، 162۔163۔

99۔ ایضاً، ص، 55۔

100۔ ایضاً، ص، 77۔

101۔ عطا شاد، برفاگ، ص، 35۔36۔

102۔ عطا شاد، سنگاب، ص، 160۔161۔

103۔ ایضاً، ص، 88۔89۔

104۔ ایضاً، ص، 151۔152۔

105۔ ایضاً، ص، 98۔100۔

106۔ ایضاً، ص، 28۔29۔

107۔ ایضاً، ص، 85۔87۔

108۔ ایضاً، ص، 159۔

109۔ ایضاً، ص، 157۔158۔

110۔ ایضاً، ص، 130۔

111۔ عطا شاد، برفاگ، ص، 66۔

112۔ ایضاً، ص، 63۔65۔

113۔ عطا شاد، سنگاب، ص، 131۔

114۔ایضاً،ص،120۔

115۔ایضاً،ص،138۔139۔

116۔انعام الحق کوثر، پروفیسر ڈاکٹر، بلوچستان میں تذکرۂ اردو، کوئٹہ: ادارہ تصنیف و تحقیق بلوچستان، 2006،
ص،72۔74۔

117۔عطا شاد، سنگاب، ص،183

118۔۔عطا شاد، برفاگ، ص،70۔

119۔ایضاً،ص،42۔43۔

120۔ایضاً،ص،124۔125۔

121۔ایضاً،ص،72 ۔

122۔عطا شاد، برفاگ، ص،77۔81۔

123۔عطا شاد، سنگاب، ص،146۔148۔

124۔عطا شاد، برفاگ، ص،83۔84۔

125۔عطا شاد، سنگاب، ص،184۔185۔

126۔عطا شاد، برفاگ، ص،57۔62۔

127۔یہ نظم سنگاب میں کاتب کی غلطی یا شاعر کی کم یاداشت کی وجہ سے مکمل شائع نہیں ہوئی ہے، اور کتاب میں بے ربطی کے ساتھ نظم کے چند مصرعے شائع کیے گئے ہیں، یہ نظم شاعر نے پی ٹی وی کے لیے لکھے گئے اپنی اردو ڈرامہ چاکرِ اعظم کے لیے لکھا تھا اور اُس ڈرامے کی ریکارڈنگ سے مکمل نظم کو لے کر شامل تحقیق کیا گیا ہے۔

128۔http://www.youtube.com/watch?v=zwZbIxyWZ/I

129۔ایضاً،ص،142۔143۔

130۔ایضاً،ص،169۔171۔

131۔ایضاً،ص،35۔36۔

132۔ایضاً،ص47۔49۔

133۔ایضاً،ص،167۔168۔

134۔ایضاً،ص،82۔

135۔عطا شاد، برفاگ،ص،27۔29۔

136۔ماہنامہ بلوچی دنیا، ملتان،فروری۔مارچ 2013،ص،71۔

137۔عطا شاد،سنگاب،ص،96۔97۔

138۔ایضاً،ص،60۔

139۔ایضاً،ص،127۔

140۔ایضاً،ص،81۔

141۔ایضاً،ص،123۔

142۔ماہنامہ ماہِ نو، لاہور،نومبر،1993ء،ص،29۔

133۔دانیال طریر ''بلوچستانی شعریات کی تلاش'' جلد اوّل، لاہور: پائلٹ ایجوکیشنل پروڈکٹس: دسمبر 2009،ص
97۔

144۔عطا شاد، برفاگ،ص،55۔56۔

145۔ایضاً،ص،73۔74۔

146۔عطا شاد،سنگاب،ص۔201۔202۔

147۔ایضاً،ص،123۔124۔

148۔ایضاً،ص،209۔210۔

149۔ایضاً،ص،215۔216۔

150۔ایضاً،ص،189۔190۔

151۔ایضاً،ص،195۔196۔

152۔ایضاً،ص،199۔200۔

153۔ایضاً،ص،193۔194۔

154۔ایضاً،ص،207۔208۔

155۔ایضاً،ص،191۔192۔

156۔ایضاً،ص،203۔204۔

147۔ایضاً،ص،187۔188۔

158۔ایضاً،ص،211۔212۔

159۔ایضاً،ص،197۔198۔

160۔ایضاً،ص،205۔206۔

161۔ڈیہی، بلوچستان کے مشرقی علاقوں کا مقبول لوک گیت ہے۔ڈیہہ کے معنی وطن،اور ڈیہی وطن سے متعلقہ کے معنی رکھتا ہے۔مگر اس صنف میں وطن یا علاقے تذکرے کی کوئی خاص پابندی نہیں برتی جاتی۔ڈیہی میں ہجر و فراق کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔یہ صنف کہیں کہیں اپنی مخصوص دُھن سے قطع نظر گیت سے مشابہت رکھتی ہے۔یعنی وہ تمام مضامین وخیالات بیان ہوتے ہیں جو بلوچی سوت اور لاڑو وغیرہ میں لازمہ ہیں۔

بلوچستان کے بعض علاقوں میں ڈیہی لوک گیت پہچانے بھی یونہی جاتے ہیں کہ ان میں لفظ ''ڈیہی'' کی تکرار ہوتی ہے حالانکہ لفظ ''ڈیہی'' کی تکرار اس صنف سے متعلقہ گیت کے لیے لازمی نہیں۔

162۔عطا شاد، عین سلام، ترجمہ و تالیف ''دِرین'' کوئٹہ: بلوچی اکیڈمی، ایڈیشن دوئم، 2001،
ص،151۔153۔

163۔ایضاً،ص،145۔146۔

164۔ایضاً،ص،137۔139۔

165۔ایضاً،ص،141۔143۔

166۔ایضاً،ص،149۔

167۔زہیروک کو زہیریگ، یا زَہِروک بھی کہا جاتا ہے۔زہیر کے معنی ہیں یاد، اس لیے گیتوں کی اس صنف میں عام طور پر انتظار، ہجر وفراق وغیرہ کے مضامین کا بیان ہوتا ہے۔زہیروک عام لوک گیتوں سے قدرے مختلف ہے۔اس اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ یہ مخصوص غمناک موسیقی کے ساتھ گائی جاتی ہے۔چونکہ یہ صنف دانستہ تخلیق کی جاتی ہے۔اس لیے بعض لوگ اسے بلوچی شاعری کی مرّوجہ اصناف میں ہی شمار کرتے ہیں، مگر الگ موقع محل کی مناسبت سے یہ لوک گیتوں کے زمرے میں آجاتی ہے۔

زہیروک عام طور پر عورتیں چکّی پیستے وقت گاتی ہیں چکّی کی آواز بھی اس گیت کے تاثر میں مدد دیتی ہے۔مکران

کے علاقے میں شُتر بان اسے سفر کا ساتھی سمجھتے ہیں اور اس گیت کے غمناک آہنگ میں بچھڑے ہوؤں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

زہیروک بلوچی کی ایک مخصوص طرز موسیقی کو بھی کہا جاتا ہے المناک موسیقی اور کبھی کبھار مضامین کی مماثلت کی مناسبت سے بعض لوگ اسے مرثیہ سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں۔

168۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 95۔

169۔ایضاً، ص، 93۔

170۔سِپت لفظ صِفت، سے متاثر ہے، اس میں عموماً حمدیہ، نعتیہ اور مناقبت سے متعلق مضامین ادا کئے جاتے ہیں۔ یہ گیت بچّہ تولد ہونے پر کئی کئی راتوں تک زچہ کے لیے گایا جاتا ہے۔ عورتیں مِل کر گاتی ہیں اور ساز وغیرہ سِپت کے لیے ضروری نہیں۔

بلوچستان کے ڈویژن مکران کا یہ مقبول لوک گیت عموماً ایک یا دو شعروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بلوچستان کے ذکری فرقہ کی مذہبی عبادت پر مبنی ورد چوگان بھی اپنی اندازِ گائکی، آہنگ اور شاعری کے لحاظ سے سِپت مماثلت رکھتی ہے۔

171۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 77۔

172۔ایضاً، ص، 79۔

173۔ایضاً، ص، 75۔

174۔بلوچی لوک گیتوں کی مقبول ترین صنف '' سوت '' بلوچستان کے تقریباً سبھی علاقوں میں مستعمل ہے۔ اس صنف سے متعلقہ گیتوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ شادی بیاہ اور دیگر پُرمُسرّت تقاریب میں گائے جاتے ہیں۔ ان گیتوں میں مُسرّت و بہجت کے جذبات کے علاوہ گاہے گاہے ہجر و فراق اور رنج و غم کے مرقے بھی پیش کئے جاتے ہیں مشترکہ متضاد احساسات کا پُرخلوص اظہار اس صنف کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کی بڑی وجہ ہے۔ سوت میں مرد اور عورت ناچ اور تالیوں کے ساتھ حصّہ لیتے ہیں۔

175۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 15۔17۔

176۔ایضاً، ص، 37۔39۔

177۔ایضاً، ص، 19۔

178۔ایضاً، ص، 29۔31۔

179۔ایضاً،ص33۔35۔

180۔ایضاً،ص،25۔27۔

181۔بنیادی حیثیت سے لاڑوک اور سوت میں کوئی مغائرت نہیں،وہی مضامین اور وہی محلِ استعمال، چونکہ یہ گیت،لڑے،لاڑے ،لاڑو،لڑووغیرہ کے مہمل الفاظ سے شروع کئے جاتے ہیں،اوران الفاظ کی پورے گیت میں برابر تکرار رہتی ہے اس لیے گیتوں کی یہ صنف لاڑوک کے نام سے مشہور ہے۔لاڑوک مغربی و وسطی بلوچستان میں بہت مقبول ہے۔

182۔عطا شاد،عین سلام،دِرین،ص،57۔61۔

183۔ایضاً،ص،43۔45۔

184۔ایضاً،ص،47۔49۔

185۔ایضاً،ص،51۔55۔

186۔لُو لی کومغربی بلوچستان میں نازینک کہاجاتا ہے۔نازینک بلوچی کے مصدر نازینگ سے مشتق ہے۔جس کا مطلب ہے بچّے کولوری دے کرسُلانا،ظاہر ہے یہ گیت عورتیں ہی گاتی ہیں۔بلوچی نازینک یعنی لُو لی (لوری) میں عموماً بہادرانہ اور شجاعانہ جذبات کااظہار ہوتا ہے۔

187۔عطا شاد،عین سلام،دِرین،ص،83۔85۔

188۔ایضاً،ص،87۔89۔

189۔لیکو کولیکو یاڈیکو بھی کہاجاتا ہے۔شُتر بانوں اور چرواہوں کا یہ گیت خاران کے علاقے میں خاص طور پر مقبول ہے۔

اِس گیت میں عموماً مسافرت کا کرب،جدائی کا دُکھ اور وصال کی خوشی بیان کی جاتی ہے اور بھیڑبکریوں کا ذکر کیاجاتا ہے،اور پہاڑوں بیابانوں کی منظرکشی ہوتی ہے۔کہیں کہیں یہ صنف زہیروک سے بھی مماثل ہوتی ہے لیکن اس کی مخصوص دُھن زہیروک سے ممیّز کرتی ہے۔

یہ گیت اکثروبیشتر سارنگی یادونلی (بانسری کی قسم کا بلوچی ساز جودوجڑی ہوئی بانسریوں پر مشتمل ہوتی ہے جسے بیک وقت ایک آدمی بجاتا ہے) کے ساتھ گایاجاتا ہے۔

190۔عطا شاد،عین سلام،دِرین،ص،107۔109۔

191۔ایضاً،ص،111۔

192۔ایضاً،ص،113۔115۔

193۔ایضاً،ص،117۔

194۔ایضاً،ص،103۔105۔

195۔ سوت کی طرح لیلڑی بھی بلوچستان کا ایک بے حد مقبول گیت ہے۔لیلڑی کی تسمیہ پورے گیت میں لفظ لیلڑی کی تکرار ہے، لیلڑی کے ایک ایک مصرع کا الگ الگ مطلب تو نکل سکتا ہے لیکن جب پورا شعر پڑھا جاتا ہے تو وہ معنوی طور پر غیر مربوط ہو جاتا ہے اور یہی لیلڑی کی خصوصیت ہے۔

196۔عطا شاد، عین سلام، دِرین،ص،125۔

197۔ایضاً،ص،121۔123۔

198۔ایضاً،ص،129۔

199۔ایضاً،ص،127۔

200۔وسطی بلوچستان میں یہ گیت بیک وقت دو زبانوں، بلوچی اور براہوئی میں گایا جاتا ہے۔اسی لیے اس کی مقبولیت دوسری گیتوں سے قدرے زیادہ ہے۔لیلی مور میں تقریباً ہر نوع کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔اس صنف کی وجہِ تمیز اس کی مخصوص دُھن ہے۔

201۔عطا شاد، عین سلام، دِرین،ص،133۔

202۔موتک کو بلوچستان کے مختلف علاقوں میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔کہیں موتک، کہیں موتیگ اور کہیں مودگ۔مگر یہ مختلف جسم اس کی وحدتِ روح کی راہ میں کہیں رکاوٹ نہیں بنتے،موتک بلوچی سے مشتق ہے، جس کے معنی سوگ کے ہیں۔بلوچی میں یہ فارسی اور اردو کی صنف مرثیہ کے متبادل ہے۔اِس میں مرنے والے کے لیے رنج وغم کا اظہار کیا جاتا ہے۔موتک کا ہیتی آہنگ زہیروک کی دُھن سے بہت حد تک مماثلت رکھتا ہے۔

203۔عطا شاد، عین سلام، دِرین،ص،165۔

204۔ایضاً،ص،157۔159۔

205۔ایضاً،ص،161۔162۔

206۔شادی بیاہ کے موقعوں پر گایا جانے والا یہ گیت بھی سوت ہی کی ایک قسم ہے۔جسے نازینک بھی کہا جاتا ہے۔لاڑو کے برعکس ''ہالو ہلو'' کی مسلسل تکرار اس کی خصوصیت ہے۔یہ گیت دولہا دلہن کی تعریف وتوصیف میں اس وقت چھیڑے جاتے

ہیں جب دلہن کو کلّہ (حجلہ عروسی) اور دولہا کو کورگ (وہ خاص مقام جہاں دولہا کو لے جا کر نیا جوڑا پہنایا جاتا ہے، اور جہاں نشانہ بازی اور تیغ آزمائی کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے) میں سجایا جاتا ہے۔ ہالو ہلو کا رواج مغربی اور وسطی بلوچستان میں عام ہے۔

207۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 69۔71۔

208۔ایضاً، ص، 65۔67۔

209۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 21۔23۔

210۔عطا شاد، سنگاب، ص، 135۔137۔

211۔ایضاً، ص، 132۔134۔

212۔ایضاً، ص 167۔169۔

213۔عطا شاد، مضمون، رشتہ مست توکلی سمّی، غیر مطبوعہ۔

214۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 11۔

215۔عبداللہ جان جمالدینی، بلوچی زبان، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2004، ص، 59، 60۔

216۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 10۔

217۔عطا شاد، سنگاب، ص، 109۔111۔

218۔عطا شاد، عین سلام، دِرین، ص، 97۔99۔

219۔حکیم بلوچ، شبیہہٗ شاد، کوئٹہ، قلات پبلشرز، اشاعت دوئم 2003، ص، 128۔130۔

220۔ایضاً، ص، 58۔59۔

221۔ایضاً، ص، 47۔49۔

222۔ایضاً، ص، 53۔54۔

223۔سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، گرما، خزان، بہار، سرما، 1994، ص، 589۔

224۔حکیم بلوچ، شبیہہٗ شاد ص، 29۔30۔

225۔ایضاً، ص، 75۔

226۔ایضاً، ص، 40۔43۔

227۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 2005ء، ص، 74۔75۔

228۔ حکیم بلوچ، شبیہۂ شاد، ص، 82۔83۔

229۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، ص، 78۔79۔

230۔ ایضاً، ص، 76۔77۔

231۔ حکیم بلوچ، شبیہۂ شاد، ص، 123۔124۔

232۔ سہ ماہی دستگیر، شادنامہ، ص، 116۔

233۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، ص، 69۔71۔

234۔ شاہ محمد مری، ڈاکٹر، مختصر تاریخ زبان وادب بلوچی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2009ء، ص، 320۔325۔

235۔ واحد بزدار، جدید بلوچی شاعری سے انتخاب، ص، 72۔73۔

236۔ ایضاً، ص، 80۔82۔

237۔ شعیب شاداب، مترجم، غیر مطبوعہ۔

238۔ ایضاً۔

239۔ عطا شاد، سنگاب، ص، 155۔156۔

240۔ ایضاً، ص، 50۔

241۔ سہ ماہی دستگیر، شادنامہ، ص 73۔

باب چہارم: فرہنگ کُلیاتِ عطاشاد

مُخفّفات

ا	:	اردو
ب	:	بلوچی
ف	:	فارسی
ع	:	عربی
ہ	:	ہندی
ف ب	:	فارسی بلوچی
ف ا	:	فارسی اردو
ف ع	:	فارسی عربی
مذ	:	مذکر
مو	:	مؤنث
صف	:	صفت
س ب	:	سنگاب
ب گ	:	برفاگ
دن	:	درین
ش ش	:	شبیہہ شاد
ب ز	:	بلوچی زبان
ب م ا	:	بلوچستان میں اردو
م ن ل	:	ماہ نو لاہور
س م د	:	سہ ماہی دستگیر
ڈ چ ا	:	ڈرامہ چاکر اعظم
ب ش ت	:	بلوچستانی شعریات کی تلاش
ب م د م	:	ماہنامہ بلوچی دنیا ملتان
ب م ت ا	:	بلوچستان میں تذکرہ اردو
ج ب ش ا	:	جدید بلوچی شاعری سے انتخاب
م ت ز ا ب	:	مختصر تاریخ زبان وادب بلوچی
ف آ	:	فرہنگِ آصفیہ
ن ال	:	نوراللغات
ح ال	:	حسن اللغات فارسی اردو
ف ال	:	فیروز اللغات جامع
ج ال	:	جہانگیر اللغات جامع
ک اب	:	کلاسیکی ادب کی فرہنگ

آ

آب آشنا [ف۔صف]
ناخدا۔ماہرعالم۔واقف (ح ال)
''یہ خاکِ دشت ہے آب آشنا، باسی نہیں ہوتی''
(ب گ:ص ۵۵)

آبِ تہہِ سنگ [ف۔ترکیب]
پتھروں کے نیچے کا پانی۔مراد: پوشیدہ (ح ال)
''تم آبِ تہہِ سنگ ہو، پندارِ زمیں ہو''
(س ب:ص ۶۷)

آبِ تیز [ف۔ترکیب]
بہتا پانی۔تیزاب۔آب پیکاں (ن ال)
''ماہ میں آبِ تیز سی، مئے میں ذرا سی چاندنی''
(س ب:ص ۷۸)

آبِ جو [ف۔ترکیب]
ندی۔نہر (ح ال)
''لہرائے آبِ جو آئینہ رُو بہ رُو''
(س ب:ص ۲۰۷)

آبِ حیات [تلمیح]
زندگی کا پانی۔جس کے پینے سے موت نہیں آتی۔کہتے ہیں
حضرت خضر نے آبِ حیات پیا ہوا ہے۔(ح ال)
''عطا وہی ہے میری روشنی کی آبِ حیات''
(غیر مطبوعہ)

آبِ رَواں [ف۔ترکیب]
بہتا پانی۔ایک قسم کا باریک کپڑا (ح ال)
''دشتِ تپاں میں آبِ رَواں کا سوال ہو''
(س ب:۵۸)

آبِ شیریں [ف۔ترکیب]
میٹھا پانی (ن ال)
''اِک پہاڑی ہرن بن کے پی جاؤں گا آبِ شیریں ترا''
(دن:ص ۲۱)

آبِ کُہسار [ف۔ب۔ترکیب]
پہاڑوں سے آنے والا پانی۔مراد: پاکیزہ (ب ل ی)
''تُو آبِ کہسار لیلڑی ءَلا
کونج سی ہے رفتار لیلڑی ءَلا''
(دن:ص ۱۲۵)

آبِ گُم [ف۔ترکیب]
پوشیدہ پانی۔ناپید پانی۔مراد: سراب (ح ال)
''تو آبِ گُم ہے
لیکن میری آنکھوں میں
ایک تلاطم ہے''
(ب ش ت:ص ۹۷)

آبِ مری [ف۔ب۔ترکیب]
کوہِ مری کا شفاف پانی (ب ل ی)
''تُو ہے آبِ مری لیلڑی ءَلا
جیسے کوئی پری لیلڑی ءَلا''

(دن:ص۱۲۵)

آبِ نقشِ مجاز [ف۔ترکیب]
جلد مٹ جانے والی نشان۔مراد: لافانی (ن ال:)
''ایک اُنا ساز وسعت فضا میں
فقط آبِ نقشِ مجاز
سوچ کا حرفِ آغاز''
(س ب:ص ۸٦)

آب وتاب [ف۔مث]
چمک دمک۔حسن وخوبی۔روشنی (ن ال)
''لیکن اُس کا وہ حُسنِ استحکام
اور اُس کی وہ آب وتاب تمام
اَب ہے کہ اِک خواب، اِک خیالِ خام''
(م ت زاب:ص ۳۲۱)

آباد صدا کے ویرانے [ف۔ار۔ترکیب]
مراد: مسلسل سُنائی دینے والی آواز کی بازگشت۔
''آباد صدا کے ویرانے میں
کل بھی رُت کی چیخ تھی''
(س ب:ص ۱۵۱)

آبدیدہ [ف۔مرکب]
جس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہوں۔
رونے پر آمادہ۔روہانسا (ک اف)
''میری بانو! کیوں آبدیدہ ہو رہی ہو''
(ش ش:ص ۲۹)

آبلہ پا [ف۔ترکیب]
وہ شخص جس کے پاؤں میں چھالے پڑے ہوں۔
(ف ال)
''آبلہ پا ہیں، مگر پھر بھی سراب آرا ہیں، وہ''
(ب گ:ص ۳۵)

آبیاری [ف۔مرکب]
سیراب کرنا۔آباد کرنا۔ (ن ال)
''دشمنوں کے خون سے کر آبیاری قوم کی''
(دن:ص ۸۷)

آتش پذیر دنیا [ار۔ترکیب]
آگ کو قبول کرنے والی دنیا۔(ف ال)
''یہی شرر چاند ستاروں کی آتش پذیر دنیا کو پہنچے''
(ش ش:ص ۱۲۳)

آتشِ تر [ف۔مث]
شراب (ک اف)
''وہ صدف جسم ہوئے آتشِ تر کہلائے''
(س ب:ص ۱۲۱)

آتشِ تغار [ف۔ترکیب]
گھڑے میں جلائی ہوئی آگ۔ (ف ر آ)
''ہم تھے آتشِ تغار اور تم تک نہ پہنچی کوئی لمسِ آنچ''
(س ب:ص ۱۲۵)

آتشِ صورتِ سرد [ف۔ترکیب]
بجھی ہوئی آگ کی مانند۔(ح ال)

''بندِ گدازِ نشاط
آتشِ صورتِ تر
مہرِ محرومیٔ ذات
ایک تغیرِ تقدیر بن جائیں''
(س ب: ص ۸۷)

آتشِ ہجراں [ف۔ترکیب]
جدائی کی آگ۔ (ح ال)
''اور جسے آتشِ ہجراں نے بنا ڈالا ہے اِک راکھ کا ڈھیر''
(دن: ص ۱۶۹)

آتش نسب [ف۔صف]
آگ کی نسل۔ابلیس۔مراد: ظالم
''آتش نَسبو، زَر بدنو، شُعلہ نماؤ''
(س ب: ص ۶۷)

آتش کدہ [ف۔مذ]
آتش پرستوں کا عبادت خانہ۔ (ن ال)
''اَزل کے آتش کدے میں انسان جل رہا ہے''
(س ب: ص ۹۸)

آتش کدۂ جاں [ف۔ترکیب]
جان کا آتش کدہ۔ مراد: سینہ
''آتش کدۂ جاں میں سُلگا ہے زغالِ شَب''
(س ب: ص ۱۵۰)

آتش کدۂ سنگ [ف۔ترکیب]
آتش پرستوں کی معبد خانے کا وہ پتّھر، جس پر آگ
جلاتے ہیں۔(ح ال)
''گوہرِ اَشک کو آتش کدۂ سنگ کہوں''
(س ب: ص ۱۴۶)

آتش کدہ کا ایندھن [ف۔ار۔ترکیب]
آتش پرستوں کے معبد خانہ میں جلائی جانے والی لکڑی۔
''وجود کا پیرَ ہن، اَزل کے آتش کدہ کا ایندھن''
(س ب: ص ۹۸)

آتشیں طلب کا طلسم [ف۔ار۔ع] ترکیب
تیز مزاج شخص کے خواہش کا اثر
''تو اس سے آتشیں طلب کا طلسم کیا ہو''
(س ب: ص ۴۳)

آخرِ شب [ع۔ف]
رات کا آخری پہر۔بام۔فجر (ح ال)
''آخرِ شب سحر فشاں سورج''
(س ب: ص ۲۵)

آدم زاد [ع۔ف۔مذ]
آدمی کی اولاد۔انسان (ن ال)
''رکھ رہا ہے قدم، اِک آدم زاد
رفعتِ ماہ کی زمین پہ
مجھے یاد آیا''
(م ت زاب: ص ۳۲۱)

آدمی پگھل جانا [ا۔ترکیب]
(۱) آدمی کا نرم ہو جانا (۲) آدمی کا موم بن جانا (۳) آدمی

کے سخت طبیعت میں نرمی آجانا (۴) آدمی کے گرم مزاج کا سرد پڑ جانا۔

''اُس کے جسم کو چُھو کر آدمی پگھل جائے''

(م ن ل: ص ۳۷)

آذری پیشہ [ف۔ع۔مذ]

آتش پرست۔ آگ کی پوجا کرنے والا۔ آذر سے منسوب پیشہ۔

''آذری پیشہ ہیں کافر تو نہیں ہیں اے شادؔ''

(س ب: ص ۱۰۰)

آرزوؤں کا ہمہ وقتی موسم [ا۔ف۔ترکیب]

خواہشات کا بالکل عارضی سماں۔

''اُمن آسائی تیری آرزوؤں کا ہمہ وقتی موسم''

(ش ش: ص ۸۲)

آرزو کی تازہ نشانی [ا۔صف]

(۱) خواہش کی نئی یادگار (۲) خواہش پورا ہونے کی خوشی۔

''آرزو کی تازہ نشانی میں خود ہوں''

(ش ش: ص ۴۱)

آرزو کے پھول [ار۔ترکیب]

مراد: مقصد میں کامیابی۔

''آرزو کے پھول، اُڑتی دُھول ہیں''

(ب گ: ص ۴۷)

آرزوؤں کے تار [ار۔ترکیب]

مراد: خواہشات کا مسلسل اظہار۔

''یادوں کی خوشبوؤں میں بجیں آرزوؤں کے تار''

(س ب: ص ۲۰۷)

آرزوؤں کے خرابے [ار۔ترکیب]

مراد: دل

''آرزوؤں کے خرابے میں بستوں کی بہار''

(س ب: ص ۳۴)

آرزوؤں کے مزار [ار۔ترکیب]

مراد: پورا نہ ہونے والے خواہشات۔

''جی اُٹھے ہیں جانے کتنے آرزوؤں کے مزار''

(س ب: ص ۳۳)

آزادیِ دانش کی بہار [ف۔ار۔ترکیب]

مراد: روشن افکار کا آزادانہ اظہار۔

آزادیِ دانش کی بہار، موسم کی دست نگر''

(ش ش: ص ۱۲۹)

آزادیِ رُوحِ انساں [ف۔ترکیب]

انسان کے روح کی آزادی۔

''وہ فرزند جو آزادیِ رُوحِ انساں کی علامت تھا''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

آس کا گہرا سمندر [ار۔ترکیب]

مراد: مکمل یقین۔

''آس کا گہرا سمندر ہے، سَراب''

(ب گ: ص ۴۷)

آسماں بننے کا خواب [ار۔ترکیب]

بلندی پر کھڑے ہونے کی خواہش۔ بڑا شخص بننے کی آرزو۔

''دیکھتے ہیں آسماں بننے کا خواب''

(س ب:ص ۱۵۸)

آسماں کشاد [ف۔صف]

آسمان کی طرح پھیلا ہوا۔نہایت وسیع۔

''سمٹا ہے مثلِ نقطۂ خوں، آسماں کشاد''

(س ب:ص ۷۴)

آسودہ [ف۔صف]

بے فکر۔آرام کرنے والا۔مطمئن (ف ال)

''مجھ کو اللہ پر بھروسہ ہے

دل مرا پیار میں ہے آسودہ''

(دن:ص ۱۱۱)

آشنائے بامِ عروج [ف۔ترکیب]

بلندیوں سے واقفیت۔

''سنگ، سنگ سے مل کر ہی ہوتا ہے آشنائے بامِ عروج''

(ج ب ش ا:ص ۸۷)

آشوبِ عظیم [ف۔ع۔صف]

سخت شوروغل۔بڑی تبدیلی۔بڑا انقلاب۔

''عہدِ امروز کا یہ آشوبِ عظیم

لمحۂ نزع ہے

نسلِ نو کے لئے''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

آغوشِ جاں [ف۔ترکیب]

محبوبہ کی آغوش۔

''یوں کنارِ طلب سے کنارہ نہ کر میری جاں میری آغوشِ

جاں میں اُتر''

(س ب:ص ۱۲۶)

آغوشِ خواب دیدہ [ف۔ترکیب]

نیند میں بغل میں لیا ہوا۔معشوق۔

''صوت ونغمہ کی دھڑکنوں کی

مگر اک آغوشِ خواب دیدہ ہے''

(س ب:ص ۴۸)

آفتاب سجنا [ا۔ترکیب]

سورج طلوع ہوگیا۔سورج روشن ہوگیا۔

''تمام شب مرے پہلو میں آفتاب سجا''

(س ب:ص ۳۰)

آفتاب ختم ہونا [ا۔ترکیب]

(۱) سورج غروب ہونا (۲) روشنی کا گل ہونا۔

''ڈھلی جو شامِ سفر، آفتاب ختم ہوا''

(س م د:ص ۱۱۳)

آفریدۂ مہتاب [ف۔صف]

چاند سے پیدا کیا گیا۔

مراد: نہایت حسین۔

''یہ آفریدۂ مہتاب، وہ گلاب نژاد''

(س ب:ص ۵۶)

آقائیت کی لاش [ا۔ص]
سرداری کا خاتمہ۔حکمرانی کا خاتمہ۔
''تیری آقائیت کی لاش کے ساتھ
تیری اس قبر میں دفنادوں''
(م ت زاب:ص ۳۲۵)

آگ بانٹنا [ا۔محاورہ]
ظلم کرنا، نفرت پھیلانا۔
''جو آگ بانٹ کے خوشبو سمیٹنا چاہے''
(ب گ:ص ۴۶)

آگ برسانا[ا۔محاورہ]
آتش بازی چھوڑنا۔گولیوں کی بوچھاڑ کرنا۔
مراد:ظلم برپا کرنا۔
''آگ برسائے گی،خوں اُگلوائے گی''
(دن:ص ۱۳۳)

آگ نظر [ا۔صف]
مراد:متعصب شخص۔نفرت کرنے والا۔
''آگ نظر کی سرحد پر، جاڑے کی دھوپ دھنکتی جائے''
(س ب:ص ۱۶۰)

آگ کا دَم گھٹنا[ا۔ترکیب]
آگ کا بجھ جانا۔
''مَر مَر کے سِلوں میں بھی گُھٹے آگ کا دَم بھی''
(س ب:ص ۶۷)

آگ کا صحرا [ا۔ترکیب]
چارسُو پھیلی ہوئی آگ۔
''آگ کا صحرا ہے اور، جھونپڑی بَس ایک ہے''
(س ب:ص ۳۸)

آگ کے فوارے[ا۔ترکیب]
تیز آگ کی چنگاریوں اُڑانا۔
''آگ کے فواروں میں آخر جل کر رہی کتاب''
(س ب:ص ۷۲)

آگ کی دیوار [ا۔ترکیب]
آگ جلا کر رُکاوٹ ڈالنا۔
''آگ کی دیوار بنا جائے''
(س ب:ص ۷۹)

آگہی کا خواب [ا۔ترکیب]
جاگتے میں سپنا دیکھنا۔
''آگہی کا خواب،شَب بیداری ءآزار تھا''
(ب گ:ص ۵۲)

آگہی کا ضمیر [ا۔ترکیب]
ہر چیز کی گہرائیوں سے واقف ہونا۔
''وہ جو روشنی کا سفیر تھا، وہ جو آگہی کا ضمیر تھا''
(ب گ:ص ۳۷)

آنچ رسنا [ا۔ترکیب]
صدمہ پہنچنا۔ (ف آ)
''منتظر محبت میں

سوچ کے گلابوں کی

آنچ رستی رہتی ہے''

(ب گ:ص۵۹)

آنسو پونچھنا [ار۔محاورہ]

رونا، تھمنا، تسلّی اور تشفی ہونا ڈھارس بند ہونا۔(ف ال)

''یہ آنسو پونچھ بھی لو، وہ جنونی''

(س م د:ص۹۶)

آنکھ بھر آنا[ار۔محاورہ]

آنکھوں میں آنسو آجانا۔(ف ال)

''آنکھ بھر آتی ہے جیسے پھیلتی سائے ہوں سر پہ فگن''

(ج ب ش ا:ص۷۳)

آنکھ کا تارا [ار۔محاورہ]

(۱) آنکھ کا تل (۲) آنکھ کی روشنی (۳) نہایت پیارا، نہایت عزیز (۴) مجازاً بیٹا (ف ال)

''بہت ہی دُور سے آیا ہے بنّا

سبھی کی آنکھ کا تارا ہے بنّا''

(دن:ص۶۹)

آنکھوں کا مہکا مہکا خُمار[ا۔ترکیب]

آنکھوں سے پھیلتا ہوا کیف۔

''تیرے شب تاب گیسوؤں کی بہار

تیری آنکھوں کا مہکا مہکا خُمار''

(دن:ص۱۴۰)

آنکھ کی ضو[ار۔ترکیب)

آنکھ کا نُور۔مراد: محبوبہ

''چُپ چُپ کھڑی ہو لیلڑی ءلا

ضو آنکھ کی ہو لیلڑی ءلا''

(دن:ص۱۲۱)

آنکھوں کی شفق[ا۔ترکیب]

سُرخی مائل آنکھیں۔

''ہاتھوں کی حنا، اور تری آنکھوں کی شفق''

(س ب:ص۲۰۴)

آنکھوں کی گہرائی[ا۔ترکیب]

آنکھوں کے اندر کی تہہ۔

''آنکھوں کی گہرائی میں ہے بھنور کا رستہ''

(م ن ل:ص۴۶)

آنکھوں کے پھول [ار۔ترکیب]

مراد: بال بچّے۔

''نذر تیری راہ میں دل کا گُہر، آنکھوں کے پھول''

(س ب:۱۹۱)

آنکھیں خمار آلودہ[ف۔ا۔صف]

(۱) متوالی آنکھیں (۲) مخمور آنکھیں۔

''لائٹی مہ جان کی ہے چاندی کی

اور آنکھیں خمار آلودہ''

(دن:ص۱۱۱)

آنکھیں موندنا[ار۔محاورہ]

آنکھیں بند کرنا۔مراد دنیا سے گزر جانا۔(ف آ)

''اپنی آنکھیں موند کے اپنے ہونے کا قربت لکھوں''

(س ب:ص۱۶۱)

آنی جانی [ہ۔صف]

بے ثبات۔ناپائدار۔فانی۔(ف ال)

''آنی جانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو''

(س ب:ص۱۴۸)

آواز دینا [ار۔محاورہ]

پکارنا،طلب کرنا۔بلانا،صدا دینا۔(ف ال)

''اب نہ گزری بہاروں کو آواز دو،سوچنا چھوڑ دو''

(س ب:ص۶۳)

آواز کا جال[ار۔ترکیب]

آواز کا چاروں طرف پھیل جانا۔

''سناٹے کی دُھند میں کیا آواز کا جال نہیں بکھرے گا''

(س ب:ص۱۴۳)

آواز کی کتاب[ار۔ترکیب]

زبانی یاد کی ہوئی کتاب۔

''ہوا کی رحل پہ آواز کی کتاب سجا''

(س ب:ص۳۰)

آوازوں کے کنکر[ار۔ترکیب]

یکے بعد دیگرے آوازیں سنائی دینا۔

''کل بھی یہی لمحوں کی جھیل

اور آوازوں کے کنکر تھے''

(س ب:ص۱۵۱)

آویزہ [ف۔ا۔مذ]

کان کا زیور۔بُندہ۔بالا (ف ال)

''دودھ بھرا مشکیزہ لیلڑی ءلا

دل ہے ترا آویزہ لیلڑی ءلا''

(دن:ص۱۲۵)

آہ واللہ ہُو[ف۔ع۔صف]

مسلمان فقیروں کی ذکر کے کلمات۔

''پیر و فقیری آہ واللہ ہُو مت لگاؤ''

(ش ش:ص۴۸)

آہ و فغان [ف۔ترکیب]

نالہ وزاری۔گریہ وزاری(ن ل)

''مست و مرید جیسے دل جلوں کی آہ و فغان کا مت پوچھو''

(ش ش:ص۴۸)

آہن کے انبار[ا۔ترکیب]

مراد:نہایت طاقتور۔

''زمین کے کہنہ یارو!

کوہ سارو!

مرمر و سیم و زر و آہن کے انبارو''

(دن:ص۱۳۷)

آہن کے شجر[ا۔ترکیب]

آہن سے بنے ہوئے درخت۔

مراد: مضبوط و تناور درخت۔

''تم بُرق میں آئے تھے آہن کے شجر لے کر''

(س ب:ص ۱۴۹)

آہوں کی سسکی [ا۔ترکیب]

(۱) سُبک آہ سرد (۲) کسی کی تکلیف خواہ درد کے باعث زبان بھینچ کر آواز نکالنا (۳) جاڑے کے مارے سُو سُو کرنا۔

(ف آ:ج-3)

''اَب نہ کسی کی آہوں کی سسکی کرے گی''

(س ب:ص ۱۳۹)

آئینہ آرائی [ار۔ترکیب]

آئینہ دکھانے کا عمل۔

مراد: حقیقت بیان کرنا۔

''زندگی آئینہ ہے آئینہ آرائی ہے''

(س ب:ص ۱۰۰)

آئینۂ رنگ [ف۔ترکیب]

رنگ کا آئینہ جیسا چمکدار ہونا۔

''جو کردے سَنگ کو آئینۂ رنگ''

(س ب:ص ۱۸۵)

آئینہ رُو [ف۔مرکب۔صف]

معشوق اور حسین سے کنایہ ہے۔(ن ل)

''بہتے ہوئے چشمے میں وہی آئینہ رُو ہے''

(س ب:ص ۲۱۰)

آئینہ گر [ف۔مرکب۔صف]

آئینہ ساز۔آئینہ بنانے والا۔(ح ال)

مراد: یاد دلانے والا۔

''تمام شب تھا، ترا ہجر تیرا آئینہ گر''

(س ب:ص ۳۰)

آئینوں کی گہرائی [ار۔ترکیب]

مراد: تلک حقائق۔

''لائی تو کہاں لائی آئینوں کی گہرائی''

(س ب:ص ۱۵۰)

آئینوں کے سَراب [ار۔ترکیب]

دُور سے چمکتے ہوئے آئینے۔

مراد: مصنوعی نمائش۔

''آئینوں کے سَراب میں آتا ہے سَنگ زاد''

(س ب:ص ۷۳)

آیۂ معتبر [ف۔ترکیب۔صف]

قرآنی آیت۔

مراد: عظیم شخص۔۔

''میرے دل کے غارِ حرا میں

عزا گاہِ کرب و بلا میں

کوئی اِسم افزا نظر، آیۂ معتبر''

(س ب:ص ۸۶)

ا

اَبد تاب [ف۔مرکب]

ہمیشہ قائم رہنے والا رنج۔

''گُل وہ بکھیر زخم اَبد تاب جس سے ہو''

(س ب:ص ۵۸)

اَبدتاب عمیق [ف۔ع۔ترکیب]

وہ گہرا کنواں جس میں گر کر ہمیشہ کے لیے درد محسوس ہو۔

''مرے خوابوں کے اَبدتاب عمیق میں مرا انسان سوچے''

(س ب:ص ۱۶۸)

ابد ساعتوں کے تعاقب [ع۔ا۔ترکیب]

ہمیشہ قائم رہنے والے لمحات کے لیے تگ و دو کرنا۔

''میں شہرِ اَماں کی مسافت

ابد ساعتوں کے تعاقب میں''

(س ب:ص ۸۵)

اَبدمان [ب۔مرکب]

ہمیشہ قائم رہنے والا۔امر

''قیاسِ یزدان واہرمن کی طرح ازل گیر اور ابدمان''

(س ب:ص ۹۹)

اَبد کی منزل [ار۔ترکیب]

ہمیشہ قائم رہنے والا منزل۔

مراد: جنّت۔

''بنے ہیں کندن

اَبد کی منزل کے یہ مسافر''

(س ب:ص ۹۹)

اَبد کی نیت [ار۔ترکیب]

وہ ارادے جن کی کوئی انتہا نہ ہو۔

''ٹوٹتی سانسو!

ادھڑتی دھڑکنو!

رُت کی سنگت اور ابد کی نیتیں''

(س ب:ص ۱۵۷)

ابدی مسکراہٹ [ب۔ار۔ترکیب]

مراد: عمر بھر کی خوشی۔

''یہ چنگاری زندگی کی ازلی صبح نو کو ابدی مسکراہٹ دیتی ہے''

(ش ش:ص ۱۲۳)

اَبرِ بُجاں [ف۔ترکیب]

وہ بادل جس کے برسنے کے انتظار میں لوگ تنگ ہو جائیں۔

''اَبرِ بُجاں اور صحرا صحرا، ماہ بہ دِل ویرانے لوگ''

(س ب:ص ۱۱۲)

اَبرِ بےارادہ [ف۔ار۔ترکیب]

اچانک برسنے والے بادل۔

''اَبرِ بے ارادہ سے، دشتِ بے رِدا اچھا''

(ب گ:ص ۲۶)

اَبرزاد [ف۔مرکب]

بادل سے پیدا کیا ہوا۔

مراد: برساتی علاقوں میں بسنے والے لوگ۔

''وہ اَبرزاد، میں اِک تشنہ کام صحرا تھا''

(ب گ:ص ۴۰)

اَبرِ زار [ف۔ترکیب]

غم کے بادل۔

مراد: جدائی میں بہنے والے آنسو۔

''رِستا ہے اَبرِ زار سے اِک ماہتاب یادؔ''

س ب (۷۳)

ابرِ زمیں بار [ف۔ترکیب]

زمین پر بوجھ بن کر برسنے والا بادل۔

''کہاں آسمانوں کی نیلگوں چاندی

کہاں جگنوؤں کی ابرِ زمیں بار!''

(ش ش: ص۱۲۳)

اَبر کا چھینٹا [ار۔ترکیب]

ہلکی سی بارش۔

''آسمان پر مہکا کوئی اَبر کا چھینٹا''

(س ب: ص۴۴)

اَبر کی لو [ار۔ترکیب]

بادل سے اٹھنے والی گرمی۔

''پتھر پہ سبزے کی رِدا

اَبر کی لو سے کھِلی ہے''

(س ب: ص۱۸۱)

اَبر و باد کی تسخیر [ف۔ار۔ترکیب]

بادل اور ہوا کی روک تھام۔

''وہ برق ہے تو کرے اَبر و باد کی تسخیر''

(ب گ: ص۳۹)

اُبلتا سا شعلہ [ار۔صف]

جوش کھا کر بلند ہونے والی آگ کی روشنی۔

''کوئی بَل کھاتا سا بگولہ، کوئی اُبلتا سا شعلہ''

(س ب: ص۱۷۲)

اِبنِ آدم [ع۔ترکیب]

آدم کی اولاد۔ مراد: انسان۔

''ابنِ آدم بَن جاؤں

مہر و محبت ہی میرا سرمایہ ہے''

(ج ب ش ا: ص۲۹)

اُبھرے بادل [ار۔صف]

کافی اونچے بادل۔

''دُھند میں لپٹے ہوئے، دُور بلند

کوہِ ماران سے اُبھرے بادل''

(دن: ص۱۶۷)

اتھاہ گہرائی [س۔ار۔صف]

وہ گہرائی جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

''اَزل گیر تیرگی کی اتھاہ گہرائیوں سے ہر روز''

(س ب: ص۹۹)

اجاڑ دشت کے ساکنو [ا۔ترکیب]

ویرانے میں رہنے والے لوگو۔

''اے اُجاڑ دشت کے ساکنو! مرا گھر گیا، مرا گھر گیا''

(ب گ: ص۳۸)

اُجال دینا [ا۔ترکیب]

روشن کر دینا۔

''اُس کے لَمس کی خوشبو

سُرمئی خموشی کو

یوں اُجال دیتی ہے''

(ب گ:ص ۵۸)

اُجالے کی کرن[ا ر۔ترکیب]

روشنی کی شعاع۔ مراد: امید کی کرن۔

''جیسے سبزے کو اجالے کی کرن سرمایہ ہے''

(س ب:ص ۱۹۲)

اُجالے لمحے[ا ر۔صف]

مراد: خوشگوار وقت۔

''رنگت لَمس ہے نام اُجالے لمحوں کا''

(س ب:ص ۱۱۳)

اُجڑے بھرے بھرے جہاں[ا۔ترکیب]

آباد اور خوشحال شہر ویران ہو گئے۔

''شدتِ عشق سے یہاں

اُجڑے بھرے بھرے جہاں''

(دن:ص ۱۵۷)

اُجڑے گُلستاں[ا۔صف]

ویران باغ۔

''ٹوٹتے خواب اُجڑتے گُلستاں نہیں، پھر سے آباد ہوں''

(س ب:ص ۶۳)

اُجڑے نگر[ا۔صف]

غیر آباد وطن۔

''کاش وہ مرشدِ بزرگ تجھے

میرے اُجڑے نگر میں کے آئے''

(دن:ص ۱۵۳)

اُجلتے عارض[ا۔ع۔صف]

خوبصورت رخسار۔

''وہی بے لمس گلابوں سے، اُجلتے عارض''

(س ب:ص ۱۶۷)

اُجلے دامن[ا۔ترکیب]

وہ دامن جو صاف ہوں۔

''شام کے اُجلے دامن میں جب صبح کی لالی لہرائی گی''

(س ب:ص ۱۳۹)

اجنبی وطن[ع۔صف]

پردیس۔ وہ وطن جس سے جان پہچان نہ ہو۔

''اجنبی وطن نا آشنا کہاں ہے؟''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

اُچک لینا[ہ۔ا۔مؤنث]

اڑا لینا۔ چھین لینا۔(ف ال)

''بن کے صحرا کا پنچھی اُچک لوں گا میں''

(دن:ص ۲۱)

احساسِ سماعت[ع۔ف۔ترکیب]

سُننے کی حس۔

''مگر اس کے فہم و ادراک کی خاطر

اِک احساسِ سماعت کی ضرورت ہے

اِک نگاہِ بصیرت کی ضرورت ہے''

(ج ب ش ا:۲۹)

احساسِ لب کے خنک لمس [ف۔ا۔ترکیب]

لبوں کو چُھونے کے دوران سردی کو محسوس کرنے کی کیفیت۔

''میرے احساسِ لَب کے خُنک لمس میں جو بھی شعلہ بنے

گا وہ جَم جائے گا''

(س ب:ص۱۲۶)

احساس کا دامن [ع۔ا۔ترکیب]

احساس کی کیفیت میں کی گئی اُمید۔

''پھیلا ہے احساس دامن ہاتھ بڑھاؤ''

(س ب:ص۱۰۴)

احساس کا کندن [ع۔ا۔ترکیب]

مراد: پختہ یقین۔

''اور احساس کا کندن بن جا''

(س ب:ص۴۲)

احساس کی بند مُٹھی [ع۔ا۔ترکیب]

کچھ محسوس نہ ہونے کا لمحہ۔

''کون احساس کی بند مُٹھی میں کوئی سَر دسا یہ سمیٹے''

(س ب:ص۱۲۸)

احساس کی خَراش [ع۔ف۔ترکیب]

احساس کی کیفیت میں پہنچنے والی دُکھ۔

''آئینوں میں دَبی ہوئی احساس کی خراش''

(ب گ:ص۶۴)

احساس کی سوچ [ع۔ہ۔ترکیب]

احساس کی کیفیت میں ابھرنے والی سوچ۔

''احساس کی سوچ بے صدا ہے''

(س ب:ص۹۴)

احساس کی شفاف چلمن [ا۔صف]

حواس کے سامنے پڑا ہوا صاف پردہ۔

''یہ آنکھیں، جو مرے احساس کی شفاف چلمن سے''

(ب گ:ص۷۳)

احساس کی ہر راہ گُزر [ا۔ف۔ترکیب]

سمجھ بوجھ کے تمام راستے۔

''دھندلی دھندلی سی ہے احساس کی ہر راہ گزر''

(ب م ت ا:ص۷۲)

احساس کے دُکھ اٹھانا [ع۔ا۔ترکیب]

احساس کی کیفیت میں پہنچنے والی دُکھ کو برداشت کرنا۔

''اپنے احساس کے دُکھ اٹھاتے رہو، سوچنا چھوڑ دو''

(س ب:ص۶۳)

احساس کے چہرہ [ع۔ا۔ترکیب]

احساس کی کیفیت میں نظر آنے والا چہرہ۔

''احساس کے چہرے پہ ترا داغِ جمال''

(س ب:ص۴۱)

احساس کے شعلے [ا۔ترکیب]

(ا) ذہن میں سخت جذبات (۲) شعور میں شعلوں کے تصورات۔

''یادِ احساس کے شعلوں سے نہیں جل سکتی''

(ب م ت ا:ص ۷۳)

احساس کے کوہ قلعہ [ف۔صف]

(۱) نہایت مضبوط احساس (۲) پتھر کے قلعوں جیسا مضبوط احساس۔

''اپنے احساس کے کوہ قلعوں میں عمر آزما سرکشیدہ رہے''

(س ب:ص ۱۲۴)

احسان گزاری [ع۔ف۔صف]

(۱) شکر گزاری۔ (۲) احسان مندی۔

''کس کی احسان گزاری میں برستے ہو، بھگوتے ہو مجھے''

(دن:ص ۱۶۷)

احمریں کرن [ع۔ہ۔صف]

پہلی رات کی چاند جیسی روشنی۔ باریک شعاع۔

''وقتِ سحر رنگیں شفق کی احمریں کرنوں پہ بکھراؤ''

(دن:ص ۱۳۹)

اختیار جینے کا [ا۔ترکیب]

زندہ رہنے کے لیے خود مختار ہو جانا۔

''نصب تھا نشیبوں میں اختیار جینے کا''

(س ب:ص ۱۱۶)

اختیارِ وصل کی مُہلت [ف۔ا۔ترکیب]

معشوقہ سے ملنے کا اختیار۔

'ابھی کچھ اختیارِ وصل کی مُہلت نہیں آئی''

(ب گ:ص ۶۷)

اختتامِ قصہ [ف۔ترکیب]

کہانی کا خاتمہ۔

مراد: نتیجہ۔انجام۔

''کہیں اختتامِ قصہ، ترے نام تک نہ پہنچے''

(س م د:ص ۹۶)

اُداس چہروں کے بادباں [ا۔ترکیب]

ہواؤں کا رُک موڑنے والے افسردہ چہرے۔

''یہ کوہساروں کی صورتوں میں اُداس چہروں کے بادباں ہیں''

(م ن ل:ص ۳۷)

ادراک کے سانسوں کا کفن [ا۔ترکیب]

فہم و شعور پر پردہ پڑنا۔

''جسم ادراک کے سانسوں کا کفن بن جائے''

(س ب:ص ۱۴۷)

اُدھڑتی دھڑکن [ہ۔صف]

دل سے الگ ہوتی ہوئی دھڑکن۔

''ٹوٹتی سانسو!

ادھڑتی دھڑکنو!

رُت کی سنگت اور ابد کی نیّتیں''

(س ب:ص ۱۵۷)

اذیّتِ عقل و کربِ عرفان [ف۔ترکیب]

عقل و دانش کو مسلسل اذیّت اور قوتِ فکر و شعور کو ملنے والی تکلیف۔

''کشاکشِ شر و خیر

روحوں کی چیخ

پیہم اذیّتِ عقل وکربِ عرفان''

(س ب:ص ۹۸)

ارزاں وبلا دام[ف۔صف]

وہ بے قیمت وسستا چیز جو مفت میں بھی مل سکے۔

''یوں ارزاں وبلا دام

چند سکّوں کے عوض، نیلام گاہ میں بک جائیں گے''

(ش ش:ص ۵۸)

ارض کا افلاک [ف۔ترکیب]

دھرتی پر پھیلا آسمان۔

''وہ جو ایک ربطِ اَزل ارض کا افلاک سے ہے''

(س ب:ص ۳۶)

ارمان بھری دید کا محرم[ا۔ترکیب]

خواہشات مند آنکھوں کا ہم راز۔ مراد: محبوبہ۔

''آنکھیں کب ہوں گی تیرے ارمان بھری دید کا محرم''

(ج ب ش ا:ص ۲۷)

اُڑتی دُھول[ہ۔ا۔صف]

اُٹھی ہوئی گرد۔

''آرزو کے پھول، اُڑتی دُھول ہیں''

(ب گ:ص ۴۷)

اَزل تا بہ ابد[ف۔ترکیب]

زمانے کی ابتدا سے لے کر زمانے کی انتہا تک۔

''نقش ایسا کہ ازل تا بہ اَبد، مہر فشاں''

(ب گ:ص ۱۳)

اَزل پہ حاوی[ا۔صف]

دنیا کی پیدائش کے دن سے چھایا ہوا۔

''بقا کی یہ داستان بھی ہے اَزل پہ حاوی''

(س ب:ص ۱۰۰)

اَزل سوار[ف۔صف]

وہ لوگ جو ہمیشہ سے سواری استعمال کرتے ہیں۔

''اَزل سواروں کی راہواروں کے نقش ہائے سفر کشیدہ

ظفر کشیدہ''

(س ب:ص ۴۸)

ازل سے تا ابد[ا۔ترکیب]

ابتدا سے لے کر انتہا تک۔

''ازل سے تا ابد

سارے پیاسوں کی ضرورت کا''

(ب گ:ص ۸۴)

اَزل گیر[ف۔مرکب]

ابتدا سے قائم زمانہ۔

''قیاسِ یزدان واہرمن کی طرح ازل گیر اور ابد مان''

(س ب:ص ۹۹)

اَزل گیر تیرگی[ف۔ترکیب]

ابتدائی زمانے سے قائم تاریکی۔

''اَزل گیر تیرگی کی اتاہ گہرائیوں سے ہر روز''

(س ب:ص ۹۹)

ازلی صبحِ نو [ف۔ترکیب]
دنیا کا نکلا ہوا پہلا سویرا۔
''یہ چنگاری زندگی کی ازلی صبح نو کو ابدی مسکراہٹ دیتی ہے''
(ش ش:ص ۱۲۳)

اَسپ تیز [ف۔صف]
تیز رو گھوڑا۔
''روز و شب ایک مسافتِ نایافت
میں تیرے اسپ تیز سے آگے
بھاگتا...... ہانپتا...... لپکتا ہوا''
(م ت زاب:ص ۳۲۲)

اسپ رفتارِ اُشتر [ف۔ترکیب]
اونٹ کی چال چلنے والا گھوڑا۔
''مری محبوبہ سرو قد
آج کس شان سے
اسپ رفتار اُشتر کے محمل کی زینت بنی ہے''
(دن:ص ۱۰۵)

اِستعارۂ جاں [ع۔ف۔ترکیب]
محبوبہ کا استعارہ۔
''ہر لحہ اِستعارۂ جاں ہے مجھے عطا''
(س ب:ص ۴۷)

اِسم اَفزا نظر [ع۔ف۔ترکیب]
وہ کرم جو کسی کے نام کو مشہور کرنے کا باعث بنے۔
''میرے دل کے غارِ حرا میں
عزا گاہِ کرب و بلا میں
کوئی اِسم افزا نظر، آیہء معتبر''
(س ب:ص ۸۶)

اَسیرِ غمِ کہن [ف۔ترکیب]
پرانے غم میں گرفتار ہونا۔
''تیرے فراق میں ہوں اسیرِ غمِ کہن''
(دن:ص ۱۶۱)

اشتہائے وصال [ع۔ترکیب]
ملنے کی شدید خواہش۔
''جو خوابوں کی صورت، رگوں میں اترتے تھے بن کر، کبھی
انتہائے فراق
اور کبھی اشتہائے وصال''
(س ب:ص ۱۶۹)

اَشکِ رواں [ف۔صف]
بہتے ہوئے آنسو۔
''اَشکِ رواں سے فرش بھی نمناک ہو گیا''
(دن:ص ۱۴۵)

اعتبارِ چراغاں [ف۔ترکیب]
بہت سی روشنیوں پر بھروسہ کرنا۔
''تو اعتبارِ چراغاں اَے خدائے طرب شب تلک ہے''
(س ب:ص ۱۲۸)

اعتبارِ عشق [ف۔ترکیب]
عشق پر بھروسہ کرنا۔

مراد: اندھا یقین۔

''اعتبارِ عشق میں، دل کا بدل، دیدار تھا''

(ب گ: ص ۵۲)

اعتبارِ نظر [ف۔ ترکیب]

آنکھوں پر بھروسہ کرنا۔

مراد: پختہ یقین۔

''جو گزر گیا، سو گزر گیا، مگر اعتبارِ نظر گیا''

(ب گ: ص ۳۸)

اعتبارِ نمو [ف۔ ترکیب]

آگے بڑھنے کی قوّت پر بھروسہ۔

''صرف باقی رہے اعتبارِ نمو یہ جو قائل رُتوں کا ہے سم جائے گا''

(س ب: ص ۱۲۶)

اعضائے یک دِگراں [ف۔ ترکیب]

ایک دوسرے کے جسم کے اعضے۔

''کہ اعضائے یک دگراں خود سے بیگانہ تھے''

(س ب: ص ۱۲۵)

افسانے آگہی کے [ا۔ ترکیب]

شعور پھیلانے کے لیے لکھے قصّے۔

مراد: سچّے لوگ۔

''کہ جیسے سوئے ہوئے مقابر میں دفن، افسانے آگہی کے''

(س ب: ص ۴۸)

افسردہ خیالات [ا۔ صف]

(۱) غمگین خیالات (۲) اداس خیالات۔

''دردِ افسردہ خیالات سے کب مٹتا ہے''

(ب م ت ا: ص ۷۳)

افسردہ مقدر کا سکندر [ا۔ ترکیب]

ٹھہرے ہوئے تقدیر کا مالک شخص۔

مراد: بدقسمت انسان۔

''آ جاؤ تم کہاں ہو

میرے افسردہ مقدر کا سکندر''

(ج ب ش ا: ص ۷۴)

افسونِ رنگ [ف۔ ترکیب]

جادو کی کرامات۔

''تیرے ہاتھوں کہ مہندی ہے افسونِ رنگ''

(دن: ص ۱۷)

افلاس و جہالت [ع۔ ترکیب]

تنگدستی اور بے علمی۔

مراد: پسماندگی۔

''ہر طرف افلاس و جہالت، ظلم و ستم عام کرے''

(ج ب ش ا: ص ۸۰)

اقرار کی آوارگی [ا۔ ترکیب]

عہد و پیمان کا ٹوٹ جانا۔

''کہیں اقرار کی آوارگی ہے

کہیں دیدار کے آہو گریزاں''

(س ب: ص ۱۸۴)

اِک نظر لُٹانا [محاورہ]

سرسری دیکھنے سے قربان ہو جانا۔

''جو میں کہوں بَس اِک نظر لُٹا سکو تو ساتھ دو''

(س ب: ص ۷۰)

اگن بسیرا [ہ۔صف]

آگ جلانے کا مقام۔

''دیوانہ ہوں دیوانہ ہاں میں تیرا دیوانہ

اپنے سے بیگانہ

دِل ہے اگن بسیرا''

(دن: ص ۲۹)

الماس سُرمئی کہسار [ا۔ترکیب]

چمکیلے سرمئی رنگ کے پہاڑی سلسلے۔

''ان الماس سُرمئی کہسار کے سلسلوں میں

کون ہے میرا سو ہویدا؟''

(ش ش: ص ۱۲۴)

اماوس کا سیلِ اَلم [س۔ا۔ف۔ترکیب]

اندھیری رات میں سردی لگنے سے غم زدہ ہونا۔

''یوں ہی مہکار ہے چاندراتوں کا رس، یہ اماوس کا سیلِ اَلم

جائے گا''

(س ب: ص ۱۲۶)

اَمر پہیلی [ہ۔ترکیب]

ہمیشہ قائم رہنے والی بجھارت۔

''موت کو بوجھے اِک لمحہ

جیون اَمر پہیلی ہے''

(س ب: ص ۱۸۲)

امکان کی دنیا [ا۔ترکیب]

تصور میں لائی گئی وہ دنیا جس کا قیام ممکن ہو۔

''ذرّۂ خاک سے امکان کی دنیا پھوٹے''

(س ب: ص ۱۴۷)

اَمن آسائی [ا۔ترکیب]

اَمن کی امید رکھنا۔

''اَمن آسائی تیری آرزوؤں کا ہمہ وقتی موسم''

(ش ش: ص ۸۲)

امنِ تخّیل [ف۔ترکیب]

خیالات میں قائم کی ہوئی امن۔

''امن تخّیل میں کالے گھرے بادلوں میں برق''

(ش ش: ص ۱۲۹)

امن وآشتی کا پیامبر [ا۔ترکیب]

وہ شخص جو امن اور سکون کی تبلیغ کرے۔

''وہ فرزند جو سفیرِ سحر تھا

امن وآشتی کا پیامبر تھا''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

اُمنگوں کا رَہگزار [ا۔ترکیب]

جوش اور ولولوں کی شاہراہ۔

''پھیلی ہوئی شفق ہے اُمنگوں کا رَہگزار''

(س ب: ص ۲۰۷)

امید کا چمن [ا۔ترکیب]

وہ سبزہ زار جس کو دیکھنے کی خواہش رکھی جائے۔

مراد: محبوبہ

''میں اِک شکست خوردۂ صد رنج و صد محن

امید کا چمن''

(دن:ص ۱۶۱)

اُمید کا مرنا [ا۔ترکیب]

خواہشات کا پورا نہ ہونا۔

''اُمید کا مرنا، عہد کا بکھرنا بس قیامت ہے''

(ج ب ش ا:ص ۷۲)

اُمید گر [ف۔مرکب]

(۱) خواہش مند (۲) طلب گار

''ہست و ناہست کی قہر بادِ مسافت میں اُمید گر کیسے زندہ

رہے، تم نے جانا؟''

(س ب:ص ۱۲۵)

اُمیدِ موہوم [ف۔ترکیب]

قیاس پر قائم کیا گیا یقین۔

''صدیوں کی امیدِ موہوم کے بوجھ کو

کمزور بازوؤں میں سمیٹیں''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

اَن سُنی دھڑکن [ہ۔ترکیب]

وہ دھڑکن جو سنائی نہ دے۔

''اَن سُنی دھڑکنوں کا درد صدا''

(س ب:ص ۵۴)

اَن کہی خواہش [ہ۔ترکیب]

وہ خواہش جو کہنے کے قابل نہ ہو۔

''اَن کہی خواہشوں کے خواب ہوا''

(س ب:ص ۵۴)

اناساز و وسعت فضا [ف۔ترکیب]

شعوری تربیت اور کشادہ ماحول۔

''ایک اَناساز و وسعت فضا میں

فقط آبِ نقشِ مجاز

سوچ کا حرفِ آغاز''

(س ب:ص ۸۶)

اَناؤں کی فنا [ا۔ترکیب]

شعور و آگہی کا مر جانا۔

''کہ فناؤں کی اَنا ہو تم اَناؤں کی فنا''

(س ب:ص ۱۴۸)

انتظارِ خدا [ف۔ترکیب]

خدا کے آنے کا منتظر۔ مراد: مددگار کا منتظر۔

''یا انتظارِ خدا کہ کب ہو گی ختم

یا چشمِ عاشق کی طرح ہو''

(ج ب ش ا:ص ۷۳)

انتظارِ خلق [ف۔ترکیب]

دنیا کے لوگوں کا منتظر۔

مراد: غیروں کی مدد کا منتظر۔

"کب انتظارِ خلق سے فصلِ ہُنر کٹے"

(س ب: ص۱۱۵)

انتظار کی شب [ا۔ترکیب]

وہ رات جس میں کسی کا انتظار کیا جائے۔

"جیسے یاد کی کونپل

انتظار کی شب میں

بس، ترستی رہتی ہے"

(ب گ: ص۵۹)

انتہا کے ساتھی [ا۔ترکیب]

زندگی کے آخری لمحات تک ساتھ دینے والا۔

"یار وہ ہیں

جو دائم یار ہیں

جو حیات کی ابتداء اور انتہا کے ساتھی ہیں"

(غیر مطبوعہ)

انتہائے فراق [ف۔ترکیب]

وہ جدائی جو ہمیشہ کے لئے ہو۔ مراد: موت۔

جو خوابوں کی صورت، رگوں میں اترتے تھے بن کر، کبھی

انتہائے فراق اور کبھی اشتہائے وصال"

(س ب: ص۱۶۹)

انجان راستے [ہ۔ترکیب]

وہ راستے جن سے واقفیت نہ ہو۔

"طویلِ زیست کے انجان راستوں میں عطا"

(س ب: ص۵۲)

انجانی چاہت [ہ۔ترکیب]

غیر کے لیے محبت۔

"جو دل میں انجانی چاہتوں کی پھوار اُتار دے"

(س ب: ص۴۲)

اَنجم مثال [ا۔ترکیب]

چاند کی طرح۔

"اَب بھی سوچوں میں دَمکتا ہے کوئی اَنجم مثال"

(س ب: ص۳۳)

اندرو جود [ا۔ترکیب]

ذات کے اندر اترنا۔

مراد: باریک بینی۔

"لب حصارِ تشنگی، دل اضطراب، اندرو جود"

(ب گ: ص۵۱)

اندوہِ بےکراں [ف۔ترکیب]

دیر تک قائم رہنے والی نہایت وسیع دُکھ۔

"انا کا اندوہِ بےکراں

ہست و بود کی بےطلب صعوبت"

(س ب: ص۹۸)

اندوہ رُبا [ف۔مرکب]

دکھ مٹانے والا۔

مراد: معشوقہ۔

"وہ کہاں ہے جسے اندوہ رُبا کہتے ہیں"

(س ب: ص۹۳)

اندھی تاریکی [ا۔صف]

وہ سخت اندھیرا جو کچھ بھی دکھائی نہ دے۔

''جگنو......اندھی تاریکی میں

نور کے مصرعے لکھ سکتا ہے''

(ب گ:ص ۷۹)

اندھیارا [ہ۔مذ]

(۱)اندھیرا (۲)دُھندلا پن (ف ال)

مراد: ظلم۔

''ہم اندھیاروں میں روشنیوں کے پیاسے''

(س ب:ص ۱۰۳)

اندھیرے کی تلکیں [ا۔ب۔ترکیب]

چھپکے سے بچھائی گئی دامیں۔

''وہ بچھائیں اندھیرے کی تلکیں ہم سُجھائیں کہ سب شب تلک ہے''

(س ب:ص ۱۲۹)

اندیشۂ بے سود [ف۔ترکیب]

وہ خدشہ جو نقصان دہ نہ ہو۔

''تیرے اندیشہءِ بے سود نے انجیر کی حرمت کا بھرم توڑ دیا''

(س ب:ص ۱۳۳)

اندیشۂ فردا [ف۔ترکیب]

قیامت کا خوف۔

''فکرِ امروز سے، اندیشۂ فردا سے بلند''

(س ب:ص ۳۶)

انسان کا ارزاں ہونا [ا۔ترکیب]

(۱)انسان کا قیمت نہ رہنا (۲)انسان کی قدر نہ ہونا۔

''کتنا آسان ہے انسان کا ارزاں ہونا''

(ب م ت ا:ص ۷۳)

انسان کا خدا ہو جانا [ا۔ترکیب]

انسان کا عقل پر فوقیت رکھنا۔

مراد: بااختیار ہو جانا۔

''باور آیا ہمیں انساں کا خُدا ہو جانا''

(س ب:ص ۱۰۵)

انگارِ جاں [ف۔ترکیب]

جان کی گرمی۔

مراد: محبوبہ کی آغوش۔

''انگارِ جاں میں جیسے کوئی سبزۂ خیال''

(س ب:ص ۳۲)

انمول تحائف [ا۔صف]

نہایت قیمتی تحفے۔

''جاؤں گا میں شہر

وہاں سے لاؤں گا

انمول تحائف تیرے لیے''

(دن:ص ۱۰۷)

اوجِ ساگر [ف۔ترکیب]

سمندر کی اونچائی۔

''فشارِ جاں کو مگر یہ بھی اوجِ ساگر تھا''

(س ب: ص ۱۰۶)

اوس کی پھوار [ہ۔ترکیب]
شبنم کا ہلکے ہلکے سے برسنا۔
''شفق کے پھول کھلے اوس کی پھوار گری''
(س ب: ص ۵۵)

اونچی اونچی فصیلیں [ا۔صف]
بلند و بالا چار دیواریاں۔
''یہ اونچے محلات، یہ اونچی اونچی فصیلیں''
(م ب م د: ص ۷۱)

اہرمن [تلمیح]
(۱) آتش پرست زرتشتیوں کے عقیدے میں اُن کا خدا یزداں کا مخالف اور بدی کا پیکر۔ (۲) شیطان۔ (ج ال)
''کہ فاصلہ بھی تو یزداں سے اہرمن تک تھا''
(س م د: ص ۹۶)

اہلِ اظہار [ف۔ترکیب]
اظہار کرنے والے۔ دانش مند لوگ۔
''تم سے اگلواتا تھا اپنے حرف اپنے الفاظ، اپنے خیال اپنی سوچ، اہلِ اظہار تم؟''
(س ب: ص ۱۲۵)

اہلِ حُسن [ف۔ترکیب]
(۱) حسن والے لوگ۔ (۲) نہایت حسین لوگ۔
''کہ اہلِ حسن تو حُسنِ نظر کی سوچتے ہیں''
(ب گ: ص ۴۲)

اہلِ دولت [ف۔ترکیب]
دولت والے لوگ۔
''اہلِ دولت ہی یہاں اہلِ وفا کہلائیں''
(ب م ت ا: ص ۷۳)

اہلِ وفا کہلانا [ف۔ا۔ترکیب]
(۱) وفا رکھنے والے (۲) وفادار۔
''اہلِ دولت ہی یہاں اہلِ وفا کہلائیں''
(ب م ت ا: ص ۷۳)

ایک لت [ا۔صف]
ایک عادت۔ایک خصلت۔
''جان وادنی تو اپنی ہے مشہور ایک لت''
(دن: ص ۱۴۷)

ب

بابِ ہَست کا نقش [ف۔ع۔ترکیب]
دنیا کی وجود کا سراغ۔
''آدمی باب ہَست کا نقش ہے اِک مٹا ہُوا''
(س ب: ص ۱۷۸)

بادباں خراب [ا۔صف]
کشتی پر لگا وہ خستہ حال کپڑا جو اُس کا رُخ موڑنے کے قابل نہ ہو۔
''وہ بادباں خراب رواں تھا، رَواں رہا''
(ب گ: ص ۶۴)

بادبانِ سپرسنگ [ف۔ترکیب]

پتھروں سے محفوظ رکھنے والا کپڑا۔

''یہ فصیلِ بصارت

یہ تلخابِ گردشِ شب وروز

یہ بادبانِ سپرنگ''

(س ب:ص۸۶)

بادِسیمیں [ف۔صف]

خوشگوار ہوا۔

''کیا دھنک، کیا رقصِ گھٹا، کیا بادِسیمیں، کیا سرزمیں''

(ج ب ش ا:ص۷۶)

بادِصبا [ف۔ترکیب]

(۱) نسیمِ سحر (۲) پُروا ہوا (۳) صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے شمال مشرق سے چلنے والی ہوا۔

''کیا کہیں بادِصبا آنچل ترا ڈھلکائے ہے''

(س ب:ص۳۳)

بادل میں چنو شعلے [ا۔ترکیب]

اچھائی میں برائی تلاش کرو (۲) سردی میں گرمی تلاش کرو۔

مراد: غیرضروری کام کرو۔

''بادل میں چنو شعلے، قطرے میں بھرو دریا''

(س ب:ص۱۴۴)

بادلوں کے سائے [ا۔ترکیب]

وہ سائے جو بادلوں کی وجہ سے چھا جاتے ہیں۔

''بادلوں کے سائے میں

سرمئی خموشی ہے''

(ب گ:ص۵۷)

بار بار آنا [ا۔محاورہ]

چکّر لگانا۔کئی مرتبہ آنا جانا۔

مراد: تنگ کرنا۔

''یہ مہ وش بار بار آئے نہ آئے''

(س م د:ص۹۶)

بارِگراں [ف۔ترکیب]

وزن دار بوجھ۔

مراد: بےقراری۔

''انتظار کے بارِگراں کو سر پہ اٹھالیں''

(ج ب ش ا:ص۷۵)

بارشِ صوت وصدا [ف۔ترکیب]

آواز اور گیتوں کی بارش۔

مراد: شوروغل۔

''ادھر، اِک بارشِ صوت وصدا ہے''

(س ب:ص۱۸۵)

بارش کی دعا [ا۔ترکیب]

قحط سالی میں بارش کے لیے دعا مانگنا۔

''بارش کی دعا مانگ کر، اب سوچ رہے ہیں''

(م ن ل:ص۳۷)

بازارِ صَرف [ف۔ترکیب]

خریداری کرنے کا بازار۔

''دنیا زیانِ نقد ہے بازارِ صَرف میں''

(س ب: ص ۳۲)

بال و پَر [ا۔ ترکیب]

مراد: عقل و شعور۔

''اَب اُڑ چکے ہیں تو اب بال و پر کی سوچتے ہیں''

(ب گ: ص ۴۲)

بالاچ [ب۔ اسم]

(۱) ایک بلوچی نام (۲) ایک بلوچ قدیم جنگجو شخصیت اور رزمیہ شاعر۔

''تو پھر کون ہو تم؟

میں وہ نغمہ نہیں ہوں بالاچ!

جو تم ابھی بجا رہے تھے''

(ب گ: ص ۷۷)

بانکا نتھا [ا۔ ب۔ صف]

(۱) بہادر نتھا (۲) نتھا ایک بلوچ بہادر جنگجو گزرا ہے۔

''میرا نتھا، میرا بانکا نتھا

جنگ میں کام نہیں آ سکتا''

(دن: ص ۱۶۹)

بانکپن کا نشہ [ا۔ ترکیب]

مراد: سرکشی کا جنون۔

''یہ بانکپن کا نشہ، وہ گداز پن کا نشہ''

(س ب: ص ۵۱)

بانہوں کی مچلتی بہار [ا۔ ترکیب]

آغوش کی ضد پر قائم خوشی۔

''تری زلفوں کا گھنیرا پن

تیری بانہوں کی مچلتی بہار''

(ش ش: ص ۵۸)

باور آنا [ا۔ ترکیب]

(۱) مان لینا (۲) اعتماد کرنا (۳) یقین کرنا۔

''باور آیا ہمیں انساں کا خُدا ہو جانا''

(س ب: ص ۱۰۵)

باوری [ب۔ صف]

یقین کرنے والا۔

''میں ہو گئی ہوں باوری بتو کی صورت دیکھ کر''

(دن: ص ۶۷)

بپا ہونا [محاورہ]

کھڑا ہونا۔ برپا ہونا (ف ال)

''پھر قصرِ زیرِ آب میں جُنبش ہُوئی بپا''

(ب گ: ص ۶۵)

بُت گری [ف۔ مرکب]

(۱) بُت بنانے کا پیشہ (۲) مورتیاں بنانے کا کام۔

''بُت گری، رقص، خیال

سایہ، صحرا، دریا

کفر، قفس''

(س ب: ص ۸۸)

بُجاں سورج [ا۔ترکیب]

عصر کے وقت کا سورج جس میں روشنی کم ہوتی ہے

"شعلہ بَرسَرِ شَرر بُجاں سورج"

(س ب:ص ۲۴)

بجز افلاک [ف۔ترکیب]

آسمانوں کے علاوہ۔

"آج اس دشت میں

جہاں کوئی نظر آتا نہیں، بجز افلاک"

(م ت زاب:ص ۳۲۰)

بُجھے چاند کا ماتم [ا۔ترکیب]

(۱) تاریکی میں چاند کے لیے اداس ہونا (۱) چاند کے نکل کر غائب ہونے کے بعد اُس کے آنے کے لیے بے چینی کا عمل۔

"اُس رات بُجھے چاند کا ماتم بھی وہی تھا"

(س ب:ص ۱۴۱)

بجھے خون کا پرچم [ا۔ترکیب]

خون کے خشک نشان۔

"شعلوں میں بجھے خون کا پرچم بھی وہی تھا"

(س ب:ص ۱۴۰)

بختِ دردِ شفق [ف۔ترکیب]

وہ درد جو شفق کے وقت لاحق ہو جائے۔

مراد: معمولی درد سہنے کی طاقت۔

"اُسے بختِ دردِ شفق نہ تھا، وہ جو شب سے تا بہ سَحر گیا"

(ب گ:ص ۳۷)

بختِ نارَسا [ف۔ترکیب]

(۱) ناکام تقدیر (۲) نہ بدلنے والی تقدیر۔

"جاگ اٹھے بختِ نارَسا

آ، اے مرے دکھ کی دوا"

(دن:ص ۶۱)

بخشندہ درگاہ [ف۔ترکیب]

وہ درگاہ جہاں غریبوں کو کچھ بخشا جاتا ہے۔

"دینے والے کے بخشندہ درگاہ سے

بھیک مانگ کر یہ پونجی اکٹھی کر لی ہے"

(ش ش:ص ۴۷)

بدرِ منیر [ف۔صف]

(۱) روشن کرنے والا چاند (۲) تاریکیوں میں نُور پھیلانے والا چاند۔ (اردو)

"تُو کہاں ہے اے مرے بدرِ منیر"

(دن:ص ۱۶۵)

بدل کر دیکھنا [ا۔ترکیب]

ہٹ دھرمی ترک کر کے پھر سے جائزہ لینا۔

"دل کی راہیں تو بدل کر دیکھو"

(ب م ا:ص ۴۴۷)

بدنامی کے بے مطلب طعنے [ا۔ترکیب]

بلا وجہ دیئے گئے طعنے۔

"ہماری کورچشمی کو، بدنامی کے بے مطلب طعنے"

(ش ش:ص۱۲۳)

بدن کی آواز[ا۔ترکیب]

(۱)بدن سے پیدا ہونے والی آواز(۲)بدن کی سرسراہٹ۔

"آنکھوں سے سُنی تیرے بدن کی آواز"

(س ب:ص۴۱)

بدن کی حلاوت[ا۔ترکیب]

وہ مٹھاس جو بدن سے ملے۔

مراد: آغوش سے لیا ہوا سرور۔

"بدن کی حلاوت میں تھا، میری خواہش کا جذبِ طویل"

(س ب:ص۸۲)

برائے سوختہ دلی[ف۔ترکیب]

دل کو اداس کرنے کے لیے۔

"یخ گزیدہ شب

برائے سوختہ دلی..........درماندگی"

(س م ا:ص۵۹۰)

بَرسرِ شَرر[ف۔ترکیب]

آگ کی چنگاریوں کے اوپر۔

مراد: نفرتوں میں گِرا ہوا۔

"شُعلہ بَرسَرِ شَرر بجاں سورج"

(س ب:ص۲۴)

برفاب بدل[ا۔صف]

ٹھنڈے پانی جیسا۔

"برفاب بدل، مہ پیکر، قندیلِ غمِ شب پرور"

(دن:ص۱۰)

برفاب بدن[ا۔صف]

برف کی طرح ٹھنڈا جسم۔

مراد: نازک جسم۔

"چُھو کر اُس برفاب بدن کو، خواہش بھی مر جاتی ہیں"

(س ب:ص۱۱۲)

بَرفاب کے آشوب[ا۔ترکیب]

ٹھنڈے پانی کے بہنے کا شوروغل۔

"بَرفاب کے آشوب میں جم جاتی ہیں سوچیں"

(س ب:ص۲۶)

برف برف سانس[ا۔ترکیب]

ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرنا۔

"جیسے قُرب کی حِدّت

برف برف سانسوں کو

بھی پگھال دیتی ہے"

(ب گ:ص۵۸)

برف پگھل جانا[محاورہ]

(۱)برف کا پانی بن جانا(۲)رویّوں تبدیلی آجانا(۳) سخت معاملے کا نرم پڑ جانا۔

"سبزہ عریاں نہ ہُوا، برف پگھل جانے سے"

(ب گ:ص۲۹)

برف پوش [ف۔صف]

برف سے ڈھکا ہوا۔

''سربلند اور برف پوش یہ چوٹیاں

اور خاموش خاموش یہ وادیاں''

(ڈچ ا: یوٹیوب)

برف مکاں [ا۔صف]

برفانی علاقوں میں رہنے والے۔

''مجھ برف مکاں سے کوئی پوچھے''

(س ب: ص ۶۸)

برف نفس [ف۔صف]

ٹھنڈی آہیں بھرنے والا۔

''چلے تو شعلۂ جاں ہو رُکے تو برف نفّس''

(س ب: ص ۹۰)

برف کا انسان [ا۔ترکیب]

سرد مزاج انسان۔

''چھولوں تو وہی برف کا انسان ہی رہ جائے''

(س ب: ص ۲۷)

برف کا رشتہ [ا۔ترکیب]

(۱) برف سے نسبت رکھنا (۲) سردی محسوس کرنا۔

''گرتی ہوئی ہر بوند میں تھا برف کا رشتہ''

(س ب: ص ۱۴۰)

برف کی دلدار [ا۔ترکیب]

برف کو پسند کرنے والا۔

مراد: خوبصورتی کا طلبگار ہونا۔

''اگر تم برف کی دلدار بن جاؤ''

(ب گ: ص ۶۹)

برف کی رات [ا۔ترکیب]

(۱) سرد رات (۲) وہ رات جس میں برف باری ہو۔

''برف کی رات سُنا کرتے تھے تیرے جسم کے گیت''

(س ب: ص ۷۵)

برف کی کلیاں [ا۔ترکیب]

شاخ پر برف کا پھولوں کی طرح جم جانا۔

''مجھ شاخِ برہنہ پہ سجا برف کی کلیاں''

(س ب: ص ۲۶)

برف کے پالے جسم [ا۔ترکیب]

برف سے پرورش کرائے گئے جسم۔

مراد: نازک و خوبصورت لوگ۔

''برف کے پالے جسموں سے

مُشک کی خوشبو پھیلی ہے''

(س ب: ص ۱۸۱)

برقِ بزاں [ف۔ترکیب]

جنگل میں گرنے والی آسمانی بجلی۔

''یہ جو اک برقِ بزاں ہے

یہ کیا ہے، میں اگر کہسار بن جاؤں''

(ب گ: ص ۶۹)

برقِ خرابی [ف۔ترکیب]
وہ آسمانی بجلی جو زمیں پر گر کر نقصان پہنچاتا ہے۔
''وہ ایک بَرقِ خرابی کہ بار بار گِری''
(س ب:ص ۵۵)

برقِ شجر سوز [ف۔ترکیب]
درختوں کو جلانے والی بجلی۔
''جو برقِ شجر سوز تھا شبنم بھی وہی تھا''
(س ب:ص ۱۴۰)

برق میں آنا [ا۔ترکیب]
بجلی کی طرح جلنا
''تم برق میں آئے تھے آہن کے شجر لے کر''
(س ب:ص ۱۴۹)

برق میں برق [ا۔ترکیب]
بجلی کا لگا تار گرنا۔
''امنِ تخّیل میں کالے گہرے بادلوں میں برق میں برق''
(ش ش:ص ۱۲۹)

بَرگِ خشک [ف۔ترکیب]
سوکھا ہوا پتا۔
''وہ بَرگِ خشک پہ شبنم بنی ہے اَب کی دھوپ''
(س ب:ص ۱۰۶)

برہنہ سر [ا۔ترکیب]
سر پر چادر یا دوپٹے کا نہ ہونا۔
مراد: مصیبت زدہ ۔ مایوس و نا اُمید۔
''بہت ساری دوشیزہ سَروں نے برہنہ سَر ہو کر''
(ش ش:ص ۴۷)

بزورِ شمشیر [ف۔ترکیب]
(۱) تلوار کے زور پر (۲) طاقت کے زور پر۔
''تم بزورِ شمشیر لئے
شیش محلوں پہ اِتراتے ہو''
(ج ب ش ا:ص ۲۹)

بسنتوں کی پھوار [ا۔ترکیب]
بہار کے موسم میں مون سون کی بارشیں۔
''آرزوؤں کے خرابے میں بَسنتوں کی پھوار''
(س ب:ص ۳۴)

بَشارتِ وصلِ نظر [ف۔ترکیب]
محبوبہ کا نظروں سے ملاقات کرنے کا اشارہ کرنا۔
''ہم اِک بَشارتِ وصلِ نظر پہ مَر جائیں''
(س ب:ص ۵۶)

بصارت کی دیوار [ا۔ترکیب]
عقل پر پردہ پڑنا۔
''ہست و نا ہست کے درمیاں فاصلوں میں بصارت کی
دیوار کیا ہے''
(س ب:ص ۸۵)

بصارتوں کا دریچہ کھولنا [ا۔ترکیب]
(۱) شعور کو دوبارہ پانا (۲) یاداشت کو درست کرنا۔
''جو مُڑ کے میں نے بصارتوں کا دریچہ کھولا''

(س م د:ص ۱۱۶)

بصیرتوں کو ہمکنا [ا۔ترکیب]

عقل و شعور کو ابھارنا۔

''کتابِ ماضی کا ایک اِک حرف

اب بھی اس کی صباحتوں سے دَمک رہا ہے

بصیرتوں کو ہمک رہا ہے''

(س ب:ص ۴۷)

بقا کی ہوادامنی [ا۔ف۔ترکیب]

ہیشگی کی جالی دار نقاب۔

''فنا کی ہوس کی سزا میں

میں پھر ہوں بقا کی ہوادامنی میں''

(س ب:ص ۸۲)

بقدرِ امکاں [ف۔ترکیب]

امکاں کے مطابق۔

''دل بقدرِ امکاں ہو، اور نظر، بہ حدِ جاں''

(ب گ:ص ۲۶)

بکھری نظر [ا۔صف]

ہر طرف دوڑنے والی نظر۔

''میری بکھری نظر کا طلب خواب پر چم''

(س ب:ص ۹۷)

بکھری ہوئی داستانیں [ا۔ترکیب]

ماضی کی مختلف عہد کے غیر مرتب قصے۔

''ہر ایک سمت بکھری ہوئی داستانیں''

(ڈ چ ا:یوٹیوب)

بگ کی ڈاچی [ب۔ترکیب]

اونٹ کے ریوڑ میں ایک اونٹنی۔

''کونج سی ہے رفتار لیلڑی ءَلا

اِک بگ کی ڈاچی لیلڑی ءَلا''

(دن:ص ۱۲۵)

بگولوں کا راج [ا۔ترکیب]

(۱) جنگ کی حالت (۲) ظلم کی انتہا (۳) نہایت گرد و غبار۔

''یہاں تو راج بگولوں کا

اتنی گہری تاریکی میں، اتنی تیز ہوا میں

کیسے چراغاں ہو سکتا ہے؟''

(ب گ:ص ۷۹)

بگولوں کی دھول [ا۔ترکیب]

ہواؤں سے اُٹھی گرد و غبار۔

''عطا طلب میں بگولوں کی دھول ہے دنیا''

(س ب:ص ۳۷)

بگولے کے پیچ [ا۔ترکیب]

گرد و غبار کا چکّر اکے اُڑنا۔

''اِک بگولے کے پیچ میں شاید''

(ب گ:ص ۸۵)

بگولوں کے ستون [ا۔ترکیب]

گرد و غبار کے رحم و کرم۔

''ہم بگولوں کے ستونوں پر کھڑے''

(س ب:ص ۱۵۸)

بَل کھاتا سا بگولا [ا۔صف]

ہواؤں سے اُٹھی ہوئی وہ گرد و غبار جو گھوم کر زمین سے آسمان کی طرف جاتا ہے۔

''کوئی بَل کھاتا سا بگولہ، کوئی اُبلتا سا شعلہ''

(س ب:ص ۱۷۲)

بَلا کُشانِ نظر [ف۔ترکیب]

(۱) مصیبت کو سہنے والے لوگ (۲) مصیبت کو دُور کرنے والے لوگ۔

''بلا کُشانِ نظر کے لیے، سَراب سجا''

(س ب:ص ۳۰)

بلکتے فریادی ہونٹ [ف۔صف]

رونے اور فریاد کرنے والے ہونٹ۔

''کل بھی بلکتے فریادی ہونٹوں پہ کرب حرف تھے''

(س ب:ص ۱۵۱)

بلوچی وفا [ب۔ترکیب]

بلوچی میں ایک کہاوت ہے کہ جب آدمی کسی کے گھر میں ایک گلاس پانی پیتا ہے تو اُس پر فرض ہے کہ سو سال تک اُس گھر والوں کے ساتھ وفا کرے۔

مراد: عہد و پیمان کا پابند ہونا۔

''جو تو آج آئے لیلڑی ءِلا

بلوچی وفا ہے لیلڑی ءِلا''

(دن:ص ۱۲۹)

بن مول بک جانا [محاورہ]

(۱) سستا فروخت ہو جانا (۲) مفت میں مل جانا۔

''میں نے سوچا نہ تھا کہ تو یوں بن مول بکے گی''

(ش ش:ص ۵۸)

بِنتِ حَیا کا بیلی [ا۔ترکیب]

غیرت مند لڑکی۔ مراد: شرم و حیا کا اعلیٰ نمونہ۔

''میری خواہش کا دولہا

بنتِ حیا کی بیلی ہے''

(س ب:ص ۱۸۲)

بند ہوا [ا۔صف]

قیدی۔ پابند (ک اف)

''بند ہوا میں وقت رُکا ہے ورنہ جس میں دم گھُٹتا''

(س ب:ص ۱۵۴)

بندِ قبا [ف۔ترکیب]

وہ پٹکا جسے کمر سے قبا کے اوپر باندھتے ہیں۔ کمر بند۔

''اَب میرا بندِ قبا

دستِ قضا کھولے گا

یا کوئی عومرِ سرگشتہ وفا، کھولے گا''

(س ب:ص ۱۳۴)

بندِ گدازِ نشاط [ف۔ترکیب]

خوشی حاصل کرنے پر بندش لگانا۔

''بندِ گدازِ نشاط

آتشِ صورتِ تر

مہرِ محرومیٔ ذات
ایک تغییرِ تقدیر بن جائیں''
(س ب: ص۸۷)

بوڑھی زبانوں کی تحریر [ا۔ترکیب]
بزرگوں کے لکھے ہوئے اقوال۔
''وہ بوڑھی زبانوں کی تحریر کیا تھی''
(س ب: ص۳۲)

بوڑھی زبانوں کی مشفق کہانی [ا۔ترکیب]
بزرگوں کے سُنائے گئے شفقت آمیز قصے۔
''وہ بوڑھی زبانوں کی مُشفق کہانی تھی کیا''
(س ب: ص۳۲)

بولان [ب۔تلمیح]
بلوچستان کا ایک علاقہ۔
''بولان کی مہمان
تو پھول سہی، پھول بھی ہے جان، مری جان''
(س ب: ص۱۰۴)

بولتی آنکھیں [ا۔صف]
اشارہ کرنے والے آنکھیں۔
''سوچ میں بولتی آنکھیں
وہی، ترشے ہوئے احساس کے یاقوتی لب''
(س ب: ص۱۶۷)

بولتے لب [ا۔صف]
مصیبت کی حالت میں بڑی مشکل سے بات لبوں پر لانا۔
''بولتے لب اور کرب کا سکتہ کچھ ہے میری مٹی ہے''
(س ب: ص۱۷۲)

بوندِ دشمن [ف۔ترکیب]
دشمن کی طرف سے ملنے والی ستم۔
''بوندِ دشمن ہے قہر کا دریا''
(غیر مطبوعہ)

بوندوں کی مالائیں [ا۔ترکیب]
قطرات کا ایک لڑی کی صورت میں مسلسل گرنا۔
''مہر وادی میں
بوندوں کی مالائیں''
(س ب: ص۹۶)

بوئے پیرہن کا نشہ [ف۔ا۔ترکیب]
محبوبہ کے کپڑوں کی خوشبو کو سونگھنے کی طلب۔
''گُلِ دَہن کا نشہ، بوئے پیرَہن کا نشہ''
(س ب: ص۵۱)

بہارِ لالہ زاراں [ف۔صف]
لالہ کے پھولوں کے کھلنے کا موسم۔
''یہ بہارِ لالہ زاراں، یہ فشارِ نور و نگہت''
(س م د: ص۷۳)

بہارِ محبت [ف۔ترکیب]
محبت میں خوش ہو جانا۔
''بہارِ محبت تو روئیدگی کی علامت ہے''
(ج ب ش ا: ص۷۲)

بہاریں کہکر [ب۔صف]

وہ بادل جس کے برسنے سے بہار آتی ہے۔

''پھوار ونُور برساؤ

بہاریں کہکرو! آؤ''

(دن:ص۱۳۷)

بہشت بادرفتار [ف۔ترکیب]

جنّت کے ہوا کی رفتار کی مانند۔

''گلاب برف رخسار

شراب شہدلب

درخشندہ پھول مسکراہٹیں

بہشت بادرفتار''

(س م ا:ص۵۸۹)

بھری بہار [ا۔صف]

بہار کا موسم۔

''دل پریشان بھری بہار میں ہے

زندگی تیرے انتظار میں ہے''

(دن:ص۴۹)

بھڑکائی ہوئی آگ [ا۔ترکیب]

(۱) وہ آگ جس کو تیز کی جائے (۲) نفرت کو ہوا دینا۔

''ہم اپنی ہی بھڑکائی ہوئی آگ میں جل جائیں گے''

(ب م ت ا:ص۴۳)

بھنبھور [س۔تلمیح]

سندھ کے ایک تاریخی شہر کا نام جہاں مشہور رومانوی کردار

سسّی پیدا ہوئی تھی۔

''تیرے وصل کا باعث تھا بھنبھور ترا، اور میرے لئے الفت

کا سبب، بولان ہو جیسے''

(س ب:ص۱۵۶)

بھنور کا رستہ [ہ۔ا۔ترکیب]

پانی کے گرداب کے اندر کی سوراخ۔(۲) پانی کے

گرداب تک پہنچنے کا راستہ۔

۔ ''آنکھوں کی گہرائی میں ہے بھنور کا رستہ''

(م ن ل:ص۴۶)

بھولا غم زاد دوشک [ا۔ف۔ب۔ترکیب]

(۱) غم اٹھانے والا سادہ لوح دوشک (۲) دوشک: بلوچی

مردانہ نام دوشمبے کا عرف۔

''ہر اُس کل کی امان میں

ساتھ نہ ہو

تیرا بھولا غم زاد دوشک''

(ش۔ش:ص۲۹)

بھونچال کی تاثیر بھرنا [ہ۔ا۔ترکیب]

زلزلہ جیسا اثر چھوڑ جانا۔

''ہاں مگر شہداد

تیرے گلگ کا لمس

میرے انفاس میں بھونچال کی تاثیر بھرے

دل کو زنجیر کرے''

(س ب:ص۱۳۲)

بھیگی ہوا کی سیج [ہ۔ترکیب]

(۱) سرد ہوا کی بستر (۲) اُس جگہ میں بچھایا ہوا بستر جہاں سرد ہوائیں چلتی ہیں۔

''بھیگی ہوا کی سیج پہ بجتا ہے انتظار''

(س ب:ص ۲۰۸)

بیاباں کی ہوا [ا۔ترکیب]

''اے بیاباں کی ہوا

یہ ترے ساتھ بکھرتی ہے سدا

کس کی خوشبو کی اَدا''

(س ب:ص ۲۱۳)

بیڑوں کو دوہنا [ا۔ترکیب]

بیڑوں کا دودھ دوہنا۔

''بیڑوں کو دوہا لیلڑی ءَ لا

پونچھا پسینا لیلڑی ءَ لا''

(دن:ص ۱۲۳)

بیتی ہوئی زندگی کے ہمراہی [ا۔ترکیب]

گُزری ہوئی زندگی کا دوست۔

مراد: ماضی کا دوست۔

''یا جیسے تم میرے بیتی ہوئی زندگی کے ہمراہی ہو''

(ج ب ش ا:ص ۴۷)

بیدار سانس [ا۔صف]

(۱) جاگتے ہوئے سانس۔

مراد: عظیم شخصیت۔

''میں نے برتا ہے زِہراب کا ذائقہ

میں نے دیکھا ہے بیدار سانسوں کو سُن''

(س ب:ص ۱۲۶)

بیدار کرنا [ا۔ترکیب]

(۱) جگا دینا (۲) چوکنا رہنے کی ہدایت دینا۔

''آپ تو خواب ہوئے اور ہمیں بیدار کیا''

(س ب:ص ۶۵)

بیعت کی خواہش [ا۔ترکیب]

(۱) اطاعت کی عہد کرنے کی آرزو (۲) مرید بننے کی تمنا۔

''تم سے بیعت کی خواہش کی صورت مچلتی رہی''

(س ب:ص ۱۷۰)

بے آب [ف۔صف]

(۱) پانی کے بغیر (۲) بے رونق۔

مراد: بغیر ثمر کے۔

''دشت میں ایک درخت اکیلا، سبز تو ہے بے آب سہی''

(س ب:ص ۱۵۳)

بے آب دشت [ف۔صف]

(۱) وہ علاقہ جو ویران ہو (۲) بنجر زمین۔

''بے آب دشت میں وہ نظر کا سراب ہے''

(س ب:ص ۱۹۳)

بے آسرا [ف۔صف]

(۱) بغیر سہارے کا (۲) بغیر آس و امید کا۔

''اور اگر یہ کہوں میں بے آسرا باپ کی مجبور بیٹی''

(دن:ص۱۲)

بے اَبر [ف۔صف]

(۱) بادل کے بغیر (۲) بارش کا نہ برسنا۔

"بے اَبر ہے دل کا صحرا

اور سوچ ہے دریا دریا"

(س ب:ص۲۱۶)

بے اَنت ظلمتوں کا فسوں [ا۔صف]

نہ ختم ہونے والے تاریکیوں کے دھوکے میں رکھنا۔

مراد: صدیوں کی پسماندگی۔

"حدِ ادراک تک ہے بے اَنت ظلمتوں کا فسوں پھیلا"

(س ب:ص۹۹)

بے اَنت فاصلہ [ہ۔صف]

وہ فاصلہ جو نہایت وسیع ہو اور جس کے حدود مقرر نہ ہوں۔

"یہ زندگی بھی مسافتوں کا عجیب سا ایک سلسلہ ہے

یہ ایک بے اَنت فاصلہ ہے"

(س ب:ص۴۷)

بے بسی [ا۔مث]

بے کسی و بے اختیاری۔

"یہ بے بسی، یہ دل افسردگی، یہ مجبوری"

(م ب دم:ص۷۱)

بے بہا بدن کا مال [ا۔ترکیب]

غیرت مند عورت کی آبرو۔

"یہاں ہر ایک بے بہا بدن کا مال ہے بہا"

(س م ا:ص۵۹۰)

بے خطا کا لہو [ا۔ترکیب]

اُس شخص کا خون جو بے گناہ بہایا جائے۔

"جو بے خطا کا لہو تھا، وہ کیا لہو ہی نہ تھا"

(ب گ:ص۴۳)

بے خواب صحرا [ف۔صف]

(۱) پُرشور صحرا (۲) وہ صحرا جہاں نیند نہ آئے۔

"بے خواب صحرا میں سُلا دے گا"

(ب گ:ص۴۷)

بے خود [ف۔صف]

اپنے آپ سے بے خبر۔ مدہوش۔ سرشار (ف ل ا)

"مئے کہن تھوڑی دیر کے لیے محبت کی جلن کے خمار کو

مٹا دے گی

اور ہمیں بے خود کر دے گی"

(ش ش:ص۴۱)

بے سبب [ف۔صف]

(۱) بلاوجہ (۲) بلاضرورت۔ (ف ا ل)

"دل ہے کہ بے سبب سا

یوں ہی دھڑکتا رہتا ہے"

(دن:ص۱۵۹)

بے سکون موج [ف۔صف]

مسلسل اُٹھنے والی لہریں

"منجمد صداؤں کی بے سکون موجوں میں کوئی آگ سی

بھر دے"

(س ب: ص ۸۹)

بے سود ترغیب [ا۔ترکیب]

بے فائدہ خواہش پر آمادہ کی کرنے کی کوشش۔

"دیکھ! امید کی بے سود ترغیب کو، کہ خدفریب دے کر"

(ش ش: ص ۴۱)

بے صدا [ف۔صف]

(۱) خاموش (۲) بے آواز

"احساس کی سوچ بے صدا ہے"

بے صرفہ [ف۔صف]

(۱) بے فائدہ (۲) بغیر احتیاط کے۔(ف ال)

"شاد بے صرفہ گیا عمر کا سرمایۂ حرف"

(س ب: ص ۱۲۲)

بے طلب صعوبت [ف۔ع۔ترکیب]

وہ تکلیف جو نہ چاہتے ہوئے بھی ملے۔

"انا کا اندوہِ بے کراں

ہست و بود کی بے طلب صعوبت"

(س ب: ص ۹۸)

بے قدر [ف۔صف]

(۱) بے عزّت (۲) قدر نہ کرنے والا۔(ف ال)

"قول قبیلے سب کے سب بے قدر ہوئے"

(س ب: ص ۱۳۵)

بے قُربِ گُل رُخاں [ف۔ترکیب]

کسی سے قربت نہ رکھنے والی خوبصورت لڑکیاں۔

"اِک عکسِ منجمد ہے یہ بے قُربِ گُل رُخاں"

(س ب: ص ۵۸)

بے کل [ا۔صف]

(۱) بے چین (۲) بے قرار (۳) بے آرام (ف ال)

"آ، اے مرے دُکھ کی دوا

بے کل ہے تجھ بن دل مرا"

(دن: ص ۵۷)

بے لفظ [ف۔صف]

(۱) خاموش (۲) بے آواز

"بے لفظ ہے وقت بولتا ہے"

(س ب: ص ۹۴)

بے لَمس گلاب [ا۔ترکیب]

(۱) تازے پھول (۲) وہ گلاب جو کسی نے نہیں چھوئے ہیں۔

"وہی بے لَمس گلابوں سے، اُجلتے عارض"

(س ب: ص ۱۶۷)

بے منزل [ف۔صف]

(۱) بے سروسامان شخص۔ مفلس شخص (۲) بے گھر شخص (۳) وہ شخص جس کا کوئی منزل نہ ہو۔

"میں بے منزل تم ہو میرے ساتھ کہاں تک"

(س ب: ص ۱۰۳)

بے منزل مسافر[ف۔ترکیب]
وہ مسافر جس کا کوئی ٹھکانا نہ ہو۔
''خواہش کسی بے منزل مسافر کی طرح
یوں ہی راہوں میں بھٹکتا ہے''
(ج ب ش ا:ص ۷۶)

بے منزلی[ا۔صف]
(۱) بے سروسامانی (۲) منزل کے بغیر سفر (۳) در بہ دری۔
''پھر وہی بے منزلی، ختمِ سفر کے بعد بھی''
(ب گ:ص ۳۵)

بے نور[ف۔صف]
(۱) تاریک (۲) روشنی کے بغیر (۳) اندھا (۴) وہ آنکھیں جس میں بینائی نہ ہو۔
''بینائی رکھتے ہوئے بھی بے نور ہیں آنکھیں ان کی''
(ج ب ش ا:ص ۲۹)

بے وجہ[ف۔صف]
بغیر کسی سبب کے۔
''بے وجہ تھی اِک سرخوشی اچھے دِنوں کی بات ہے''
(س ب:ص ۶۱)

بے ہَوا[ف۔صف]
(۱) ہوا کے بغیر (۲) ناخوشگوار موسم۔
''بے ہَوا سی لگتی ہے رُت بہار گاہوں کی''
(س ب:ص ۴۴)

پ

پابَستۂ یلغار[ف۔ترکیب]
مستحکم طریقے سے حملہ آور ہونا۔
''کس ہَوا نے تجھے پابَستۂ یلغار کیا''
(س ب:ص ۶۶)

پابرہنہ[ف۔صف]
(۱) ننگے پاؤں (۲) مفلس۔
''پابرہنہ نہ چل نیستاں میں
آگ برسا، نہ دل کے بُستاں میں''
(دن:ص ۱۵۳)

پابہ زنجیر[ف۔صف]
وہ شخص جس کے پاؤں میں زنجیر پڑی ہو۔(ف ال)
''زیردستوں کو پابہ زنجیر کرے''
(ج ب ش ا:ص ۸۰)

پاپیادہ[ف۔صف]
پیدل۔ مراد: حاجت مند۔
''جب میں تھا پاپیادہ
تُو اَسپ پہ تھا سوار''
(م ت زاب:ص ۳۲۲)

پار نکل جانا[ا۔ترکیب]
ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانا۔
''دشت سرہی نہ ہوا، پار نکل جانے سے''

(ب گ: ص ۲۹)

پارہ پارہ روحِ حزیں [ف۔ترکیب]

غمگین اور ٹکڑے ٹکڑے روح۔

"اور یہ پارہ پارہ روحِ حزیں

آمری جاں کہ دل کو چین نہیں"

(دن: ص ۱۴۱)

پاسِ صدق [ف۔ترکیب]

عہد و پیمان کا لحاظ۔

"قہرِ سوداگروں کے لئے پاسِ صدق ایک تخریب ہے"

(س ب: ص ۱۲۵)

پاسنگِ جاں [ف۔ترکیب]

(۱) محبوبہ کا ہم پلّہ (۲) محبوبہ کے مقابلے کا عاشق۔

"روز طلبِ نذر دوں دل کو بھی پاسنگِ جاں"

(س ب: ص ۳۸)

پانی کا ثمر [ا۔ترکیب]

پانی سے حاصل کیا گیا پَل۔

مراد: تیار فصل

"سیلاب گیا کب کا پانی کا ثمر لے کر"

(س ب: ص ۱۴۹)

پاؤں جکڑ لینا [ا۔ترکیب]

پاؤں میں زنجیر ڈال کر باندھ لینا۔

مراد: قید کرنا۔

"اس میں پچھتاوے کے پڑاؤ

قدم قدم پر پاؤں جکڑ لیتے ہیں"

(ب گ: ص ۸۱)

پَت جھڑ [ہ۔ا۔مذ]

(۱) خزاں (۲) پتوں کے جھڑنے کا موسم۔ (ف ال)

"پَت جھڑ پہ ترے حُسن کا احسان ہی رہ جائے"

(س ب: ص ۲۶)

پتّھروں پہ لکھنا [ہ۔ترکیب]

(۱) پتّھروں پہ کَندہ تحریر جو کبھی مٹتا نہیں۔ (۲) نہ مٹنے والی چیز۔

پتّھروں پہ لکھا ہے میں نے نام سبزے کا"

(س ب: ص ۱۱۷)

پربت کا پانی [ا۔صف]

(۱) گلیشئر کا پگھلا ہوا پانی (۲) صاف و شفاف پانی۔

"پربت کا پانی لیلڑی ءَ لا'

میری جوانی لیلڑی ءَ لا"

(دن: ص ۱۲۳)

پرتوِ خور [ف۔ترکیب]

(۱) سورج کا عکس (۲) سورج کا جلوہ جس کی حدت اور تمازت شبنم کو اُڑا کر لے جاتی ہے۔ (دغ)

"اسے تو پرتوِ خور کوئی استعارہ نہیں"

(ب گ: ص ۱۸)

پرچھائیں کو زنجیر کرنا [ا۔ترکیب]

سایوں کو گرفتار کرنا۔

''پرچھائیں کو زنجیر کرے پار نہ دیکھے''

(م ن ل: ص ۳۷)

پردۂ ابر [ف۔ترکیب]

(۱) بادلوں کی چادر (۲) بادلوں کا نقاب۔

''پردۂ ابر سے چھپ چھپ کے اشارہ کب تک''

(ب م ت ا: ص ۷۳)

پردۂ خاشاک [ف۔ترکیب]

خاردار تار لگا کر پردہ کرنا۔

''وہ گُل ہے اُسے پردۂ خاشاک نہ پہنا''

(س ب: ص ۱۷۴)

پُر زور قہقہہ [ا۔صف]

زور سے ہنسنا۔

''ساعتوں کی نظر جو وا کی

تو ایک پُر زور قہقہہ تھا

جو، بَن کے آہٹ، شتابی گزرا''

(س م د: ص ۱۱۶)

پرندِ سبزہ [ف۔صف)

(۱) سبز رنگ کا پرندہ (۲) طوطا

''دیکھو پرندِ سبزہ وہ پَر تولتا ہُوا''

(د ن: ص ۱۴۹)

پروردگارِ دو جہان [ف۔صف)

(۱) دنیا اور آخرت کا مالک (۲) اللہ تعالیٰ

''پروردگارِ دو جہان

زچہ کا تُو ہے پاسبان''

(د ن: ص ۷۷)

پرورشِ طبع [ف۔ترکیب]

(۱) طبیعت اور مزاج کی پرورش (۲) نفسیاتی تربیت

''اُن کے گنبد کا کلس، پرورشِ طبع کرے''

(ب گ: ص ۱۳)

پریشاں خواب [ا۔صف]

وہ خواب جو پورے نہ ہو سکیں۔

''میرے پریشاں خواب سے بالوں میں تیری انگلیاں''

(س ب: ص ۶۱)

پسِ دار [ف۔ترکیب]

(۱) تختۂ دار کے پیچھے (۲) پھانسی کی وجہ۔

''جو سَر کہ پسِ دار تھا کج، خم بھی وہی تھا''

(س ب: ص ۱۴۰)

پسِ دَر [ف۔ترکیب]

دروازے کے پیچھے۔

''پسِ در سے، تہہِ دیوار دیکھے''

(س ب: ص ۱۸۵)

پسِ دَم [ف۔ترکیب]

(۱) زندہ کرنے والا (۲) سانس لینے کی وجہ۔

''دَم جس پہ نکلتا تھا پسِ دَم بھی وہی تھا''

(س ب: ص ۱۴۱)

پسِ دیوار [ف۔ ترکیب]

(۱) دیوار کے پیچھے (۲) پردے کے پیچھے۔

''عمر بھر اِک خواب سا منظر پسِ دیوار تھا''

(ب گ: ص ۵۱)

پسِ راہِ وفا [ف۔ ترکیب]

(۱) وفا کی راہ پر چلنے کا انجام (۲) وفاداری کی سزا۔

''اور پسِ راہِ وفا، گردِ سفر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

پسِ کہسار [ف۔ ترکیب]

پہاڑی سلسلے کا پس منظر۔

''پسِ کہسار، مہر و ماہ، رخشاں
سر وادی، نہ کوئی لب نہ رخسار''

(س ب: ص ۱۸۴)

پسِ نظر [ف۔ ترکیب]

(۱) نظر سے پرے (۲) پردے کے پیچھے۔

''لمس کی تہہ میں عکس چھپا ہو پسِ نظر ہو رنگ''

(س ب: ص ۷۶)

پگڑیِ سرِ نوشہ [ف۔ ترکیب]

دُلھا کے سر پر باندھی ہوئی پگڑی۔

''اور اگر بن کے میں ایک پگڑی، سرنوشہ پر بندھ گئی
تو بتاؤ کہ پھر کیا کرو گے''

(دن: ص ۲۱)

پگھال دینا [محاورہ]

نرم و ملائم کرنا۔

''جیسے قُرب کی حِدّت
برف برف سانسوں کو
بھی پگھال دیتی ہے''

(ب گ: ص ۵۸)

پگھلتا آفتاب [ا۔ ترکیب]

موسم گرما کا سورج۔

''پھیلتا صحرا، پگھلتا آفتاب''

(ب گ: ص ۴۷)

پگھل کر دیکھنا [ا۔ ترکیب]

طبعیت میں نرمی لا کر پھر سے اپنا جائزہ لینا۔

''آپ کہتے ہیں پگھل کر دیکھو''

(ب م ا: ص ۴۴۷)

پندار کا سمندر [ا۔ ترکیب]

فکر و خیالات کا تسلسل کے ساتھ ذہن میں آنا۔

''سمٹ گیا وہ جو پندار کا سمندر تھا''

(س ب: ص ۱۰۷)

پندارِ آتش [ف۔ ترکیب]

آگ لگانے کے بارے میں سوچنے والا۔

''یہ دل، جو اِک پندارِ آتش ہے''

(ب گ: ص ۶۹)

پَندارِ زمیں [ف۔ترکیب]
وہ رائے جو وطن کے لیے قائم کی جائے۔
''تم آبِ تہہِ سنگ ہو، پندارِ زمیں ہو''
(س ب: ص ۶۷)

پَندارِ شب [ف۔ترکیب]
وہ رات جس میں غور و فکر کی جائے۔
''خواب سوچوں کہ وحشت سمیٹوں تیرا پندارِ شب، شب
تلک ہے''
(س ب: ص ۱۲۸)

پندارِ عرضِ طلب [ف۔ترکیب]
تصوّرات اور آراء میں اپنا مطلب بیان کرنا۔
''دل کہ پندارِ عرضِ طلب کے عوض رہنِ آزار تھا تم نے
پوچھا؟''
(س ب: ص ۱۲۴)

پندارِ نفی نیست [ف۔ترکیب]
وہ خیال جو کسی کے وجود کے نہ ہونے کا تصور پیدا کرے۔
''تم ہو پندارِ نفی نیست کی ہستی کی اَنا''
(س ب: ص ۱۴۸)

پہاڑ کا سینہ [ا۔ترکیب]
مراد: مضبوط ارادہ۔ بہادر انسان کا حوصلہ۔
''اس رات سے پہاڑ کا سینہ مگر کٹے''
(س ب: ص ۱۱۵)

پہاڑ مَسل جانا [محاورہ]
(۱) پہاڑ کو کاٹنا (۲) مشکل کو حل کرنا (۳) دشوار کام کرنا۔
''لاوالا وا پھول پہاڑ مَسل جائے''
(س ب: ص ۱۱۳)

پہاڑی ملخ [ا۔ترکیب]
پہاڑوں میں پائی جانے والی ٹڈی۔
''چاٹ جاؤں گا بن کر پہاڑی ملخ، سبز پتّوں کا جھنڈ''
(دن: ص ۲۱)

پہنائیوں کا پالا [ا۔ترکیب]
وسیع چوڑائیوں کی سخت سردی۔
''اور میں تاریک رات کی پہنائیوں کا پالا بنوں''
(ش ش: ص ۱۲۴)

پھنکارتے گیسو [ہ۔صف]
سانپ کے سر کی طرح اُٹھی ہوئی زلفیں۔
''میں تو شیدا ہوں نازک کٹار ایسی ناک اور پھنکارتے
گیسوؤں کا''
(دن: ص ۲۱)

پھوار بن کے چھلکنا [ا۔ترکیب]
ہلکی ہلکی مینہ کی طرح گرنا۔
''میرے دل کا پھول مہکے، کہ پھوار بن کے چھلکے''
(س م د: ص ۷۳)

پھوار کرن شبنم [ہ۔ترکیب]
لگاتار گرنے والے شبنم کی چمک۔
''رِم جھم رُت برسائے

پھوار کرن شبنم''

(س ب:ص ۲۱۱)

پھوار کی لڑی [ہ۔ترکیب]

ہلکے ہلکے مینے کا وقفے وقفے سے برس جانا۔

''پھوار کی لڑی، جیسے روح میں اُتر آئے''

(س ب:ص ۱۷۳)

پھواروں کا راگ [ا۔ترکیب]

برسات میں گائی جانے والی راگ۔

''سنورے تو پھواروں کا راگ''

(دن:ص ۱۰)

پھواروں کی مہک [ا۔ترکیب]

بارش کے قطروں کا گرتے ہیں زمین سے خوشبو پیدا ہونا۔

''اب کے آتی ہے، پھواروں کی مہک''

(س ب:ص ۴۲)

پھوار نار چراغ [ف۔ترکیب]

وہ چراغ جس سے ہلکی ہلکی چنگاریاں اڑتی ہیں۔

''جو آ کے راہ میں جلائے پھوار نار چراغ''

(غیر مطبوعہ)

پھول برساتی مسکراہٹ [ا۔ترکیب]

مسکراہٹ سے خوشی کا اظہار کرنا۔

''تیری پھول برساتی مسکراہٹ پر نچھاور کر دوں''

(ش ش:ص ۵۸)

پھول چننا [محاورہ]

(۱) پھول توڑنا (۲) ہندوؤں کی ایک رسم جس میں تیجے کے دن مردے کی ہڈیاں چُن کر دریا میں بہاتے ہیں۔

مراد: پسند کرنا۔

''اس دل کی زمیں نے وہی ایک پھول چنا تھا''

(س ب:ص ۲۰۹)

پھول زخمِ دَہن رہا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) پھول کا مرجائے ہوئے حالت میں رہنا۔ (۲) پھول کے زخم کے مُنہ کو دیکھ پانا۔

''مجھے عمر بھر وہی پھول زخمِ دَہن رہا''

(س ب:ص ۱۰۸)

پھول سا ملبوس [ا۔صف]

وہ لباس جو خوش رنگ اور خوشبودار ہوں۔

''سجا ہے پھول سا ملبوس کتنا
مقدر ناز کرتا ہے کسی کا''

(دن:ص ۶۹)

پھول شہزادی [ف۔صف]

تمام پھولوں سے زیادہ خوبصورت۔

''مرے بیٹے کی محبوبہ جو ہوگی پھول شہزادی''

(دن:ص ۸۷)

پھول کا چہرہ بنانا [ا۔ترکیب]

پھولوں کی طرح خوبصورت بنانا۔

''اب پانیوں میں پھول کا چہرہ بنایئے''

(س ب:ص ۱۶۲)

پھول کی مہکار[ا۔ترکیب]
پھول کی خوشبو کا پھیلنا۔
''صرصر کی ہوا، پھول کی مہکار نہ دیکھے''
(م ن ل:ص ۳۷)

پھولوں کی نمائش[ا۔ترکیب]
(۱)وہ نمائش جہاں پھولوں کو رکھا جاتا ہے۔(۲)لڑکیوں کا ہجوم۔
''رات پھولوں کی نمائش میں، وہ خوش جسم سے لوگ''
(س ب:ص ۶۵)

پھولنا پھلنا[محاورہ]
(۱)بامراد ہونا(۲)دولت منداور صاحبِ اولاد ہونا(۳) درخت کا سرسبز و بارآور ہونا۔
''مگر دلوں کا یہ سمبندھ کاش پھولے پھلے''
(د ن:ص ۱۱۱)

پھیرا ہونا[محاورہ]
(۱)دورا کرنا(۲)گشت لگانا
''آؤں گا پھر اِدھر کا جو پھیرا ہُوا کبھی''
(د ن:ص ۱۴۹)

پھیلتا صحرا[ا۔صف]
وسیع و عریض صحرا جو دُور دُور تک پھیلا ہوا ہو۔
''پھیلتا صحرا، پگھلتا آفتاب''
(ب گ:ص ۴۷)

پیار کی لوری[ا۔ترکیب]
وہ لوری جو پیار سے دی جائے۔
''ہم اُسے پیار کی لوری سے سُلا دیتے ہیں''
(ب م ا:۴۴۷)

پیار کے بول[ا۔ترکیب]
محبت کے لیے ادا کیے جائیں۔
''کہ پیار کے بول کا پہلا حرف زباں پر لانا،
ہر مشکل سے مشکل ہے''
(ب گ:ص ۸۱)

پیاسی آنکھ[ا۔ترکیب]
کسی کے دیدار کو ترسنے والی آنکھ۔
''پیاسی آنکھوں میں سُلگتا ہُوا صحرا بولے''
(س ب:ص ۱۶۵)

پیاسی چاندنی[ا۔ترکیب]
روشنی کے خاتمے کے لیے چاندنی کا نکل آنا۔
''تُو جو نگاہِ جوئے مہر، اور میں پیاسی چاندنی''
(س ب:ص ۷۷)

پیاسے روشنی کے[ا۔ترکیب]
(۱)روشنی کا طلب گار ہونا(۲)اچھی چیز کا خواہش مند۔
''وہ پیاسے روشنی کے، وہ سائے چاندنی کے''
(س ب:ص ۸۳)

پیامِ رنگ و بو[ف۔ص]
شان و شوکت کا پیغام۔
''یہ پیامِ رنگ و بو ہے، ذرا اے صبا! سنبھل کے''

(س م د:ص ۷۳)

پیامی بادشہ[ا۔ترکیب]

وہ بادشاہ جو پیغام بھیجتا رہتا ہے۔

''پیامی بادشہ کا آ کے یہ پیغام دے گا''

(دن:ص ۸۷)

پیچ وخم[ف۔مذ]

(۱)چکّر (۲)بل (۳)پھیر (ف ال)

''پر بتوں پر ہواؤں کے یہ پیچ وخم''

(س ب:ص ۹۶)

پیرایۂ سخن[ف۔ترکیب]

مراد:شعر کا ایک مصرعہ

''عطا، وہ حُسن جو پیرایۂ سخن تک تھا''

(س م د:ص ۹۶)

پیر وفقیری[ف۔صف]

تصوّف میں چلے جانا۔

''پیر وفقیری آہ واللہ ہُومت لگاؤ''

(ش ش:ص ۴۹)

پیرہ زَن[ف۔مرکب]

بوڑھی عورت۔

''تم نے سوچی کبھی ایسی شَب خون ساعت کہ اِک پیرہ

زَن''

(س ب:ص ۱۲۴)

پیشہء آبا[ف۔ترکیب]

(۱)موروثی (۲)خاندانی روزگار۔

''اس بنا پہ

دو شک میرا فرزند

پیشۂ آبا، علم کی نذر کر رہا ہوں''

(م ت زاب:ص ۳۲۳)

پیکر تراشنا[ا۔ترکیب]

(۱)صورت بنانا (۲)نمونہ تیار کرنا۔

''نظر کے لمس سے پیکر تراشتا ہے کوئی''

(ب گ:ص ۸۷)

پیکرِ مہ جبین[ف۔صف]

(۱)محبوبہ کی مثال

''مجھ سے میری محبت کا وہ پیکرِ مہ جبین چھین گیا''

(ج ب ش ا:ص ۸۲)

پیکرِ مہر[ف۔ترکیب]

محبت کی مثال

''پیکرِ مہر بنے کوئی مرا دِل آئے''

(س ب:ص ۳۶)

پیوندزدہ قمیض[ف۔صف]

(۱)وہ قمیض جس پر پیوند لگے ہوں (۲)پرانی پوشاک۔

''اور اپنی پھٹی پیوندزدہ قمیض کو

جس پر بوسیدہ چادر کا ٹکڑا ہے جو نظر آتا ہے''

(ش ش:ص ۵۴)

ت

تابِ پرواز [ف۔صف]
اُڑان میں بل کھانا۔
''مگر زمینِ پائمال کی تابِ پرواز
خاک ہی خاک ہے''
(ج ب ش ا:ص ۸۷)

تابِ رُخ اُتارنا [ف۔ترکیب]
(۱) چہرے کی رونق کا بگھاڑنا۔
مراد: مُنہ موڑنا۔
''لفظ کو لب کا لمس دے، رنگ میں تابِ رُخ اُتار''
(س ب:ص ۷۷)

تابِ زمانہ [ف۔ترکیب]
(۱) زمانے کا رونق۔
''وفا، تابِ زمانہ ہے، وفا، باسی نہیں ہوتی''
(ب گ:ص ۵۶)

تابناک انجم نما [ف۔ترکیب]
روشن ستارے کی طرح۔
''تیرے تابناک انجم نما و چاندی افزا بدن سے اُجالا
ہو جائے''
(ش ش:ص ۸۲)

تاج و سریر [ع۔ترکیب]
شاہی ٹوپی اور شاہی تخت۔
''تجھ پہ قربان کر دیا تاج و سریر''
(د ن:ص ۱۶۵)

تارِ نظر کٹنا [ف۔ا۔ترکیب]
نظروں کے تسلسل کا ٹوٹ جانا۔
مراد: دھیان بگڑ جانا۔
''سُلگا ہے وہ سکوت کہ تارِ نظر کٹے''
(س ب:ص ۱۱۴)

تارِ کفن [ف۔ترکیب]۔
کفن کا دھاگہ۔
''اِس تَن پہ عطا تارِ کفن، مارِ کفن ہے''
(س ب:ص ۱۷۳)

تار و تاریک عاقبت [ا۔ترکیب]
(۱) مستقبل کا روشن نہ ہونا (۲) وہ انجام جو نہایت مایوس کن ہو۔
''اور مجھے، میری تار و تاریک عاقبت
اپنی ناتمام و نامراد آرزوؤں سمیت دبوچ لیتی ہے''
(ش ش:ص ۵۳)

تاروں کی درخشانی [ا۔ترکیب]
ستاروں کی روشنی۔
''آنکھ ویران ہے تاروں کی درخشانی کیا''
(ب م ٹ ا:ص ۷۲)

تاروں کی طلب کرنا [ا۔ترکیب]
ستاروں کو مانگنا۔

''لب سے پھول، آنکھ سے تاروں کی طلب کرتے ہو''

(ب م ٹ ا:ص ۷۲)

تاریخ کی اِیذا [ا۔ترکیب]

ماضی کے کٹھن حالات پڑھ کر دکھ محسوس کرنا۔

''وقت کے جور سے تاریخ کی ایذا سے بلند''

(س ب:ص ۳۶)

تاریک بصری کا اختتام [ا۔ترکیب]

سخت اندھیرے کا خاتمہ جس میں کوئی چیز دکھائی نہ دے۔

''اس تاریک بصری کا اختتام کون دیکھ لے''

(ش ش:ص ۸۲)

تاریک تر [ا۔صف]

اندھیرے سے بھی بڑھ کر۔

''گردِ چیخوں سے وحشت کراہوں سے لب سوز سے

دُودِ عدم سے بھی تاریک تر''

(س ب:ص ۱۲۵)

تاریک ولامتناہی [ف۔ع۔ترکیب]

وہ اندھیرا جس کے خاتمے کے حدود مقرّر نہ ہوں۔

''اس تاریک بصری کا اختتام کون دیکھ لے

کہ تمناؤں کی رات تاریک ولامتناہی ہے''

(ش ش:ص ۱۲۳)

تاریک مقدر [ا۔ترکیب]

مراد: وہ قسمت جو جاگ نہ جائے۔

''دلہن بیواؤں کے تاریخ مقدر کو''

(ش ش:ص ۴۸)

تارے گِنتا [محاورہ]

(۱) رات بھر جاگنا (۲) نہایت پریشانی میں رات کاٹنا۔

(ف ال)

''اے دلبر راتوں میں اکثر

کاٹتا ہوں تارے گن گن کر''

(دن:ص ۴۵)

تالیاں پیٹنا [محاورہ]

(۱) ہنسی اُڑانا (۲) تضحیک کرنا (۳) داد دینا (ف ال)

''سانولیاں، مسرور تالیاں پیٹتے

گھروں سے نکلی ہوئی ہیں''

(دن:ص ۱۰۹)

تاویل کی ضرورت [ا۔ترکیب]

شرح و بیان کی حاجت۔

''ترے غرور کو تاویل کی ضرورت ہے''

(س ب:ص ۹۰)

تبر گاہِ تیرہ [ف۔ترکیب]

مراد: کلہاڑیاں برسا کر ظلم برپا کرنا

''(ترکۂ آخری)

وِردِ حق سے تبر گاہِ تیرہ میں بھی سرفروزاں رہے''

(س ب:ص ۱۲۵)

تپتا صحرا ہونا [ا۔ترکیب]

محبوبہ کی جدائی کے غم میں ایسا جلنا جس طرح سورج کی تپش

سے صحرا میں گرمی اٹھتی ہے۔

''بید کے سائے میں بیٹھا ہوں

پھر بھی اِک تپتا صحرا ہوں''

(دن: ص ۱۰۷)

تپتا ہوا دِل [ا۔صف]

وہ دل جو کسی کی یاد میں جل جائے۔

''ہم تو سیمک ہی کے تپتے ہُوئے دِل سے پھوٹے''

(دن: ص ۱۶۷)

تپتی ہَوا کی آنچ [ا۔ترکیب]

ہوا کی گرمی کے باعث شعلے اُٹھنا۔

''تپتی ہَوا کی آنچ ہے ٹوٹی صدا کا روپ''

(س ب: ص ۱۹۲)

تپتے بگولے [ا۔صف]

گرد و غبار کے ساتھ چلنے والی گرم ہوائیں۔

''کبھی تپتے بگولوں میں، ترا رقصِ رواں دیکھوں''

(ب گ: ص ۵۵)

تج دینا [ا۔مص]

(۱) دست بردار ہونا (۲) کنارہ کش ہونا (۳) باز رہنا۔

(ف ال)

''تج دیا ہے میں نے زربفت و حریر''

(دن: ص ۱۶۵)

تحریرِ سجدگان [ف۔ترکیب]

بزرگوں کی لکھی ہوئی تحریریں۔

''تحریرِ سجدگان، مرحوم ساعتوں کے دل کے ویراں مزار''

(ج ب ش ا: ص ۸۷)

تحریر کا طوفاں [ا۔ترکیب]

وہ تحریر جس سے سماجی حالات پر اثر پڑے اور اس سے ہنگامہ برپا ہو یا تبدیلی آئے۔

''دیکھ ان ساکت ہونٹوں پہ کس کس تحریر کا طوفاں ہے''

(س ب: ص ۱۵۳)

تختِ رَواں رینگنے لگنا [ف۔ا۔ترکیب]

بادشاہ کے تخت کو زمین پر گھسیٹنا۔

مراد: حکومت کا تختہ اُلٹنا۔

''سیلِ زماں سے تختِ رَواں رینگنے لگا''

(ب گ: ص ۶۵)

ترغیبِ سَیرِ باغ [ف۔ترکیب]

باغ میں سیر کرنے پر آمادہ کرنا۔

مراد: خوش کرانے کی کوشش کرنا۔

''غمِ وصال میں، ترغیبِ سَیرِ باغ نہ دو''

(ب گ: ص ۴۰)

تَرک کرنا [مص۔مرکب]

(۱) چھوڑ دینا (۲) کسی چیز سے باز آنا (۳) قطع تعلق کر لینا (۴) الگ ہو جانا۔

''ہم نے کب کا ترک کیا، ساغر کا رستہ''

(ب گ: ص ۵۰)

تُرکِ شاہ کی مانند [ف۔ترکیب]

تُرک بادشاہ کی طرح

"یا کسی تُرکِ شاہ کی مانند"

(ب ز: ص۶۰)

تَرکِ طلب کی سزا [ف۔ا۔ترکیب]

خواہش سے دست بردار ہونے کی سزا۔

"سوگند ہے کہ تَرکِ طلب کی سَزا ملے"

۔ (س ب: ص۱۱۴)

ترکۂ آخری [ف۔ترکیب]

وہ جائیداد جو کوئی فوت ہونے والا شخص ورثہ میں چھوڑ دیتا ہے۔

"(ترکۂ آخری)

وِردِ حق سے تیرگاہِ تیرہ میں بھی سرفروزاں رہے"

(س ب: ص۱۲۴)

تشخص کا حوالہ [ا۔ترکیب]

الگ شناخت کی پہچان۔

"میری دھرتی میرے تشخص کا حوالہ ہے"

(ج ب ش ا: ص۸۱)

تِشنگیٔ دِل [ف۔ترکیب]

دل کی پیاس

"تشنگیٔ دل کیسے بیاں ہو، ارمانوں کا ذکر، تو جیسے صحرا اور شبنم کی بات"

(س ب: ص۱۵۵)

تِشنۂ دیدار کرنا [ف۔ا۔ترکیب]

ملنے کا خواہش مند بنانا۔

"کچھ سرابوں نے ہمیں تِشنۂ دیدار کیا"

(س ب: ص۶۵)

تشنہ کام صحرا [ف۔صف]

(۱) پیاسا صحرا (۲) وہ ریگستان جہاں بارش نہ برسے۔

"وہ اَبرزاد، میں اِک تشنہ کام صحرا تھا"

(ب گ: ص۴۰)

تِشنہ کامانِ تمنا [ف۔ترکیب]

وہ خواہشات جو پورے نہ ہو رہے ہوں۔

"تِشنہ کامانِ تمنا کو خمستاں کی طرح"

(س ب: ص۳۵)

تشنہ کشتِ طرب [ف۔ترکیب]

اُس خوشی کے لیے ترسنا جو کھیت کی طرح دل میں اُگ رہی ہو۔

"برق گرے، یا شعلے برسیں، پھر بھی رہے شاداب،

یہ تشنہ کشتِ طرب بولان ہو جیسے"

(س ب: ص۱۵۵)

تِشنہ لب [ف۔صف]

(۱) نہایت پیاسا (۲) ناکام (۳) نہایت مشتاق (۴) نہایت خواہش مند۔(ف آ۔ج:۱)

"ترے میکدے میں ساقی ہمیں ایک تِشنہ لب"

(س م د: ص۹۶)

تشنہ لب خشک آب دریا [ا۔ترکیب]

پیاسے اور سوکھے ہوئے دریا۔

''ذرا ان تشنہ لب خشک آب دریاؤں کو چھلکاؤ''

(دن:ص ۱۳۷)

تغیرِ تقدیر [ف۔ترکیب]

(۱) تقدیر کا بدل جانا (۲) تقدیر کا جاگ اُٹھ جانا۔

''بندِ گداز نشاط

آتشِ صورتِ تر

مہرِ محرومیٔ ذات

ایک تغیرِ تقدیر بن جائیں''

(س ب:ص ۸۷)

تقدیرِ نابکار [ف۔صف]

(۱) بے کار تقدیر (۲) بے فائدہ تقدیر (۳) خراب تقدیر۔

''اس چرخِ شعلہ بار نے برباد کر دیا

تقدیرِ نابکار نے برباد کر دیا''

(دن:ص ۱۶۱)

تلخابِ گرد [ف۔ترکیب]

کھڑوا پانی پینے کے بعد چکرانا۔

مراد: شراب کا نشہ

''روز و شب کا یہ تلخابِ گرد

رہ گزارِ طلب کے لئے''

(س ب:ص ۸۵)

تلخابِ گردِشب و روز [ف۔ترکیب]

دن رات شراب کے نشے میں مُبتلا ہونا۔

''یہ فصیلِ بصارت

یہ تلخابِ گردِشب و روز

یہ بادبانِ سپرنگ''

(س ب:ص ۸۶)

تلخیٔ حالات [ف۔ترکیب]

(۱) حالات کی شِدّت (۲) حالات کی سختی (۳) حالات کی خرابی۔

''تم، ہم سے ملے، تلخیٔ حالات سے پہلے''

(ب گ:ص ۲۲)

تلخی زہر کی جانکنی [ف۔اترکیب]

زہر کی تیز اثر کے بعد مرنے کا سماں۔

''صداقت کی شیرینی مجھے تلخی زہر کی جانکنی لگے''

(ش ش:ص ۱۲۴)

تلخیٔ مئے ناب [ف۔ترکیب]

(۱) خالص شراب کی کڑواہٹ

''تم کہ مسکراہٹوں کی تلخیِ مئے ناب

درد ایسا دیا کہ تہمتِ زندگی ہے''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

تماشا بنا [محاورہ]

(۱) ایسا ہو جانا کہ لوگ دیکھنے لگیں (۲) قابلِ تضحیک ہو جانا۔ (ف ال)

''اور سوچو تو خود بھی تماشا بنو، سوچنا چھوڑ دو''

(س ب:ص ۶۳)

تمیزِ روز و شب [ف۔ترکیب]

دن اور رات کی پہچان۔

مراد: اچھے اور بُرے میں فرق۔

''رات ہوتی ہے (سنا ہم نے بھی)

دن چمکتا ہے (لوگ کہتے ہیں)

مگر کون جانے تمیزِ روز و شب''

(ج ب ش ا:ص ۷۶)

تُند طوفاں [ف۔صف]

(۱) غضب ناک طوفان (۲) پُر زور طوفان۔

''تُند طوفاں سے بھی جس کے کبھی پتے نہ ہلیں''

(س ب:ص ۱۲۹)

تُند ہوا کا دریا [ا۔ترکیب]

وہ تیز ہوا جو تسلسل کے ساتھ چلتا رہے۔

''تُند ہوا کا دریا اور کاغذ کی ناؤ''

(س ب:ص ۱۰۴)

تنگیں دل پہ سائبان سراب [ب۔ا۔ترکیب]

پیاسے دل پر سراب کا سایہ

مراد: ضرورت کو بے کار چیز سے پورا کرنے کی کوشش کرنا۔

''تنگیں دِل پہ سائبان، سراب''

(س ب:ص ۵۳)

تونگرانِ زمانہ کی سلطنت [ف۔ا۔ترکیب]

وہ زمانہ جس میں دولت مند لوگوں کی حاکمیت ہو۔

''تونگرانِ زمانہ کی سلطنت میں کہاں''

(ب گ:ص ۱۶)

تہہِ آئینہ [ف۔صف]

آئینہ کے اندر

''سرِ قتل گہہ، تہہِ آئینہ، کہیں اجنبی، کہیں آشنا''

(ب گ:ص ۳۸)

تہہِ تیغ کرنا [ف۔ا۔ترکیب]

تلوار سے وار کر کے قتل کرنا۔

''مجھے قتل کرنا ہے تو میری رُوح کو تہہِ تیغ کر دو''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

تہہِ خاک کرنا [ف۔ا۔ترکیب]

مٹی کے اندر کرنا۔ مراد: قبر میں اتارنا۔

''مگر تم خوش ہو کہ تیرے ظلم نے

آج پھر اِک فرزند کو تہہِ خاک کیا''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

تہہِ دیوار دیکھنا [ف۔ترکیب]

دیوار کے اندر دیکھنا۔ مراد: قید خانے میں دیکھنا۔

''پَسِ در سے، تہہِ دیوار دیکھے''

(س ب:ص ۱۸۵)

تہہِ زمیں ہونا [ا۔ترکیب]

(۱) زمین اندر ہونا (۲) زیرِ زمین ہونا۔

مراد: قبر میں ہونا۔ فوت ہونا۔

''اَب کے بام پہ میں ہوں

اور تم تہہ زمیں ہو"

(س ب: ص ۱۵۲)

تہِ ہر مکاں [ف۔صف]

تمام مکانوں کے اندر۔

"یہ جو وحشتوں کا ہجوم ہے، سرِ رہ گزر، تہِ ہر مکاں"

(ب گ: ص ۳۷)

تُہمت دینا [ا۔ترکیب]

(۱) بہتان باندھنا (۲) الزام سر لگانا۔

"تُہمت دے کر ہم کو، جیت کے خوف سے لرزاں ہے"

(س ب: ص ۱۵۳)

تہمتِ زندگی [ف۔ترکیب]

وہ الزام جو زندگی بھر کے لیے کسی پر لگ جائے۔

"تم کہ مسکراہٹوں کی تلخیِ مئے ناب

درد ایسا دیا کہ تہمتِ زندگی ہے"

(ج ب ش ا: ص ۷۵)

تہنائی کا بے سایہ ساتھی [ا۔ترکیب]

ضرورت کے مفلس دوست کا ساتھ دینا۔

"عقل تیرے گھر کا چراغ

تنہائی کا بے سایہ ساتھی"

(ش ش: ص ۸۲)

تہنائیوں کے روح [ا۔ترکیب]

اکیلے پن کی اندرونی خواہش۔

"تہنائیوں کے روح میں پھیلا ہوا ہے زہر"

(د ن: ص ۱۶۳)

تھکن کا تقاضا [ہ۔ع۔ترکیب]

تھک جانے کی خواہش رکھنا۔

مراد: بیزار ہو جانا۔

"خواب لمحے تھے میری تھکن کا تقاضا"

(س ب: ص ۸۲)

تھکی سمت [ا۔ترکیب]

وہ طرف جہاں جانے سے تھکاوٹ محسوس ہو۔

"کچھ تھکی سمتوں سے اُتریں شام کے رنگوں کے لمس"

(س ب: ص ۱۵۷)

تھم جانا [ب۔محاورہ]

(۱) بند ہو جانا (۲) رُک جانا۔

"وہ بھی آواز میں آگ تھا گیا بُجھ گیا یہ بھی لہجے میں طوفان

ہے تھم جائے گا"

(س ب: ۱۲۶)

تیر خوردہ [ف۔صف]

وہ شخص جسے گولی لگ جائے۔ مراد: زخمی۔رنجیدہ

"ہم سب تیر خوردہ ہیں

ہم سب سوختۂ جاں اور فراق آشنا"

(س م ا: ص ۵۹۰)

تیرگی کی بارش [ا۔ترکیب]

لمبی مدّت کے لیے مسلسل تاریکی۔

"تیرگی کی بارش میں، چاند بجھ گیا، اچھا"

(ب گ:ص ۲۵)

تیرگی کی راہ[ا۔ترکیب]

وہ راستہ جو نہایت ہی تاریک ہو۔

مراد: ناکامی

"اور قوت کی لوری

تیرگی کی راہوں میں

ان کمین گاہوں میں"

(س ب:ص ۱۱۰)

تیرگی کے عظیم فرزند[ا۔ف۔ترکیب]

پسماندگی میں پلنے والے نامی گرامی سپوت۔

"وہ روزِ فردا کی روشنی کے قدیم فرزند

تیرگی کے عظیم فرزند"

(س ب:ص ۴۹)

تیرگیِ نفس[ا۔ف۔ترکیب]

(۱) سانس کی خرابی (۲) سانس کا بند ہو جانا۔

"تیرگیِ نفس کو ہے ایک دُعا سی چاندنی"

(س ب:ص ۷۷)

تیرہ نظر کہلانا[ا۔ترکیب]

(۱) اندھا کہلانا (۲) نابینا کہلانا۔

مراد: تنگ نظر کہلانا۔

"روشنی بانٹتے تھے، تیرہ نظر کہلائے"

(س ب:ص ۱۲۱)

تیغ وتبر[ف۔ترکیب]

تلوار اور کلہاڑی۔

"کھوئے تھے ہواؤں میں ہم تیغ وتبر لے کر"

(س ب:ص ۱۴۹)

ٹ

ٹانک دینا[ا۔ترکیب]

ٹانکا لگا کر جوڑنا۔

"ٹانک دوں کوئی دِلستاں سورج"

(س ب:ص ۲۴)

ٹِک پرونا[اترکیب]

(۱) کسی چیز پر نشان لگانا (۲) نگاہ میں رکھنا۔

"پیار کی چوڑیاں، ٹِک پروئے ہوئے"

(دن:ص ۱۹)

ٹوٹتا بدن[ا۔صف]

تھکن سے چُور چُور بدن۔

"تجھ کو ڈھونڈتا ہوں میں

ٹوٹتا بدن لے کر"

(س ب:ص ٦٠)

ٹوٹتی تیرگی کی مسافت[ا۔ترکیب]

تاریکی کے خاتمے اور روشنی کی ابتدا کے درمیان کا فاصلہ۔

"ٹوٹتی تیرگی کی مَسافت مشعلِ مضطربِ شب تلک ہے"

(س ب:ص ۱۲۹)

ٹوٹتی ساعتوں کی صدائیں [ا۔ترکیب]
جدائی کے لمحوں میں دوست کو دی گئی آوازیں۔
''ٹوٹتی ساعتوں کی صدائیں، ٹوٹتے وقت کہ لَو جگائیں''
(س ب:ص۱۲۸)

ٹوٹتی سانس [ا۔صف]
(۱)وہ سانس جو مسلسل نہ لیا جاسکے (۲) سانس کے آنے جانے میں فرق واقع ہو۔
''ٹوٹتی سانسو!
ادھڑتی دھڑکنو!
رُت کی سنگت اور ابد کی نیتیں''
(س ب:ص۱۵۷)

ٹوٹتے خواب [ا۔صف]
وہ سپنے جو پورے نہ ہوسکیں۔
''ٹوٹتے خواب اُجڑے گلستاں نہیں، پھر سے آباد ہوں''
(س ب:ص۶۳)

ٹوٹتے وقت کی لَو جگانا [ا۔ترکیب]
(۱)ختم ہونے والے وقت کو پھر سے دہرانا (۲) ماضی کی یاد تازہ کرنا۔
''ٹوٹتی ساعتوں کی صدائیں، ٹوٹتے وقت کی لَو جگائیں''
(س ب:ص۱۲۸)

ٹوٹی صدا کا روپ [ا۔ترکیب]
وہ ہلکی سی آواز جو اچھی طرح سے نہ سُنی جاسکے۔
''تپتی ہوا کی آنچ ہے ٹوٹی صدا کا روپ''
(س ب:ص۱۹۲)

ٹھہرتے ہوئے خواب [ہ۔صف]
(۱)وہ خواب جو آگے نہ بڑھ سکیں (۲) وہ خیالات جن کے سچ ہونے کا امکانات نہ ہو۔
''کہیں جمتی ہوئی سوچیں، کہیں ٹھہرتے ہوئے خواب''
(س ب:ص۱۸۰)

ٹھہرتے سمندر [ہ۔صف]
وہ سماں جب سمندر میں لہریں نہ اُٹھ رہی ہوں۔
''یا خدا اندھیرے کے ٹھہرتے سمندر کو روشنی کا گوہر دے''
(س ب:ص۸۹)

ٹھہرتی شب [ا۔صف]
وہ رات جو کسی یاد میں کاٹ کر گزاری جائے۔
مراد: لمبی رات
''ٹھہرتی شبوں کی، یہ کیارا کھ لکھ گئی ہے''
(س ب:ص۲۳)

ث

ثبوتِ سجود [ف۔ترکیب]
سجدہ کرنے کے شواہد
''نہیں جبیں تھا، نہیں کا ہی تھا ثبوتِ سجود''
(س ب:ص۸۱)

ج

جادۂ مہر و وفا [ف۔ترکیب]
دوستی اور عقیدت مندی کی طرف جانے والا راستہ۔
مراد: محبوبہ کی چوکھٹ۔
"کچھ نہ جانوں کہ کہاں ہے میری منزل جادۂ مہر و وفا"
(ج ب ش ا:ص ۷۳)

جادۂ وجود و عدم [ف۔ترکیب]
وہ راستے جن پر چل کر مرنے اور زندہ رہنے کا پتا نہ چلے۔
"ہوا نہ طے ہی کبھی جادۂ وجود و عدم"
(س م د:ص ۹۶)

جاڑے کی دھوپ [ا۔ترکیب]
موسم سرما میں گرمی کی تپش۔
"آگ نظر کی سرحد پر، جاڑے کی دھوپ دھنکتی جائے"
(س ب:ص ۱۶۰)

جام دُرّک [ب۔تلمیح]
بلوچی زبان کا ایک مشہور کلاسیکی شاعر۔
"میں جام دُرّک بھی نہیں کہ دھنک کی مانند مگر تیرے نقش
ونگار"
(ج ب ش ا:ص ۷۲)

جامِ ابدی [ف۔صف]
(۱) وہ شراب جس کا نشہ ہمیشہ قائم رہے (۲) طہور۔
"جیسے ایک جامِ ابدی
دونوں جہاں کا
ایک ختم نہ ہونے والا نشہ"
(غیر مطبوعہ)

جانِ بدل [ف۔صف]
وہ چیز جسے جسم کا متبادل قرار دیا جائے۔
مراد: محبوبہ
"میں تو کہتا تھا، او میری جانِ بدل"
(ش ش:ص ۵۸)

جانِ جاناں [ف۔صف]
(۱) بہت عزیز (۲) پیارا (۳) معشوق۔(ف ال)
"تیرے غموں سے
ہم سوختہ جاں .... اے جانِ جاناں"
(دن:ص ۹۳)

جانِ جمال [ف۔صف]
خوبصورتی کی جان۔
مراد: نہایت حسین۔
"اے مری جانِ حیا
جانِ جمال"
(س ب:ص ۱۶۷)

جانِ حیا [ف۔صف]
غیرت کی جان۔
مراد: نہایت شرمیلی
"اے مری جانِ حیا

جانِ جمال"

(س ب: ص ۱۶۷)

جانِ دِگر [ف۔صف]

دوسرے کا دوست۔

"جو جانِ دگر آج ہے جانم بھی وہی تھا"

(س ب: ص ۱۴۰)

جانِ صدا [ف۔صف]

(۱) آواز کی جان (۲) مضبوط آواز۔

مراد: حق کی بات کرنے والا۔

"ہم کہ تھے جانِ صدا گنگِ ہُنر کہلائے"

(س ب: ص ۱۲۲)

جانِ گُلستاں [ف۔صف]

چمن کی جان۔ مراد: چمن سے بھی زیادہ خوبصورت۔

"کہیں جانِ گُلستاں ہی نہ ہو، پیرہن بدل کے"

(س م د: ص ۴۳)

جانِ من [ف۔صف]

(۱) میری جان (۲) بیوی یا فرزند یا معشوق کے لیے

استعمال ہوتا ہے۔ (ح ا ل)

"ایسے میں جانِ من

جب کوئی طفل ماں کو پکارے تو کیا کروں"

(د ن: ص ۱۶۳)

جانِ نظر [ف۔صف]

(۱) نظر کی جان (۲) وہ شخص جو مسلسل نگاہوں کے سامنے

ہو۔ مراد: معشوق

"آئینے کو اے جانِ نظر، خاک نہ پہنا"

(س ب: ص ۱۷۳)

جانِ وفا [ف۔صف]

(۱) وفا کی جان (۲) نہایت وفادار (۳) محبوبہ۔

"اپنی تو عید جانِ وفا تیری دید ہے"

(د ن: ص ۱۴۷)

جان بلب بولان [ف۔ب۔ترکیب]

بولان کے ویران و تباہ ہونے کے وقت کا قریب آنا۔

"دل کا راہ گزر ہے سُونا، آس تھکی ہے، وہ عالم ہے جان

بلب بولان ہو جیسے"

(س ب: ص ۱۵۵)

جان وتن کا نشہ [ف۔ا۔ترکیب]

جسم اور جان کو نچھاور کرنے کی شدید خواہش۔

"مگر یہ جرعۂ شفاف جان وتن کا نشہ"

(س ب: ص ۵۱)

جاں دادنی [ف۔صف]

جان قربان کرنے کا ہُنر۔

"جاں دادنی تو اپنی ہے مشہور ایک لَت"

(د ن: ص ۱۴۷)

جاں کا حبس [ف۔ترکیب]

(۲) جسم سے ہوا کا بند ہو جانا (۱) گھٹن محسوس کرنا۔

"ہم سے پھوٹے عطا یہ جاں کا حبس"

(س ب:ص۵۴)

جاں کا عرق[ا۔ترکیب]
جسم سے نکلا ہوا خون۔
''ہم تہہِ خاک کئے جاں کا عرق اُن کے لئے''
(س ب:ص۱۲۱)

جاں کا ہُنر [ف۔ترکیب]
وہ ہُنر جس کے ذریعے جان دینے کی ترغیب دی جائے۔
''جن کو کارِ ہستی میں، جاں کا ہُنر بھی بار تھا''
(ب گ:ص۵۲)

جانبِ کعبہ[ف۔ترکیب]
(۱)وہ سمت جس میں خانہِ کعبہ واقع ہے(۱) قبلہ
''جانبِ کعبہ سے اُٹھی ہے گھٹا
جل تھلائے گا بَن ہو یا صحرا''
(دن:ص۱۴۳)

جبر کا سنگیں دل[ف۔صف]
ظلم کا پتھر جیسا دل۔مراد سخت مظالم۔
''جبر کا سنگیں دل پھر بھی نہ پگھل سکا''
(ش ش:ص۱۲۹)

جبر کے آغوش[ا۔ترکیب]
ظلم بغل گیر میں ہونا۔
''ہزار جبر کے آغوش میں مہکتی ہے''
(م ب م د:ص۷۱)

جبیں کی چمک[ا۔ترکیب]
(۱) پیشانی سے پیدا ہونے والی روشنی (۲) پیشانی کا جلوہ۔
''اب روشنی ہوئی ہے جبیں کی چمک کے ساتھ''
(ب گ:ص۶۵)

جدوجہد کی ضرب[ا۔ترکیب]
وہ چوٹ جو سخت کوشش کے بعد لگائی جائے۔
''اجالے کے سُورما سپوتوں کی جدوجہد کی ضرب''
(ش ش:ص۱۲۹)

جذبِ زمیں[ف۔صف]
کسی چیز کا زمین میں جذب ہونے کا عمل۔
''شعلہ ہو جذبِ زمیں اور لپکتا جائے''
(س ب:ص۱۴۶)

جذبِ نظر کرنا[ف۔ا۔ترکیب]
(۱) نظر سے اپنی جانب مائل کرنا (۲) نظر سے کھینچ کر لے اپنی جانب لانا۔
''تجھ کو ہر زاویہ سے جذبِ نظر کرتا ہوں''
(س ب:ص۴۳)

جرعۂ جاں بخش[ف۔ترکیب]
شدید طلب کے بعد وہ گھونٹ جن کے پینے سے شرابی کی جان میں پھر سے تازگی آجاتی ہے۔
''یہ جرعۂ جاں بخش ہی سرمایہ نہیں شادؔ''
(س ب:ص۶۷)

جرعۂ شفاف[ف۔صف]
وہ گھونٹ جو سیدھا حلق میں اُتر جاتا ہے۔

''مگر یہ جرعۂ شفاف جان وتن کا نشہ''

(س ب: ص ۵۱)

جرعۂ مہتاب صفت [ف۔ترکیب]

چاند جیسی روشنی کا ایک حصہ۔

''تو نہیں ہے تو ہر اک جرعۂ مہتاب صفت''

(س ب: ص ۱۰۱)

جُرمِ احساس [ف۔ترکیب]

(۱) احساس کا جرم (۲) وہ جرم جو فہم و شعور پھیلانے پر کسی پر سرزد ہو جائے۔

''جُرمِ احساس ہے اَے شاؔد یہ دُزدانہ وصال''

(س ب: ص ۵۰)

جرمِ عرضِ طلب [ف۔ترکیب]

وہ جرم جو اپنے حق کے مطالبے پر کسی پر لگائی جائے۔

''میرے آنگن کا سورج سلامت جرمِ عرضِ طلب شب تلک ہے''

(س ب: ص ۱۲۸)

جُرمِ وفا [ف۔ترکیب]

دوستی نباہنے کا قصور۔

''آرزو جرمِ وفا ہے کہ جو بھولے سے ہو''

(ب م ت ا: ص ۷۳)

جزا کا برزخ [ف۔ترکیب]

کسی اچھے کام کے بدلے میں رُکاوٹ ملنا۔

''اِک جزا کا بُرزخ ہے، یہ طلب کدہ اچھا''

(ب گ: ص ۲۶)

جستجوئے آرزو کرنا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) خواہش کو تلاش کرنا (۲) خواہش کی تکمیل کے لیے جستجو کرنا۔

''عطا ب جستجوئے آرزو کر''

(س م د: ص ۹۶)

جسمِ فگار [ف۔صف]

وہ جسم جس پر زخم لگے ہوئے ہوں۔

''جسمِ فگار بھی یہ مرا مسکرا اُٹھے''

(دن: ص ۱۴۹)

جسم بے سکت [ف۔صف]

وہ جسم جس میں حرکت کرنے کی طاقت نہ رہے۔

''گھر منجمد ہیں، راہ جمی، جسم بے سکت''

(ب گ: ص ۳۴)

جسم تھرکنا [ا۔صف]

(۱) جسم کا حرکت کرنا (۲) ناچتے وقت جسم کو حرکت دینا۔

''زَر کی جھنکار پر جسم تھرکتے ہیں''

(ج ب ش ا: ص ۴۷)

جسم جسم دَہکنا [ا۔ترکیب]

تمام لوگوں کے جسم میں گرمجوشی پیدا ہونا۔

''تو جسم جسم دَہکتا رہا گلابوں سے''

(س ب: ص ۳۹)

جسم کا پرچم [ا۔ترکیب]

(۱) بدن پر پہنے ہوئے کپڑے (۲) جسم کی علامت۔

''لہرلہر کھلتا ہے
اُس کے جسم کا پرچم''

(ب گ:ص۶۰)

جسم کا طلسم [ا۔ترکیب]

جسم کی خوبصورتی جو دوسروں کو اپنی جانب راغب کرتا ہے۔

''ہونٹوں کا عکس، رُوپ کا رَس، جسم کا طلسم''

(س ب:ص۱۶۲)

جسم کا گلاب [ا۔ترکیب]

جسم کا سُرخی مائل رنگت۔

''اور ترے جسم کا گلاب ہوا''

(س ب:ص۵۷)

جسم کا نشہ [ا۔ترکیب]

محبوبہ کے بدن کو چُھونے کی شدید خواہش۔

''شآد، اس جسم کا نشہ، دل کو کھینچ رہا ہے''

(ب گ:ص۵۰)

جسم کی برف [ا۔ترکیب]

محبوبہ کے بدن سے اُٹھنے والی سردی۔

''کیوں پگھلتی ہے مرے قُرب سے اُس جسم کی برف''

(س ب:ص۱۶۵)

جسم کی وادی [ا۔ترکیب]

محبوبہ کے بدن کے اطراف۔

''اپنے حسن کا موسم
اپنے جسم کی وادی''

(س ب:ص۶۲)

جسم کے گیت [ا۔ترکیب]

وہ گیت جس میں محبوبہ کے بدن کی تعریف بیان کی جائے۔

''برف کی رات سُنا کرتے تھے تیرے جسم کے گیت''

(س ب:ص۷۵)

جسم وجاں [ع۔مرکب]

بدن اور رُوح۔

مراد: نہایت عزیز۔ زندگی۔

''میں معدوم ایسا تھا، لیکن وہ تم تھے، کہ قطرہ بہ قطرہ مرے
جسم وجاں میں''

(س ب:ص۱۷۰)

جفاؤں کے ستم کھانا [ا۔ترکیب]

زیادتیاں برداشت کرنا۔

''ہم اپنی ہی جفاؤں کے ستم کھائے ہوئے''

(ب م ت ا:ص۷۳)

جگر کا قرار [ا۔ترکیب]

جگر کو ملنے والی راحت۔

مراد: محبت میں ملنے والی چین وسکون۔

''نظر کا پیار، جگر کا قرار کیا جانیں''

(م ب م د:ص۷۱)

جگر کے پار ہونا [محاورہ]
(۱) بھرپور زخم لگنا (۲) کسی بات سے دل ٹوٹ جانا۔
(ف ال)
"جگر کے پار ہوئی، صورتِ شرار گری"
(س ب: ص ۵۵)

جگر کے داغ [ا۔ترکیب]
(۱) جگر کا زخم (۲) اولاد کے مرنے کا غم۔
"عطا کرو کوئی صدمہ جگر کے داغ کہ پھول"
(س ب: ص ۳۷)

جگمگاتی حور [ا۔صف]
جنّت کی خوبصورت عورت۔ مراد: نہایت حسین۔
"اِس جگمگاتی حُور کو
ہالوہلو ہالوہلو"
(دن: ص ۶۵)

جل تھلانا [ا۔مص]
کسی مقام کا پانی سے بھر جانا۔ مراد: دلدل
"جانبِ کعبہ سے اُٹھی ہے گھٹا
جل تھلائے گا بَن ہو یا صحرا"
(دن: ص ۱۴۳)

جلے پتھر [ا۔صف]
پتّھروں کا سخت دھوپ کی وجہ سے گرم ہو جانا۔
"گزرتے ہوئے کاروانوں کی یادیں
جلے پتھروں پر"
(س ب: ص ۲۳)

جلوت گہہِ جاناں [ف۔ترکیب]
وہ مقام جہاں محبوبہ آ کر خود کو دکھاتی ہے۔
"کُنجِ تنہائی میں جلوت گہہِ جاناں کی طرح"
(س ب: ص ۳۵)

جلوہ گاہ [ف۔صف]
(۱) جلوہ دکھانے کی جگہ (۲) تماشا گاہ (۳) حجلہ عروسی۔
(ف۔ال)
"وہ اِک چراغ کہ جو تیری جلوہ گاہ میں ہے"
(ب گ: ص ۱۵)

جلوہ گر [ا۔صف]
(۱) جلوہ دکھانے والا۔ (ح ال)
"اُٹھے جدھر نظر
ہو تُو ہی جلوہ گر
تیرا ہی پیرہن
چمن چمن
ہر آبشار آ"
(س ب: ص ۱۹۰)

جمال کی مَستی [ا۔ترکیب]
(۱) خوبصورتی کی وجہ سے لڑکی کا متوالا پن۔
(۲) خوبصورتی کی وجہ سے جوش و شہوت۔
"ترے جمال کی مَستی ہے میرے فن کا نشہ"
(س ب: ص ۵۲)

جمتی ہُوئی سوچیں [ا۔صف]

(۱) منجمد خیالات (۲) غیر لچکدار فکر و خیال۔

''کہیں جمتی ہُوئی سوچیں، کہیں ٹھٹھرتے ہوئے خواب''

(س ب: ص ۱۸۰)

جمی ہوا کے خشکابے [ا۔ترکیب]

وہ ناخوشگوار مقام جہاں سخت سرد ہوائیں چلتی ہیں۔

''جمی ہوا کے خشکابے میں

گرتے پتّے

بوند

یخ کے سیل خرابے میں''

(س ب: ص ۱۴۲)

جُنبشِ گُل زمیں مانگنا [ف۔ا۔ترکیب]

زمین میں حرکت پیدا کرنے کا خواہش مند۔

مراد: توقعات سے بڑھ کر مطالبہ کرنا۔

''مِری فُرصتِ دَم گزیدہ سے کیا جنبشِ گُل زمیں مانگتے

ہیں''

(س ب: ص ۸۵)

جُنبشِ قہر زمیں ہونا [ف۔ا۔ترکیب]

زلزلہ کی مانند تباہ کُن ہو جانا۔

مراد: نہایت ہی طاقتور ہونا۔

''یاد رکھنا اِک جنبشِ قہر زمیں ہوں میں''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

جنّت بریں کی چاہت [ا۔ترکیب]

جنّت کی طرح کسی چیز کا طلبگار ہونا۔

''محبت کی جنّت بریں کی چاہت ہیں''

(ش ش: ص ۱۲۹)

جنّتِ حسین کے نظارے [ا۔ترکیب]

خوبصورت جنّت کے جلوے۔

مراد: خوبصورت سرزمین کے منظر۔

''اِس جنّتِ حسین کے نظاروں کو کیا کروں''

(دن: ص ۱۴۹)

جنّتِ نظر [ف۔ترکیب]

نظروں میں کسی کو جنّت جیسا تصور کرنا۔

مراد: نہایت حسین محبوبہ۔

''جانا ہی ہے جو گاؤں تو جا، جنّتِ نظر''

(دن: ص ۱۴۷)

جنّتی جسم [ا۔صف]

خوبصور بدن۔ مراد: حور

''جنّتی جسم کہ آرام کو کرے راندۂ درگاہِ ازل''

(س ب: ص ۱۶۷)

جنگل کی شام آنا [ا۔ترکیب]

جنگل میں گزاری جانے والی شام کا آنا۔

مراد: اداس کرنے والی شام کا آنا۔

''بَس، اِس کے بعد تو جنگل کی شام آتی ہے''

(ب گ: ص ۴۵)

جنم جنم کی پیاس[ا۔ترکیب]
(۱)وراثت میں ملنے والی آرزوئیں۔
''جنم جنم کی پیاس بجھائے،ایک سلگتی آس،دل سیلاب
طلب بولان ہوجیسے''
(س ب:ص۱۵۵)

جنم کی مَسافت[ا۔صف]
پیدائش سے لیکرآخرت تک کا سفر۔
''مجھے نزع کی محرمی
جنم کی مَسافت میں ارزاں کیا ہے''
(س ب:ص۸۲)

جُنوں دماغ[ف۔صف]
انتہا تک کام کرنے والا ذہن۔
مراد: نہایت غصہ کرنے والا شخص۔
''صدف نگاہ کہ نغمہ،جنوں دماغ کہ پھول''
(س ب:ص۳۷)

جُوار کا دانہ[ا۔ترکیب]
جوار کے فصل کا بیج۔
''اور اگر جوار کا دانہ بن جاؤں میں،جو پڑا ہو کسی خشک
میدان میں''

جواں اسپ کی مغرورلگام[ف۔ا۔ترکیب]
نوعمر گھوڑے کا لگام جس کو قابو کرنا مشکل ہوتا ہے۔
''کوندتی برق ہے شمشیرِ برہنہ اُس کی
اور دھنک اُس کے جواں اسپ کی مغرورلگام''
(دن:ص۱۶۷)

جواں تیغ آزما[ف۔صف]
تلوار چلانے والا ماہر نوجوان۔
''مبارک اس کی غیرت کو حیا کو
مبارک اِس جواں تیغ آزما کو''
(دن:ص۷۱)

جواں سال بی بی[۔صف]
نوعمر عورت۔
''اور زینت ہے اس کی
جواں سال بی بی
نئے سُرخ جوڑے میں ملبوس''
(دن:ص۱۰۳)

جواں سورج[ا۔صف]
طلوع ہوتے وقت کا سورج،جس میں تپش نہیں ہوتی۔
''جَل رہا ہے کوئی جواں سورج''
(س ب:ص۲۴)

جوبن سنگھار[ہ۔صف]
حسن میں زیادہ نکھار پیدا کرنے والی آرائش۔
''تیرا جوبن سنگھار اور میرے لیے''
(دن:ص۱۵)

جُوت جگے ہردم[ہ۔ترکیب]
(۱)ہمیشہ چراغ روشن رہے۔(۲)ہمیشہ سے اصلاحی تحریک

کا آغاز ہو جائے۔

"رنگ ترنگ مہک مہکائے شوق شفق لالی

جوت جگے ہر دم"

(س ب:ص ۲۱۱)

جُوئے آب کی امید [ف۔ا۔ترکیب]

نہر سے پانی کے آنے کی امید رکھنا۔

مراد: اچھائی کا طلب گار ہونا۔

"رکھتے ہیں ریگ باں سے جُوئے آب کی اُمید"

(ب گ:ص ۳۴)

جوئے شہد و شیر [ف۔ترکیب]

(۱) وہ نہر جس سے شہد اور دودھ بہتے ہیں۔ (۲) جنّت کی نہر۔

"تیری قسمت میں ہو جوئے شہد و شیر"

(دن:ص ۱۶۵)

جہادِ جان و تن [ف۔ترکیب]

جسم و جان کو تحفّظ دینے کے لیے ہتھیار اٹھانا۔

"جہادِ جان و تن ہیں تقاضے سروری کے"

(س ب:ص ۸۴)

جہانِ نو کی تلاش [ف۔ا۔ترکیب]

نئی دنیا کو تلاش کرنا۔

مراد: خوشی پانے کی کوشش کرنا۔

"دہر کی تاریکیوں میں اِک جہانِ نو کی تلاش"

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

جھلسا ہُوا جھونکا [ہ۔صف]

وہ کا سخت گرم جھونکا۔

"مجھے معلوم ہے، لیکن یہاں کوئی بھی اِک لمحہ، کوئی

جُھلسا ہُوا جھونکا"

(ب گ:ص ۴۷)

جُھلسے ہُوئے صحرا [ہ۔صف]

سورج کی تپش کے باعث صحرا کا گرم ہو جانا۔

"عکس جھلسے ہوئے صحراؤں کا"

(س ب:۴۶)

جھلک دِکھلانا [محاورہ]

(۱) دم بھر کے لیے شکل دکھانا (۲) ایک لمحے کے لیے نظر آنا۔ (ف ال)

"اِک جھلک دکھلا کے کب تک روح کو ترسائے ہے"

(س ب:ص ۳۴)

جھولتی بالیاں [ہ۔صف]

کانوں میں پہنے بالیوں کا لٹکتے ہوئے ہلنا۔

"دیکھ آئینے میں جھولتی بالیاں، پیار کی چوڑیاں"

(دن:ص ۱۹)

جھل بل [ہ۔مرکب]

غصّے کے مارے جگر کاٹنا۔

"الفت ہے جھل بل لیلڑی ءَلا

آنکھوں کا کاجل لیلڑی ءَلا"

(دن:ص ۱۲۳)

جیالا سپوت [ا۔صف]

(۱) بہادر بیٹا (۲) جرأت مند فرزند۔

''ایک تجھ سا جیالا سپوت اور دوں گی جنم''

(دن:ص۸۳)

جیالے سُورما [ا۔صف]

بہادر ہیرو۔

''اَے جیالے سُورما

اے مردِ شمشیر آزما''

(دن:ص۸۷)

چ

چاٹ جانا [ا۔ترکیب]

(۱) زبان سے چاٹ کر کھا جانا۔(۲) صاف کرنا۔(۲) ختم کر دینا۔

''چاٹ جاؤں گا بن کر پہاڑی ملخ، سبز پتّوں کا جھنڈ''

(دن:ص۲۱)

چارگوش [ب۔صف]

چار کانوں والا۔

''مجھے یاد آیا بیاباں میں اونٹ اپنا

مِرے اونٹ کا نام ہے چارگوش''

(دن:ص۱۰۳)

چارہ ساز [ف۔مرکب]

(۱) بگڑا کام بنانے والا (۲) مدد کرنے والا۔

''یہ چارہ ساز، یہ غم آشنا یہ دل والے''

(م ب دم:ص۱۷)

چاق و چوبند [ف۔صف]

(۱) تیز (۲) طرّار (۳) ہوشیار (ف ال)

''مِرا اونٹ ہے چاق و چوبند

پھرتیلا

اب میری منزل مِرے سامنے ہے''

(دن:ص۱۰۳)

چاک گریباں [ف۔صف]

لباس کے گلے کے حصّے کا پھٹ جانا۔

مراد: مفلس۔

''زلزلہ دردآماں ہے، لیکن خاک بَسر، چاک گریباں، زخمِ غمِ احساس سے چُور''

(س ب:ص۱۵۵)

چاکِ ادراک [ف۔ترکیب]

(۱) کج فہمی (۲) بے عقلی۔

''چاکِ ادراک سے کس فرازِ فروزاں کا مُژدہ بنے گا''

(س ب:ص۸۶)

چاکِ پیرَہن [ف۔ترکیب]

لباس کا پھٹا ہوا جگہ۔

''مِرا جنوں ہی مِرے چاکِ پیرَہن تک تھا''

(س م د:ص۹۶)

چاکر [ب۔اسم۔تلمیح]

(۱) رِند قبیلے کا سردار میر چاکر خان رند (۲) بلوچستان کا ایک تاریخی جنگجو شخصیت۔

''چاکر نے اِک عہد کیا

چاکر رندوں کا سردار

ایک میں سے ایک ہزار''

(س ب: ص ۱۳۵)

چاندرات [ا۔مث]

پہلی رات کا چاند، یعنی جس رات ہلال نمودار ہو۔ (ن ل د)

''ہم نے چاندراتوں میں تجھ کو گنگنایا ہے''

(س ب: ص ۱۷۳)

چاندراتوں کا رَس [ا۔ترکیب]

مراد: چاندنی راتوں کی تیز روشنی

''یوں ہی مہکا رہے چاندراتوں کا رَس، یہ اَماوس کا سیلِ اَلم جائے گا''

(س ب: ص ۱۲۶)

چاندی بَنّو [ہ۔صف]

خوبصورت دلھن۔

''اس چاندی بَنّو پہ میری زندگی قربان ہے''

(دن: ص ۶۵)

چاند کلی مُرجھانا [ا۔صف]

(۱) ایک قسم کے پھول جسے چاند کلی کہتے ہیں، کا پژمُردہ ہو جانا (۲) چاند کے پھول کی کلی کا سوکھ جانا۔

''جب چاند کلی مُرجھائے

جب تارا تِل بن جائے''

(س ب: ص ۲۱۶)

چاند کی مُورت [ہ۔صف]

(۱) چاند سے بنا ہوا پُتلا (۲) چاند جیسی صورت۔

''نازک بدن گُل پیرہن، یہ چاند کی مُورت دلہن''

(دن: ص ۶۷)

چاند کے پھول [ا۔ترکیب]

ایک قسم کا سفید پھول۔ (ف ا ل)

''چاند کے پھول میں شبنم کی شراب ہے''

(س ب: ص ۱۰۰)

چاند کے سائے [ا۔صف]

سورج کے گرد گردش کرتے وقت زمین پر پڑا چاند کا سایہ۔

مراد: محبوبہ کی گئی مہربانیاں۔

''چاند کے سائے میں اُس یاد کی دھوپ''

(س ب: ۴۶)

چاند کے گہن [ا۔ترکیب]

چاند کا چکّر لگانا۔ چاند کی گردش۔

''ہمارا ذوق فقط چاند کے گہن تک تھا''

(س م د: ص ۹۶)

چاندنی رات [ا۔مث]

(۱) وہ رات جب تقریباً ساری رات چاندنی رہے۔

(۲) قمری مہینے کی چودھویں، پندرھویں اور سولھویں رات۔

''چاندنی رات میں کیا کسی نے کہا، کیا کسی نے سُنا''

(س ب: ص ۶۳)

چاندنی کی چمک [ا۔ ترکیب]

چاندرات کی روشنی۔

''یہ یخ گزیدہ شب، گرم بوسوں کی مہک

بہار میں چاندنی کی چمک''

(س م ا: ص ۵۸۹)

چاندی افزا ذہن [ا۔ صف]

مراد: روشن خیال۔ روشن دماغ

''تیرے تابناک انجم نما و چاندی افزا ذہن سے اُجالا

ہو جائے''

(ش ش: ص ۸۲)

چاندی کا برستا ہوا ابھرنا [ا۔ ترکیب]

(۱) وہ آبشار جس سے چاندی برسے (۲) چمکیلا پانی۔

''یہ شام یہ چاندی کا بَرستا ہُوا اُبھرنا''

(س ب: ص ۲۷)

چاہِ چاندنی [ف۔ ترکیب]

چاندنی کی چاہت۔

مراد: چہرے کو دیکھنے کی طلب۔

''فناہ ہوا میں تری چاہِ چاندنی کے لیے''

(غیر مطبوعہ)

چاہت کا سَنسار [ا۔ ترکیب]

خواہش کی دنیا (۲) وہ دنیا جہاں ہر طرف پیار و محبت ہو۔

''پیار ترا آنکھوں میں اتاروں

چاہت کا سنسار سَنواروں''

(س ب: ص ۲۰۰)

چاہتوں کی ناتمامی [ا۔ ترکیب]

خواہشات کے نامکمل ہونے کی کیفیت۔

''یہ عشق شعاری اور چاہتوں کی ناتمامی، ہم پر بہت گراں

گُزرے''

(ش ش: ص ۴۱)

چاہتوں کے چراغ [ا۔ ترکیب]

وہ خواہشات جن کے پورے ہونے کے امکان ظاہر ہوں۔

''ہر ایک سَمت چکا چوند چاہتوں کے چراغ''

(س ب: ص ۳۹)

چاہتوں کے سراب [ا۔ ترکیب]

وہ خواہشات جن کے پورا ہونے کے امکانات نہ ہوں۔

''قدم قدم پہ چمکتے ہیں چاہتوں کے سراب''

(س ب: ص ۵۴)

چاہی کبوتر [ب۔ صف]

کبوتر جیسا ایک پرندہ جو ویران کنواؤں میں بسیرا کرتا ہے۔

''یہ چاہی کبوتر سرِ آب جُو

جو خراماں ہے

جب دیکھتا ہوں''

(دن: ص ۱۰۵)

چُبھن کا نشہ [ا۔ ترکیب]

درد کی کھٹک محسوس کرنے کا طلب۔

''مجھے یہ غم کہ نہیں رُوح تک چبھن کا نشہ''

(س ب: ص ۵۲)

چُپ آنکھیں [ا۔ ترکیب]

مراد: بند آنکھیں۔

''بجھنے سے قبل

چراغ کی لو

سکرات سے پہلے

چُپ آنکھیں''

(س ب: ص ۱۵۹)

چُپ سُونا آنگن [ہ۔ صف]

گھر کا غیر آباد صحن جہاں سے کوئی آواز نہ آئے۔

''چُپ سُونا آنگن بھی دل کو سُر سنسار لگے''

(س ب: ص ۲۱۲)

چُپ غوغا [ا۔ ترکیب]

خاموشی اور شور وغل۔

''کل بھی رُت کی چیخ تھی

اور چپ غوغا تھی''

(س ب: ص ۱۵۱)

چُپ کی چاپ [ا۔ ترکیب]

(۱) خاموشی کی آواز (۲) سناٹے میں سُنائی دینے والی آہٹ۔

''سناٹے کا کورا کاغذ کس چُپ کی چاپ نہیں''

(س ب: ص ۱۵۴)

چُپ کی دُھندھناہٹ [ا۔ ترکیب]

ہر طرف خاموشی اور سناٹے کا منظر۔

''مرہمی کراہوں میں

چُپ کی دُھندھناہٹ ہے''

(س ب: ص ۱۰۹)

چُپ کی شِکن [ا۔ ترکیب]

خاموشی کی لکیر۔

''یہ چُپ کی شِکن، دل کی تہوں میں نہ اُتر جائے''

(س ب: ص ۱۷۴)

چٹانوں کی نگہداری [ا۔ ترکیب]

(۱) سنگلاخ پہاڑوں کی پناہ میں (۲) ظالموں کی پناہ میں۔

''تم تو ریشم تھے چٹانوں کی نگہداری میں''

(س ب: ص ٦٦)

چراغِ رہگزر [ف۔ ترکیب]

راستے کا چراغ۔ مراد: مددگار

''بُجھ جائے گی تیرے بِنا

دل ہے چراغِ رہگزر''

(دن: ص ۵۵)

چَراغِ شَب [ف۔ ترکیب]

(۱) رات کا شمع (۲) رات میں جلائی ہوئی چراغ۔

''ہم سو گئے شَفق کو سمجھ کر چراغِ شَب''

(س ب: ص ۱۶۲)

چراغ کی لو [ف۔ ترکیب]

شمع سے اُٹھنے والی گرمی۔

''بجھنے سے قبل
چراغ کی لو
سکرات سے پہلے
چُپ آنکھیں''

(س ب: ص ۱۵۹)

چرخِ شعلہ بار [ف۔ ترکیب]

آگ برستا ہوا آسمان۔ مراد: بُری تقدیر

''اس چرخِ شعلہ بار نے برباد کر دیا
تقدیرِ نابکار نے برباد کر دیا''

(دن: ص ۱۶۱)

چشم براہ [ف۔ ترکیب]

راستے پر لگی ہوئی نظریں۔

مراد: انتظار کرنا۔ آس لگانا۔

''میں ہوں اس کی انتظار میں کب سے
چشم براہ...... گوش برآواز''

(دن: ص ۹۹)

چشمِ بصیرت [ف۔ صف]

مراد: اہلِ عقل۔ وہ لوگ جو ہر معاملات پر قدرت رکھتے ہیں۔

''ہم چشمِ بصیرت کے ہاتھوں
ذلیل و خوار
سینہ فگار''

(ج ب ش ا: ص ۷۴)

چشمِ خمار آلود کا بہار [ف۔ ا۔ ترکیب]

متوالا آنکھوں سے خوشی کا اظہار۔

''اس چشمِ خمار آلود کا بہار کہ خوشبوؤں میں لپٹا بدن''

(ش ش: ص ۴۱)

چشمِ سُرمہ سا [ف۔ صف]

سرمہ لگائی ہوئی آنکھیں۔

''اِس چشمِ سُرمہ سا کی جسے مِل گئی وفا''

(دن: ص ۱۴۵)

چشمِ عاشق [ف۔ ترکیب]

(۱) عاشق کی نگاہ (۲) محبوبہ کی نگاہ۔

''یا انتظارِ خدا کہ کب ہوگی ختم
یا چشمِ عاشق کی طرح ہو''

(ج ب ش ا: ص ۷۳)

چشمِ غم کی شبنم [ف۔ ا۔ ترکیب]

غم کے مارے آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسو۔

''یہاں چشمِ غم کی شبنم، یہاں خونِ دل کی لالی''

(س م د: ص ۹۶)

چشمِ نم سے ڈھلکنا [ف۔ ا۔ ترکیب]

آنکھ کی آنسو کے ساتھ بہہ جانا۔

''کوئی جیسے قطرۂ خوں، میری چشمِ نم سے ڈھلکے''

(س م د: ص ۷۳)

چشمۂ جاں [ف۔ترکیب]

جان کا چشمہ۔ مراد: زندگی۔

''پیار تیرا چشمۂ جاں پر شفق کا سایہ ہے''

(س ب: ص ۱۹۲)

چشمۂ دل [ف۔ترکیب]

دل کا چشمہ۔ مراد: سینہ

''چشمۂ دل بجھا ہُوا، خیمۂ جاں، جلا ہُوا''

(س ب: ص ۱۷۸)

چکا چوند [ا۔مث]

تیز روشنی کے باعث آنکھوں کا جھپکنا۔ (ف ال)

''ہر ایک سَمت چکا چوند چاہتوں کے چراغ''

(س ب: ص ۳۹)

چلتن کی چوٹی بننا [ا۔ترکیب]

کوئٹہ میں موجود چلتن پہاڑ کی چوٹی کی طرح بلند ہو جانا۔

''میں چلتن کی چوٹی بن کر، ڈھلوانوں میں بہتا جاؤں''

(س ب: ص ۱۶۰)

چلچلاتی دُھوپ [ف۔ترکیب]

نہایت تیز دھوپ۔

''چلچلاتی دُھوپ، دل اور اضطراب''

(ب گ: ص ۴۸)

چمن چمن [ا۔تکرار]

ہر طرف بہار کا منظر۔

''اُٹھے جدھر نظر

ہو تُو ہی جلوہ گر

تیرا ہی پیرہن

چمن چمن

ہر آبشار آ''

(س ب: ص ۱۹۰)

چمن کی صورت [ا۔ترکیب]

(۱) باغ کی طرح تر و تازہ (۲) باغ کی طرح سرسبز۔

''مسکراتا ہے تو کھلتی ہے چمن کی صورت''

(س ب: ص ۲۱۴)

چوبِ صحرا [ف۔ترکیب]

صحرا میں پڑی ہوئی لکڑی۔

مراد: بے کار چیز۔

''چوبِ صحرا بھی وہاں رَشکِ ثمر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

چوبی جھونپڑے [ا۔صف]

لکڑیوں سے بنے ہوئے گھر۔

''دیکھ! اس چوبی جھونپڑے کے ماہِ تمام کی گرم بانہوں میں''

(ش ش: ص ۴۱)

چوپایہ [ہ۔ا۔مذ]

(۱) چار پاؤں کا مویشی (۲) حیوانِ مطلق۔ (ف ال)

''میں کاٹ لوں یہ زبان

جو ہے چوپایوں سی

کہ طعنوں سے بوجھل، اس سرکو''

(م ت زاب: ص ۴۲۳)

چہ غم [ف۔ ترکیب]

(۱) کیا غم (۲) کچھ پرواہ نہیں۔

''چہ غم کہ دشمنِ ایمان کمین گاہ میں ہے''

(ب گ: ص ۱۵)

چہرے بُننا [ا۔ ترکیب]

چہرے بنانا۔ مراد: نقش کاری کرنا۔

''میں نے لفظوں سے چہرے بُننے ہیں''

(س ب: ص ۲۸)

چھَن چھَنا چھَن [ہ۔ ترکیب]

گھنگرو بجنے کی آواز۔

''ہے دُور تلک چھَن چھَنا چھَن کی آواز''

(س ب: ص ۴۱)

چھید چھتوں والے [ہ۔ ترکیب]

وہ لوگ جن کے گھروں کی چھتوں میں سوراخیں ہوں۔

مراد: غریب۔

''آنگن میں بھی آتے ہیں ہم چھید چھتوں والے''

(س ب: ص ۱۴۴)

چیرہ دستِ وفا [ف۔ ترکیب]

طاقت ور کی خیر خواہی۔

''کبھی تو یہ بھی مسیحا تھا چیرہ دستِ وفا''

(س ب: ص ۹۰)

ح

حاکمیت کا اعلان [ا۔ ترکیب]

حکومت قائم کرنے کا اعلان۔

''تم نے اِک نئی حاکمیت کا اعلان کیا''

(ج ب ش ا: ص ۸۰)

حالِ مُبتلا [ف۔ ترکیب]

عاشق کی حالتِ زار۔

''نگاہِ دردطلب، حالِ مُبتلا پہ نہ جا''

(س ب: ص ۹۰)

حالتِ مادرِ شفق [ف۔ ترکیب]

محبتوں کی سرزمین کی خراب حالتِ زار۔

''حالتِ مادرِ شفق

کتنی زبون وزار ہے

دن میں دھواں دھواں سی وہ

راتوں کو اشکبار ہے''

(دن: ص ۱۵۹)

حانی [ب۔ اسم۔ تلمیح]

(۱) بلوچی رومانوی داستان ''حانی وشے مرید'' کا خاتون کردار۔ (۲) بلوچ تاریخی شخصیت میر چاکر خان رند کی بیوی اور شے مرید کی محبوبہ۔

''حانی...... سچا پیار، کہ جس کو میں نے اپنے قوم کی نذر کیا

پس ت مجھ سے ہار گیا

تجھ سے تیرا پیار گیا

سردار گیا''

(س ب: ص ۱۶۰)

حباب لکھنا[ا۔ ترکیب]

پانی کا بلبلہ قرار دینا۔

''مگر مجھے کوئی شبنم کہے، حباب لکھے''

(ب گ: ص ۱۸)

حبابِ آب[ف۔ ترکیب]

پانی کے بلبلے جو اُٹھ کر ختم ہو جاتے ہیں۔

''کہ حبابِ آب ہے، اور آب ہوا''

(س ب: ص ۵۴)

حبس رُت بدلنا[محاورہ]

رُکاوٹ کا دور ہو جانا۔

''اب کی چُپ دَہکتا ہے حَبس رُت بدلنے کا''

(س ب: ص ۱۱۶)

حَبسِ جاں[ف۔ ترکیب]

وہ قید خانہ جس میں انسانوں کی جانیں لی جاتی ہیں۔

''کچھ ہوا کے حرفِ ساکت

کچھ سکوت آسا صدائیں

حبسِ جاں''

(س ب: ص ۱۵۷)

حجابِ حبس[ف۔ ترکیب]

(۱) غیرت کے قید میں ہونا (۲) حیادار ہونا۔

''وہ حجابِ حبس میں کب ہوا جو سُخن رہا''

(س ب: ص ۱۰۸)

حجر کہلانا[ا۔ ترکیب]

(۱) پتھر قرار دینا

مراد: بے حس کہنا۔ بے کار سمجھنا۔

''ہم خزاں بخت شجر ہو کے حجر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

حدِ آشیاں بندی[ف۔ ترکیب]

گھر بنانے کے لیے حدود کا تعین کرنا۔

مراد: پہلے سے منصوبہ بندی کرنا۔

''اُڑے تو طے ہی نہ کی حدِ آشیاں بندی''

(ب گ: ص ۴۰)

حدِ ادراک[ف۔ ترکیب]

سوچنے اور سمجھنے کے حدود۔

''حدِ ادراک تک ہے بے اَنت ظلمتوں کا فسوں پھیلا''

(س ب: ص ۹۹)

حدِ نگاہ سے پَرے[ف۔ ا۔ ترکیب]

نظر کی حدود سے باہر۔

''خاکِ منزل کی سوغات حدِ نگاہ سے پرے ہے''

(ج ب ش ا: ص ۷۵)

حدود و قیود[ع۔ ترکیب]

سرحدیں اور پابندیاں۔

مراد: اصول اور ضابطے

''نہیں زمان ومکاں تھا، نہیں حدود و قیود''

(س ب: ص ۸۱)

حرف حرف کا رَس [ا۔ ترکیب]

(۱) تمام حروف کا نچوڑ (۲) تمام حروف کے معنی۔

''پھوار بَن کے گرے جیسے حرف حرف کا رَس''

(س ب: ص ۵۷)

حرفِ جاں بار [ف۔ ترکیب]

وہ حرف جو مزاج پر ناگوار گزرے۔

''جب سَرِ گنگ زارِ ہوس حرفِ جاں بار تھا، تم کہاں تھے؟''

(س ب: ص ۱۲۴)

حرفِ دلکشا [ف۔ صف]

(۱) دل کو خوش کرنے والا حرف (۲) دل شگفتہ کرنے والا حرف۔ مراد: روشن حرف

''وصل نامیّسر سے، حرفِ دلکشا اچھا''

(ب گ: ص ۲۶)

حرفِ زباں [ف۔ ترکیب]

وہ حرف جو ہر کسی کے زبان پر ہوں۔

مراد: مشہور حرف۔

''بچّے، دوست، محبّت کرنے والے سب سچّے

حرفِ زباں کی نذر ہوئے''

(س ب: ص ۱۳۵)

حرفِ ساکت [ا۔ ترکیب]

وہ حرف جس کا کوئی معنی نہ ہو۔

''کچھ ہوا کے حرفِ ساکت

کچھ سکوت آسا صدائیں''

(س ب: ص ۱۵۷)

حرفِ سطحِ آب [ف۔ ترکیب]

مراد: نہایت آسان حرف۔ غیر مناسب حرف۔

''وہ حرفِ سطحِ آب کا اِک نقش سا لگا''

(ب گ: ص ۶۳)

حرفِ صورتِ دل [ف۔ ترکیب]

وہ حرف جو دل کے خیالات کی صحیح عکاسی کرے۔

''میں چُوم چُوم لوں ایک ایک حرفِ صورتِ دل''

(س ب: ص ۳۹)

حرفِ وصال [ف۔ ترکیب]

وہ حرف جو معشوقہ سے ملتے وقت ادا کیا جائے۔

''حرفِ وصال اس کے لئے چاندنی میں دھوپ''

(س ب: ص ۱۹۲)

حرف کا تیشہ [ا۔ ترکیب]

زبان چلا کر دکھ پہنچانا۔

''آئے گا کوئی سنگِ صدا، حرف کا تیشہ گونجے گا''

(س ب: ص ۱۱۸)

حُرمت کا بھرم توڑ دینا [ا۔ ترکیب]

(۱) تقدس کے راز کو پاش کرنا (۲) پاک دامنی کو پائمال کرنا۔

''تیرے اندیشہء بے سود نے انجیر کی حرمت کا بھرم توڑ دیا''

(س ب:ص ۱۳۳)

حُرمت کے بازار [ا۔ترکیب]

عزّت کا بازار۔

مراد: بے آبرو ہو جانا۔ بدنامی کا چرچا ہو جانا۔

''تیری لاج اور میرے پیار کی حرمت کے بازار میں''

(ش ش:ص ۴۲)

حسّاس خبر [ا۔ترکیب]

(۱) زیادہ محسوس کی جانے والی خبر (۲) نہایت اہم خبر۔

''کتنے حسّاس خبروں پر بدلتے ہوئے لوگ''

(ب م ت ا:ص ۷۳)

حسرت بھری آنکھوں کو تکنا [ا۔ترکیب]

کسی چیز کی طلبگار آنکھوں کو گھورنا۔

''مری حسرت بھری آنکھوں کو تکتی ہیں''

(ب گ:ص ۷۳)

حسرت زار [ا۔صف]

زندگی کے تمناؤں کا مقام۔

مراد: دل

''زیست کے حسرت زار میں تنہا، پیار میں تنہا،

میری وفا بھی ایک عجب، بولان ہو جیسے''

(س ب:ص ۱۵۵)

حسرت زدہ شہید [ا۔ترکیب]

وہ شخص جو اپنی تمنائیں پورا کرانے پر جان نچھاور کرے۔

''حسرت زدہ شہید سے کیا مانگتے ہیں لوگ''

(ب گ:ص ۳۴)

حسرتوں کا شہر [ا۔ترکیب]

وہ شہر جس میں تمنائیں بستی ہیں۔

مراد: دل

''طوفانِ غم نے لوٹ لیا حسرتوں کا شہر''

(دن:ص ۱۶۳)

حسرتوں کا لشکر [ا۔ترکیب]

ڈھیر ساری خواہشات دل میں رکھنا۔

''کہ میرے ساتھ مری حسرتوں کا لشکر تھا''

(س ب:ص ۱۰۷)

حُسنِ ظن ہونا [ا۔ترکیب]

(۱) نیک گمان رکھنا (۲) کسی کے متعلق اچھا خیال رکھنا۔

''حسن پر نچھاور ہو جاؤں

لیکن!

حُسن میں حُسنِ ظن ہو اور جان لے''

(ش ش:ص ۴۰)

حُسن کا احسان [ا۔ترکیب]

حُسن کے اثرات کا باقی رہ جانا۔

''پَت جھڑ پہ ترے حُسن کا احسان ہی رِہ جائے''

(س ب:ص ۲۶)

حُسن کا وِرد [ا۔ترکیب]

بار بار حُسن کی تعریف کرنا۔

''یوں ہر روز سُنا کرتے تھے تیرے حُسن کا وِرد''

(س ب:ص ۷۵)

حُسن کا معیار [ا۔ترکیب]
خوبصورتی کو جانچنے کا پیمانہ یا اصول۔
''یہاں یہ عشق کا دستور، حُسن کا معیار''
(م ب م د:ص ۷۱)

حُسن کا موسم [ا۔ترکیب]
حُسن کو دکھانے کا سماں۔ مراد: مقابلۂ حُسن۔
''کرِ حسہ کی شہزادی
کیا ہمیں دکھائے گی
اپنے حُسن کا موسم
اپنے جسم کی وادی''
(ب گ:ص ۶۱)

حُسن کی دیوار [ا۔ترکیب]
چارسُو خوبصورتی کا سماں۔
''آرزو حُسن کی دیوار سے ٹکرائی ہے''
(س ب:ص ۱۰۰)

حُسن کی کتاب [ا۔ترکیب]
(۱) چہرے کی شفافیت (۲) چہرے کی خوبصورتی۔
''کلامِ پاک چنوں حُسن کی کتابوں سے''
(س ب:ص ۳۹)

حسن کی مُورت [ہ۔ترکیب]
(۱) خوبصورت کی بُت (۲) خوبصورتی کا نمونہ۔
''من موہنی صورت ہے
تو حُسن کی مُورت ہے''
(دن:ص ۲۵)

حُسنِ استحکام [ف۔ترکیب]
وہ حُسن جو نہایت ہی پختہ ہو۔
''لیکن اُس کا وہ حُسنِ استحکام
اور اُس کی وہ آب وتاب تمام
اَب ہے کہ اِک خواب، اِک خیالِ خام''
(م ت زاب:ص ۳۲۱)

حُسنِ تازہ [ف۔صف]
نوعمر لڑکی کا حُسن۔
''وہ حُسنِ تازہ کہ بخشے مئے کہن کا نشہ''
(س ب:ص ۵۱)

حسنِ تقدس [ف۔ترکیب]
(۱) پاکیزہ حُسن (۲) وہ خوبصورتی جس میں کوئی عیب نہ ہو۔
''خلوصِ شوق اور حسنِ تقدس سے گھنی شب کی مہکتی تیرگی
میں گھول کر''
(دن:ص ۱۳۹)

حُسنِ کائنات آفرین [ف۔ترکیب]
وہ یکتا حُسن جس کی پوری کائنات تعریف کرے۔
''حُسنِ کائنات آفرین کا قرآن لکھ رہے ہیں''
(س ب:ص ۹۹)

حُسنِ کوہسار [ف۔ترکیب]
پہاڑی سلسلوں کی رونق۔
''اَے حُسنِ کوہسار آ
تجھ بن فضائے جاں
خزاں خزاں
گُل بہار آ''
(س ب:ص ۱۸۹)

حُسنِ نظر کی سوچنا [ف۔ا۔ترکیب]
نظر میں سما جانے کے بارے میں سوچنا۔
''کہ اہلِ حسن تو حُسنِ نظر کی سوچتے ہیں''
(ب گ:ص ۴۲)

حسن وکیف ورنگ چھلکانا [ف۔ا۔ترکیب]
خوبصورتی، سرور اور رونق پھیلانا۔
''گرج کر قریۂ جاناں میں جا کر رم جھماؤ
حُسن وکیف ورنگ چھلکاؤ''
(دن:ص ۱۳۷)

حسیناؤں میں یگانہ [ا۔ترکیب]
خوبصورت عورتوں میں یگانہ۔
''جو حسیناؤں میں یگانہ ہے''
(ب ز:ص ۶۰)

حسین تصوّر [ا۔صف]
(۱) خوبصورت خیالات (۲) وہ خیالات جو اچھے تاثرات پیدا کریں۔
''پھر بھی اِک عالمِ طلب کو سمندروں کی سکون آمیز جھیلوں کی
حسین تصور''
(س ب:ص ۹۹)

حسین جذبہ [ا۔صف]
وہ جذبہ جو اچھے خواہشات کے اظہار کے باعث بنیں۔
''حسین جذبوں کو اکساؤ
پھوار و نور برساؤ''
(دن:ص ۱۳۹)

حسینِ زباد افشاں [ف۔صف]
زباد کی خوشبوؤں میں معطر خوبصورت معشوقہ۔
مراد: نہایت خوبصورت۔
''اے حسینِ زباد افشاں آ
جانِ جاں آ
آ مری جاں تجھے خدا لائے''
(دن:ص ۹۹)

حصارِ حفظ [ف۔صف]
کسی چیز کو حفاظت کے لیے گھیرے میں لے لینا۔
''حصارِ حفظ میں ہے جو تری پناہ میں ہے''
(ب گ:ص ۱۵)

حکمِ سفر [ف۔ترکیب]
سفر کرنے کی اجازت دینا۔
''دیکھ کے شب کی تیرگی، حکمِ سفر دیا، مگر''
(س ب:ص ۱۷۷)

حلاوت کا اِسم [ع۔ا۔ترکیب]
خوشی کا نام۔
''تو اس سے آتشیں طلب کا طلسم کیا ہو
تو اس حلاوت کا اِسم کیا ہو''
(س ب: ص ۴۳)

حورِ عدنِ نخلستان [ف۔ترکیب]
جنّت میں کھجور کے باغات میں رہنے والی بہشتی عورت۔
''آ مری حورِ عدنِ نخلستان
تیری دُوری بنی ہے دوزخِ جاں''
(دن: ص ۴۷)

حیات کی آیت [ا۔ترکیب]
زندگی کی علامت۔ وہ چیز جسے زندگی کا نعم البدل ٹھہرایا جا سکے۔
''جو نقطہ نقطہ حیات کی آیتوں میں معنی مثال اترے''
(س ب: ص ۴۹)

حیات کی ابتداء [ا۔ترکیب]
وہ لمحہ جب زندگی کی شروعات ہوئی تھی۔
''یار وہ ہیں
جو دائم یار ہیں
جو حیات کی ابتداء اور انتہا کے ساتھی ہیں''
(غیر مطبوعہ)

حیرتِ حالِ درماندہ [ف۔ترکیب]
کسی مصیبت زدہ شخص کی حالت پر تعجب کا اظہار کرنا۔
''مری حیرتِ حالِ درماندہ کیا موجہائے صدا آزمائے گی''
(س ب: ص ۸۶)

حیرتِ سایہ [ف۔ترکیب]
حیرانی کے عالم میں دستیاب کوئی سایہ۔
''دل وہ صحرا ہے جہاں حیرتِ سایہ بھی نہیں''
(س ب: ص ۱۰۱)

حیرتِ نُور [ف۔ترکیب]
وہ نُور جسے دیکھ کر انسان تعجب میں پڑ جاتا ہے۔
''حیرتِ نُور رہے، وہ ماہ شکن آئینہ''
(ب گ: ص ۱۳)

خ

خارِ مغیلاں [ف۔ا۔مذ]
ببول یا کیکر کے کانٹے۔ (ک ش ا: 1)
''ہم اپنے خارِ مغیلاں کے جلتے انگارے''
(ج ب ش ا: ص ۷۵)

خار و خس [ف۔مذ]
(۱) کانٹا اور گھاس (۲) کوڑا کرکٹ (۳) کچرا۔ (ف ال)
''وہ اِک لَو جو مہکے خار و خس میں''
(س ب: ص ۱۸۵)

خاص و عام صحرا [ف۔ترکیب]
(۱) اعلیٰ و ادنیٰ کی ویراں حالت (۲) تمام لوگوں کا ویران حالت۔

''چمن کہ تھا، پئے، ہر خاص و عام صحرا تھا''

(ب گ:ص ۴۰)

خاطرِ شاد [ف۔ترکیب]

(۱) شادی کی خاطر (۲) خوشحالی کی خاطر۔

''خُمارِ آبِ بقا چاہتی ہے خاطرِ شادؔ''

(س ب:ص ۵۷)

خاک بَسر [ف۔صف]

(۱) پریشان حال (۲) خراب و خستہ۔

''زلزلہ در داماں ہے، لیکن خاک بَسر، چاک گریباں، زخمِ غمِ

احساس سے چُور''

(س ب:ص ۱۵۵)

خاک اُڑنا [ا۔محاورہ]

(۱) دُھول اُڑنا۔ گرد اُڑنا (۲) رُسوا ہونا۔ مٹی پلید ہونا (۳) تباہ ہونا۔ برباد ہونا۔ کچھ نہ رہنا (۴) پریشان نظر آنا۔ رونق نہ ہونا۔ ویران ہونا۔ (ف ال)

''وہ بوند تھا، تو مرے دشتِ دِل میں خاک اُڑی''

(ب گ:ص ۳۹)

خاکِ پاک دھرتی [ا۔ترکیب]

مقدّس وطن کی مٹی۔

''خاکِ پاک دھرتی لہرائے

روپ دھنک پرچم''

(س ب:ص ۲۱۱)

خاک گُہر کہلانا [ف۔ا۔ترکیب]

مٹی کو موتی قرار دینا۔

''تری کرن کرن مسکائے

تری خاک گُہر کہلائے''

(س ب:ص ۲۰۱)

خاک نشیں [ف۔صف]

(۱) خاکسار (۲) منکسر المزاج (۳) زمین پر بیٹھنے والا۔ (ف ال)

''خلقِ خدا کو ہیچ مدان خاک نشیں کہتے ہو''

(ج ب ش ا:ص ۸۰)

خاکِ پا [ف۔صف]

(۱) پاؤں کے نیچے کی مٹی (۲) نہایت حقیر چیز۔ (ف ال)

''ستارے تیری خاکِ پا، تری غلام گردشیں''

(ب گ:ص ۱۰)

خاکِ خورشید [ف۔صف]

(۱) سورج کے سامنے اُٹھے ہوئے گرد و غبار (۲) روشنی کے سامنے پھیلے ہوئے ذرّات۔

مراد: نہایت مہنگی چیز۔

''خاکِ خورشید، ماہتاب ہوا''

(س ب:ص ۵۳)

خاکِ دشت [ف۔صف]

بیابان کی مٹی۔

''یہ خاکِ دشت ہے آب آشنا، باسی نہیں ہوتی''

(ب گ:ص ۵۵)

خاکِ منزل کی سوغات [ف۔ا۔ترکیب]

منزل سے لائی گئی وہ حقیر چیز جسے بطور تحفہ پیش کیا جائے۔

"خاکِ منزل کی سوغات حدِ نگاہ سے پرے ہے"

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

خاکسترِ تر [ف۔صف]

(۱) وہ راکھ جو گیلی ہوں (۲) تازہ راکھ۔

"اَب خود پہ کرو سایہ خاکسترِ تَر لے کر"

(س ب:ص ۱۴۹)

خاکسترِ تَن آئینہ [ف۔ترکیب]

(۱) وہ انسان جس کو جلنے کے بعد شناخت کی جائے۔

(۲) حقیر و معمولی انسان کی شناخت۔

"اُن کا دَر ہے تو یہ خاکسترِ تَن آئینہ"

(ب گ:ص ۱۴)

خاکیں سرہانے استادہ [ف۔ترکیب]

قبر کے سرہانے پر کھڑا ہونا۔

"میں غلا مک، ترا ضعیف غلام

تیرے خاکیں سرہانے اِستادہ"

(م ت زاب:ص ۳۲۱)

خاموش کلامی کرنا [ا۔ترکیب]

(۱) کچھ نہ بولنا (۲) سرگوشی کرنا۔

"اُس سے خاموش کلامی کی ہے"

(ب گ:ص ۸۲)

خاموش نگاہ [ا۔صف]

نظر کا ایک جگہ پر اٹک کر رہ جانا۔

"عالمِ نزع میں پتھرائی ہوئی

خاموش نگاہوں کی بھی زباں ہوتی ہے"

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

خانۂ خراب سجا [ا۔ترکیب]

مراد: ویراں و خستہ حال گھر آباد ہوا

"میں بُجھ گیا تو مرا خانۂ خراب سجا"

(س ب:ص ۳۱)

خانۂ ویراں [ف۔صف]

وہ مکان جو غیر آباد ہو گیا ہے۔

"یاد کے خانۂ ویراں میں شبستاں کی طرح"

(س ب:ص ۳۵)

ختمِ سفر [ف۔ترکیب]

(۱) سفر کا مکمل ہو جانا (۲) سفر کا ختم ہو جانا۔

"پھر وہی بے منزلی، ختمِ سفر کے بعد بھی"

(ب گ:ص ۳۵)

ختمِ منزل [ف۔ترکیب]

وہ منزل جو آخری ٹھکانہ ہو۔ مراد: موت

"ختمِ منزل کو اُسے، میرا، دیا درکار تھا"

(ب گ:ص ۵۲)

خدا ذوالجلال [ف۔صف]

صاحبِ جلال و بلند مرتبے والا۔

"میرا خدا ذوالجلال

قادر و دائم مثال''

(دن:ص ۷۵)

خدائے طرب شب تلک [ف۔ترکیب]

خدا کی طرف سے ملنے والی خوشی جو پوری رات برقرار رہے۔

''تو اعتبارِ چراغاں اَے خدائے طرب شَب تَلک ہے''

(س ب:ص ۱۲۸)

خدا کا سایہ [ا۔ترکیب]

اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم۔

''مری زیست، مرا سرمایہ
ہے تجھ پہ خدا کا سایہ''

(س ب:ص ۲۰۲)

خدا کی عطا [ا۔صف]

خدا کا دیا ہوا۔

''حُسن زیبا ترا، ہے خدا کی عطا''

(دن ص:۱۹)

خدنگ [ف۔ا۔مذ]

(۱) ایک قسم کا چھوٹا تیر (۲) ایک مضبوط درخت کا نام جس کی لکڑی سے تیر بناتے ہیں۔

''وہ ایک بات جو نشتر نہ تھی، خدنگ نہ تھی''

(س ب:ص ۵۵)

خرابِ روشنی [ف۔ترکیب]

(۱) روشنی کے دشمن (۲) اچھائی کا مخالف۔

''عذابِ جاں کے صدقے، خرابِ روشنی ہم''

(س ب:ص ۸۳)

خراباتیِ دوراں [ف۔ترکیب]

اپنے زمانے کا سب سے بڑا شراب نوش انسان۔

''کوئی بھی نہ تھا، مجھ سا خراباتیِ دوراں''

(ب گ:ص ۲۲)

خراماں دلرُبا [ف۔صف]

آہستہ آہستہ چلنے اور دل لبھانے والی لڑکی۔

''او! میری ماہ لقاہ...... ماہ رنگ! خراماں دلرُبا!''

(ش ش:ص ۴۱)

خراماں کبوتری [ف۔صف]

آہستہ آہستہ چلنے والی کبوتری۔

مراد: محبوبہ۔

''اور خراماں کبوتری کی طرح
مجھ کو اپنی ادا سے بہلائے''

(دن:ص ۱۱)

خزاں خزاں [ا۔تکرار]

ہر جانب خزاں۔مکمل خزاں۔

''اے حُسنِ کوہسار آ
تُجھ بِن فضائے جاں
خزاں خزاں
گُل بہار آ''

(س ب:ص ۱۸۹)

خزاں بخت شجر [ف۔ترکیب]

(۱)وہ درخت جو ہمیشہ ویران رہتا ہے۔(۲) پل نہ دینے والا درخت۔

''ہم خزاں بخت شجر ہو کے ہجر کہلائے''

(س ب:ص ۱۲۱)

خزاں کا دور [ا۔ترکیب]

پت جھڑ کا موسم۔

''خزاں کا دور ہے، غنچے کھلیں تو کیسے کھلیں''

(م ب دم:ص ۷۱)

خزاں کی گرد [ا۔ترکیب]

خزاں کے موسم میں اُٹھنے والے گرد وغبار۔

مراد: خستہ حالی کے آثار

''خزاں کی گرد نے دُھندلا دیئے ترے خاکے''

(س ب:ص ۵۹)

خشکابۂ جاں [ف۔صف]

(۱) خستہ حال وویران زندگی (۲) ناخوش گوار زندگی۔

''خشکابۂ جاں میں نہ کوئی گُل ہے نہ گھاؤ''

(س ب:ص ۶۷)

خشکابۂ مراد [ف۔صف]

(۲) خواہشات کی خستہ حالی (۲) ناخوشگوار خواہشات۔

''ویران گاہِ خواب ہے خشکابۂ مراد''

(س ب:ص ۷۳)

خشک ہونٹوں پہ بہاروں کا گزر [ا۔ترکیب]

روہانسے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا آجانا۔

''خشک ہونٹوں پہ بہاروں کا گزر کیا معنی!''

(ب م ٹ ا:ص ۷۲)

خطا کار [ع۔ف۔صف]

(۱) وہ انسان جو کوئی قصور کرتا ہے۔(۲) گنہگار۔

''ہم خطا کار، کارِ بے خطا بے خبر

تم وفادار غارت گرانِ وفا شکوہ سنج''

(س ب:ص ۱۲۵)

خطۂ جاں [ف۔ترکیب]

(۱) جسم کے چاروں اطراف (۲) پورا جسم۔

''اب خطۂ جاں وقفِ زمستان ہی رہ جائے''

(س ب:ص ۲۶)

خلعتِ ضحّاک [ف۔تلمیح]

(۱) وہ پوشاک جو جابر ایرانی بادشاہ ضحّاک پہنتا تھا (۲) جابر بادشاہ کا لباس۔

''اِس تن کو عطا خلعتِ ضحّاک نہ پہنا''

(س ب:ص ۱۷۳)

خلقِ خدا [ف۔ترکیب]

خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوق۔

''خلقِ خدا کو ہیچ مدان خاک نشیں کہتے ہو''

(ج ب ش ا:ص ۸۰)

خلقِ شہر کی پہچان [ف۔ا۔ترکیب]

شہر کے لوگوں میں مشہور۔ مراد: بدنام

''یہ دیکھ آج میں ہوں خلقِ شہر کی پہچان''

(س ب: ص ۹۱)

خلقتِ شہر کی نظر [ف۔ا۔ترکیب]

شہر کے لوگوں کا نقطۂ نظر۔

''خلقتِ شہر کی نظروں کی سزا ہو جائے''

(س ب: ص ۵۰)

خلوتِ یخ [ف۔صف]

(۱) سردی کی گوشہ نشینی (۲) سردی کے ساتھ رہنا۔

''اس خلوتِ یخ میں کوئی مہمان ہی رہ جائے''

(س ب: ص ۲۶)

خلوص پہ قیمت [ا۔ترکیب]

بے ریائی کو خریدنے کی کوشش کرنا۔

''میرے خلوص پہ قیمت، تری وفا پہ بیاج''

(م ب دم: ص ۷۱)

خلوص کی راہیں [ا۔ترکیب]

(۱) پاکیزگی کے راستے (۲) پرہیزگاری کے راستے۔

''ترے خلوص کی راہیں بدل گئی ہیں تو کیا''

(س ب: ص ۵۹)

خلوص کی قیمت [ا۔ترکیب]

مخلصی کے باعث ملنے والی جزا۔

''جو دی خلوص کی قیمت تو کافروں نے ہی دی''

(س م د: ص ۹۶)

خلوصِ تشنہ [ف۔ترکیب]

وہ نیّت جو پورا نہ ہو سکے۔

''مرا ذوقِ جستجو ہے کہ ترا خلوصِ تشنہ''

(س م د: ص ۹۶)

خلوصِ شوق [ف۔ترکیب]

نیک اور پاک تمنا۔

''خلوصِ شوق اور حسنِ تقدس سے گھنی شب کی مہکتی تیرگی

میں گھول کر''

(دن: ص ۱۳۹)

خُم خانوں کا محرم بن جانا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) شراب خانوں کا راز دار بن جانا۔ (۲) شراب خانوں میں مسلسل آنا جانا۔

مراد: شراب کی لت لگ جانا۔

''میری مٹی کا گلستاں سوچے

میں ترے جسم کے خُم خانوں کا محرم بن جاؤں''

(س ب: ص ۱۸۲)

خُمارِ آبِ بقا [ف۔ترکیب]

(۱) زندگی کی پانی کا نشہ (۲) آبِ حیات پینے کا طلب۔

''خُمارِ آبِ بقا چاہتی ہے خاطرِ شادؔ''

(س ب: ص ۵۷)

خمار آلودنگاہ [ف۔صف]

(۱) نشلی آنکھ (۲) نشے بھری آنکھ۔

''کب تلک خمار آلود نگاہوں اور زُلفِ پیچاں کے''

(ج ب ش ا: ص ۷۳)

خُمارِ جاں [ف۔ترکیب]
فدوست کو پانے کی طلب۔
''خُمارِ جاں بَن کے میری سوچوں میں سَرسَرائے''
(س ب: ص۴۲)

خُمارِ خیال [ف۔ترکیب]
خیالوں میں مخمور ہونے کی کیفیت۔
''سُرورِ نغمہ، خُمارِ خیال، لذّتِ شعر''
(س ب: ص۵۲)

خمارِ چشم [ف۔صف]
شراب کا نشہ اُترنے کی حالت میں انسان کی آنکھیں۔
''لمس نا آشنا بدن، خمارِ چشم، دراز زلف''
(س م ا: ص۵۸۹)

خُمستاں [ف]
شراب خانہ۔
''تشنہ کامانِ تمنّا کو خمستاں کی طرح''
(س ب: ص۳۵)

خنجر خون چکیدہ ہونا [ف۔صف]
(۱) خنجر سے خون ٹپکنے کا منظر (۲) قتل و غارت گری کرنا۔
''خنجر خون چکیدہ ہو، لالہ لب کی قاش، شہیدِ رنگ کو ہیں، یہ
ایک سی بات''
(س ب: ص۱۵۵)

خنک دھوپ [ا۔ترکیب]
سردی کے موسم میں سورج کی تیز روشنی۔
''سایہ سا نظر آئے خنک دھوپ میں جیسے''
(س ب: ص۲۰۹)

خنک نظر [ف۔صف]
(۱) سرد نظروں والا (۲) روشن بصارت والا۔
مراد: مہربان۔
''خنک نظر ہے مگر، دل الاؤ رکھتا ہے''
(س ب: ص۱۷۶)

خُنک سُرخیوں کی شام [ف۔ا۔ترکیب]
غروبِ آفتاب کے وقت سرد موسم کی آمد۔
''کتنی شدید ہے یہ خنک سُرخیوں کی شام''
(س ب: ص۱۱۴)

خوابِ سراب [ف۔ترکیب]
وہ خواب جو کبھی حقیقت نہ بن سکیں۔
''جینا آخر ایسا خوابِ سراب نہیں ہے''
(س ب: ص۱۶۱)

خواب زارِ مسافت [ف۔ترکیب]
وہ سفر جس میں انسان کو ذلیل و خوار ہونا پڑے۔
''خواب زارِ مسافت میں عمر آزمائی کی''
(س ب: ص۸۷)

خواب سا بدن [ا۔صف]
(۱) وہ بدن جو خوابوں جیسا ہو (۲) خواب میں دیکھا ہوا
منظر۔ مراد: وہم
''انگڑائیوں میں جیسے ڈھلا خواب سا بدن''

(ب گ: ص ۸۷)

خواب سا منظر [ا۔صف]

خواب جیسا تصوّر۔

''عمر بھر اِک خواب سا منظر پسِ دیوار تھا''

(ب گ: ص ۵۰)

خوابِ شبِ رفتہ [ف۔ترکیب]

گزشتہ رات دیکھی ہوئی خواب۔

''تم خوابِ شبِ رفتہ ہو کہ مجھے آج وہ یاد نہیں''

(ج ب ش ا: ص ۴۷)

خواب کش [ف۔صف]

(۱) خوابوں کو مارنے والا (۲) خواہشات کی راہ میں رُکاوٹ ڈالنے والا۔

''خواب کش و دریا، اَے کوزہ گر و دریا''

(س ب: ص ۱۴۴)

خواب کی تعبیر کی ساعت [ا۔ترکیب]

وہ وقت جس میں کسی خواب کی تعبیر بیان کی جائے۔

''خواب کی تعبیر کی ساعت نہیں آئی''

(ب گ: ص ۶۷)

خواب کی مستی [ا۔ترکیب]

خیالوں میں خوش ہونے کی حالت۔

''جانے وہ کس بستی میں ہے
کس خواب کی مستی میں ہے''

(دن: ص ۳۷)

خواب لمحے [ا۔صف]

وہ لمحے جو خواب جیسے ہوں۔

''خواب لمحے تھے میری تھکن کا تقاضا''

(س ب: ص ۸۲)

خواب ہونا [محاورہ]

نیند میں بشارت ہونا۔ (ف ال)

''آپ تو خواب ہوئے اور ہمیں بیدار کیا''

(س ب: ص ۶۵)

خوابوں کا طلسم [ا۔ترکیب]

وہ ڈراؤنی مناظر جو خوابوں دکھائی دیتے ہیں۔

''خوابوں کا طلسم ٹوٹتا ہے''

(س ب: ص ۹۴)

خوابوں کی حسین دنیا [ا۔ترکیب]

وہ خیالی منظر جس کا ذہن میں تصوّر کیا جائے۔

''تم اپنے ساتھ لے جاؤ، یہ خوابوں کی حسین دنیا''

(ب گ: ص ۷۳)

خوابوں کی صورت [ا۔ترکیب]

وہ چیز جو خواب جیسے ہوں اور جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو۔

''جو خوابوں کی صورت، رگوں میں اترتے تھے بن کر، کبھی
انتہائے فراق
اور کبھی اشتہائے وصال''

(س ب: ص ۱۶۹)

خوابوں کی ہریالی [ا۔ترکیب]
(۱) خوابوں کا پورا ہو جانا (۲) خوابوں کا حقیقت بن جانا۔
"جاگ اُٹھی ہے ہر جانب خوابوں کی ہریالی"
(س ب:ص ۲۱۱)

خوابوں کے آئینے [ا۔ترکیب]
(۱) خوابوں کا آئینوں کی طرح ٹوٹ جانا۔
"اَب پتھروں پہ دیکھئے، خوابوں کے آئینے"
(س ب:ص ۱۶۲)

خوار و زار دوشک [ف۔ب۔ترکیب]
دوشک نام کا ایک غریب و مسکین شخص۔
"آج میرا وہ خوار و زار دوشک
میرا بیٹا جو، اب دوشنبے ہے"
(م ت زاب:ص ۳۲۳)

خواہشِ بے سبب [ف۔ترکیب]
وہ خواہش جس کے رکھنے کا کوئی سبب نہ ہو۔
"اَے قیامت بدن تیری قربت خواہشِ بے سبب شب
تلک ہے"
(س ب:ص ۱۲۸)

خواہشِ نظر [ف۔ترکیب]
وہ خواہش جو ہمیشہ دھیان میں رہے۔
"مینارۂ فنا تھا، مگر خواہشِ نظر"
(ب گ:ص ۶۴)

خواہش کا جذبِ طویل [ا۔ف۔ترکیب]
دیر تک کھینچ کر رکھنے کی خواہش۔
"بدن کی حلاوت میں تھا، میری خواہش کا جذبِ طویل"
(س ب:ص ۸۲)

خواہش کا دولہا [ا۔ترکیب]
وہ دلہا جس سے کوئی لڑکی اپنی خواہش سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ مراد: خواہش کے مطابق ملنے والی چیز۔
"میری خواہش کا دولہا
بنتِ حیا کی بیلی ہے"
(س ب:ص ۱۸۲)

خواہش کی خوشبو [ا۔ترکیب]
وہ خواہش جس سے اچھے تاثرات ملیں۔
"تری خواہش کی خوشبو، تیری یادوں کی فضا"
(ب گ:ص ۵۵)

خواہشوں کی جلتی چتا [ہ۔صف]
(۱) خواہشات کا پورا نہ ہونا (۲) خواہشات کا جنازہ۔
"وہ مئے کی مَسافت میں جب اپنی خواہش کی جلتی چتا میں
سُلگتا ہے"
(س ب:ص ۱۶۹)

خواہشوں کے خواب سجانا [ا۔ترکیب]
ڈھیر ساری خواہشات رکھنا۔
"دلوں کے درد جگا، خواہشوں کے خواب سجا"
(س ب:ص ۳۰)

خواہشوں کے لالہ وسمن [ا۔ف۔ترکیب]
لالہ اور چنبیلی کے پھول جیسے خواہشات۔
''لمحہ بھر کے لیے خواہشوں کے لالہ وسمن تو سجالے گا''
(ش ش:ص ۴۱)

خود پنہ ہونا [ا۔ترکیب]
(۱) خود اپنی ہی پناہ میں ہونا (۲) اپنی حفاظت خود کرنے کا عمل۔
''سنگ وآہن کے آشوب میں ہم سپر زادگاں، خود پنہ تھے''
(س ب:ص ۱۲۴)

خودفراموش [ف۔صف]
(۱) غافل (۲) اپنے آپ سے بھولنے والا (ف ال)
''تم ماورائے ملامت
خودفراموش
مستِ الست''
(ج ب ش ا:ص ۴۷)

خودفراموشی کے پندار [ف۔ا۔ترکیب]
غافل رہ کر تکبّر کرنا۔
''جو خودفراموشی کے پندار میں وصل کو ترٓپیں''
(ش ش:ص ۱۲۳)

خود ہی صدمہ بننا [ا۔ترکیب]
اپنے لیے خود ہی مصیبت پیدا کرنا۔
''خود ہی صدمہ بنے اپنے احساس کا، تم نے سوچا بھی کیا''
(س ب:ص ۶۳)

خوش الحان امیر [ف۔صف]
(۱) خوش گلو سربراہ۔
''آ، عزیز روح، خوش الحان امیر''
(دن:ص ۱۶۵)

خوش بدن [ف۔صف]
(۱) اچھی جسامت والا (۲) متناسب الاعضاء۔
''وہ خوش بدن گلاب کھلا تا ہے بَرف میں''
(س ب:ص ۳۲)

خوش جسم سے لوگ [ا۔ترکیب]
اچھی قد وقامت والے لوگ۔
''رات پھولوں کی نمائش میں وہ خوش جسم سے لوگ''
(س ب:ص ۶۵)

خوش چہرہ خراماں [ا۔صف]
وہ خوب صورت لڑکی جو آہستہ آہستہ چلتی ہے۔
''کوئی خوش چہرہ خراماں سرِ محفل آئے''
(س ب:ص ۳۶)

خوش خرامی [ف۔صف]
آہستہ آہستہ چلنے کا عمل۔
''مار ڈالے گی یہ خوش خرامی تری''
(دن:ص ۱۵)

خوش قد وخوش جسم [ف۔صف]
موزوں قد اور اچھی جسامت والا۔
''خوش قد وخوش جسم سی شے وہی بس ایک ہے''

(س ب: ص ۳۸)

خوش نظر [ف۔صف]

(۱) اچھی نظر سے دیکھنے والا۔

مراد: خدمت گار۔ مہربان

''چہ خوش نظر ہے، عطا! میرے عہد کا گلچین''

(ب گ: ص ۴۵)

خوش وقت لفظوں کا لہجہ [ا۔ترکیب]

اچھے وقتوں میں ادا کیے گئے لفظوں کو بیان کرنے کا انداز۔

''تیرے خوش وقت لفظوں کا لہجہ، اَب نہ کرنوں کی چاہت
بنے گا''

(س ب: ص ۱۲۸)

خوشیوں کے سراب [ا۔ترکیب]

غیر حقیقی شادمانی۔

''تم کو خوشیوں کے سرابوں سے تو بہلاؤں مگر''

(ب م ت ا: ص ۴۳۷)

خوشبو سمیٹنا [ا۔ترکیب]

(۱) مہک اکٹھا کرنا۔ مراد: نہایت خوش ہونا۔

''جو آگ بانٹ کے خوشبو سمیٹنا چاہے''

(ب گ: ۴۶)

خوشبو کا سندیسہ [ا۔ترکیب]

خوشبو سے بھری ہوئی پیغام۔ مراد: اچھی خبر۔

''کوئی خوشبو کا سندیسہ! کوئی کاگا بولے''

(س ب: ص ۱۶۶)

خوشبو کی اِدا [ا۔ترکیب]

اچھی اور پیاری ادا۔

''یہ ترے ساتھ بکھرتی ہے سدا
کِس کی خوشبو کی اَدا''

(س ب: ص ۲۱۳)

خوشبوؤں کی حسین پھوار [ا۔ترکیب]

خوشبو چھڑکنے کا خوبصورت منظر۔

''کوئی دیکھے بھری بہاروں میں
خوشبوؤں کی حسین پھواروں میں''

(د ن: ص ۹۷)

خوشبو کی رُت بدلنا [ا۔ترکیب]

خوشبو کا تبدیل ہو جانا۔

''اَے رنگوں کے ہمراہی
جب خوشبو کی رُت بدلے
جب رُوپ سماں ڈل جائے''

(س ب: ص ۲۱۵)

خوشبو کی شبنم [ا۔ترکیب]

خوشبو کی نمی جو چھڑکتے وقت گر جاتے ہیں۔

''یہاں گرتی نہیں، خوشبو کی شبنم''

(س ب: ص ۱۸۴)

خوشبوؤں کا سفر [ا۔ترکیب]

(۱) خوشبوؤں ایک دُور دُور تک پھیل جانا۔

(۲) اچھی مسافت۔

''کِس نے دیکھا یہاں خوشبوؤں کا سفر، روشنی کے کوئی ہم
قدم جائے گا''

(س ب:ص ۱۲۶)

خوشکابۂ مراد [ف۔ترکیب]

ارادوں کے پورا نہ ہونے کا مقام۔

مراد: دل۔

''ویران گاہِ خواب ہے خشکابۂ مراد''

(س ب:ص ۷۳)

خوشگوار دیروز [ف۔صف]

وہ گزرا ہوا کل جو خوشگوار تھا۔

''کبھی اس امروز کا کوئی خوشگوار دیروز بھی ہُوا تھا''

(س ب:ص ۴۷)

خوشنوا جھنکار [ف۔ا۔صف]

پازیب یا جھانجن کی خوش آواز چھن چھن۔

''اور چند سِکّوں کی خوشنوا جھنکار تجھے بیچ ڈالے گی''

(ش ش:ص ۵۸)

خوشی کا منظر [ا۔ترکیب]

وہ منظر جسے دیکھنے سے خوشی مل جائے۔

''بچھڑ گیا تو غموں میں خوشی کا منظر تھا''

(س ب:ص ۱۰۷)

خوف خوف آہٹ [ا۔ترکیب]

ہر آہٹ میں مکمل خوف ہے۔

''چُپ کی دھندھناہٹ ہے
خوف خوف آہٹ ہے''

(س ب:ص ۱۱۰)

خوف درندہ آنکھوں والی چاپ [ف۔ا۔ترکیب]

خونخوار جانور جیسے آنکھیں رکھنے والے کی پاؤں کی آہٹ۔

''کوئی خوف درندہ آنکھوں والی چاپ نہیں آئے گی''

(س ب:ص ۱۳۹)

خونِ دل [ف۔صف]

(۱) دل کا خون (۲) غم (۳) اندوہ (۴) سخت محنت۔

''ہو خونِ دل کہ چراغاں جلے چراغ کہ پھول''

(س ب:ص ۳۷)

خونِ دل کی لالی [ف۔ا۔ترکیب]

دل کے خون کی سرخ رنگت۔

''یہاں چشمِ غم کی شبنم، یہاں خونِ دل کی لالی''

(س م د:ص ۹۶)

خوں اُگلوانا [ا۔ترکیب]

لہو کی قے کروانا۔ مراد: نہایت ظلم کرنا۔

''آگ برسائے گی، خوں اگلوائے گی''

(د ن:ص ۱۳۳)

خوں نابۂ آتش [ف۔ترکیب]

(۱) خون سے جلائی جانے والی آگ (۲) وہ آگ جس میں انسانوں کو جلایا جائے۔

''جینا تو سفر ٹھہرا خوں نابۂ آتش کا''

(س ب:ص ۱۴۴)

خونیں صبح [ف۔صف]

وہ صبح جس میں خون ریزی ہوئی ہو۔

''عطر بدوشِ صبا تابہ کے خونیں صبح نغموں

میں جذب ہو کے نیست ہو''

(س م د:ص۵۹۰)

خیالِ خام [ف۔صف]

(۱) ناپختہ خیال (۲) بے ہودہ خیال (۳) وہ خیال جس کے پورا ہونے کا کوئی امید نہ ہو۔ (ف ال)

''لیکن اُس کا وہ حُسنِ استحکام

اور اُس کی وہ آب و تاب تمام

اَب ہے کہ اِک خواب، اِک خیالِ خام''

(م ت ز اب:ص۳۲۱)

خیالِ سنگ گاہ [ف۔ترکیب]

پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے خیال۔

''خیالِ سنگ گاہ کی پہنچ ہی کیا ہے''

(ج ب ش ا:ص۸۷)

خیال کی ٹہنی [ا۔ترکیب]

خیال سے نکلے ہوئے مزید خیالات۔

''مرے خیال کی ٹہنی پہ کیا گلاب سجا''

(س ب:ص۳۰)

خیال کی دھوپ [ا۔ترکیب]

خیال میں محسوس کی جانے والی تیز گرمی۔

''ترے وِصال کی شب ہے مگر خیال کی دھوپ''

(س ب:ص۳۹)

خیالوں کی چیخ [ا۔ترکیب]

خیالوں میں محسوس کی جانے والی چیخ۔

''طلب کی نُور، خیالوں کی چیخ، روشنی کی دمک''

(غیر مطبوعہ)

خیالوں کی گوہرِ کہکشاں [ا۔ف۔ترکیب]

خیالوں کی چھوڑی ہوئی لکیر۔

''سچ ہے خیالوں کی گوہرِ کہکشاں آسماں ہے''

(ج ب ش ا:ص۸۷)

خیالوں کی نیلم پری [ا۔ف۔ترکیب]

خیالوں میں آنے والی ایک فرضی پری جس کا لباس نیلا ہو۔

''تُو ہے میرے خیالوں کی نیلم پری''

(د ن:ص۱۵)

خیراتِ بدونیک [ف۔صف]

اچھے اور بُرے لوگوں میں صدقہ دینے کا عمل۔

''زور زِر بار کی خیراتِ بدونیک سے دُور''

(س ب:ص۱۳۲)

خیمہء جاں [ف۔ترکیب]

(۱) جان کا خیمہ (۲) بدن پر پہنے ہوئے کپڑے۔

''چشمہء دل بجھا ہُوا، خیمہء جاں، جلا ہُوا''

(س ب:ص۱۷۸)

خیموں کی تحریر [ا۔ترکیب]

لگائے گئے خیموں کے نشانات۔

''شکستہ طنابوں پہ خیموں کی تحریر کیا تھی''

(س ب:ص۲۳)

د

دادِفن [ف۔ترکیب]

فن کے عوض ملنے والا انعام۔

''تو میں ایک گائک بنوں، تجھے دادِفن کے عوض مانگ لوں گا''

(دن:ص۲۱)

دار و رسن [ف۔ترکیب]

(۱) لکڑیوں میں باندھی ہوئی رسّی۔(۲) پھانسی کا پھندہ۔

''نعرۂ اناالحق اب بھی دار و رسن تک لے چلے''

(ش ش:ص۱۲۴)

داز کی جھاڑی [ف۔ترکیب]

داز، بلوچستان کی پہاڑوں میں پائی جانے والی ایک جھاڑی ہے جس کے پتوں سے رسّی، چٹائیاں اور جاڑو وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ بلوچی زبان میں اُسے مختلف علاقوں میں پیش اور کولڈ بھی کہتے ہیں۔

''جو داز کی جھاڑی پر سُوکھنے کے لیے بچھی ہوئی ہو''

(ش ش:ص۵۳)

داغِ جمال [ف۔ترکیب]

خوبصورتی پہ دھبّا۔ مراد: بدنامی

''احساس کے چہرے پہ ترا داغِ جمال''

(س ب:ص۴۱)

داغِ خاکستر [ف۔ترکیب]

نشانیوں کا جل کر خاکستر ہو جانا۔

''نکہتیں خشک، داغ خاکستر
نقش کتبے کے، تیری شہرت کی طرح اندھے ہیں''

(م ت زاب:ص۳۲۱)

داغِ دل [ف۔صف]

(۱) دل کا داغ (۲) صدمہ (۳) غم۔

''اے داغِ دل! محلات جھنجھوڑ دو''

(ش ش:ص۴۸)

دام و درہم کے اشارے [ا۔ترکیب]

مال و دولت کا لالچ۔

''دام و درہم کے اشاروں پر بدلتے ہوئے لوگ''

(ب م ت ا:ص۴۳ ۷)

دامِ وفا پھیلانا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) وفا کا جال بچھا دینا (۲) محبت میں فریب اور دھوکا دینے کی کوشش کرنا۔

''خود ہی دامِ وفا پھیلاؤ، دھوکے کھاؤ''

(س ب:ص۱۰۴)

دامنِ پندارِ تہی [ف۔ترکیب]

خالی خیالات کا دامن۔

مراد: مفلس اور غریب کی رائے۔

''آدمی......ظرفِ زمیں ساز سہی

آدمی......دامنِ پندارتھی''

(س ب:ص۸۹)

دامنِ دل کا احوال [ف۔ا۔ترکیب]

دل میں چھپائے ہوئے راز۔

''میرے ہی دامنِ دل کا احوال ہیں''

(س ب:ص۹۶)

دامنِ کوہ [ف۔صف]

پہاڑ کے نیچے پھیلا ہوا میدان۔

''اور اگر میں برسنے لگوں دامنِ کوہ میں بن کے ہلکی پھوار''

(دن:ص۲۱)

دانش سے نکھار پانا [ا۔ترکیب]

حکمت سے اثر پا کر نکھر جانا۔

''سورج تیری دانش سے نکھار پاتا ہے''

(ش ش:ص۸۲)

دائم یار ہونا [ا۔ترکیب]

ہمیشہ کا ساتھی بن جانا۔ ہمیشہ ساتھ دینا

''یار وہ ہیں

جو دائم یار ہیں

جو حیات کی ابتداء اور انتہا کے ساتھی ہیں''

(غیر مطبوعہ)

دائم مثال [ف۔صف]

وہ مثال جو ہمیشہ کے لیے قائم رہ سکے۔

''میرا خدا ذوالجلال

قادر و دائم مثال''

(دن:ص۷۵)

دَبی روشنی [ا۔صف]

مدھم اور واضح طور پر نظر نہ آنے والی روشنی۔

''دبی روشنیوں کا اِک سنسناتا سا احساس بن کر''

(س ب:ص۱۷۰)

دراز زُلف [ف۔صف]

لمبے گیسو۔

''لمس نا آشنا بدن، خمار چشم، دراز زُلف''

(س م د:ص۵۸۹)

درازعمر کا بہا [ا۔ترکیب]

لمبی عمر کی قیمت۔

''ہاں......اگر ہو کوئی لمس نا آشنا بدن، دراز عمر کا بہا''

(س م ا:ص۵۹۰)

دربدر کر دینا [ا۔ترکیب]

(۱) آوارہ کر دینا (۲) سرگرداں کر دینا (۳) جلاوطن کر دینا

''کن آسمانوں کی اتری ہوئی جنت تک پہنچا چکے اور ہمیں

دربدر کر دیا''

(ش ش:ص۱۲۳)

دَربَند ہونا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) قید ہونا (۲) کمرے میں بند ہو جانا۔

''دَربند ہوں، اِک کُنجِ خرابہ ہے، مگر شادؔ''

(ب گ:ص۲۲)

دَربندِ نظر کی دستک [ف۔ا۔کیب]
کمرے میں بند شخص کا اندر سے دستک دینا۔
مراد: قیدی کا اندر سے دستک دینا۔
''طوفانِ طلاطم
ٹھہراؤ
در بند نظر کی دستک سے
جیسے کوئی سورج ٹکرائے''
(س ب: ص ۱۵۹)

درخشندہ پھول مسکراہٹیں [ف۔ا۔ترکیب]
چمکتے اور خوبصورت پھولوں جیسی مسکراہٹیں۔
''گلاب برف رخسار
شراب شہد لب
درخشندہ پھول مسکراہٹیں
بہشت بادرفتار''
(س م د: ص ۵۸۹)

دَرِنیاز [ف۔ترکیب]
خواہش مند کا دروازہ۔ بخش دینے والے کی چوکھٹ۔
''اس کے دَرِنیاز پر، ہم نہ ہُوئے بھلا ہُوا''
(س ب: ص ۱۷۸)

دردآشنا [ف۔صف]
(۱) درد سے واقف (۲) درد کو دوا کرنے والا (۳) ہم درد۔
مراد: محبوبہ
''کس طرح ہو پائیں گے کم
جب تو نہیں دردآشنا''
(دن: ص ۶۱)

درداَماں [ا۔صف]
درد سے بچانے والا۔
''زلزلہ درداَماں ہے، لیکن خاک بسر، چاک گریباں، زخمِ غمِ
احساس سے چُور''
(س ب: ص ۱۵۵)

دردِ بے رِدائی کا [ا۔ترکیب]
سر سے چادر چھیننے کا غم۔
''دَشت میں سُلگتا ہے دردِ بے رِدائی کا''
(س ب: ص ۴۴)

درد جگانا [محاورہ]
درد کو بڑھانا۔ مراد: تکلیف میں اضافہ کرنا۔
''دلوں کے درد جگا، خواہشوں کے خواب سجا''
(س ب: ص ۳۰)

دردصدا [ا۔صف]
آواز میں درد محسوس کرنا۔
''اَن سُنی دھڑکنوں کا دردصدا''
(س ب: ص ۵۴)

دردکادرماں [ا۔ترکیب]
تکلیف دُور کرنے کی دوا۔
''کسی کے درد کا درماں، کسی کے غم کا علاج''
(ب م ا: ص ۵۵)

درد کی آغوش میں دم لینا [ا۔ ترکیب]

درد سے بغل گیر کر رہ جانا۔

"زندگی درد کی آغوش میں دم لیتی ہے"

(ب م دم: ص ۴۴۷)

درد کی دھوپ [ا۔ صف]

درد کی شدت سے جسم میں گرمی کو محسوس کرنا۔

"درد کی دھوپ میں صحرا کی طرح ساتھ رہے"

(س ب: ص ۶۵)

درد کی صدا [ا۔ ترکیب]

وہ آواز جو درد کے باعث دی جائے۔

"شبنمی صبا پھوٹے

درد کی صدا ٹوٹے"

(س ب: ص ۱۱۱)

درد کے شاعر [ا۔ ترکیب]

وہ شاعر جو اپنی کلام میں سوز و گداز کا اظہار کرتا ہے۔

"غم کے صورت گرو، درد کے شاعرو، سوچنا چھوڑ دو"

(س ب: ص ۶۳)

درد کے ماروں کی طلب کرنا [ا۔ ترکیب]

مصیبت زدہ لوگوں سے ملنے کی خواہش رکھنا۔

"تم بھی کیا درد کے ماروں کی طلب کرتے ہو"

(ب م ت ا: ص ۷۲)

درِ دِل بنالینا [ف۔ ا۔ ترکیب]

(۱) دل کا درد قرار دینا (۲) دلی صدمہ سمجھنا۔

"دلہن بیواؤں کے تاریخ مقدر کو

درِ دِل بنالیا ہے"

(ش ش: ص ۴۸)

دردِ وطن [ف۔ ترکیب]

(۱) وطن کا درد (۲) وطن کی بدحالی پر افسردہ ہو جانا۔

(۳) وطن سے دُور رہنے کا درد۔

"دردِ وطن، جان کا غم اور لوگوں کے طعنے"

(ش ش: ص ۴۲)

دردمند دل [ف۔ ترکیب]

(۱) ہمدرد دل (۲) غمگسار دل (۳) غم خوار دل۔

"سہیلیو! اپنے دردمند دل سے

اس دلہن بیوہ کو مبارک باد دو!"

(ش ش: ص ۴۲)

دَرشن ہو جانا [ترکیب]

(۱) دیدار ہو جانا (۲) ملاقات ہونا (۳) زیارت کرنا۔

"اور پھر تھم جاؤ

کہ حسین ننھا کے درشن ہو جائیں"

(دن: ص ۱۶۷)

دُرشہسوار [ب۔ ترکیب]

گھڑ سواری میں سب سے ماہر۔

"اے گُلِ نو بہار آ بھی جا

اَے دُرشہسوار آ بھی جا"

(دن: ص ۴۷)

درگاہِ دل [ف۔ترکیب]
دل کا آستانہ۔
''درگاہِ دل میں گُل بدنوں کا دھمال ہو''
(س ب:ص ۵۸)

درگاہِ مکّہ کے کبوتر [ف۔ا۔ترکیب]
خانہ کعبہ کے اردگرد پائے جانے والے کبوتر۔
''میں شہ مرید نہیں ہوں اے درگاہِ مکّہ کے کبوتر''
(ج ب ش ا:ص ۷۲)

درماندگی [ف۔مث]
(۱) وحشت (۲) ظلم (۳) درندہ پن۔ (ف ال)
''یخ گزیدہ شب
برائے سوختہ دلی..........درماندگی''
(س م د:ص ۵۹۰)

درندہ گاہ [ف۔ترکیب]
وہ جگہ جہاں درندے رہتے ہیں۔ مراد: دنیا۔
''آدم زادوں کی اس درندہ گاہ میں
ہر پہاڑ کے پیچھے سؤر چھپا بیٹھا ہے''
(ش ش:ص ۷۵)

درودیوار نہ دیکھنا [ف۔ترکیب]
دروازے اور دیوار کا باقی نہ رہنا۔
مراد: ہر چیز کا تباہ ہو جانا۔
''بادل کو دیکھا، درودیوار نہ دیکھے''
(م ن ل:ص ۳۷)

دریادلی [ا۔ترکیب]
دل کو کشادہ کرنے کا عمل۔
''ہوائے حبس میں تھے نفس دریادلی کے''
(س ب:ص ۸۴)

دریا ہی دریا [ا۔ترکیب]
ہر طرف پانی کا منظر۔
''طلب، دریا ہی دریا ہے، روانی ہی روانی ہے''۔
(ب گ:ص ۵۶)

دریچہ ءزنداں [ف۔ترکیب]
قید خانے کی چھوٹی سی کھڑکی۔
''انہیں دریچہ ءزنداں سے اِک کرن کی سزا''
(ب گ:ص ۴۳)

دُزدانہ وصال [ف۔صف]
معشوقہ سے چوری چھپکے سے ملاقات کرنا۔
''جُرمِ احساس ہے اَے شادیہ دُزدانہ وصال''
(س ب:ص ۵۰)

دَستِ جبر [ف۔صف]
ظلم کے ہاتھوں میں بے بس ہونا۔
''جو دَستِ جبر سے بن جائے، زندگی کہلائے''
(م ب دم:ص ۷۱)

دَستِ قضا [ف۔ترکیب]
تقدیر کے ہاتھوں کسی چیز کا فیصلہ ہونا۔
''اب میرا بندِ قبا

دَستِ قضا کھولے گا

یا کوئی عومرِ سرگشتہ وفا کھولے گا''

(س ب:ص۱۳۴)

دَستِ گلچیں[ف۔ترکیب]

وہ ہاتھ جو پھولوں کوتوڑتے ہیں۔ مراد: مالی کے ہاتھ۔

''یہ فکرِ خار کیا ہے،دَستِ گلچیں''

(س م د:ص۹۶)

دَستِ مسیحا کی کرامت[ف۔ا۔ترکیب]

حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں کئے گئے معجزات۔

''یہ بھی اس دَستِ مسیحا کی کرامت ہے،عطاؔ''

(ب گ:ص۳۶)

دستِ ناتواں[ف۔ترکیب]

مفلس اور غریب کے ہاتھ۔

''کہ یہ دَستِ ناتواں ہی ترے جام تک نہ پہنچے''

(س م د:ص۹۶)

دَستِ نارَسا[ف۔ترکیب]

(۱)بے اثر اور بے مراد شخص کے ہاتھ(۲)مجبور شخص کے ہاتھ(۳)نہ پہنچنے والے ہاتھ۔ مراد: ناقص ذریعہ

''زنجیرِ دَر پہ جیسے کوئی دَستِ نارَسا''

(ب گ:ص۶۴)

دست نگر[ف۔صف]

(۱)محتاج(۲)حاجت مند(ف ال)

''شب نژادوں میں وہی دست نگر کہلائے''

(س ب:ص۱۲۱)

دستگیر[ف۔صف]

(۱)مددگار(۲)حامی(ف ال)

''پر ہوا کوئی نہ میرا دستگیر''

(دن:ص۱۶۵)

دشت کا مسافر[ا۔ترکیب]

(۱)ویرانے میں سفر کرنے والا(۲)مشکل سفر پر نکلنے والا۔

''دشت کا مسافر تھا،کھو گیا سرابوں میں''

(ب گ:ص۲۵)

دشت کی دہشت[ا۔ترکیب]

جنگل میں خوف وہراس کی کیفیت۔

''اَب دشت کی دہشت ہے سرابوں کا سفر ہے''

(ب گ:ص۲۲)

دشت کو دیوار[ا۔ترکیب]

جنگل کو حدود میں بند کرنا۔

''دَشت کو دیوار،ساحل کو سکوں بے کار تھا''

(ب گ:ص۵۱)

دَشتِ بے رِدا[ف۔ترکیب]

(۱)بے چادر دشت(۲)بے سایہ علاقہ(۳)کھلا میدان۔

''اَبرِ بے اِرادہ سے،دشتِ بے رِدا اچھا''

(ب گ:ص۲۶)

دَشتِ تپاں[ف۔صف]

ویران علاقوں کی سخت گرمی۔

''دشتِ تپاں میں آبِ رواں کا سوال ہو''

(س ب: ص ۵۸)

دشتِ جنوں کی مسافری [ف۔ا۔ترکیب]

پاگل پن کی انتہا تک پہنچنا۔

''تقدیر میں ہے دشتِ جنوں کی مسافری''

(دن: ص ۱۴۹)

دشتِ جہاں [ف۔ترکیب]

دنیا کی ویرانی۔ مراد: پسماندہ زندگی۔

''دشتِ جہاں میں

تیری تمنا............روشن ستارا''

(دن: ص ۹۳)

دشتِ دِل [ف۔ترکیب]

(۱) دل کی ویرانی (۲) بے قرار دل۔

''وہ بوند تھا، تو مرے دشتِ دِل میں خاک اُڑی''

(ب گ: ص ۳۹)

دشتِ وفا کا سفر [ف۔ترکیب]

(۱) عقیدت مند بن کر دربدر ہونا (۲) ساتھ نباہ کر در بدر ہونا (۳) عشق کر کے خوار ہونا۔

''دشتِ وفا کا سفر بہت ہی مشکل ہے''

(ب گ: ص ۸۰)

دشتِ محشر [ف۔ترکیب]

قیامت کے دن کی صورتِ حال۔

''وہ اِسم وِردِ سفر ہو، تو دشتِ محشر تک''

(ب گ: ص ۱۶)

دشتِ ہوابستہ [ف۔صف]

وہ ویران علاقہ جہاں ہوا نہ چلے۔

''دِل دشتِ ہوابستہ ہے سُنسان ہی رہ جائے''

(س ب: ص ۲۷)

دشمنِ ایمان [ف۔ترکیب]

(۱) عقیدہ کا دشمن (۲) وہ جو کسی کے مذہب کا مخالف ہو۔

''چہ غم کہ دشمنِ ایمان کمین گاہ میں ہے''

(ب گ: ص ۱۵)

دشمنِ جاں [ف۔ترکیب]

(۱) جان کا دشمن (۲) قاتل (۳) سخت دشمن (ف ال)۔

''پھر ہر نفس میں دشمنِ جاں بولتا گیا''

(ب گ: ص ۶۵)

دعائے بے نظیر [ف۔صف]

کسی کے لیے بے مثال بن جانے کی دعا۔

''مانگ دیکھی ہر دعائے بے نظیر''

(دن: ص ۱۶۵)

دعوئِ جاں دادنی [ف۔ترکیب]

جان دینے کا دعویٰ کرنا۔

''ہاں غیر کا ہے دعوئِ جاں دادنی غلط''

(دن: ص ۱۴۷)

دفترِ سیاہ [ف۔صف]

مراد: مایوس کن کارناموں کی فہرست۔ (ح ال)

''کوئی دَمک تو مرے دفترِ سیاہ میں ہے''

(ب گ:ص۱۶)

دفترِ دل [ف۔ترکیب]

دل میں بسائے ہوئے خواہشات کی کتاب۔(ح ال)

''کہ میں نے دفترِ دل میں طلب کے خواب لکھے''

(ب گ:ص۱۸)

دفترِ وقت [ف۔ترکیب]

(۱)وقت کی کتاب۔

مراد: موجودہ کارناموں کی فہرست۔

''دفترِ وقت میں ابھی، ایک حساب اور ہے''

(س ب:ص۱۷۷)

دل اضطراب [ف۔صف]

بے قراری اور گھبراہٹ کا شکار دل۔(ن ال)

''لب حصارِ تشنگی، دل اِضطراب، اندر وجود''

(ب گ:ص۵۱)

دل افسردگی [ا۔صف]

دل کے اُداس ہونے کا عمل۔

''یہ بے بسی، یہ دل افسردگی، یہ مجبوری''

(م ب دم:ص۷۱)

دلِ برباد [ف۔صف]

(۱)پریشان حال دل(۲)غمگین دل۔

''کب تلک دلِ برباد کو طفلِ تسلی دے دوں''

(ج ب ش ا:ص۷۳)

دلِ تشنہ [ف۔صف]

(۱)پیاسا دل(۲)مشتاق دل۔(ح ال)

''بادلو! کس کے دلِ تشنہ سے تم پھوٹتے ہو''

(دن:ص۱۶۷)

دلِ تشنہ بکار [ف۔صف]

(۱)دل کو عشق کا روگ لگ جانا(۲)دل کا کسی کے عشق میں مبتلا ہو جانا۔

''دلِ تشنہ بکار آئے نہ آئے''

(س م د:ص۹۶)

دلِ دشتِ محبت [ف۔ترکیب]

(۱)تہہ دل سے کی گئی محبت(۲)اداس دل کی محبت۔

''دلِ دشتِ محبت میں اڑتا ہے مگر دھول''

(دن:ص۱۱۷)

دلِ رنجور [ف۔صف]

(۱)پریشان حال دل(۲)افسردہ دل۔(ح ال)

''آ جا کہ ظلمت دُور ہو

روشن دلِ رنجور ہو''

(دن:ص۶۱)

دلِ زَنگ ظرف [ف۔صف]

وہ دل جس کی دانائی پختہ نہ ہو۔

''کُھل کر برس گیا وہ دلِ زَنگ ظرف میں''

(س ب:ص۳۲)

دلِ غم زدہ [ف۔صف]

(۱) دُکھا ہوا دل (۲) غمگین دل۔ (ح ال)

''کہ دلِ غم زدہ، اس کے وعدہ پر جیا ضرور ہے

مگر وہ بہلتا نہیں''

(ش ش: ص ۴۱)

دلِ مخزوں [ف۔صف]

(۱) خزانہ میں رکھا ہوا دل (۲) سنبھالا ہوا دل۔ (ح ال)

''دیوانہ ہو تو اَے دلِ مخزوں خدا کرے''

(دن: ص ۱۴۵)

دلِ مضطر رہنا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) دل کو بے قرار کرنا (۲) دل کو مجبور کرنا۔

''راہ تیری، فرشِ راہ بنوں

دلِ مضطر رہوں نگاہ بنوں''

(دن: ص ۱۵۳)

دلِ مضطرب [ف۔صف]

(۱) بے قرار دل (۲) بے چین دل۔ (ح ال)

''دلِ مضطرب! وہ شکستِ شب، فقط اِک نشہ تھا، اُتر گیا''

(ب گ: ص ۳۷)

دلِ ناداں [ف۔صف]

(۱) نادان دل (۲) ناسمجھ دل۔ (ح ال)

''کوئی دیکھے بھری بہاروں میں

خوشبوؤں کی حسین پھواروں میں

دلِ ناداں تری اُمنگوں کو''

(دن: ص ۹۹)

دلِ نامراد [ف۔صف]

(۱) نامراد دل (۲) ناکام دل (۳) وہ دل جس کی اُمیدیں پوری نہ ہوں۔ (ح ال)

''اب سب سے اُٹھ گیا ہے یقین

دلِ نامراد اب تو گداگر کی طرح''

(ج ب ش ا: ص ۷۶)

دل سے اُلجھنا [ا۔ترکیب]

دل کو سلجھانے کی ضد کرنا۔

''میں ہوں دیوانہ دل سے اُلجھا ہوں''

(ب ز: ص ۵۹)

دل سیلابِ طلب بولان [ف۔ترکیب]

وہ دل کو دریائے بولان میں بہنے والے سیلاب کے نظارہ کرنے کی خواہش رکھے۔

''جنم جنم کی پیاس بجھائے، ایک سُلگتی آس، دل سیلاب

طلب بولان ہو جیسے''

(س ب: ص ۱۵۵)

دل کا اُجالا [ا۔ترکیب]

دل کی روشنی۔ مراد: نیک دلی۔

''شمع چُپ ہے بھی تو کیا دل کا اُجالا بولے''

(س ب: ص ۱۶۵)

دل کا اُجڑنا [ا۔ترکیب]

دل کا بے قرار ہو جانا۔

''دیوانگی ہے

تیرا بچھڑنا............دل کا اجڑنا''

(دن:ص۹۳)

دل کا الاؤ [ا۔ترکیب]

دل سے اُٹھنے والی گرمی۔

''اُڑتی ہیں مری خاک سے گرتی ہوئی بوندیں''

(س ب:ص۶۷)

دل کا پھول مہکنا [ا۔ترکیب]

دل میں خوشی اُٹھنا۔

''میرے دل کا پھول مہکے، کہ پھوار بن کے چھلکے''

(س م د:ص۴۳)

دل کا خشکابہ [ا۔ترکیب]

(۱) غمگین دل (۲) وہ دل جس میں آرزو اور تمنا نہ ہو۔

''دل کا خشکابہ وہی ہے، فصلِ تر کے بعد بھی''

(ب گ:ص۳۵)

دل کا خلش [ا۔ترکیب]

دل میں اُٹھنے والا چُبھن۔

''فراق کا درد ہو تم

میں دل کا خلش ہوں''

(ج ب ش ا:ص۷۵)

دل کا دشت [ا۔ترکیب]

دل میں تشنگی کا گمان۔

''یہ دل کا دشت ہے، یہ زلف کی گھٹا چاہے''

(ب گ:ص۴۵)

دل کا راہ گُزر [ا۔ترکیب]

(۱) دل کے گزرنے کا راستہ (۲) کامیابی کا راستہ۔

''دل کا راہ گُزر ہے سُونا، آس تھکی ہے، وہ عالم ہے جان

بلب بولان ہو جیسے''

(س ب:ص۱۵۵)

دل کا صحرا [ا۔ترکیب]

دل میں ویرانے کا تصور۔

''تری زلف کا سایہ، مرے دل کا صحرا ہے''

(ب گ:ص۷۵)

دل کا طوفاں [ا۔ترکیب]

دل میں اُٹھنے والے خیالات کا تسلسل۔

''دل کا طوفاں ہو

زباں پر ہو محبت کی طرح''

(س ب:ص۱۴۷)

دل کا گُہر [ا۔ترکیب]

مراد: سب سے قیمتی چیز۔

''نذر تیری راہ میں دل کا گُہر، آنکھوں کے پھول''

(س ب:ص۱۹۱)

دل کی آگ [ا۔ترکیب]

دل کا غصہ۔ دل کی بھڑاس۔ مراد: نفرت

''دھڑ کے دل کی آگ سمندر جل جائے''

(س ب:ص۱۱۳)

دل کی پکار [ا۔ ترکیب]
دل سے اُٹھنے والی چیخ۔
''وہ سنگدل کسی دل کی پکار کیا جانیں''
(م ب دم: ص ۷۱)

دل کی تہہ [ا۔ ترکیب]
دل کی گہرائیوں تک۔
''یہ چُپ کی شکن دل کی تہوں میں نہ اُتر جائے''
(س ب: ص ۱۷۳)

دل کی چمک [ا۔ ترکیب]
دل میں پیدا ہونے والی روشنی۔
''آنکھوں میں مرے دیس کے چشمے، سوچوں میں مرے
دل کی چمک''
(س ب: ص ۱۷۲)

دل کی دنیا [ا۔ ترکیب]
(۱) دل کی خواہشات کے مطابق جینا (۲) چھوٹی سی دنیا۔
''زندگی ہے عطا اِک فقط حادثہ، دل کی دنیا ہے کیا''
(س ب: ص ۶۳)

دل کی راہ [ا۔ ترکیب]
اپنے دل کو کسی کے دل سے ملانے والے جذبات۔
''دل کی راہیں تو بدل کر دیکھو''
(ب م ا: ص ۴۴۷)

دل کی ضو [ا۔ ترکیب]
دل کی روشنی۔ مراد: کشادہ دلی۔
''جسے دل کی ضو کہے، وہ ہے اِک شرر، اَب بھی''
(ب گ: ص ۷۶)

دل کی گونگی وادی [ا۔ ترکیب]
خاموش اور پُر سکون دل۔
''گونج اُٹھی ہے تیرے دل کی گونگی وادی''
(ب گ: ص ۸۰)

دل کی منزل [ا۔ ترکیب]
دل میں کسی مقام کا تعین کرنا۔
مراد: محبوبہ کو حاصل کرنے کی خواہش۔
''دل کی منزل سے، طے کہاں ہوگی''
(س ب: ص ۷۹)

دل کی ویرانی [ا۔ ترکیب]
وہ دل جو کسی کی محبت میں مایوس ہو جائے۔
''تم کہاں تک سمیٹو گے تنہائیاں، دل کی ویرانیاں''
(س ب: ص ۶۳)

دل کے ارمان [ا۔ ترکیب]
دل میں بسائے گئے خواہشات۔ مراد: بیٹا
''مرے دل کے ارمان، آنکھوں کے تارے، نظر کے
اُجالے''
(دن: ص ۸۳)

دل کے بُستاں [ا۔ ترکیب]
دل کے باغ۔
مراد: خوش حال دل۔

''پا برہنہ نہ چل نیستاں میں
آگ برسانہ دِل کے بُستاں میں''
(دن:ص ۱۵۲)

دل کے تصرُّف کی بات [ا۔ترکیب]
وہ بات جو سچّے دل سے کی جائے۔
''فقیر، دل کے تصرُّف کی بات کرتے ہیں''
(ب گ:ص ۴۳)

دل کے دریا [ا۔ترکیب]
(۱) دل کا بڑا پن (۲) کشادہ دلی۔
''دِل کے دریا میں شبِ ماہ کے طوفاں کی طرح''
(س ب:ص ۳۵)

دل کے سلگتے دَشت [ا۔ترکیب]
غم واندوہ کے باعث دل کا اداس ہو جانا۔
''دل کے سُلگتے دَشت میں رَستی تھی نشے کی پھوار''
(س ب:ص ۶۱)

دل کے صحرا [ا۔ترکیب]
ویران اور اداس دل۔
''دل کے صحرا میں کھو گیا ہوں میں''
(ب گ:ص ۸۵)

دل کے ویراں مزار [ا۔ترکیب]
دل میں پرانے قبروں کا تصوّر۔
''تحریر سجدگان، مرحوم ساعتوں کے دل کے ویراں مزار''
(ج ب ش ا:ص ۸۷)

دِلستاں سورج [ف۔ا۔ترکیب]
دلوں کی سرزمین کا سورج۔
مراد: محبت کرنے والوں کی طرف سے جلائی گئی روشنی۔
''ٹانک دوں کوئی دِلستاں سورج''
(س ب:ص ۲۴)

دلکشائی [ف۔ا۔مث]
(۱) خوشی (۲) فرحت (۳) شگفتگی۔
''سائباں سا لگتا ہے حرف دلکشائی کا''
(س ب:ص ۴۴)

دل کشیدِ مئے [ف۔صف]
(۱) وہ شراب جو دل کو رنجیدہ کرے۔ (۲) وہ شراب جو دل میں بیزاری پیدا کرے۔
''یارو کرو چراغ کوئی دل کشیدِ مئے''
(س ب:ص ۷۳)

دل نشیں [ف۔صف]
(۱) دل میں بیٹھنے والا (۲) دل پر اثر کرنے والا (۳) نقش ہو جانے والا۔ (ف ال)
''دھوپ تیری جیسے شب پر چاندنی کا کوئی روپ
درد تیرا دل نشیں''
(س ب:ص ۱۹۲)

دل نَورد [ف۔صف]
دل میں گھومنے والا۔ (ح ف) مراد: عاشق۔
''میں دل نَورد تھا، میرا قیام صحرا تھا''

(ب گ:ص۴۰)

دل والے[ا۔صف]

(۱)سخی۔فیاض(۲)بہادر۔دلیر۔جری۔سُورما۔باہمت۔
(ف ال)

''یہ چارہ ساز، یہ غم آشنا، یہ دل والے''

(م ب دم:ص۷۱)

دلہن بیوہ[ا۔ترکیب]

نو بیاہتا عورت جس کا شوہر وفات پا گیا ہو۔

''اس دلہن بیوہ کو مبارک باد دو''

(ش ش:ص۴۷)

دَمِ وجود کی بکھری ہوئی زباد[ف۔ا۔ترکیب]

بدن سے آنے والی سانس میں خوشبو کا پھیلا جانا۔

''اس کے دَمِ وجود کی بکھری ہوئی زباد''

(س ب:ص۴۷)

دم توڑتی لاش[ا۔ترکیب]

(۱)نزع کی حالت میں ہونے والا انسان(۲)جان کنی کی حالت میں ہونے والا انسان۔

''ناتواں درش پہ امید ہے دم توڑتی لاش''

(ب م ت ا:ص۴۲)

دَم ساز[ف۔صف]

(۱)رازدار(۲)ہمراز(۳)دوست(۴)ہمدم(۵)آس دینے کے لیے ساتھ گانے والا۔(ن ال)

''جب نگاہیں کسی دَم ساز کو ترسیں اُس دَم''

(س ب:ص۳۵)

دَم گھٹے شہر[ا۔ترکیب]

وہ شہر جس میں زندگی گزارنا مشکل ہو۔

''دَم گھٹے شہر، بے حساب ہوا''

(س ب:ص۵۳)

دم میں دم[ا۔محاورہ]

(۱)سکت ہونا(۲)قوّت رکھنا(۳)تسلّی ہونا(ف ال)

''جیئے جاؤ کہ جب تک دم میں دم ہے'' ۔

(س م د:ص۹۶)

دمکتے عارض کی چاندی[ا۔ترکیب]

خوبصورت رخساروں کی چمک۔

''تیرے دمکتے عارض کی چاندی
تیری زلفوں کا گھنیرا پن''

(ش ش:ص۵۸)

دن رین[ا۔ترکیب]

(۱)روز و شب(۲)چوبیس گھنٹے(۳)ہر وقت۔

''تکتا رہتا ہوں کھڑکی سے راہ تری دن رین''

(دن:ص۲۵)

دن کی ناتمام حسرت[ا۔ترکیب]

دن کی ادھوری خواہش۔

''رات کے دھوئیں کی مانند
دن کی ناتمام حسرتوں کی طرح''

(ش ش:ص۴۰)

دنیا کی تہمت[ا۔ترکیب]
زمانے کی طرف سے لگائے گئے الزام۔
''کھیل نہیں ہے عشق ومحبت
ہنس کے اُٹھا دنیا کی تہمت''
(دن:ص۴۵)

دنیائے دوں[ف۔صف]
چھوٹی سی دنیا۔ مراد: مفلسی۔ (ح ال)
''مجھ کو دنیائے دوں راس کب آئے گی''
(دن:ص۱۳۳)

دُود کے خرابے[ا۔ترکیب]
وہ ویران جگہ جہاں ہمیشہ گرد وغبار ہوتی ہے۔
''دُود کے خرابے میں، کوئی کب ہُوا آباد''
(ب گ:ص۲۶)

دُودِ عدم[ف۔ترکیب]
کائنات کے تخلیق ہونے سے پہلے کے گرد وغبار۔(ح ال)
''گرد چیخوں سے وحشت کراہوں سے لب سوز سے
دُودِ عدم سے بھی تاریک تر''
(س ب:ص۱۲۵)

دُور دیار رہنا[ا۔ترکیب]
(۱) ملک سے باہر ہونا (۲) جلاوطن رہنا۔(ح ال)
''دُور دیار رہوں تو مجھ کو ریشم خار لگے''
(س ب:ص۲۱۲)

دورِ فانی[ف۔صف]
ختم ہونے والا زمانہ۔ مراد: دنیا۔ (ح ال)
''دورِ فانی ہو مگر آج بھی ہو کل بھی ہو''
(س ب:ص۱۴۷)

دور کا عذاب[ا۔ترکیب]
(۱) زمانے کی طرف سے دیا گیا دُکھ۔ (۲) بہت سے لوگوں کی طرف سے ملنے والا اجتماعی دُکھ۔
''ہے مرے دور کا عذاب ہوا''
(س ب:ص۵۳)

دُوری کی آواز کا لمس[ا۔ترکیب]
دُور سے آنے والی آواز کو محسوس کرنا۔
''دُوری کی آواز کا لمس ہواؤں میں ہے''
(س ب:ص۱۶۰)

دوزخ کا فیصلہ[ا۔ترکیب]
نہایت سخت اور مشکل فیصلہ۔
''کوئی ہم کو، دوزخ کا فیصلہ سُناتا ہے''
(س ب:ص۱۸۳)

دوزخِ جاں[ف۔ترکیب]
زندگی میں ملنی والی سخت تکلیف۔
''آمری حورِ عدنِ نخلستان
تیری دُوری بنی ہے دوزخِ جان''
(دن:ص۴۷)

دوشمبے[ب۔اسم]
(۱) مردانہ بلوچی نام (۲) پیر کا دن (۳) سوموار۔

''آج میرا وہ خوار وزار دوشک

میرا بیٹا جو، اب دوشنبے ہے''

(م ت زاب: ص ۳۲۳)

دوشک [ب۔اسم]

(۱) بلوچ مردانہ نام دوشمبے کا نیم عرف (۲) مردانہ بلوچی نام۔(م گ)

''اس بنا پہ

دوشک میرا فرزند

پیشۂ آبا، علم کی نذر کر رہا ہوں''

(م ت زاب: ص ۳۲۳)

دوشیزۂ حسیں [ف۔صف]

خوبصورت کنواری لڑکی۔

''جسے سیم وزر ہیں پسند

ایک دوشیزۂ حسیں کی طرح

مُلکِ بے زمیں کی طرح''

(م ت زاب: ص ۳۲۳)

دوگام [ب۔صف]

دوقدم۔ مراد: نزدیک۔

''سیوی ہے دوگام لیلڑی ءَلا

دلبر کا ہے پیغام لیلڑی ءَلا''

(دن: ص ۱۲۷)

دہر کا دریا [ا۔ترکیب]

(۱) لگا تار آنے والے خطرات۔(۲) وقت کا گزرنے کا تسلسل۔

''ہوگا پیا سایہ دہر کا دریا''

(غیر مطبوعہ)

دہر کی تاریکی [ا۔ترکیب]

زمانے کی پسماندگی۔

''دہر کی تاریکیوں میں اِک جہانِ نو کی تلاش''

(ج ب ش ا: ص ۷۵)

دہلیز کی مٹی [ا۔ترکیب]

چوکھٹ کے سامنے پڑی ہوئی مٹی۔ مراد: بے کار چیز۔

''ان کے دہلیز کی مَٹی بھی گُہر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

دھار اپھوٹنا [ا۔ترکیب]

چشمے کا نکل آنا۔

''ڈھول پانی پہ بجے

ریگ سے دھار اپھوٹے''

(س ب: ص ۱۴۷)

دھرتی کا بیٹا [ا۔ترکیب]

(۱) وطن کی حفاظت کرنے والا۔ (۲) قومی ہیرو۔

''میں ہوں دھرتی کا بیٹا

مجھ کو پالا ہے''

(س ب: ص ۹۷)

دَھکا انگارا [ہ۔صف]

وہ صدمہ جو انگارے کی طرح دل کو جلائے۔

''تیز نظر کا کس نے مارا
بن گیا دِل دھکا انگارا''
(دن: ص ۴۳)

دھڑکتا حادثہ [ا۔صف]
وہ حادثہ جس سے انسان پر خوف طاری ہو۔
''دل ہے دھڑکتا حادثہ
آ، اے مرے دُکھ کی دوا''
(دن: ص ۵۹)

دھڑکتا نُور بن جانا [ا۔صف]
جھلملاتی روشنی جیسا ہونا۔
''کبھی شبنم کا دل بن کر، دھڑکتا نُور بن جائے''
(ب گ: ص ۶۵)

دھڑکتی رُتوں کا شہر آباد [ا۔ترکیب]
خوفناک موسموں کا ایک مقام پر مسلسل آنا۔
''ہے جسم جسم دھڑکتی رُتوں کا شہر آباد''
(س ب: ص ۵۶)

دھڑکتی لے [ا۔صف]
دل کا تسلسل کے ساتھ دھڑکنا۔
''تو ایک دھڑکتی لے ہے، نغمہ ہے سرودِ نے ہے''
(دن: ص ۱۰)

دھڑکن جاگنا [محاورہ]
(۱) دھڑکن کا تیز ہو جانا (۲) خوف و ہراس طاری ہو جانا۔
''نیندوں میں دھڑکن جاگتی اچھے دِنوں کی بات ہے''
(س ب: ص ۶۱)

دھندلائے رہگزر [ف۔ا۔ترکیب]
وہ شاہرہ جس پر دھند چھا جائیں۔
''لوٹ آنا اس سے پہلے کہ دھندلائے رہگزر''
(دن: ص ۱۴۷)

دھندلکوں کی چادر [ا۔ترکیب]
دھند و غبار کا چاروں طرف پھیل جانا۔
''صدف، لعل و گہر لہلاتی مرغزاریں
دھندلکوں کی چادر اوڑھ لیتے ہیں''
(ج ب ش ا: ص ۷۲)

دھند میں لپٹنا [ا۔ترکیب]
(۱) اندھیرے کی جانب دھکیلنا۔ مراد: پسماندہ رکھنا۔
''دُھند میں لپٹے ہوئے، دُور، بلند
کوہِ ماران سے اُبھرے بادل''
(دن: ص ۱۶۷)

دَھنک خیالوں کے امین [ہ۔صف]
(۲) خوبصورت خیالات کا مالک (۲) روشن خیال شخص۔
''آ جاؤ تم کہاں ہو! میرے دھنک خیالوں کے امین''
(ج ب ش ا: ص ۷۲)

دَھنک رَنگ [ہ۔صف]
(۱) قوسِ قزاح جیسے مختلف رنگ۔
''مہکائے دھنک رَنگ کسی رُوپ میں جیسے''
(س ب: ص ۲۰۹)

دَھنک سے لمحے [ہ۔صف]

(۱) خوشگوار لمحے (۲) وہ لمحے جو مختلف رنگ بکھر جائیں۔

''وصلِ رقص ایسا تھا اِک دَھنک سے لمحے میں''

(س ب: ص ۴۵)

دھنک منزلوں چاہ [ہ۔ترکیب]

اچھے منزلوں کی طلب رکھنا۔

مراد: خوشحالی کا طلب گار۔

''عطایہ آنکھ دھنک منزلوں کی چاہ میں تھی''

(س ب: ص ۳۱)

دھوپ ٹلنا [محاورہ]

دھوپ کا کسی جگہ سے ہٹ جانا۔

''دھوپ ٹل جائے گی کیا، میرے بہل جانے سے''

(ب گ: ص ۲۹)

دھوپ چھاؤں [ا۔مث]

(۲) ایک قسم کا ریشمی کپڑا جس میں دو رنگ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ (۲) اندھیرا اُجالا۔

''جیسے کھِل آئے دھوپ چھاؤں میں''

(س ب: ص ۲۵)

دھوپ کا دوزخی سفر [ا۔ترکیب]

سورج کی جھلسا دینے والی گرمی کا پھیل جانا۔

''کیا دھوپ کا دوزخی سفر ہے''

(س ب: ص ۹۴)

دھوپ کا ڈھلتا ڈھلتا سایہ [ہ۔ترکیب]

سورج کی تیز روشنی کے حرکت کے باعث کم ہوتا ہوا سایہ۔

''دھوپ کا ڈھلتا ڈھلتا سایہ کچھ ہے میری مٹی ہے''

(س ب: ص ۱۷۲)

دھوپ کا سبزہ اُگانا [ا۔ترکیب]

دھوپ کو کاشت کرنا۔ مراد: ناممکن کام کرنا۔

''شبنم پہ کبھی دھوپ کا سبزہ بھی اگاؤ''

(س ب: ص ۶۷)

دھوپ کا مسافر [ا۔ترکیب]

(۱) گرمیوں میں سفر کرنے والا شخص (۲) مصیبت زدہ شخص۔

''دھوپ کا مسافر تو دن گزار آیا ہے''

(س ب: ص ۱۷۳)

دھوپ کی تمازت [ا۔ترکیب]

دھوپ کی شدّت سے گرمی کا بڑھ جانا۔

''دھوپ کی تمازت تھی موم کے مکانوں پر''

(س ب: ص ۱۱۶)

دھوپ کی فصل [ا۔ترکیب]

سورج کی سخت اور تیز گرم کرنیں۔

''جب دھوپ کی فصل اُگ آئے
تم کہاں ملو گے''

(س ب: ص ۲۱۵)

دھوپ کی گہری تاریکی [ا۔ترکیب]

سورج کی تیز روشنی کی نہایت دھندلاہٹ۔

''دھوپ کی گہری تاریکی ہے لیکن شاخ فروزاں ہے''

(س ب:ص ۱۵۳)

دھول چٹتی فضائیں [ہ۔صف]

(۱) خراب موسم (۲) گردوغبار میں لپٹا ہوا موسم۔

''کبھی دھول چٹتی فضائیں

میرے ہی موقلم کی دھنک ہیں''

(س ب:ص ۹۶)

دھیان رہ جانا [محاورہ]

(۱) خیال رہنا (۲) یاد رہنا۔ (ف ال)

''اِس کربِ قیامت میں ترا دھیان ہی رہ جائے''

(س ب:ص ۶۲)

دِیا دریچے کا [ا۔ترکیب]

کھڑکی میں رکھا ہوا چراغ۔

''وہ اِک دل، جو دریچے کا دیا ہے''

(س ب:ص ۱۸۵)

دیدار بکھیرنا [محاورہ]

کھل کر ملاقات کرنا۔

''جو باغوں میں دیدار بکھیرے بَن میں آوے''

(س ب:ص ۱۶۴)

دیدار کی محفل [ا۔ترکیب]

وہ مجلس جس میں محبوبہ سے ملاقات ہوئی ہو۔

''یادوں میں سجی ہے ترے دیدار کی محفل''

(س ب:ص ۲۰۴)

دیدار کی ہوا [ا۔ترکیب]

ملاقات کی خواہش۔

''سفر کے حبس میں دیدار کی ہوا چاہے''

(ب گ:ص ۴۵)

دیدار کے آہو [ا۔ترکیب]

ملاقات کے لیے جذبات کی شدّت۔

''کہیں دیدار کے آہو، گریزاں''

(س ب:ص ۱۸۴)

دیدۂ بیتاب [ف۔صف]

بےچین آنکھیں۔

''کب تک بُجھے گی تشنگی

اس دیدۂ بیتاب کی''

(دن:ص ۳۹)

دِیدۂ تر [ف۔صف]

(۱) رونے والی آنکھ (۲) آنسوؤں سے بھرا ہوا آنکھ۔

(دغ)

''مگر گیا تو بھرا شہر دِیدۂ تر تھا''

(س ب:ص ۱۰۶)

دیدۂ ویران [ف۔صف]

(۱) نابینا آنکھ (۲) وہ آنکھ جو نہ دیکھ سکے۔

''گرم اَے دیدۂ ویران بہت سردی ہے''

(س ب:ص ۱۷۹)

دیرینہ آرزوں کا مرقد [ف۔صف]
(۱)قدیم خواہشات کی آرام گاہ(۲)قدیم خواہشات کا منزل۔
''یہی ہے ہماری دیرینہ آرزوؤں کا مرقد''
(ش ش:ص ۴۱)

دیس کی دین کرم [ا۔ترکیب]
وطن کے رسم ورواج۔
''اور دیکھوں تو تُو نکھارے شام کی سُندرتا
دیس کی دین کرم''
(س ب:ص ۲۱۲)

دین کے سوداگر [ا۔ترکیب]
عقیدے کو کمائی ذریعہ بنانے والے۔
''یہ مال وزر کے پجاری، یہ دین کے سوداگر''
(م ب م د:ص ۷۱)

دیوارِنظر [ف۔ترکیب]
(۱)نظر کی دیوار(۲)آنکھوں کے سامنے ڈالا ہوا پردہ۔
''دیوارِنظر دے کر، دیوارِنظر لے کر''
(س ب:ص ۱۵۰)

دیوار کی قید [ا۔ترکیب]
چاروں اطراف دیوار میں بند ہونا۔
''دیوار کی قید میں ہوا ہے''
(س ب:ص ۹۴)

دیوار کرنا [محاورہ]
(۱)قید کرنا(۲)پابندی کرنا۔
''شام آئی تو لپٹ کر ہمیں دیوار کیا''
(س ب:ص ۶۵)

دیوارودر [ا۔ترکیب]
(۱)دیوار اور دروازہ (۲)قیدوبند۔
''حضور! آپ تو دیوارودر کی سوچتے ہیں''
(ب گ:ص ۴۲)

دیئے کی جست [ا۔ترکیب]
شمع کا شب تک جلنے کا تسلسل۔
''ایک دیئے کی جست اور شَب کٹنے پو پھٹنے تک''
(س ب:ص ۱۱۹)

ڈ

ڈرّوڈرّو [ب۔ترکیب]
بلوچی میں ریوڑ کو ہانکنے کی آواز
''ڈِرّو! ڈِرّو! آؤ ساتھ چلتے ہیں
ادھر سورج غروب ہورہا ہے''
(ش ش:ص ۹۲)

ڈوبتی ناؤ [ا۔ترکیب]
وہ کشتی جو پانی غرق ہورہی ہو۔ مراد: بگڑی حالت۔
''ڈوبتی ناؤ کو طوفان کے حوالے کردو''
(ب م ت ا:ص ۷۳)

ڈھ جانا[ہ۔ترکیب]
(۱) منہدم ہو جانا (۲) تباہ ہو جانا۔
''ڈھے گا میرے عہد کا
حسین تاج محل''
(ج ب ش ا:ص ۸۷)

ڈھلتی شام[ہ۔صف]
(۱) گھٹتی ہوئی شام (۲) مائبہ زوال ہوتی ہوئی شام۔
''رنگِ شفق کی بات ہو
یا ذکر ہو ڈھلتی شام کا''
(ج ب ش ا:ص ۷۶)

ڈھلکانا[ہ۔مص]
(۱) لنڈھانا (۲) لڑھکانا۔بہانا (۳) رغبت دلانا۔خواہش پیدا کرنا۔
''کیا کہیں بادِ صبا آنچل ترا ڈھلکائے ہے''
(س ب:ص ۴۳)

ڈھلوان میں بہنا[ہ۔ترکیب]
(۱) نیچے کی طرف گرنا (۲) کمزور ہونا۔
''میں چلتن کی چوٹی بن کر، ڈھلوانوں میں بہتا جاؤں''
(س ب:ص ۱۶۰)

ڈھنگ کہنا[محاورہ]
(۱) چال چلن قرار دینا (۲) عادت قرار دینا۔
''نطق کو لفظ کا احساس کہوں
ڈھنگ کہوں''
(س ب:ص ۱۴۶)

ذ

ذات کی گہری اندھی خلا[ا۔ترکیب]
اپنے وجود کی نہایت تاریک خالی جگہ۔
''اور ذات کی گہری اندھی خلاؤں میں نابود ہونے لگا ہے''
(س ب:ص ۱۶۹)

ذرّہ بھر انگارے کی پہنچ[ا۔ترکیب]
چھوٹے سے انگارے کا تباہی مچا دینا۔
''اور ہماری آگہی کے ذرّہ بھر انگارے کی پہنچ
کہاں تک جا سکتی ہے''
(ش ش:ص ۱۲۳)

ذرّۂ خاک[ف۔صف]
(۱) مٹی کا ذرّہ (۲) نہایت ہی ناچیز و حقیر۔
''ذرّۂ خاک سے امکان کی دنیا پھوٹے''
(س ب:ص ۱۴۷)

ذرّے سے زر[ا۔ترکیب]
مراد: (۱) تھوڑے سے رقم سے دولت جمع کرنا۔(۲) ناچیز کو اعلیٰ مرتبے پر پہنچا دینا۔
''ذرّے سے زَر، حَجر سے شجر، مانگتا ہے کون''
(ب گ:ص ۳۳)

ذکرِ غم[ف۔ترکیب]
غم کا تذکرہ کرنا۔

"ترے ذکرِ غم میں اکثر، ہم ہنسے ہیں روتے روتے"

(س م د: ص ۹۶)

ذوقِ جستجو [ف۔ترکیب]

(۱) تلاش کرنے کا شوق (۲) آگے بڑھنے کا شوق۔

(۳) کامیابی حاصل کرنے کا جنون۔

"مرا ذوقِ جستجو ہے کہ ترا خلوص تشنہ"

(س م د: ص ۹۶)

ذہن کا کرب [ا۔ترکیب]

حالات کا صحیح ادراک رکھتے وقت ذہن میں رنج وغم محسوس کرنا۔

ذہن کا کرب ہو

تحریر میں لذّت کی طرح"

(س ب: ص ۱۴۷)

ذہن کی آتش گہہ [ف۔ترکیب]

ذہن کا وہ حصہ جہاں سے خیالات جنم لیتے ہیں۔

"آمرے ذہن کی آتش گہہ میں"

(س ب: ص ۴۲)

ذلیل وخوار [ع۔ترکیب]

رُسوا اور بے عزّت ہونے کا عمل۔

"ہم چشمِ بصیرت کے ہاتھوں

ذلیل وخوار

سینہ فگار"

(ج ب ش ا: ص ۴۷)

ر

رات کا سکتہ [ا۔ترکیب]

(۱) رات کا سناٹا (۲) رات کی خاموشی۔

"وہ سُنے یا نہ سُنے رات کا سکتہ بولے"

(س ب: ص ۱۶۵)

راج تاج کا جبر [ہ۔ترکیب]

(۱) بادشاہت اور اُن کے افسروں کی طرف سے رعیّت پر ہونے والے شدید مظالم (۲) آمریت کو برقرار رکھنے کے لیے وہ قوانین جو عوام پر ظلم کے باعث بنتے ہیں۔

"وہ شہر جس میں نہیں کوئی راج تاج کے جبر"

(م ب دم: ص ۱۷)

رازِ امکاں [ف۔ترکیب]

وہ پوشیدہ بات جس کے افشاں ہونے کا گمان ہو۔

"اُسی کا ورد ہیں سب لفظ رازِ امکاں کے"

(ب گ: ص ۱۷)

راس آنا [محاورہ]

(۱) موافق آنا (۲) ٹھیک ہونا۔ (ف ال)

"مجھ کو دنیائے دوں راس کب آئے گی"

(دن: ص ۱۳۳)

راکھ بھری رات [ا۔ترکیب]

آگ کا رات بھر جل کر چیزوں کو راکھ بنا دینا۔

"آگ وانگارے کی راکھ بھری رات طوفاں برپا کردے

گی''

(ش ش: ص ۱۲۹)

راندۂ درگاہِ ازل [ف۔ترکیب]

وہ شخص جو شروع ہی سے دربار سے ہمیشہ کے لیے نکالا گیا ہو۔

''جنتی جسم کہ آرام کو کرے راندۂ درگاہِ ازل''

(س ب: ص ۱۶۷)

راہرو [ا۔مذ]

(۱) راہ گیر (۲) مسافر۔راہی (ف ال)

''راہرو!

آدل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھ لے''

(ج ب ش ا: ص ۴۷)

راہ نما [ا۔مذ]

(۱) ہادی (۲) راستہ دکھانے والا (۳) رہبر۔(ف ال)

''ہر چمکتا ہوا ستارہ، راہ نما نہیں ہوتا''

(ش ش: ص ۱۲۹)

راہوار [ف۔صف]

تیز دوڑنے والا گھوڑا۔

''اَزل سواروں کی راہواروں کے نقش ہائے سفر کشیدہ

ظفر کشیدہ''

(س ب: ص ۴۸)

راہ کی دھول [ا۔ترکیب]

راستے کی غبار۔

''راہ کی دھول ہو گیا ہوں میں''

(ب گ: ص ۸۶)

راہوں کا گلستان [ا۔ترکیب]

راستے میں آنے والے بہاریں۔ مراد: قیمتی اثاثہ۔

''اپنی راہوں کا گلستان لگے ویرانہ''

(س ب: ص ۱۲۱)

راہوں کے بچھے بھنور [ا۔ترکیب]

راستوں میں پیش آنے والے خطرات۔

''اِدھر گھنے سبزے کا روپ کنارہ

دستک دے اور میں راہوں میں بچھے بھنور کو ساحل سوچوں''

(س ب: ص ۱۶۱)

ربطِ ازل [ف۔ترکیب]

وہ رسم و راہ جو ابتدا سے قائم ہیں۔

''وہ جو ایک ربطِ ازل ارض کا افلاک سے ہے''

(س ب: ص ۳۶)

رُت متوالی [ا۔ترکیب]

(۱) مدہوش موسم (۲) وہ موسم جو سُر ور دے۔

''شام شفق ہریالی

جاگے رُت متوالی''

(س ب: ص ۱۹۵)

رُت کی چیخ [ا۔ترکیب]

(۱) موسم کا شور۔(۲) بُرے حالات میں چلّانا۔

''کل بھی رُت کی چیخ تھی

اور چپ غوغا تھی"

(س ب: ص ۱۵۱)

رُت کی سنگت [ا۔ ترکیب]

(۱) موسم کے ساتھ آواز ملا کر گانا۔ (۲) موسم کے ساتھ ہمنشین ہونا۔ (۳) موسم سے مزا لینا۔

"ٹوٹتی سانسو!
ادھڑتی دھڑکنو!
رُت کی سنگت اور ابد کی تیتیں"

(س ب: ص ۱۵۷)

رَتجگا چھڑکنا [ا۔ ترکیب]

رات بار بار جاگ کر گزارنا۔

"سوزِ قدح سے بزم میں ہم رتجگے چھڑکا کئے"

(س ب: ص ۶۱)

رَت جگوں کی دھنک [ا۔ ترکیب]

رات کو جاگ کر گزارنے کے منظر۔

"نظر نظر دمکتی ہے رت جگوں کی دھنک"

(س ب: ص ۵۶)

رُخ کا سویرا [ا۔ ترکیب]

صبح کی طرح روشن چہرہ۔

"دید تری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل آرام
دیکھوں صبح و شام
تیرے رُخ کا سویرا"

(دن: ص ۳۱)

رخصت کا لمحہ [ا۔ ترکیب]

بچھڑنے کا وقت۔

"تم نے کہا کیا، میں نے سُنا کیا، ہائے وہ رخصت کا لمحہ"

(س ب: ص ۱۷۲)

رَزم آرا [ف۔ صف]

(۱) جنگ کرنے والا۔ (۲) جنگ کرنے کے لیے تیار ہونا۔

"میرا انتھا، مرا ابا نکا نتھا
جنگ میں کام نہیں آ سکتا
رزم آرا ہے ابھی زندہ ہے"

(دن: ص ۱۶۹)

رَزم کاری [ف۔ صف]

جنگ کرنے کا ہنر۔

"جواب اُس کا نہ ہو ڈھونڈے سے ملے گا رزم کاری میں"

(دن: ص ۸۷)

رَس اُتار دینا [ا۔ ترکیب]

(۱) رس بھر دینا (۲) رس کو شامل کرنا۔

"رَس اُتار دیتا ہے رُوح میں رَسائی کا"

(س ب: ص ۴۴)

رَس بھرے ہونٹوں کا لمس [ا۔ صف]

رسیلے ہونٹوں کو چھومنا۔

"دل اُسے سمجھے ہے تیرے رَس بھرے ہونٹوں کا لَمس"

(س ب: ص ۳۴)

رسمِ جہاں بدلنا [ف۔ا ترکیب]
(۱) دنیا کے قوانین میں تبدیلی آجانا (۲) زمانے کے لوگوں کے رویوں کا بدل جانا۔
"ہمیں بدل کے، پھر رسمِ جہان بدلے گی"
(م ب دم: ص ۱۷)

رُسوائے حرفِ جاں [ف۔ترکیب]
معشوق کی باتوں کو مشہور کرنا۔
"کب تک وفا کو کیجئے، رُسوائے حرفِ جاں"
(س ب: ص ۱۶۳)

رشتہ توڑنا [ا۔محاورہ]
(۱) بے تعلق ہوجانا (۲) تعلق منقطع ہونا۔
"تیرے بعد پرندے بھی
رشتہ توڑ گئے"
(ب ش ت: ص ۹۷)

رِشتۂ جاں [ف۔صف]
(۱) جان کا رِشتہ (۲) مضبوط رشتہ (۳) معشوق سے تعلق۔
"وہ جو اِک رِشتۂ جاں پھول کا ہے خاک سے ہے"
(س ب: ص ۳۶)

رِشتۂ خار [ف۔صف]
(۱) کانٹوں کا رشتہ (۲) دشمنوں سے تعلق جوڑنا۔
"کوئی ہم میں رِشتۂ خار تھا نہ گلاب تھا"
(س ب: ص ۱۰۸)

رِشتۂ ہر معتبر کٹنا [ف۔ا۔ترکیب]
تمام اعلیٰ و عزیز تعلق داریوں کا ٹوٹ جانا۔
"اَب وقت ہے کہ رِشتۂ ہر معتبر کٹے"
(س ب: ص ۱۱۵)

رِشتوں کی زنجیر بنانا [ا۔ترکیب]
رشتوں کو مضبوط کرنا (۲) تعلق داری کا پاس رکھنا۔
"گئے دنوں کے کرب کو اپنے رشتوں کی زنجیر بناؤں"
(س ب: ص ۱۶۰)

رَشک آنا [محاورہ]
(۱) کسی کے برابر ہونے کی خواہش ہونا (۲) کسی عروج کو دیکھ کر کڑھنا۔
"بتّے کو بھی رَشک آئے ہے میری یہ حالت دیکھ کر"
(دن: ص ۶۷)

رَشکِ ثمر کہلانا [ف۔ا۔ترکیب]
برا کو اچھا نتیجہ مان کر اُس پر رشک کرنا۔
"چوبِ صحرا بھی وہاں رَشکِ ثَمر کہلائے"
(س ب: ص ۱۲۱)

رفعتِ آدم [ف۔صف]
(۱) انسان کی اِرتقا (۲) انسان کی قدر و منزلت۔
"یہی ہے عظمتِ انسان، رفعتِ آدم"
(م ب م د: ص ۱۷)

رفعتِ ماہ کی زمین [ف۔ترکیب]
(۱) چاند کی بلند سطح (۲) چاند سے بھی اونچا۔
"رکھ رہا ہے قدم، اِک آدم زاد

رفعتِ ماہ کی زمین پہ

مجھے یاد آیا''

(م ت زاب: ص ۳۲۱)

رقص کی انگڑائی [ا۔ ترکیب]

رقص کا بدل جانا۔

''تھی رقص کی انگڑائی کہ لمحوں کا نشہ''

(س ب: ص ۴۱)

رقصِ رواں دیکھنا [ف۔ا۔ترکیب]

گھومتے ہوئے رقص کے مناظر کو دیکھنا۔

''کبھی تپتے بگولوں میں، ترا رقصِ رواں دیکھوں''

(ب گ: ص ۵۵)

رقصِ سیاہ بادل [ف۔ا۔ترکیب]

کالی گھٹا کا جھوم کر حرکت کرنا۔

''رات کٹتی ہے رقصِ سیاہ بادل کی طرح''

(ج ب ش ا: ص ۷۲)

رقصِ گھٹا [ف۔ترکیب]

(۱) بالوں کا رقص (۲) بادلوں کا حرکت کرنا۔

''کیا دھنک، کیا رقصِ گھٹا، کیا بادِ سمیں، کیا سرزمیں!''

(ج ب ش ا: ص ۷۶)

رگِ جاں [ف۔صف]

وہ بڑہ رگ جس سے تمام رگوں میں خون پہنچتا ہے۔

''جو شراب سی رواں ہے، رگِ جاں میں ہلکے ہلکے''

(س م د: ص ۷۳)

رَگ وپے [ف۔مذ]

رگ۔پٹھا۔

''مرے رَگ وپے میں نشہ بَن کر نچڑ رہا ہو''

(س ب: ص ۴۲)

رگوں میں اترنا [محاورہ]

(۱) رگوں میں پیوست ہو جانا (۲) بدن کی ہر جگہ شامل ہو جانا۔ (۳) عادت بن جانا۔

''جو خوابوں کی صورت، رگوں میں اترتے تھے بن کر، کبھی

انتہائے فراق

اور کبھی اشتہائے وصال''

(س ب: ص ۱۶۹)

رِم جھمانا [ہ۔ترکیب]

آہستہ آہستہ برسانا۔

''گرج کر قریۂ جاناں میں جا کر رم جھماؤ

حُسن وکیف ورنگ چھلکاؤ''

(دن: ص ۱۳۷)

رِم جھم رُت برسانا [ا۔ترکیب]

آہستہ آہستہ موسم کے ساتھ مینہ برسنا۔

''رِم جھم رِم رُت برسائے

پھوار کرن شبنم''

(س ب: ص ۲۱۱)

رِندانہ خُو [ا۔صف]

اوباش لوگوں کی طرح کے رسم ورواج۔

"ترے مزاج میں رِندانہ خُو تو باقی ہے"

(س ب:ص۵۹)

رِندوں کا سردار [ا۔ترکیب]

بلوچوں کی سب سے بڑا قبیلہ رند کا سردار میر چاکر خان رند۔

"چاکر نے ایک عہد کیا
چاکر......رندوں کا سردار
ایک میں سے ایک ہزار"

(س ب:ص۱۳۵)

رنگ ترنگ مہک مہکانا [ا۔ترکیب]

تیزی سے رنگوں کا بدل جانا اور خوشبو پھیلنا۔

"رنگ ترنگ مہک مہکائے شوق شفق لالی"

(س ب:ص۲۱۱)

رنگِ شفق کی بات [ف۔ا۔ترکیب]

غروبِ آفتاب کے وقت سرخی مائل رنگ کا ذکر۔

"رنگِ شفق کی بات ہو
یا ذکر ہو ڈھلتی شام کا"

(ج ب ش ا:ص۷۶)

رنگ نگر کی صبح [ا۔صف]

وہ صبح جس میں خون خرابہ ہوا ہو۔

"آنکھ لگی، تو سامنے رنگ نگر کی صبح تھی"

(س ب:ص۱۷۷)

رَنگت لَمس [ا۔ترکیب]

حالت اور کیفیت کو محسوس کرنا۔

"رَنگت لَمس ہے نام اُجالے لمحوں کا"

(س ب:ص۱۱۳)

رنگ کا عکس [ا۔ترکیب]

(۱) رنگ کی تصویر (۲) رنگ کی پہچان۔

"رنگ کا عکس دیکھا ہے میں نے"

(س ب:ص۲۸)

رنگ کی پوشاک [ا۔ترکیب]

رنگیں لباس۔

"خوشبو کو کبھی رنگ کی پوشاک نہ پہنا"

(س ب:ص۱۷۳)

رنگوں کے لَمس [ا۔ترکیب]

رنگوں کو محسوس کرنا۔

"کچھ تھکی سمتوں سے اُتریں شام کے رنگوں کے لَمس"

(س ب:ص۱۵۷)

رنگوں کی پھوہار [ا۔ترکیب]

وہ آبشار جس سے رنگ بھرے پانی گریں۔

"سُرمۂ نُور آسا کے رنگوں کی پھوہار ہے"

(س ب:ص۹۷)

رنگوں کی راحت [ا۔ترکیب]

(۱) رنگوں کو دیکھ کر لطف اُٹھانا (۲) خون بہا کر خوش ہونا۔

"شب نژادوں کو رنگوں کی راحت اِک طلسمِ عجب شب تلک
ہے"

(س ب:ص۱۲۸)

رنگوں کے ہمراہی [ا۔ترکیب]
رنگوں کے ساتھ چلنے والا (۲) رنگ برنگے کپڑے پہنے والا۔ مراد: نہایت خوبصورت۔

"اے رنگوں کے ہمراہی
جب خوشبو کی رُت بدلے
جب رُوپ سماں ڈل جائے"

(س ب:ص۲۱۵)

رنگین اُفق کی پار سے دُور [ا۔ترکیب]
سرخی مائل آسمان کے کنارے کی دوسری طرف سے بھی آگے۔

"فضا کی اوج سے رنگیں افق کی پار سے دُور"

(م ب دم:ص۱۷)

رنگیں شفق [ا۔صف]
طلوعِ آفتاب کے وقت کا دل پسند منظر۔

"وقتِ سحر رنگیں شفق کی احمریں کرنوں پہ بکھراؤ"

(دن:ص۱۳۹)

رواج خانوں نیلام میں ہونا [ا۔ترکیب]
(۱) رسم و رواج کی خاطر سستے بِک جانا (۲) رسم و رواج کی بھینٹ چڑھانا۔

"رواج خانوں میں نیلام ہوگئے ہوں گے"

(م ب م د:ص۱۷)

رواج کے بندھن [ا۔ہ۔ترکیب]
(۱) رسومات کی پابندی (۲) لوک ریت کے بندش۔

"کہیں رواج کے بندھن، کہیں سماج کا جبر"

(م ب دم:ص۱۷)

رَوا ہونا [ا۔ترکیب]
(۱) درست ہونا (۲) جائز ہونا۔

"ٹھہری ہماری بات سچ، کہنا ترا، رَوا ہُوا"

(س ب:ص۱۷۷)

روانی ہی روانی [ف۔ا۔ترکیب]
پانی کا تیزی کے ساتھ مسلسل بہاؤ۔

"طلب، دریا ہی دریا ہے، روانی ہی روانی ہے"

(ب گ:ص۵۶)

رَواں دَواں [ف۔صف]
(۱) بھاگتا ہوا (۲) تیزی سے چلتا ہوا۔

"آئے تو وہ کبھی
تھم جائے وقت بھی
یادوں کا کارواں
رَواں دَواں
ہے انتظار آ"

(س ب:ص۱۹۱)

رُوپ بدل جانا [محاورہ]
(۱) بھیس بدل جانا (۲) صورت اور وضع کا تغیر کرنا۔

"ہر رُت سانس میں خوشبو روپ بدل جائے"

(س ب:ص۱۱۳)

رُوپ دَھنک پرچم [ا۔ترکیب]
قوسِ قزح کی طرح جھنڈے کی خوبصورتی۔
''خاک پاک دھرتی لہرائے
روپ دھنک پرچم''
(س ب:ص ۲۱۱)

رُوپ سماں ڈھل جانا [ا۔ترکیب]
موسم کی رونق کا کم ہو جانا۔
''اے رنگوں کے ہمراہی
جب خوشبو کی رُت بدلے
جب رُوپ سماں ڈھل جائے''
(س ب:ص ۲۱۵)

روپ کا رَس [ا۔ترکیب]
مراد: نہایت خوبصورت
''ہونٹوں کا عکس، رُوپ کا رَس، جسم کا طلسم''
(س ب:ص ۱۶۲)

روٹھی ہوئی بہار [ا۔صف]
بہار کے موسم کا نہ آنا۔ مراد: قحط سالی
''تُو کھو گئی کہاں مری روٹھی ہوئی بہار''
(دن:ص ۳۵)

رُوح آفریں بدن [ف۔ترکیب]
دل کو لبھانے والی جسم۔
''وہ رُوح آفریں بدن بھی ہیں جو سُلگتے سُلگتے آخر''
(س ب:ص ۹۹)

رُوح تک عمل جانا [ا۔ترکیب]
رُوح میں اُتر کر اثر دکھانا۔
''لذّتوں کی لذّت کا، رُوح تک عمل جائے''
(م ن ل:ص ۳۷)

رُوح کو ترسانا [ا۔ترکیب]
(۱) بہت دیر تک انتظار کروانا (۲) سخت تکلیف پہنچانا۔
''اِک جھلک دِکھلا کے کب تک رُوح کو ترسائے ہے''
(س ب:ص ۳۳)

روح کی چیخ [ا۔ترکیب]
(۱) دل کی آواز (۲) تکلیف کے باعث دل سے نکلنے والی آواز۔
''کشاکشِ شر و خیر
روحوں کی چیخ
پیہم اذیّتِ عقل و کربِ عرفان''
(س ب:ص ۹۸)

رُوح کے خرابے [ا۔ترکیب]
وہ ویران جگہ جہاں پر آتما بسیرا کرتے ہیں۔
مراد: قبرستان
''میں زخم زخم رہوں روح کے خرابوں سے''
(س ب:ص ۳۹)

روحوں کی سوداگر دنیا [ا۔ترکیب]
وہ زمانہ جس میں قتل و غارتگری عام ہو۔
''رُوحوں کی سوداگر دنیا، جسم کے قحبہ خانے لوگ''

(ب گ:ص۴۱)

زَربدن [ف۔صف]

(۱)سونے چاندی کے تار جیسا جسم (۲) خوبصورت وحسین جسم۔

''آتش نَسبو، زَربدنو، شُعلہ نماؤ''

(س ب:ص۶۷)

زربفت وحریر [ف۔ترکیب]

سونے اور ریشم سے بنے ہوئے نرم کپڑے۔

''تج دیا ہے میں نے زربفت وحریر''

(دن:ص۱۶۵)

زَرتار پیراہن [ف۔صف]

سونے چاندی کے تار سے بنا ہوا لباس۔

''زَرتار پیراہن سجے بتوں کے قامت پر سدا''

(دن:ص۶۷)

زَرتاب ریشم [ف۔صف]

چاندی جیسا چمکیلا نرم کپڑا۔

''ہر گام پر میری سوچوں کی زرتاب ریشم''

(س ب:ص۹۷)

زَر کی جھنکار [ف۔ا۔ہ۔ترکیب]

(۱)دولت کی لالچ (۲)دولت کی آواز۔

'زَر کی جھنکار پر جسم تھرکتے ہیں''

(ج ب ش۱:ص۷۲)

زغالِ شَب [ف۔ترکیب]

(۱)رات کی تاریکی (۲)رات کی گرمی۔

''آتش کدۂ جاں میں سُلگا ہے زغالِ شَب''

(س ب:ص۱۵۰)

زُلف پیچاں [ف۔صف]

پیچ کھائے ہوئے گیسو۔

''کب تلک خمار آلود نگاہوں اور زُلفِ پیچاں کے وعدۂ فردا پہ جیئوں''

(ج ب ش۱:ص۷۳)

زُلف کا ماحول [ا۔ترکیب]

زلف کے آس پاس۔

''یہ کِس کی زُلف کا ماحول ہے نظر پہ محیط''

(س ب:ص۳۷)

زُلف کا سایہ [ا۔ترکیب]

(۱)وہ سایہ جو زلفوں کے بکھرنے سے چھا جائے۔

(۲)دوست کی صحبت۔

''تری زلف کا سایہ، مرے دل کا صحرا ہے''

(ب گ:ص۷۵)

زلف کی گھٹا چاہنا [ا۔ترکیب]

گھنی اور بکھری زلفوں کے سائے کو پسند کرنا۔

''یہ دل کا دَشت ہے، یہ زُلف کی گھٹا چاہے''

(ب گ:ص۴۵)

زُلف کے خم [ا۔ترکیب]

گیسو کے پیچ وتاب۔

''وہاں کھلتے ہیں، اس کی زلف کے خم''

(س ب: ص۱۸۴)

زُلف کے مرغولے [ا۔ف۔ترکیب]

بالوں کا آپس میں اُلجھنا۔

''سوچیں، زُلف کے مرغولوں میں اُلجھ رہی ہیں''

(م ن ل: ص۴۶)

زلفوں کا سائبان [ا۔ترکیب]

(۱) زلفوں کا سایہ (۲) محبّت (۳) مہربانی۔

''تم بھی اپنی زلفوں کا سائبان لے جانا''

(س ب: ص۱۷۳)

زلفوں کا گھنیراپَن [ا۔ہ۔ترکیب]

گیسوؤں کی سیاہی۔

''تیرے دمکتے عارض کی چاندی

تیری زلفوں کا گھنیراپن''

(ش ش: ص۵۸)

زلفوں کی آبشار گرنا [ا۔ترکیب]

گیسوؤں سے پانی کا مسلسل ٹپکنا۔

''گری گری تری زلفوں کی آبشار گری''

(س ب: ص۵۵)

زلفوں کے پھیلے دامن [ا۔ترکیب]

زلفوں کا وسیع طور پر پھیل جانا۔

''تیری گھنگور زلفوں کے پھیلے دامن پر''

(ش ش: ص۳۵)

زمان ومکاں [ف۔مرکب]

(۱) وقت اور جگہ (۲) کسی کام کے کرنے کے لیے مناسب وقت اور جگہ کا ضروری ہونا۔

''نہیں زمان ومکاں تھا، نہیں حدود وقیود''

(س ب: ص۸۱)

زمانے کا ضمیر [ا۔ترکیب]

تمام لوگوں کا دل۔

''وہ تو سورج سے بھی آنکھوں میں مِلا کرتے ہیں''

(س ب: ص۱۲۱)

زَمستان [ف۔ا۔مذ]

موسم سرما۔ جاڑا۔ سردی (ح ال)

''گھر کے باہر ہے زَمستان بہت سردی ہے''

(س ب: ص۱۷۹)

زمینِ پائمال [ف۔صف]

آفتوں اور جنگوں میں گِرا ہوا وطن۔

''مگر زمینِ پائمال کی تابِ پرواز

خاک ہی خاک ہے''

(ج ب ش ا: ص۸۷)

زمین زماں [ف۔ا۔مذ]

تمام زمانہ۔

''اسی کے نُور کی تحریر ہیں، زمین زماں''

(ب گ: ص۱۷)

زِمیں تابہ زَمن آئینہ [ف۔ترکیب]
زمین سے لےکر آسمان تک آئینے کی طرح صاف۔
''عکس ایسا کہ زمین تابہ زمن آئینہ''
(ب گ:ص۱۳)

زمین کا پاتال [ا۔ترکیب]
زمین کی سب سے نچلی تہہ (۱) زمین کا جہنم۔
''زمین کا پاتال
گنگ چوپایہ عہد کا ہے غلام
قرنِ غیرت کے امتحان کا نام''
(م ت زاب:ص۳۲۳)

زمین کے کہنہ یار [ا۔ف۔ترکیب]
زمین کے پرانے باشندے۔
''زمین کے کہنہ یارو
کوہ سارو
مرمر و سیم و زَر و آہن کے انبارو''
(دن:ص۱۳۷)

زمینوں کے آسماں سورج [ا۔ترکیب]
(۲) اوپر سے نیچے آنے والی روشنی (۲) نچلے مقامات کو روشن کرنے والی اوپر کی روشنی۔
''اَے زمینوں کے آسماں سورج''
(س ب:ص۲۵)

زنجیر بنانا [محاورہ]
(۱) مضبوط کرنا (۲) سنوارنا۔
''زلفوں کی تعریف کرو زنجیر بناؤ''
(س ب:ص۱۰۳)

زَنجیرِ دَر [ف۔ترکیب]
دروازے کی کُنڈی۔
''زنجیرِ در پہ جیسے کوئی دستِ نارسا''
(ب گ:ص۶۴)

زَنجیرِ دَر کٹنا [ف۔ترکیب]
(۱) دروازے کی کنڈی کا ٹوٹ جانا۔
(۲) قید سے آزاد ہو جانا۔
''گہری ہے شب کی آنچ کہ زنجیرِ در کٹے''
(س ب:ص۱۱۴)

زنجیرِ شب [ف۔ترکیب]
(۱) رات کی زنجیر (۲) سخت مصیبت (۲) نہایت تکلیف۔
''ایک زنجیرِ شب ہے پاؤں میں''
(س ب:ص۲۴)

زَندگی کا جنگل [ا۔ترکیب]
(۱) دنیا (۲) کائنات۔
''زندگی کے جنگل میں
سُووَروں کا غوغا ہے''
(س ب:ص۱۰۹)

زندگی کی ہوا [ا۔ترکیب]
(۱) زندہ کرنے والی ہوا۔ (۲) غذا۔
''نشان پر نشان زندگی کی ہوا''

(ڈ چ ا: یوٹیوب)

زندگیوں کا سودا کرنا [ا۔ترکیب]

(۱) زندگیاں بانٹنا (۲) زندگیوں کا پاس رکھنا۔

''آؤ!

ہم بھی پیاس بجھائیں

زندگیوں کا سودا کرلیں''

(س ب: ص ۱۲۳)

زُودقدم [ف۔صف]

تیز چلنے والا۔ مراد: چُست و چالاک۔

''تم بھی ایسے نہیں تھے زُودقدم''

(س ب: ص ۲۷)

زورِزربار [ف۔ترکیب]

جنوب کی طرف سے چلنے والی زوردار ہوا کا دباؤ۔

''زوربار کی خیراتِ بدو نیک سے دُور''

(س ب: ص ۱۳۲)

زِہراب کا ذائقہ [ا۔ترکیب]

کڑوے پانی کی چسکا (۲) شراب کی تلخی۔

''میں نے برتا ہے زِہراب کا ذائقہ، میں نے دیکھا ہے

بیدار سانسوں کو سُن''

(س ب: ص ۱۲۶)

زہرِ تلخ جام [ف۔صف]

کڑوا شراب۔

''زہرِ تلخ جام میں یوں جذب ہو، بنے شریکِ دردِ جان''

(س م د: ص ۵۹۰)

زہر کا دریا [ا۔ترکیب]

بہت سارا زہر۔

''شہد ہو یا کہ زہر کا دریا''

(غیر مطبوعہ)

زہر کا زندان [ا۔ترکیب]

(۱) شراب خانہ۔

''شادِ جہاں ہم آ ٹھہرے ہیں کب کا زہر کا زنداں ہے''

(س ب: ص ۱۵۴)

زَہرہ اوج [ف۔ترکیب]

قوت و حوصلے کا بلند مرتبے پر فائز ہونا۔

''کوئی زہرہ اوج ہی مجھ کو طالعِ حرف تھا''

(س ب: ص ۱۰۸)

زیانِ دِل و جاں [ف۔صف]

(۱) دل و جان کا نقصان (۲) ہر چیز کا نقصان۔

''ہم اُس کے زیانِ دل و جاں پر ہیں حنوط آج''

(س ب: ص ۱۴۰)

زِیانِ نقد [ف۔صف]

سرمائے کا نقصان۔

''دنیا زیانِ نقد ہے بازارِ صَرف میں''

(س ب: ص ۳۲)

زیبِ خراساں [ف۔تلمیح]

(۱) ایران کے مشرق اور افغانستان کے مغرب میں ایک

علاقہ جس میں ہرات اور مشہد شہر ہیں۔

(۲) خُراساں کی زینت۔

''آیا رز بادا فشاں

تو زیبِ خراساں ہے

اِس ہجر سے موت آسان''

(دن: ص ۲۵)

زیبِ خلوت [ف۔صف]

(۱) سونے کے کمرے کی زینت (۲) خواب کا دلکش منظر۔

''زیب خلوت رہیں تیری رعنائیاں''

(دن: ص ۱۹)

زیردست [ف۔صف]

(۱) مظلوم (۲) ماتحت (۳) کمزور (۴) عاجز۔

''زیر دستوں کو پابہ زنجیر کرے''

(ج ب ش ا: ص ۸۰)

زیردستی کا غم [ف۔ترکیب]

مظلومیت کا دکھ (۲) ماتحتی کا دکھ (۳) عاجزی کا دکھ۔

''زیردستی کے غم کا کوئی اور علاج نہیں''

(ش ش: ص ۱۲۹)

زیرِ چرخِ گردوں [ف۔ترکیب]

(۱) آسمان کی گردش کے نیچے (۲) تقدیر کے رحم وکرم پر۔

رہیں زیرِ چرخِ گردوں، نہیں مہر ومہ عطا ہم''

(س م د: ص ۹۶)

زیرِ عتاب [ف۔صف]

قہر وغضب کے نیچے رہنا، طاقت سے کسی کمزور کو اپنے ماتحت رکھنا۔

''فریادوں نے میری سانسوں کو روک دیا ہے

کہ زندگی زیرِ عتاب ہے''

(ش ش: ص ۸۲)

زیست کا مُدعا [ا۔ترکیب]

زندگی کا خواہش رکھنا۔

''کن شکستہ بُتوں سے زیست کا مُدعا طلب کر رہے ہو؟''

(ج ب ش ا: ص ۸۷)

زیستِ نا کردہ گناہ [ف۔ترکیب]

زندگی کے نہ کئے گناہ۔

''زیستِ نا کردہ گناہوں سے پشیماں ہونا''

(ب م ت ا: ص ۴۳)

زیرِ دام [ف۔صف]

دام کے نیچے آنا۔ مراد: قید

''میں سوچتا ہوں، مرے زیرِ دام صحرا تھا''

(ب گ: ص ۴۰)

زینت بننا [محاورہ]

(۱) خوبصورت بننا (۲) خود کو وقف کرنا (۳) ہمنیشن ہونا۔

''مِری محبوبہ سروقد

آج کس شان سے

اسپ رفتار اُشتر کے محمل کی زینت بنی ہے''

(دن:ص۱۰۵)

زیورِزنجیر [ف۔صف]

(۱) سونے کی زنجیر (۲) ڈھیر سارے سونے۔

''ماہ رنگ دوشیزہ کو سجاؤ زیورِزنجیر سے''

(ش ش:ص۴۸)

س

ساحل کا نظارہ [ا۔ترکیب]

سمندر کے کنارے پر نظر دوڑانا۔

''دُور منجدھار سے ساحل کا نظارہ کب تک''

(ب م ت ا:ص۴۳)

ساحل کو سکون [ا۔ترکیب]

سمندر کے لیے خاموش رہنا۔

''دشت کو دیوار، ساحل کو سکوں بے کار تھا''

(ب گ:ص۵۱)

سازِدلسوز [ف۔صف]

(۱) دل کو بے چین کرنے والا ساز (۲) دردانگیز موسیقی۔

''یاسمیں کا وہ سازِ دلسوز

جو خوشبوؤں میں بس گیا ہے کہیں''

(ج ب ش ا:ص۴۳)

ساعت بھر [ا۔ترکیب]

(۲) ذرا سی دیر (۲) پلک جھپکتے (۳) بہت جلد۔

''میرا دل ساعت بھر کے لیے بھی نہیں پھولتا''

(ش ش:ص۸۲)

ساعتوں کی ریت [ع۔ا۔ترکیب]

جلد گزر جانے والے لمحات۔

''ساعتوں کی ریت پر کچھ سُنسناہٹ کی نمی''

(س ب:ص۱۵۷)

ساغر کا رَستہ [ا۔ترکیب]

شراب پینے کی عادت۔

''ہم نے کب کا ترک کیا، ساغر کا رستہ''

(ب گ:ص۵۰)

ساغر و ساقی باطل [ہ۔ترکیب]

شراب کا پیالہ اور شراب پلانے والے دونوں نکمے اور بُرے ہیں۔

''کفر ہے نشہ و مَے، ساغر و ساقی باطل''

(س ب:ص۵۰)

ساکت ہونٹ [ع۔ا۔صف]

(۱) بے حرکت ہونٹ (۲) بند زبان (۳) خاموش ہونٹ۔

''دیکھا ان ساکت ہونٹوں پہ کس کس تحریر کا طوفاں ہے''

(س ب:ص۱۵۳)

سانچوں میں ڈھلنا [محاورہ]

(۱) خود کو حالات کے مطابق بدل لینا (۲) وضع اختیار کر لینا۔

''سینکڑوں سانچوں میں ڈھلتے ہوئے معیاروں پر''

(ب م ت ا:ص۴۳)

سانسوں کا ثمر [ا۔ترکیب]
سانس لینے کا پل۔ مراد: زندہ رہنا۔
''خاک تیری مجھ کو سانسوں کا ثمر، یادوں کے پھول''
(س ب:ص ۱۹۱)

سانسوں کی گرمی [ا۔ترکیب]
سانسوں سے آنے والی گرمی۔
''یخ میں جیسے تیری سانسوں کی گرمی بس جائے''
(س ب:ص ۱۸۷)

سانسوں کی لوری پہنانا [ا۔ترکیب]
گہری سانس کے ساتھ لوری دینا۔
''اور میں اپنی یخ زدگی کو سانسوں کی لوری پہناؤں''
(س ب:ص ۱۶۰)

سانولیوں کی تالیاں [ا۔ترکیب]
سانولوں کی رنگت والی لڑکیوں کی تالیاں۔
''پاؤں یوں بجتے ہیں
جیسے سانولیوں کی تالیاں''
(دن:ص ۱۰۷)

سانولی سلونی [ہ۔صف]
(۱) نمک والا (۲) سبزہ رنگ (۳) گندمی والا۔
(ف آ:ج-3)
''اے سانولی سلونی! پریشان یوں نہ ہو''
(دن:ص ۱۴۹)

سائبانِ اَبر [ف۔صف]
بادلوں کے سائے جو زمین پر پڑتے ہیں۔
''اگر تم، سائبانِ اَبر ہو
تو پھر تمازت کیا!''
(ب گ:ص ۶۹)

سائبان شیشے کا [ا۔ترکیب]
(۱) وہ سایہ جو گرم ہو۔
''اور تم بھی لے آئے سائبان شیشے کا''
(س ب:ص ۱۱۶)

سائے چاندنی کے [ا۔ترکیب]
(۱) چاندنی سے اثر لیا ہوا۔
مراد: روشن چہرہ۔
''وہ پیاسے روشنی کے، وہ سائے چاندنی کے''
(س ب:ص ۸۳)

سائے کا گمان [ا۔ترکیب]
سائے جیسا تصور جو جلد ختم ہو جاتی ہے۔
''سائے کا گمان ڈولتا ہے''
(س ب:ص ۹۴)

سائے کی رہ میں دیوار نہ ہو [ا۔ترکیب]
مراد: کامیابی کے راستے رُکاوٹ نہ بنو۔
''اپنے سائے کی رہ میں نہ دیوار ہو، سوچنا چھوڑ دو''
(س ب:ص ۶۳)

سایہ زَن سوچ [ف۔ا۔ترکیب]
وہ سوچ جو سایہ ڈال دے۔

''سایہ زَن سوچ کے صحرا میں گُلستاں کی طرح''

(س ب: ص۳۴)

سایہ سا نظر آنا [ا۔ترکیب]

سائے کی طرح دکھائی دینا۔

''سایہ سا نظر آئے خنک دھوپ میں جیسے''

(س ب: ص۲۰۹)

سایہ صفت [ف۔صف]

حفاظت کرنے والی خوبیاں۔

''سمٹ گیا نہ شرارہ بنا وہ سایہ صفت''

(س ب: ص۱۰۷)

سایہ فگن [ف۔صف]

(۱) سایہ ڈالنے والا (۲) حفاظت کرنے والا۔ (ف ال)

''اُسے نیم روزِ تپاں بھی سایہ فگن رہا''

(س ب: ص۱۰۸)

سایہ نُما [ف۔صف]

(۱) سایہ جیسا دِکھنے والا (۲) سایہ کی طرح ہونا۔

''سایہ نہیں، تو سایہ نُما مانگتے ہیں لوگ''

(ب گ: ص۳۲)

سَبز پانی [ا۔صف]

(۱) تازہ پانی (۲) سمندر کا گہرا پانی۔

''سبز پانی میں
میرے ہی ہاتھوں کی ریکھائیں
موج آزمائیں''

(س ب: ص۹۶)

سبز لی [ب۔صف]

بلوچی زبان میں سانولی رنگت والی لڑکی کو کہتے ہیں۔

''سبز لی بیٹھی بول رہی ہے
کانوں میں رس گھول رہی ہے''

(دن: ص۱۰۷)

سَبزۂ خیال [ف۔صف]

خیال میں خوشحالی دکھانے کا عمل۔ مراد: فریب۔ دھوکا۔

''انگارِ جاں میں جیسے کوئی سبزۂ خیال''

(س ب: ص۳۲)

سبزۂ دل [ف۔صف]

(۱) دل کی خوشحالی (۲) دل کا خوش ہونا

''ابھی گہری تمازت کے اثر میں سبزۂ دل ہے''

(ب گ: ص۶۸)

سَبزے کا سَراب [ا۔ترکیب]

کسی چیز کا دُور سے سرسبز نظر آنا۔ مراد: دھوکے میں رہنا۔

''اَب کے موسم کوئی سایہ ہے نہ سبزے کا سَراب''

(س ب: ص۱۶۵)

سبزے کی رِدا [ا۔ترکیب]

(۱) سبزے کی چادر (۲) ہر طرف سرسبز و شاداب منظر کا نظر آنا۔

''پتھر پہ سبزے کی رِدا
اَبر کی لو سے کھیلی ہے''

(س ب:ص۱۸۱)

سپر دِہوا[ف۔ترکیب]
(۱)ہوا کے سُپرد کرنا(۲)ضائع کرنا۔
''وہ معتبر بھی ہمیں، کرگیا، سپر دِہوا''
(س ب:ص۱۷۶)

سپرزادگاں[ف۔ترکیب]
(۱)پناہ لینے والے(۲)مہاجر۔
''سنگ وآہن کے آشوب میں ہم سپرزادگاں، خود پنہ تھے''
(س ب:ص۱۲۴)

سِتارہ جبین[ف۔صف]
ماتھے پر ٹیکا لگانے والی لڑکی۔
''اَے سِتارہ جبین، مہ رُخ و نازنین''
(دن:ص۱۹)

سِتارہ سَری[ب۔صف]
ستاروں سے مزّین دوپٹہ پہننے والی۔(م گ ب)
''او سِتارہ سَری
ان سنوارے ہوئے گیسوؤں کی قسم''
(دن:ص۱۵)

سِتم اٹھانا[ا۔محاورہ]
ظلم برداشت کرنا۔
''بڑے فریب کھاؤ گی بڑے ستم اُٹھاؤ گی''
(س ب:ص۷۰)

سِتم کا مارا[ا۔ترکیب]
(۱)ظلم کا شکار(۲)مظلوم
''جو سِتم کا مارا تھا، جو کرم کا پیاسا ہے''
(ب گ:ص۷۵)

سِتم خوردۂ اغیار[ف۔ترکیب]
غیروں کی طرف سے ظلم کے شکار لوگ۔
''ہم سِتم خوردۂ اغیار ہیں تیری خاطر''
(س ب:ص۵۰)

سِتم خوردۂ ظلمت[ف۔ترکیب]
تاریکی اور ظلم کے شکار۔ پسماندگی کے شکار لوگ۔
''ہم سِتم خوردۂ ظلمت ہیں، سراپائے غُبار''
(ب گ:ص۱۳)

سُجھانا[ا۔مص]
(۱)آگاہ کردینا(۲)جتانا(۳)بتادینا۔(ف ال)
''سورج کو سُجھا رہے ہو، سحر کا رَستہ''
(ب گ:ص۴۹)

سُجھائی نہ دینا[ا۔ترکیب]
(۱)نظر نہ آنا(۲)معلوم نہ ہونا(۳)خیال نہ آنا۔
''ترے بغیر مجھے اور کچھ سُجھائی نہ دئے''
(س ب:ص۶۲)

سحر تابِ کرم[ف۔ترکیب]
صبح کو لانے والا کرامات۔ مراد: خدائی
''اَے سحر تابِ کرم! اَے ہَمہ تَن آئینہ!''
(ب گ:ص۱۳)

سحرِ سُخن [ف۔صف]

شعر کہنے کا فن۔

"ابھی تو سحرِ سُخن ہوا ہے

جو پھیلتے فاصلوں کی خوشبو سمیٹتا ہے"

(س ب: ص۴۲)

سحر فشاں سورج [ف۔صف]

(۱) فجر کو ختم کرنے والا سورج۔

"آخرِ شب، سحر فشاں سورج"

(س ب: ص۲۵)

سحر کا راستہ [ا۔ترکیب]

رات کا صبح کی جانب بڑھنے کا گزرگاہ۔

"سورج کو کیا بجھا رہے ہو، سحر کا راستہ"

(ب گ: ص۴۹)

سَحر کا سفر کٹنا [ا۔ترکیب]

رات کا فجر کی جانب بڑھ کر ختم ہو جانا۔

"تاریکیاں بڑھیں تو سَحر کا سفر کٹے"

(س ب: ص۱۱۴)

سحر کی خلقت [ا۔ترکیب]

صبح کے نمودار ہونے کا سماں۔

"جو سحر کی خلقت میں سرِ شب کا تنہا ہے"

(ب گ: ص۷۶)

سُخن کی رُت [ا۔ترکیب]

(۱) شعروشاعری کا ماحول (۲) مشاعرہ۔

"سُخن کی رُت ہو، اس کی دسترس میں"

(س ب: ص۱۸۵)

سدا روتی ہوئی آنکھیں [ا۔صف]

وہ آنکھیں جو ہر وقت روتی رہتی ہیں۔

"ہم تو آنسو ہیں تڑپتی ہوئی سیمک کی سدا روتی ہوئی

آنکھوں کے"

(د ن: ص۱۶۹)

سَدِّ سفر [ف۔صف]

(۱) سفر میں رُکاوٹ ڈالنا (۲) سفر کے لیے ممانت کرنا۔

"سَدِّ سفر ہے شاؔد مجھے خود مرا وجود"

(س ب: ص۱۱۵)

سدِّ منزل [ف۔ترکیب]

منزل کی جانب بڑھنے سے روکنے روک دینا۔

"ابھی گردِ مسافت، سدِّ منزل ہے"

(ب گ: ص۶۸)

سراب آرا [ف۔صف]

غیر حقیقی چیز کی تلاش میں نکلنا۔

"آبلہ پا ہیں، مگر پھر بھی سراب آرا ہیں، وہ"

(ب گ: ص۳۵)

سراب بَرسَرِ صحرا [ف۔ترکیب]

صحرا کے اوپر سراب۔

کمزور انسان کا دھوکہ دہی کی کوشش۔

"سَراب برسَرِ صحرا ہو، اُس گھٹا پہ نہ جا"

(س ب:ص ۹۰)

سَراب سجانا [ا۔ترکیب]

بے مقصد خواہشات رکھ کر خوش ہونا۔

''بلا کُشانِ نظر کے لیے سَراب سجا''

(س ب:ص ۳۰)

سرابِ سیّارہ [ف۔ترکیب]

وہ سیّارہ جس کا وجود نہ ہو۔

''اِک سرابِ سیّارہ، گردشِ سما اچھا''

(ب گ:ص ۲۵)

سرابوں کا سفر [ا۔ترکیب]

بے مقصد سفر کرنا۔

''اَب دشت کی دہشت ہے سرابوں کا سفر ہے''

(ب گ:ص ۲۲)

سرابوں کی صورت [ا۔ترکیب]

(۱) سرابوں جیسا دکھائی دینا (۲) معدوم منظر۔

''اُجڑ کر سرابوں کی صورت ہے باقی''

(ڈ چ ا: یوٹیوب)

سراپا بولے [ا۔ترکیب]

(۱) حُلیہ سے معلوم ہونا (۲) تیور سے نتائج اخذ کرنا۔

''آپ وہ چُپ رہے اور اُس کا سراپا بولے''

(س ب:ص ۱۶۵)

سراپا بہار [ف۔صف]

(۱) خوبصورت بدن (۲) سر سے بدن پاؤں تک خوبصورت۔

''تیرا روپا ور سنگھار، اے سراپا بہار''

(د ن:ص ۱۹)

سراپائے غبار [ف۔ترکیب]

سر سے لے کر پاؤں تک گرد سے ڈھکا ہوا۔

''ہم ستم خوردۂ ظلمت ہیں، سراپائے غُبار''

(ب گ:ص ۱۳)

سرِ آب جُو [ف۔ترکیب]

نہر کے کنارے کھڑا ہونا۔

''یہ چاہی کبوتر سرِ آب جُو

جو خراماں ہے

جب دیکھتا ہوں''

(د ن:ص ۱۰۵)

سَرِ آئینہ [ف۔صف]

آئینے کا اگلا حصّہ جس میں تصویر نظر آتی ہے۔

''تہہِ آئینہ، قندیلیں فروزاں

سَرِ آئینہ، عکس تیرہ و تار''

(س ب:ص ۱۸۴)

سَرِ بازار [ف۔صف]

(۱) بازار میں (۲) شاہراہِ عام پر۔ (ف ال)

''ہم سے پی کر ہمیں رُسوا بازارِ بازار کیا''

(س ب:ص ۶۵)

سَرِ بام[ف۔ا۔مذ]

(۱)کوٹھے یابالاخانے پر(۲)لبِ بام۔ (ف ال)

''نہیں کوئی غم کہ ہم بھی سرِ بام تک نہ پہنچے''

(س م د:ص۹۶)

سَر بَدست آنا[ف۔ترکیب]

خالی ہاتھ آنا۔

''صراطِ زندگی پر جو آئے سَر بَدست آئے''

(س ب:ص۸۳)

سر بلند[ف۔صف]

(۱)اونچا(۲)بلند و بالا۔

''سر بلند اور برف پوش یہ چوٹیاں

اور خاموش خاموش یہ وادیاں''

(ڈچ ا:یوٹیوب)

سر پہ فِگن[ا۔ترکیب]

سر پہ ڈالے ہوئے۔

''آنکھ بھر آتی ہے جیسے پھیلتی سائے ہوں سر پہ فِگن''

(ج ب ش ا:ص۷۳)

سر پھرا[ا۔مذ]

(۱)خطی(۲)مجنوں(۳)ضدّی۔ (ف ال)

''اے سر پھرے، اے دیوانے

دیکھ تو شرابِ ابر گھر آئے ہیں''

(س م د:ص۵۸۹)

سَر پھرے چکور[ا۔صف]

مجنوں چکور۔

''سر پھرے چکوروں کے

دل دھڑکنے لگتے ہیں''

(ب گ:ص۵۸)

سُرخ رُو ہو جانا[ا۔ترکیب]

(۱)کامیاب ہو جانا(۲)عزّت مل جانا(۳) بری الذمہ قرار پانا(۴)نیک نامی پانا۔

''دشمنوں کے خون سے کر آب یاری قوم کی

اور سُرخ رُو ہو جا''

(دن:ص۸۹)

سَر خوشی[ف۔ا۔مث]

(۱)شراب کے نشہ کا سرور(۲)نیم مستی(۳)اعتدال کا نشہ۔ (ح ال)

''بے وجہ تھی اِک سَر خوشی اچھے دِنوں کی بات ہے''

(س ب:ص۶۱)

سرد پتھر پگھلنا[ا۔ترکیب]

(۱)سردی کے سبب پتّھروں پر جمے ہوئے برف کا پانی بن جانا(۲)سخت دل کا نرم ہونا(۳)بخیل آدمی کا کچھ دینے پر آمادہ ہونا۔(ف ال)

''جیسے وادی کے سب سرد پتھر پگھلنے لگے ہیں''

(س ب:ص۲۳)

سرد سایہ سمیٹنا[ا۔ترکیب]

ٹھنڈی جگہ تلاش کرنا۔

''کون احساس کی بند مُٹھی میں کوئی سَر دسایہ سمیٹے''

(س ب:ص ۱۲۸)

سردِسخن [ف۔صف]

(۱)وہ شعر جس میں لطف نہ ہو (۲)وہ شعر جس میں معنی نہ ہو۔

''یہ کیسا کرشمہ ہے کہ وہ سردِسخن بھی''

(ب گ:ص ۲۱)

سَرِ راہ [ف۔ا۔مذ]

(۱)راہ کے سرے پر (۲)راہ میں۔(ح ال)

''پھر بھٹکتا ہے سَرِ راہ تمنا کوئی''

(س ب:ص ۹۲)

سَرِ رَہ گُزر [ف۔ترکیب]

(۱)راستے کا ابتداء (۲)سڑک کی شروعات۔

''یہ جو وحشتوں کا ہجوم ہے، سَرِ رَہ گُزر، تہِ ہر مَکاں''

(ب گ:ص ۳۷)

سَرسَرانا [ہ۔مص]

(۱)سانپ یا کسی اور کیڑے کا رینگنا (۲)ہوا کا لہرانا۔

(۳)ہوا کا سائیں سائیں کرنا (۴)ہلکا ہلکا سانس آنا۔

(ف آ:ج-3)

''خمارِ جاں بَن کے میری سوچوں میں سَرسَرائے''

(س ب:ص ۴۲)

سرِ شب کا تنہا [ا۔ترکیب]

وہ شخص جو اوّل شب سے صبح تک تنہا بیٹھتا ہے۔

''جو سحر کی خلقت میں سرِ شب کا تنہا ہے''

(ب گ:ص ۷۶)

سَرِ صبح کا مژدہ [ف۔ا۔ترکیب]

صبح کے آغاز ہونے کی خوشخبری۔

''کتبہء شام، سَرِ صبح کا مُژدہ ہے عطا''

(س ب:ص ۹۳)

سَرِ صحرا [ف۔صف]

صحرا کے اوپر۔

''سراب ہے سرِ صحرا ملے سُراغ کہ پھول''

(س ب:ص ۳۷)

سرِ محفل [ف۔صف]

(۱)سب کے سامنے (۲)مجلس کے روبہ رو۔(ک اف)

''کوئی خوش چہرہ خراماں سرِ محفل آئے''

(س ب:ص ۳۶)

سَرِ مہتاب [ف۔صف]

چاندنی کے شروع ہوتے ہی۔

''مہک رہا ہے کسی کا بدن سَرِ مہتاب''

(س ب:ص ۳۰)

سرفراز [ف۔صف]

(۱)سر بلند (۲)بلند مرتبہ (۳)عزت اور اعتبار کا بڑھنا۔

(ح ال)

''بَس اِک نظر سے، نِگوں سار سرفراز ہوئے''

(ب گ:ص ۱۵)

سرفروزاں رہنا [ف۔ا۔ترکیب]
(۱) سر بلند رہنا (۲) عزت کے بلند مرتبے پر فائز ہونا۔
"(ترکۂ آخری)
وِردِ حق سے تبرگاہِ تیرہ میں بھی سرفروزاں رہے"
(س ب: ص ۱۲۵)

سرِ قتل گہہ [ف۔ترکیب]
(۱) وہ سر جو قتل کرنے کی جگہ میں پڑا رہے (۲) مقتل میں پڑا ہوا سر۔
"سرِ قتل گہہ، تہہِ آئینہ، کہیں اجنبی، کہیں آشنا"
(ب گ: ص ۳۸)

سرکشیدہ رہنا [ف۔ا۔ترکیب]
(۱) بغاوت کرنا (۲) باغی بننا۔
"اپنے احساس کے کوہ قلعوں میں عمر آزما سرکشیدہ رہے"
(س ب: ص ۱۲۴)

سَرگرداں [ف۔صف]
(۱) حیران و پریشان (۲) آوارہ۔ (ف ال)
"بخت پہ ہم گردش میں تھے ہی تخت پہ وہ سرگرداں ہیں"
(س ب: ص ۱۵۳)

سَرِ گُنگ زارِ ہَوس [ف۔ترکیب]
(۱) گُنگے شخص کا نالہ و فریاد کی ابتداء کرنا۔ (۲) نااہل لوگوں کی حرص و لالچ۔
"جب سَرِ گُنگ زارِ ہَوس حرفِ جاں بار تھا، تم کہاں تھے؟"
(س ب: ص ۱۲۴)

سَرِ نقطہء بےنشاں [ف۔ترکیب]
وہ پہلا نقطہ جسے کوئی شناخت نہ کر سکے۔
"میں عجز بصیرت کا سَرِ نقطہء بےنشاں"
(س ب: ص ۸۶)

سرِ نِہنگ [ف۔ب۔ترکیب]
تربت میں واقعہ ایک دریا نہنگ کا کنارہ۔
"کھیت وہ سرِ نہنگ کا
جس کو تُو نے چھینا تھا"
(م ت زاب: ص ۳۲۲)

سرما کا سورج [ا۔ترکیب]
سردی کے موسم میں نکلا ہوا سورج۔
"وہ صحرا کا سایہ ہے، وہ سرما کا سورج"
(س ب: ص ۱۶۴)

سرمایہِ ادراک و یقین [ف۔ترکیب]
فہم و عقیدت کی دولت۔ مراد: عقل۔
"مجھ سے میرا سرمایہِ ادراک و یقین چھین گیا"
(ج ب ش ا: ص ۸۲)

سُرمگیں آنکھ [ب۔ا۔صف]
سُرمہ لگی ہوئی آنکھ۔
"سُرمگیں آنکھوں میں آئے تو حیا ہو جائے"
(س ب: ص ۵۰)

سُرمہءِ نُور آسا [ف۔صف]
آنکھوں کو روشن کر دینے والا سُرمہ۔

''سُرمۂ نُور آسا کے رنگوں کی پھوہار ہے''

(س ب:ص ۹۷)

سُرمئی خموشی [ا۔ترکیب]

(۱) سخت تاریکی (۲) نہایت اندھیرا۔

''بادلوں کے سائے میں

سرمئی خموشی ہے''

(ب گ:ص ۵۷)

سُرنا کی لے [ا۔ترکیب]

نفیری کی آواز کی لے۔

''ڈھول، دماما، سُرنا کی لے میں رقص کرو، اور تالیاں بجاؤ''

(ش ش:ص ۴۲)

سرِوادی [ا۔مرکب]

(۱) وادی کا پہلا حصہ (۲) وادی کا بالائی حصّہ

''پسِ کہسار، مہر و ماہ، رخشاں

سرِوادی، نہ کوئی لب نہ رخسار''

(س ب:ص ۱۸۴)

سرودِ نے [ف۔ترکیب]

بانسری سے بجا ہوا گیت۔

''تو ایک دھڑکتی لے ہے، نغمہ ہے سرودِ نے ہے''

(دن:ص ۱۰)

سُرورِ نغمہ [ف۔ترکیب]

گیت کا لطف۔

''سُرورِ نغمہ، خُمارِ خیال، لذّتِ شعر''

(س ب:ص ۵۲)

سروقد [ف۔ع۔صف]

(۱) خوبصورت اور لمبا جوان (۲) خوش قامت (۳) راست قد (۴) سیدھے قد کا۔ (ف آ:ج-3)

''مری محبوبہ سروقد

آج کس شان سے

اسپ رفتارِ اُشتر کے محمل کی زینت بنی ہے''

(دن:ص ۱۰۵)

سُرور کی کسک [ا۔ترکیب]

وہ درد جس سے لُطف ملے۔

''سَر میں سُرور کی کسک، لَے میں لَپک خُمار کی''

(س ب:ص ۷۷)

سفر کے حبس [ا۔ترکیب]

سفر میں برداشت کیے ہوئے تکالیف۔

''سفر کے حَبس میں دیدار کی ہوا چاہے''

(ب گ:ص ۴۵)

سفرِ کوتاہ [ف۔ترکیب]

(۱) مختصر سفر (۲) تھوڑا سفر۔

''تم بھی ایسے نہ تھے زُود قدم

عام رفتار تھا زمانہ بھی''

(س ب:ص ۷۲)

سفیرِ سحر [ف۔ترکیب]

صبح کا پیغام لانے والا (۲) راہنما (۳) حقوق اور خوشحالی

کے لیے جدو جہد کرنے والا۔

''وہ فرزند جو سفیرِ سحر تھا

امن و آشتی کا پیامبر تھا''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

سقراط [اسم۔ تلمیح]

یونان کا عظیم مفکر فلسفی ۴۶۹ ق م کو پیدا ہوا۔ انہوں نے ۷۰ سال کے قریب عمر پائی اور ۳۹۹ ق م میں اُنہیں موت کی سزا ملنے کے بعد بڑے سکون سے زہر کا پیالہ پیا اور اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (اف ی ت)

''یہ زہر تو موجود تھا، سقراط سے پہلے''

(ب گ:ص ۲۲)

سُکوت آسا صدائیں [ف۔ ترکیب]

(۱) خاموشی کی مانند آوازیں (۲) وہ آوازیں جو سُنائی نہ دیں۔ (ف آ)

''کچھ ہوا کے حرفِ ساکت

کچھ سُکوت آسا صدائیں

حبسِ جاں''

(س ب:ص ۱۵۷)

سُکوتِ تیغِ بے سَکت [ف۔ ترکیب]

برفانی مقامات کی خوف اور غشی کا عالم۔

''کیوں شمارِ طلاطم میں نوحہ کناں ہیں

اس سُکوتِ تیغِ بے سَکت میں''

(س ب:ص ۸۶)

سکون آمیز جنت [ا۔ف۔ ترکیب]

سکون بخشنے والا مقام۔

''پھر بھی اِک عالمِ طلب کو سمندروں کی سکون آمیز جنتوں

حسین تصور''

(س ب:ص ۹۹)

سکّوں کی خوش نما جھنکار [ا۔ ترکیب]

(۱) سکّوں سے پیدا ہونے والی خوبصورت آواز۔

مراد: پیسے کی کشش جو انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

''یہاں پہ چند پہ سکّوں کی خوش نما جھنکار''

(پ ب دم:ص ۷۱)

سُکوں کی موت [ا۔ ترکیب]

آرام سے آئی ہوئی موت۔

''اب وہ سُکوں کی موت مرے گا''

(س ب:ص ۱۳۹)

سلام و پیام [ع۔ صف]

منگنی یا نسبت کی بات چیت۔ (ف ال)

''کیسے دو دِل ملیں، کیسے پہنچے سلام و پیام''

(دن:ص ۱۰۵)

سلامت باد [ف۔ صف]

(۱) جیتے رہو (۲) سلامت رہو۔

''سلامت باد اے شاہِ بلوچاں

سلامت باد اے مہرِ درخشاں''

(دن:ص ۷۱)

سِلسلہ ءخواب نما [ف۔ترکیب]
خواب جیسا تسلسل۔
''یہ سوچ بھی اِک سِلسلہ ءخواب نما ہے''
(ب گ:ص۲۱)

سلک دنداں [ف۔صف]
مروارید جیسی دانت۔(ف آ:ج-3)
''سلک دنداں یہ گوہرِ شہسوار
میرے دل کا اُجڑ گیا ہے قرار''
(دن:ص۱۴۱)

سُلگتا ہُوا صحرا [ا۔صف]
وہ صحرا جس میں سورج کی تپش کی وجہ سے سخت گرمی ہو۔
''پیاسی آنکھوں میں سُلگتا ہُوا صحرا بولے''
(س ب:ص۱۶۵)

سُلگتی آس [ا۔صف]
وہ خواہش جس کے پورا ہونے میں وقت لگے۔
''جنم جنم کی پیاس بجھائے،ایک سُلگتی آس،دل سیلاب
ِ طلب بولان ہو جیسے''
(س ب:ص۱۵۵)

سُلگتی ریت [ا۔صف]
(۱) جلی ہوئی ریت (۲) سورج کی تپش کے باعث گرم
ریت۔
''سُلگتی ریت پہ لکھے ہوئے،ہر عکس کو''
(ب گ:ص۴۷)

سم گھولنا [ا۔ترکیب]
(۱) زہر شامل کرنا (۲) زہر ملانا۔
''مجبوریِ حیات میں سم گھولتا ہوا''
(دن:ص۱۴۹)

سماج کے جبر [ا۔ہ۔ترکیب]
معاشرے میں لوگوں کے ایک دوسرے پر کیے گئے شدید
ظلم۔
''کہیں رواج کے بندھن،کہیں سماج کا جبر''
(م ب دم:ص۷۱)

سماعتوں کی نظر [ا۔ترکیب]
کاروائیوں کے لیے پیش کرنا۔
''سماعتوں کی نظر جو وا کی
تو ایک پُر زور قہقہہ تھا
جو،بَن کے آہٹ،شتابی گزرا''
(س م د:ص۱۱۶)

سمٹتا خیال [ف۔صف]
(۱) سلجھی ہوئی بات (۲) سلیقے سے آنے والا خیال۔
''سوچوں تو دھڑکنوں میں سمٹتا خیال ہو''
(س ب:ص۵۸)

سمندر رہا کرنا [ا۔ترکیب]
بڑی مقدار میں پانی چھوڑنا۔
''تم اُن کی لب تشنگی تو دیکھو،یہاں سمندر رہا کئے ہیں''
(م ن ل:ص۳۷)

سَمّی [اسم۔تلمیح]

(۱)ایک تاریخی بلوچ خاتون کا نام (۱) دوداا ور سمّی کے تاریخی داستان کا خاتون کردار۔

''ہانی وسمّی وسَنگین کی طرح مجھے یاد نہیں''

(ج ب ش ا:ص ۷۲)

سنّاٹے کا اَمن [ا۔ترکیب]

(۱) ہر طرف تاریکی چھا جانا (۲) بزورِطاقت امن قائم کرنا (۳) زبردستی خاموش کروانا۔

''اَب اس کے ماحول کا جنگل سنّاٹے کا اَمن ہوگا''

(س ب:ص ۱۳۹)

سَنّاٹے کا حَبس [ا۔ترکیب]

ڈراور خوف سے سانس کا بند ہو جانا۔

''سَنّاٹے کا حَبس گونج اُٹھے''

(س ب:ص ۶۸)

سنّاٹے کا کورا کاغذ [ا۔ترکیب]

(۱) مکمل سکوت طاری ہو جانا (۲) خاموشی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

''سنّاٹے کا کورا کاغذ کس کس چُپ کی چاپ نہیں''

(س ب:ص ۱۵۳)

سَنّاٹے کی دھول [ا۔ترکیب]

دُور دُور تک پھیلی ہوئی خاموشی۔

''کل بھی فضا میں سنّاٹے کی دھول جمی تھی''

(س ب:ص ۱۵۱)

سَنّاٹے کی دُھند [ا۔ترکیب]

ہر طرف سنّاٹے کا چھا جانا۔

''سنّاٹے کی دُھند میں کیا
آواز کا جال نہیں بکھرے گا''

(س ب:۱۴۳)

سنسنانا [ہ۔مص]

(۱) سَن سَن کرنا (۲) خوفزدہ ہو جانا (۲) سنّاٹے میں آجانا (۴) غشی معلوم ہونا (۵) کسی چیز کے زور سے گرنے کی آواز۔(ف ال)

''گنگ زارِ محیط لگتا ہے
لیکن ایسا کہ سنسناتا ہے''

(س ب:ص ۴۸)

سنسناتا سا احساس [ا۔ترکیب]

(۱) سنّاٹے کو محسوس کرنے کی کیفیت (۲) خوف کو محسوس کرنے کی کیفیت۔

''دبی روشنیوں کا اِک سنسناتا سا احساس بن کر''

(س ب:ص ۱۷۰)

سُنسناہٹ کی نمی [ا۔ترکیب]

(۱) غشی کے عالم کے آثار (۲) سکتے کی حالت کے آثار۔

''ساعتوں کی ریت پر کچھ سُنسناہٹ کی نمی''

(س ب:ص ۱۵۷)

سندرناری [ہ۔صف]

خوبصورت کنواری دوشیزہ۔

"اے شاری اے سندر ناری
اے سُندر ناری اے شاری"
(دن:ص۴۳)

سنگ پہ سبزہ [ا۔ترکیب]
پتھر پراُگی ہوئی گھاس۔
"کچھ وہ آنکھوں کو لگے سنگ پہ سبزے کی طرح"
(س ب:ص۶۵)

سنگ زاد [ف۔صف]
(۱) پتھر کے نسل کا انسان (۲) سخت مزاج کا آدمی۔
"آئینوں کے سَراب میں آتا ہے سنگ زاد"
(س ب:ص۷۳)

سنگِ سبز [ف۔صف]
(۱) سبز رنگ کا قیمتی پتھر (۲) زُمرد۔
"وہ تو سَنگِ سبز کے دیس کا تھا صنم عطاؔ"
(س ب:ص۱۰۸)

سنگِ سَرِ راہ گُزر [ف۔ترکیب]
(۱) راستے پر پڑا ہوا پتھر (۲) بے کار انسان (ف آ:ج-3)
"ہم ہی کیوں سَنگِ سَرِ راہ گُزر کہلائے"
(س ب:ص۱۲۲)

سنگِ صدا [ف۔ترکیب]
(۱) پتھر کے گرنے کی آواز (۲) خاموش انسان کی آواز۔
"آئے گا کوئی سَنگِ صدا، حرف کا تیشہ گونجے گا"
(س ب:ص۱۱۸)

سنگ گاہ [ف۔صف]
(۱) پتھروں کا مقام (۲) پہاڑی علاقہ (۳) غیر آباد علاقہ۔
"سَنگ گاہ میں تجھے تلاش کس گہری کی ہے؟"
(ج ب ش ا:ص۸۷)

سنگِ مرمر کا کُہنہ قلعہ [ف۔ا۔ترکیب]
نفیس سفید پتھر سے بنا ہوا پرانا قلعہ۔
"مقبرہ جیسے سنگِ مرمر کا کہنہ قلعہ
جو منہدم تو نہیں"
(م ت زاب:ص۳۲۱)

سنگِ مزار [ف۔ترکیب]
(۱) قبر پر لگا ہوا پتھر (۲) لوحِ تربت (۳) وہ پتھر جس پر مردے کا نام اور تاریخ وفات کُندہ کرا کے قبر پر لگاتے ہیں۔
"ترے شعور کا کتبہ ہے میرا سَنگِ مزار"
(س ب:ص۹۰)

سنگساری [ا۔صف]
(۱) سنگسار کرنے کا عمل (۲) اسلامی شرح میں ایک سزا جس میں زانی اور اغلامی کو کمر تک زمین میں گاڑ کر اور پتھر مار مار کر ہلاک کیا جاتا ہے۔(ف آ:ج-3)
"سنگساری میں تو وہ ہاتھ بھی اُٹھا تھا عطاؔ"
(س ب:ص۶۶)

سنگ کی پہنچ [ا۔ترکیب]
پتھر گرنے کا مقام۔

''سنگ کی پہنچ فقط سنگ تک ہے

گر پاؤں میں لغزش نہ ہو

تو منزل قریب تر ہے''

(ج ب ش ا:ص ۸۷)

سنگ و آہن کے آشوب[ف ۔ا۔ ترکیب]

پتھر اور لوہے کے آوازوں کے استعمال سے زمانے کی تبدیلی۔

''سنگ و آہن کے آشوب میں ہم سپر زادگاں، خود پنہ تھے''

(س ب:ص ۱۲۴)

سنگین[ب ۔ امؤنث]

بلوچی زنانہ نام۔

''ہانی و سمّی و سنگین کی طرح مجھے یاد نہیں''

(ج ب ش ا:ص ۷۲)

سنگیں حصاروں کے لنگر[ف ۔ا۔ ترکیب]

پتھر کے دیوار پر چڑھنے کے لیے استعمال ہونے والی رسّی۔

''چار جانب یہ سنگیں حصاروں کے لنگر''

(س ب:ص ۸۵)

سنگین سماج کے مارے[ا۔ ترکیب]

معاشرے کی سخت رسومات کی پابندی کے شکار لوگ۔

''نہ جانے کتنے ہی سنگین سماج کے مارے''

(م ب دم:ص ۱۷)

سماعت لکھنا[ا۔ ترکیب]

(ا) مقدمہ در کرنا (۲) سُنی ہوئی باتوں کو لکھنا۔

''دیواروں کو در کی تہمت دوں اور سماعت لکھوں''

سوچ کا بھنور[ا۔ ترکیب]

سوچ کا تسلسل کے ساتھ ذہن میں آنا۔

''لمحوں کے پاتال سے اب کیا

سوچ کا بھنور نہیں اُبھرے گا''

(س ب:ص ۱۴۳)

سوچ کا حرفِ آغاز[ا۔ ترکیب]

فکر کی ابتدا کا پہلا حرف۔

''ایک انا ساز وسعت فضا میں

فقط آبِ نقشِ مجاز

سوچ کا حرفِ آغاز''

(س ب:ص ۸۶)

سوچ کی آہنی دیوار[ا۔ ترکیب]

نہایت ہی مضبوط گہرا اور مضبوط فکر۔

''سوچ کی آہنی دیوار کو کیا کہتے ہیں''

(س ب:ص ۹۳)

سوچ کی کتاب[ا۔ ترکیب]

رنج واندوہ کے افکار سے بھری ہوئی کتاب۔

''ہاں مری سوچ کی کتاب ہوا''

(س ب:ص ۴۵)

سوچ کے بول[ا۔ ترکیب]

سوچ میں آئے ہوئے الفاظ۔

''سوچ کے بول سُنوں
حرف کو آہنگ کہوں''
(س ب: ص ۱۴۶)

سوچ کے گلاب [ا۔ ترکیب]
اچھے اور روشن افکار۔
''منتظر محبت میں
سوچ کے گلابوں کی
آنچ رستی رہتی ہے''
(ب گ: ص ۵۹)

سوچوں کی بلکتی ہوئی رُت [ا۔ ترکیب]
وہ سماں جب سوچیں رُلا دیتی ہیں۔
''کب بدل جائے گی سوچوں کی بلکتی ہوئی رُت''
(س ب: ص ۱۶۵)

سوچوں کے نغمے [ا۔ ترکیب]
خیالوں میں گُنگنائی ہوئے گیت۔
''میں نے سوچوں کے نغمے سُنے ہیں''
(س ب: ص ۲۸)

سوچوں میں دَمکنا [ا۔ ترکیب]
افکار میں روشن ہونا۔
''اب بھی سوچوں میں دَمکتا ہے کوئی انجم مثال''
(س ب: ص ۳۲)

سوختۂ جاں [ف۔ صف]
جسم کا جھلس جانا۔ مراد: عاشق۔

''ہم سب تیر خوردہ ہیں
ہم سب سوختۂ جاں اور فراق آشنا''
(س م ا: ص ۵۹۰)

سورج بندھن ٹوٹنا [ا۔ ترکیب]
نہایت مضبوط رشتے کا ٹوٹ جانا۔
''جب شام ڈھلے شب پُھوٹے
جب سورج بندھن ٹوٹے''
(س ب: ص ۲۱۶)

سورج کا سائباں [ا۔ ترکیب]
سورج کا سایہ۔ مراد: ظالم کو مظلوم کا محافظ کہنا۔
''صحرائے شب پہ تان دے سورج کا سائباں''
(س ب: ص ۷۳)

سورج کا لکھا [ا۔ ترکیب]
(۱) سورج کا تحریر کردہ (۲) سورج کی شعاعوں سے روشن ہونا۔
''ہم ستاروں کو بھی سورج کا لکھا کہتے ہیں''
(س ب: ص ۹۳)

سورج کی تمازت [ا۔ ترکیب]
سورج کے تیز ہونے پر سخت تیز گرمی۔
''سورج کی تمازت ہے اور لہرائی ردائیں''
(س ب: ص ۲۰۳)

سورج کی تھپک [ا۔ ترکیب]
سورج کی روشنی کا کسی چیز کو سہارا دے کر روشنی دینا۔

''سورج کی تھپک ہوا کی دستک''

(س ب: ص ۶۸)

سورج کی صدا [ا۔ترکیب]

سورج کی آواز۔ مراد: نہایت تلخ آواز

''تجھ بن تو سُنائی نہ دے سورج کی صدا بھی''

(س ب: ص ۲۷)

سورج کی ضیاء [ا۔ترکیب]

(۱) سورج کی چمک (۲) سورج کی روشنی۔

''شفق کے رنگ، سورج کی ضیاء، باسی نہیں ہوتی''

(ب گ: ص ۵۶)

سورج کی کرن [ا۔ترکیب]

سورج سے آنے والی شعاعیں۔

''سورج کی کرن تھا شرِ نم بھی وہی تھا''

(س ب: ص ۱۴۰)

سورج کے پُجاری [ا۔ترکیب]

سورج کو پوجا کرنے والے۔

''وہ جو شب زار میں سورج کے پجاری ہوتے''

(ب گ: ص ۸۸)

سورج کے سفر [ا۔ترکیب]

سورج کا اپنے مدار میں گردش کرنے کا عمل۔

''سورج کے سفر کو مری سرکار نہ دیکھے''

(م ن ل: ص ۳۷)

سُورما سپوت [ا۔ترکیب]

بہادر بیٹا۔

''اجالے کے سُورما سپوتوں کی جدوجہد کی ضرب''

(ش ش: ص ۱۲۹)

سوزِ غمِ آتش [ف۔ترکیب]

آگ جیسے غم کی جلن۔

''دل مچل اُٹھتا ہے جہاں سوزِ غمِ آتش کی طرح''

(ج ب ش ا: ص ۷۳)

سوزِ قدح [ف۔ترکیب]

وہ غم جس کے باعث انسان شراب پیتا ہے۔

''سوزِ قدح سے بزم میں ہم رَت جگے چھڑکا کئے''

(س ب: ص ۶۱)

سوز کا سماں [ا۔ترکیب]

دکھ ورنج کا ماحول۔

''آج بھی سوز کا سماں، یاد کے منظروں میں ہے''

(س ب: ص ۱۷۸)

سو سال وفا [تلمیح]

بلوچ معاشرہ میں ایک ضرب المثل ہے کہ جب کوئی کسی کے گھر سے ایک گلاس پانی پیتا ہے تو سو سال تک اس گھر کے لوگوں کا وفادار رہتا ہے۔

''میری زمین پر
ایک کٹورے پانی کی قیمت
سو سال وفا ہے''

(س ب: ص ۱۲۳)

سونے چاندی کے دمکتے ہوئے بازار[ا۔ترکیب]
سونے اور چاندی کے بارونق بازار۔
''سونے چاندی کے دمکتے ہوئے بازاروں میں''
(ب م ت ا:ص۷۳)

سومری[ب۔مؤنث]
بلوچ معاشرہ میں ایک زنانہ نام۔
''ویسے تو شاری، شلی، سنگین، سومری، جیسی بہت ساری''
(ش ش:ص۴۷)

سونی صورت والی[ہ۔صف]
خوبصورت چہرے والی لڑکی۔
''دل درپن میں آئے
بوند کرن بن جائے
سونی صورت والی''
(س ب:ص۱۹۶)

سُووَروں کا غوغا[ا۔ترکیب]
(۱) سووَروں کے شوروغل (۲) ظالموں کے چلانے کی آواز۔
''زندگی کے جنگل میں
سُووَروں کا غوغا ہے''
(س ب:ص۱۰۹)

سُوئے اَزل[ا۔ترکیب]
ابتدائی زمانے سے غمگین ہونا۔
''ہم گئے کُوئے اَبد، سُوئے اَزل جانے سے''
(ب گ:ص۳۱)

سیاہ بال گھٹاؤں کے شامیانے[ا۔ترکیب]
کالی بال بادلوں کے سائے ہیں۔
''سیاہ بال گھٹاؤں کے شامیانے ہیں''
(دن:ص۱۱۱)

سیاہ پوش[ف۔صف]
(۱) سوگوار (۲) ماتمی۔(ح ال)
''اِک علم ٹوٹ گیا ہے
سیاہ پوش ہوا میرا وطن''
(ج ب ش ا:ص۸۰)

سیلِ الم[ف۔ص]
بہت بڑی مصیبت۔
''سیلِ الم طوفانِ غم
کس طرح ہو پائیں گے کم''
(دن:ص۶۱)

سیلِ بلا[ف۔صف]
(۱) پانی کا بہت بڑا ریلا (۲) مصیبت (۳) طوفان۔
''اب کے سفر میں سیلِ بلا، مانگتے ہیں لوگ''
(س گ:ص۳۳)

سیلِ زماں[ف۔ترکیب]
آسمان کی نمی۔
''سیلِ زماں سے تختِ رواں رینگنے لگا''
(ب گ:ص۶۵)

سیلِ ستم [ف۔ترکیب]
ظلم ڈھانے کی عادت۔
''رُکے سیلِ ستم کہاں وہ تشنگی کے''
(س ب:ص۸۳)

سیمک [ب۔مؤنث]
(۱) بلوچ معاشرہ میں ایک زنانہ نام (۲) بلوچی رومانس سیمک وتھا کا خاتون کردار۔
''ہم تو سیمک ہی کے تپتے ہُوئے دِل سے پھُوٹے''
(دن:ص۱٦۷)

سیم وزرّ [ف۔ترکیب]
(۱) سونا چاندی (۲) مال ودولت۔
''جلو میں اس کے ہوگا لشکرِ جرار
سیم وزرّ کا اِک انبار
فاتح بن کر لوٹے گا''
(دن:ص۸۹)

سیمیں بدن [ف۔صف]
(۱) معشوق۔محبوبہ۔(۲) چاندی جیسا بدن۔
''شہد لبو، سیمیں بدنو، تم کہاں ہو، آؤ''
(س ب:ص۱۰۳)

سینۂ ناتواں [ف۔صف]
(۱) کمزور سینہ (۲) بے سہارا انسان۔
''سینۂ ناتواں سے لگائے کوئی طفلِ بیمارِ جاں''
(س ب:ص۱۲۴)

سینہ کوبی [ف۔ترکیب]
(۱) چھاتی پیٹنا (۲) ماتم کرنا۔(ف ال)
''کہ اب مین سوگ مناؤں
سینہ کوبی کروں کہ روؤں، ہنسوں''
(م ت زاب:ص۳۲۴)

سینہ فگار [ف۔صف]
(۱) سینے میں زخم لگنا (۲) رنجیدہ (۳) عاشق (ف ال)
''ہم چشمِ بصیرت کے ہاتھوں
ذلیل وخوار
سینہ فگار''
(ج ب ش ا:ص۴۷)

سیوی [اسم۔تلمیح]
بلوچستان کے تاریخی شہر سّی کا پرانا نام۔
''سیوی ہے سلطان لیلڑی ءَلا
اور تو ہے ملتان لیلڑی ءَلا''
(دن:ص۱۲۷)

سیوی ہے دوگام [ب۔ا۔ترکیب]
سّی شہر دو قدم کے فاصلے پر ہے۔
''سیوی ہے دوگام لیلڑی ءَلا
دلبر کا ہے پیغام لیلڑی ءَلا''
(دن:ص۱۲۷)

ش

شاخِ بَرہنہ [ف۔صف]

(۱) بے پتہ و بے ثمر شاخ (۲) اُجڑا شاخ۔

''مجھ شاخِ برہنہ پہ سجا پھول کی کلیاں''

(س ب:ص۲۶)

شاخِ بریدہ بر [ف۔ترکیب]

(۱) کچا ثمر دینے والی شاخ (۲) باریک ثمر دینے والی شاخ۔

''وہ شاخِ بریدہ بر کہسار بُجاں آئی''

(س ب:ص۱۴۹)

شاخِ شب [ف۔ترکیب]

(۱) رات کی شاخ (۲) رات ایک پہر۔

''شاخِ شب پہ آویزاں، مہر تیرہ بختاں ہے''

(ب گ:ص۲۵)

شاخ شعاعیں ٹوٹ جمیں [ا۔ترکیب]

روشنی کی کرنوں کی طرح پھیلی ہوئی شاخوں کا ٹوٹ کر برف سے ڈھک جانا۔

''یخ پَت جھڑ سے شاخ شعاعیں ٹوٹ جمیں''

(س ب:ص۱۱۳)

شاخِ نَشیمن [ف۔ترکیب]

وہ شاخ جس پر گھونسلہ ہو۔

''وہ ایک شاخِ نَشیمن کہ اَب بھی تازہ ہے''

(س ب:ص۵۵)

شادکامی [ف۔مؤنث]

(۱) خوشحالی (۲) کامیابی۔(ن ال)

''سچ ہے کہ تیری شادکامی نے مجھے برباد کیا''

(ج ب ش ا:ص۲۹)

شادماں [ف۔صف]

خوش۔خرم۔(ح ال)

''مرے بیٹے کی عظمت سے
بہت ہی شادماں ہوگی''

(دن:ص۸۷)

شاری [ب۔مؤنث]

بلوچ معاشرہ میں ایک زنانہ نام۔

''اے شاری اے سندر ناری
اے سُندر ناری اے شاری''

(دن:ص۴۳)

شامِ تماشا [ف۔صف]

(۱) سیر و تفریح میں گُزری ہوئی شام (۲) رسوائی کی شام۔

''پھر وہی شامِ تماشا ہے، سَحر کے بعد بھی''

(ب گ:ص۳۵)

شام ڈھلنا [ہ۔ترکیب]

(۱) شام کا اترنا (۲) شام کا کم ہونا۔

''جب شام ڈھلے شب پُھوٹے
جب سورج بندھن ٹوٹے''

(س ب:ص۲۱۶)

شامِ سفر [ف۔ترکیب]

(۱) شام کا ڈھل کر رات ہو جانا (۲) شام کا سفر۔

''ڈھلی جو شامِ سفر، آفتاب ختم ہُوا''

(س م د:ص۱۱۳)

شام شفق ہریالی [ا۔ترکیب]

شام کی سُرخی جیسی خوبصورتی۔

''شام شفق ہریالی

جاگے رُت متوالی''

(س ب:ص۱۹۵)

شام کی چِتا [ہ۔ترکیب]

(۱) شام کی آگ (۲) شام کو اُداس کرنے والے لمحات

(۳) جدائی کی شام۔

''آج پھر شام کی چِتاؤں میں''

(س ب:ص۲۴)

شام کی سُندرتا [ہ۔ترکیب]

شام کی خوبصورتی۔

''اور دیکھوں تو نُور نکھارے شام کی سُندرتا''

(س ب:ص۲۱۲)

شام کے احساس [ا۔ترکیب]

شام کی کیفیت کو محسوس کرنا۔

''آگ بھری ہے، مگر شام کے احساس میں''

(س ب:ص۳۸)

شامِ کوہسار [ف۔ترکیب]

پہاڑی سلسلوں میں گزاری ہوئی شام۔

''یادوں کی خوشبوؤں میں بجیں آرزو کے تار

اَے شامِ کوہسار''

(س ب:ص۲۰۷)

شام وسَحر [ف۔ع۔مث]

(۱) دونوں وقت (۲) ہر وقت۔(ن ال)

''وہ جو شاہ شام وسَحر کا تھا، وہ گرفتِ مہر سے ڈر گیا''

(ب گ:ص۳۷)

شانِ دستار بلند ہونا [ف۔ترکیب]

عزت وشہرت کے عظیم رتبے پر قائم ہونا۔

''مگر تمہارا شانِ دستار بلند ہُوا

اور تم خوش ہو کہ آزاد ہوئے تم''

(ج ب ش ا:ص۸۰)

شاہِ بلوچاں [ف۔ترکیب]

بلوچوں کا بادشاہ۔ مراد: میر چاکر خان رند۔

''سلامت باد اَے شاہِ بلوچاں

سلامت باد اَے مہرِ درخشاں''

(دن:ص۷۱)

شاہ مرید [ب۔تلمیح]

(۱) بلوچ معاشرہ میں ایک مردانہ نام (۲) بلوچی کلاسیکل

رومانس حانی وشے مرید کا مرد کردار۔

''قول قبیلے سب کے سب بے قدر ہوئے

شاہ مرید بھی ہار گیا''

(س ب:ص ۱۳۶)

شبِ امتحاں [ف۔ترکیب]

(۱) وہ رات جس میں کسی کی آزمائش لی جائے (۲) جدائی کی رات۔

''طلب نہیں ہے شبِ امتحاں کو چار چراغ''

(غیر مطبوعہ)

شبِ حَبسِ بے کراں [ف۔ترکیب]

رات کے وقت مسلسل دم گھٹنے کی حالت جس کے خاتمے کا کچھ پتا نہ ہو۔

''اے شَبِ حَبسِ بے کراں کوئی ہوا سی چاندنی''

(س ب:ص ۷۷)

شَبِ بیداری ءآزار [ف۔ترکیب]

رات جاگ کر گزارنے کی تکلیف۔

''آگہی کا خواب، شَبِ بیداری ءآزار تھا''

(ب گ:ص ۵۲)

شبِ تاب سابدن [ف۔ا۔صف]

چاند جیسا روشن بدن۔

''یوں صبحدم کھلا، ترا شَبِ تاب سابدن''

(ب گ:ص ۸۷)

شبِ تاب گیسوؤں کی بہار [ف۔ا۔صف]

رات کو چمکا دینے والے زلفوں کی رونق۔

''تیرے شبِ تاب گیسوؤں کی بہار
تیری آنکھوں کا مہکا مہکا خمار''

(دن:ص ۱۴۰)

شَبِ پھُوٹنا [محاورہ]

رات کا ظاہر ہونا۔

''جب شام ڈھلے شب پھُوٹے
جب سورج بندھن ٹوٹے''

(س ب:ص ۲۱۶)

شَبِ خون ساعت [ف۔صف]

ایسے اذیّت ناک وقت جس میں کوئی رات کو اچانک حملہ کرتا ہے۔

''تم نے سوچی کبھی ایسی شَب خون ساعت کہ اِک پیرہ زَن''

(س ب:ص ۱۲۴)

شبِ رفتہ [ف۔صف]

گذشتہ رات۔

''شبِ رفتہ کبوتروں کی صدا
کر گئی میرے دل کو افسردہ''

(دن:ص ۹۵)

شَبِ زار [ف۔ترکیب]

غم ناک رات۔

''وہ جو شَبِ زار میں سورج کے پجاری ہوتے''

(ب گ:ص ۸۸)

شب غم [ف۔ ترکیب]
(۱) غم کی رات (۲) فرقت۔ جدائی۔ (ن ال)
''وہ صبح کا مژدہ تھا، آدم بھی وہی تھا''
(س ب: ص ۱۴۱)

شبِ گرم کا موسم [ف۔ ا۔ ترکیب]
رات کو آنے والا گرمی کا سماں۔
''قربت میں شبِ گرم کا موسم ہے ترا جسم''
(س ب: ص ۲۶)

شبِ ماہ [ف۔ ترکیب]
چاندنی رات۔
''دَمک رہا ہے شبِ ماہ میں ایاغ کہ پھول''
(س ب: ص ۳۷)

شبِ ماہ کے طوفان [ف۔ ترکیب]
چاندنی رات کی نہایت تیز روشنی۔
''دل کے دریا میں شبِ ماہ کے طوفاں کی طرح''
(س ب: ص ۳۵)

شب کا خمیازہ [ا۔ ترکیب]
(۱) رات کا سزا (۲) رات کا بدلہ۔
''شب کا خمیازہ تھا لیکن مطلعِ عاقبت جاں ہے''
(س ب: ص ۱۵۴)

شب کی آنچ [ف۔ ترکیب]
رات کی گرمی۔
''گھری ہے شب کی آنچ کہ زنجیرِ در کٹے''
(س ب: ص ۱۱۴)

شب کی تیرگی [ف۔ ترکیب]
(۱) رات کا اندھیرا (۲) نہایت ظلم۔
''دیکھ کے شب کی تیرگی، حکمِ سفر دیا، مگر''
(س ب: ص ۱۷۷)

شب کی حبس گاہ [ا۔ف۔ ترکیب]
(۱) رات کا قید خانہ (۲) وہ رات جس میں انسان کسی اذیت سے دوچار ہو جائے۔
''شب کی حبس گاہوں میں
زخم زخم آہوں میں''
(س ب: ص ۱۰۹)

شب گزار رِیاد [ف۔ ترکیب]
وہ یاد جس میں کھو کر رات گزاری جائے۔
''قندیلِ دل ابھی نہ بجھا شب گزار یاد''
(س ب: ص ۷۳)

شب گریز پا [ف۔ ترکیب]
وحشت زدہ رات۔
''شب گریز پا، اچھا، صبح نارسا اچھا''
(ب گ: ص ۲۵)

شب سے تا بہ سحر جانا [ف۔ ترکیب]
رات سے شروع ہو کر سحر تک پہنچ جانا۔
''اُسے بختِ دردِ شفق نہ تھا، وہ جو شب سے تا بہ سحر گیا''
(ب گ: ص ۳۷)

شبستانِ مسرّت [ف۔ترکیب]
خوشیوں کا مقام۔
''جہاں کیا ہے، شبستانِ مسرّت''
(س م د:ص ۹۶)

شَب نژاد [ف۔صف]
مراد: ظالموں کی نسل کے لوگ۔
''شَب نژادوں میں وہی دست نگر کہلائے''
(س ب:ص ۱۲۱)

شبنمِ خوں [ف۔ترکیب]
خون کا خطرہ۔
''مِری حیات کو آئینہ ہے وہ شبنمِ خوں''
(س ب:ص ۵۵)

شبنم خواب [ف۔صف]
نیند میں آنسو بہانا۔
''کب تک تسجوں میں چھنتے تیرے شبنم خواب''
(س ب:ص ۷۶)

شبنم کا دل [ا۔ترکیب]
وہ بنیادی مادہ جو شبنم کے وجود کا سبب بن سکتے ہیں۔
''کبھی شبنم کا دل بن کر، دھڑ کتا نُور بن جائے''
(ب گ:ص ۵۶)

شبنم کی دھوپ [ا۔ترکیب]
شبنم سے پیدا ہونے والی شراب۔
''خار تیرے لَب پر جس طرح شبنم کی دھوپ''

(س ب:ص ۱۹۲)

شبنم کی شراب [ف۔ترکیب]
شبنم سے بنی ہوئی شراب۔
''چاند کے پھول میں شبنم کی شراب آئی ہے''
(س ب:ص ۱۰۰)

شبنم کے شیشے [ا۔ترکیب]
شیشے کی طرح چمکدار شبنم۔
''یہ شبنم کے شیشے گلابوں کے سائے
ہوا گُنگنائے''
(س ب:ص ۱۹۸)

شبنم میں کرن [ا۔ترکیب]
قطرے میں دکھائی دینے والی روشنی۔
''جیسے شبنم میں کِرن
جیسے گُلشن میں کرن''
(س ب:ص ۲۱۳)

شبنمی بشارت [ا۔صف]
آنسو بہا دینے والا پیغام۔
''اور پھول بننے کی
شبنمی بشارت میں
خود برستی رہتی ہے''
(ب گ:ص ۵۹)

شبنمی خیال کی آنچ [ف۔صف]
اُس خیال کی شدّت جس سے آنسو نکل آئیں۔

''عطانہ پوچھ کسی شبنمی خیال کی آنچ''

(س ب:ص ۵۷)

شبنمی صبا پھوٹنا [ا۔ترکیب]

شبنم برستی ہوئی صبح کی آمد۔

''شبنمی صبا پھوٹے

درد کی صدا ٹوٹے''

(س ب:ص ۱۱۱)

شبیہ نُما [ف۔صف]

جان پہچان رکھنے والا۔

''آج اِک عکس، اِک شبیہ نُما

جو ایک اخبار میں تھا مطبوعہ''

(م ت زاب:ص ۳۲۱)

شتابی گزرنا [ف۔صف]

جلدی سے گزرنا۔

''ساعتوں کی نظر جو وا کی

تو ایک پُر زور قہقہ تھا

جو، بَن کے آہٹ، شتابی گزرا''

(س م د:ص ۱۱۶)

شجر سے تبر کٹنا [ا۔ترکیب]

درخت کی مضبوطی کے باعث کلہاڑی کا ٹوٹ جانا۔

''یوں بھی تو ہو کبھی کہ شجر سے تبر کٹے''

(س ب:ص ۱۱۵)

شخصِ بے زمیں [ف۔صف]

بے وطن شخص۔ مراد: نہایت مفلس۔

''میں ایک شخص بے زمیں، خدا اور اُس کا آسماں''

(ب گ:ص ۱۰)

شخص کی خُو [ا۔ترکیب]

شخص کی رسم و رواج۔

''لہراتی ہوئی موج میں اس شخص کی خُو ہے''

(س ب:ص ۲۱۰)

شدّتِ عشق [ف۔ترکیب]

عشق کی انتہا۔

''شدّتِ عشق سے یہاں

اُجڑے بھرے بھرے جہاں''

(د ن:ص ۱۵۷)

شرابِ ابر [ف۔ترکیب]

(۱) شراب کا بادل (۲) شراب کی کثرت۔

''اَے سر پھرے، اَے دیوانے ا

دیکھ تو شرابِ ابر گھر آئے''

(س م ا:ص ۵۸۹)

شرابِ ناب [ف۔ترکیب]

خالص شراب۔ (ح ال)

''شرابِ ناب نہیں ہے لہو تو باقی ہے''

(س ب:ص ۵۹)

شراب سجانا [ا۔ترکیب]

(۱) شراب پلانا (۲) شراب کی محفل برقرار رکھنا۔

''سجا شراب سجا، جا بجا شراب سجا''

(س ب:۳۱)

شرابِ شہد لب [ف۔صف]

میٹھے شراب جیسے ہونٹ۔

''گلاب برف رخسار

شرابِ شہد لب

درخشندہ پھول مسکراہٹیں

بہشت با درفتار''

(س م ا:ص ۵۸۹)

شَرحِ مدعا [ف۔ترکیب]

اپنے ہی مطلب کی تفسیر۔

''مِرا ایمان ہی سُن شَرحِ مدعا پہ نہ جا''

(س ب:ص ۹۰)

شَرر آسا گُزرنا [ف۔ا۔ترکیب]

آگ کے چنگاری کی مانند پھیل جانا۔ (ن ال)

''اَبر جو کھل کے نہ برسا شَرر آسا گُزرا''

(س ب:ص ۱۰۰)

شَرر خانہءامکان [ف۔ترکیب]

آتش خانہ بننے والا۔

''اَے شَرر خانہءامکان بہت سردی ہے''

(س ب:ص ۱۸۰)

شَرر نَم [ف۔صف]

آگ کی تپش سے اُٹھنے والا بھاپ۔

''سورج کی کرن تھا شررِ نَم بھی وہی تھا''

(س ب:ص ۱۴۰)

شرف [ع۔مذ]

(۱) عزت (۲) بڑائی (۳) حسب کی بزرگی جو باپ کی طرف سے ہو۔ (ح ال)

''ظلم، ادراک، شرف،

صبر، شباب''

شریکِ درد جان [ف۔ترکیب]

(۱) زندگی کے دکھ درد کا ساتھی (۲) معشوقہ۔

''زہرِ تلخ جام میں یوں جذب ہو، بنے شریکِ درد جان''

(س م ا:ص ۵۹۰)

شُعلہءجاں [ف۔صف]

جسم کی گرمی۔

''چلے تو شُعلہءجاں ہو رُکے تو برف نفَس''

(س ب:ص ۹۰)

شعلہءداماں [ف۔ترکیب]

دامن میں لگی ہوئی آگ۔ مراد: سر پر مصیبت آنا۔

''کل جو مرے گھر چنگاری تھی اَب ترا شعلہءداماں ہے''

(س ب:ص ۱۵۳)

شعلہ بھڑکنا [ا۔ترکیب]

(۱) جلن ہونا (۲) آگ کی لپٹ نکلنا (۳) لُو اُٹھنا۔

''میرے جگر میں درد کا
شعلہ بھڑکتا رہتا ہے''

(دن:ص۱۵۹)

شعلہ پوشاک[ف۔صف]

نہایت گرم کپڑا۔ (ن ال)

''تجھے میں اُتاروں، یہ منظور، اے شعلہ پوشاک''

(دن:ص۲۱)

شُعلہ پیکر[ف۔صف]

(۱) آگ برسانے والی (۲) گرام مزاج۔

''ہوا ہوا تو وہی حرف شعلہ پیکر تھا''

(س ب:ص۱۰۶)

شُعلہ نما[ف۔صف]

(۱) آگ جیسا (۲) جذباتی لوگ۔

''آتش نسبو، زَر بدنو، شُعلہ نماؤ''

(س ب:ص۶۷)

شُعلہ نگر[ف۔صف]

گرم علاقوں میں رہنے والے لوگ۔(ن ال)

''صحرا نفسو سایہ، شعلہ نگر و دریا''

(س ب:ص۱۴۴)

شَعور کا کتبہ[ا۔ترکیب]

ذہن میں نقش الفاظ۔

''ترے شعور کا کتبہ ہے میرا سنگِ مزار''

(س ب:ص۹۰)

شفق کا سایہ[ا۔ترکیب]

طلوعِ وغروبِ آفتاب کے وقت چھایا ہوا سایہ۔

پیار تیرا چشمہء جاں پر شفق کا سایہ ہے''

(س ب:ص۱۹۲)

شفق کی حسین شکن[ا۔ترکیب]

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت آسمان پر نظر آنے والی روشنی کے درمیان خوبصورت لکیریں۔

''ہر اقرار شفق کی حسین شکن تک تھا''

(س م د:ص۹۶)

شفق کی لالی[ا۔ترکیب]

طلوع وغروبِ آفتاب افق پر سرخ رنگت۔

''کہتی شفق کی لالی
تری صبح وشام، ہریالی''

(س ب:ص۲۰۲)

شفق کے پھول کھلنا[ا۔ترکیب]

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت خوبصورت سُرخی کا چھا جانا۔

''شفق کے پھول کھلے اوس کی پھوار گری''

(س ب:ص۵۵)

شفق کے رنگ[ا۔ترکیب]

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت افق کا رنگ۔

''شفق کے رنگ، سورج کی ضیاء، باسی نہیں ہوتی''

(ب گ:ص۵۶)

شفق کے شعلے [ا۔ترکیب]
طلوع وغروبِ آفتاب افق پر پھیلی ہوئی روشنی۔
''ہاں! شفق کے شعلوں سے، راکھ ہوگیا سورج''
(ب گ: ص ۲۵)

شکست خوردۂ صد رنج و صد محن [ف۔ترکیب]
بے شمار مصیبت اور تکالیف میں گھرا ہوا شخص۔
''میں اِک شکست خوردۂ صد رنج و صد محن
امید کا چمن''
(دن: ص ۱۶۱)

شکستِ سنگ [ف۔ترکیب]
پتھر کا ٹوٹ جانا۔ (ن ال)
''یہ بھی تو ہو کہ سَر کے سبب ہو شکستِ سنگ''
(س ب: ص ۱۱۵)

شکستِ شب [ف۔ترکیب]
(۱) وہ رات جس میں کسی کو نقصان ہو (۲) جدائی کی رات۔
''دلِ مضطرب! وہ شکستِ شب، فقط اِیک نشہ تھا، اُتر گیا''
(ب گ: ص ۳۷)

شکستہ بُت [ف۔صف]
ٹوٹا ہوا بُت۔
''کن شکستہ بُتوں سے زیست کا مُدعا طلب کر رہے ہو؟''
(ج ب ش ا: ص ۸۷)

شکستہ پتّھر [ف۔صف]
ٹوٹا ہوا پتھر۔ (ن ال)
''شکستہ پتّھروں سے اُلجھ گئے
کن شکستہ بُتوں سے زیست کا مُدعا طلب کر رہے ہو؟''
(ج ب ش ا: ص ۸۷)

شکستہ تَن [ف۔صف]
(۱) ٹوٹا ہوا بدن (۲) بے قوت جسم۔ (ن ال)
''زخمِ جگر کا جاننے والا نہیں کوئی
میں ہوں شکستہ تَن''
(دن: ص ۱۶۳)

شکستہ شاخ [ف۔صف]
ٹوٹا ہوا پتھر۔ (ن ال)
''شکستہ شاخ ہو تم، بارشوں کو دو نہ صدا''
(س ب: ص ۱۷۵)

شکستہ طناب [ف۔صف]
ٹوٹی ہوئی رسّی۔
''شکستہ طنابوں پہ خیموں کی تحریر کیا تھی''
(س ب: ص ۲۳)

شکوہ سنج [ف۔صف]
شکایتوں کو سمجھنے والا۔
''ہم خطا کار، کارِ بے خطا بے خبر
تم وفادارِ غارت گرانِ وفا شکوہ سنج''
(س ب: ص ۱۲۵)

شلی [ب۔مؤنث]
بلوچ معاشرہ میں ایک زنانہ نام۔ (م گ ب)

''ویسے تو شاری، شلی، سنگین، سومری، جیسی بہت ساری''

(ش ش: ص ۴۷)

شمارِ طلاطم[ف۔ترکیب]

یکے بعد دیگرے اُٹھنے والی لہریں۔

''کیوں شمارِ طلاطم میں نوحہ کناں ہیں''

(س ب: ص ۸۶)

شمشیرِ برہنہ[ف۔ترکیب]

لڑنے مرنے پر تیار۔ (ن ال)

''کُہکر ہے کہ مرے نتھا کی دستارِ سفید

کوندتی برق ہے شمشیر برہنہ اُس کی''

(۱۶۷)

شناورآگہی کے[ا۔ترکیب]

حالات سے آگہی رکھنے والا۔

''کہ پھیلے رُوح تک ہیں شناور آگہی کے''

(س ب: ص ۸۴)

شوقِ بوس وکنار[ف۔ترکیب]

لپٹا کر بوسہ لینے کا شوق۔

''شوقِ بوس وکنار

ہزار نخلِ گُل مُرجھا گئے''

(ج ب ش ا: ص ۸۷)

شوق شفق لالی[ا۔ترکیب]

طلوع وغروبِ آفتاب کے وقت اُفق پر پھیلی ہوئی سُرخی۔

''رنگ ترنگ مہک مہکائے شوق شفق لالی''

(س ب: ص ۲۱۱)

شوق کی وادی[ا۔ترکیب]

خواہشات کو پورا کرنے کا مقام۔

''شوق کی وادی موت کی وادی بن سکتی ہیں''

(ب گ: ص ۸۱)

شہ تاج[ب۔مذ]

بلوچ معاشرہ میں ایک مردانہ نام۔

''نہیں......میں شہ تاج نہیں ہوں

تو پھر کون ہو؟

میں وہ نغمہ ہوں بالاچ!

جو تم ابھی بجا رہے تھے''

(ب گ: ص ۷۷)

شہداد[ب۔مذ]

(۱) بلوچ معاشرہ میں ایک مردانہ نام (۲) بلوچی رومانس شہداد و مہناز کا مرد کردار۔

''ہاں مگر اَے شہداد

تیرے گُلگ کا لمس

میرے انفاس میں بھونچال کی تاثیر بھرے

دل کو زنجیر کرے''

(س ب: ص ۱۳۲)

شہد بھری شراب[ف۔صف]

میٹھا شراب۔

''مگر میں لذّت کی شہد بھری شراب کو آواز دوں''

(ش ش: ص۴۱)

شہدلب [ف۔صف]

میٹھی آواز والی عورت۔

''شہدلبوں، سیمیں بدنو، تم کہاں ہو آؤ''

(س ب: ص۱۰۳)

شہر کا شہر [ا۔ترکیب]

(۱) تمام شہر (۲) پورا شہر۔

''آگ اِک کٹیا سے کیا بھڑکی شہر کا شہر چراغاں ہے''

(س ب: ص۱۵۴)

شہر کا دریا [ا۔ترکیب]

مراد: بارونق شہر۔ آباد شہر

''تیری رحمت ہے شہر کا دریا''

(غیر مطبوعہ)

شہرِ آرزو کا فسوں [ف۔ترکیب]

خواہش کے شہر کا جادو۔

''ھائے اُس شہرِ آرزو کا فسوں

دین و دنیا نثار کیوں نہ کروں''

(دن: ص۴۹)

شہرِ آئینہ [ف۔صف]

آئینہ کا شہر۔

''میں شہرِ آئینہ جلتا ہوں آفتابوں سے''

(س ب: ص۳۹)

شہرِ اَماں کی مسافت [ف۔ا۔ترکیب]

پُر امن شہر کا سفر۔

''میں شہرِ اَماں کی مسافت

ابد ساعتوں کے تعاقب میں''

(س ب: ص۸۵)

شہرِ بے اَماں [ف۔صف]

(۱) پُر آشوب شہر (۲) وہ شہر جس کا امن و امان خراب ہو۔

(ن ال)

''کیا قحطِ اختیار ہے، اَے شہرِ بے اَماں''

(س ب: ص۱۱۴)

شہر پگھل جانا [ا۔ترکیب]

(۱) شہر میں پانی کا ریلا آجانا (۲) شہر کے حالات کا ٹھیک ہو جانا۔

''اَب کی برف گرے تو شہر پگھل جائے''

(س ب: ص۱۱۳)

شہرِ شاداں [ف۔صف]

وہ شہر جو خوشحال ہو۔

''ترے شہرِ شاداں میں، وہی ایک رُسوا ہے''

(ب گ: ص۷۶)

شہرِ طلب [ف۔ترکیب]

پسندیدہ شہر۔

''کیا گلیاں تھیں، کیسے موڑ تھے شہرِ طلب کے''

(ب گ: ص۴۹)

شہرِ محبت [ف۔صف]

(۱) محبت بانٹنے والا شہر (۲) پُر اَمن شہر۔

''وہ شہر، شہرِ محبت، وہ شہر، شہرِ وفا''

(م ب دم: ص ۷۱)

شہرِ مئے کا دروازہ [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) مئے خانے کا دروازہ (۲) اُس شہر کا دروازہ جہاں شراب کثرت سے پائی جائے۔

''شہرِ مئے کا دروازہ

شام کے اُترتے ہی''

(س ب: ص ۶۰)

شہرِ وفا [ف۔صف]

خلوص اور دیانتوں کا شہر۔

''وہ شہر، شہرِ محبت، وہ شہر، شہرِ وفا''

(م ب دم: ص ۷۱)

شہسواری [ف۔صف]

گھڑ سواری کا فن۔ (ن ال)

''مرے مُنّے سا کوئی بھی نہ ہوگا شہسواری میں''

(دن: ص ۸۷)

شہ مرید [ب۔مذ]

(۱) بلوچ معاشرہ میں ایک زنانہ نام (۲) بلوچی رومانس حانی و شے مرید کا مرد کردار۔

''میں شہ مرید نہیں ہوں اے درگاہِ ملّہ کے کبوتر''

(ج ب ش ا: ص ۷۲)

شہیدِ رنگ کو ہیں [ف۔ترکیب]

وہ پہاڑیں جس پر بمباری ہوئی ہو۔

''خنجر خون چکیدہ ہو، لالہ لب کی قاش، شہیدِ رنگ کو ہیں، یہ ایک سی بات''

(س ب: ص ۱۵۵)

شیرازی تلوار [ف۔صف]

ایران کے شہر شیراز سے بنا ہوا تلوار جو قدیم جنگوں میں استعمال ہوتا تھا۔

''اس کے سرہانے میر کی شیرازی تلوار رکھ دو''

(ش ش: ص ۴۸)

شیر بچے [ا۔ترکیب]

مراد: بہادر بچے۔ بہادر سپوت۔

''میرے شیر بچوں کو

نیند بھی نہیں آتی''

(س ب: ص ۱۰۹)

شیر گرم خوشبوئیں [ف۔صف]

(۱) گرم دودھ کی خوشبوئیں (۲) تازہ خوشبوئیں۔

''شیر گرم خوشبوئیں

قُربتوں کی خواہش ہے''

(ب گ: ص ۵۸)

شیر گرم لب [ف۔ترکیب]

گرم دودھ جیسے ہونٹ۔

''شیر گرم لب تیرے

ماہ گوں ترے عارض

گُل نُما بدن تیرا''

(ب گ: ص ۶۱)

شیریں ہے بولی [ا۔ ترکیب]

لہجہ میٹھا ہے۔

''کونجوں کی ٹولی لیلڑی ءَ لا

شیریں ہے بولی لیلڑی ءَ لا''

(دن: ص ۱۲۷)

شیش محل [ہ۔ مذ]

وہ مکان جس میں چاروں طرف شیشے لگے ہوئے ہیں۔

(ن ال)

''تم بزورِ شمشیر لئے

شیش محلوں پہ اتراتے ہو''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

شیشۂ دل [ف۔ ترکیب]

(۱) دل کا استعارہ ہے (۲) نازک مزاج (ن ال)

''بچھا ہے شیشۂ دل اے نگاہِ آئینہ زاد''

(س ب: ص ۵۶)

شیشۂ دل کے طلبگار [ف۔ ا۔ ترکیب]

دل کی نرمی کا خواہش مند۔

''شیشۂ دل کے طلبگار تو دیوانے ہیں''

(ب م ت ا: ص ۷۳)

ص

صاحبِ حکم [ع۔ صف]

(۱) حاکم (۲) حکم دینے والا شخص (ن ال)

''تُو صاحبِ حکم ہے، جزا ہے مانگتے ہیں لوگ''

(ب گ: ص ۳۲)

صبا کا ہاتھ [ا۔ ترکیب]

صبح کی آمد کے آثار کو محسوس کرنا۔

''صبا کا ہاتھ ہے یا ہے ترے گداز کا لَمس''

(س ب: ص ۳۹)

صبا سے جھلکنا [ا۔ ترکیب]

صبح کی ہوا کے چلنے سے ظاہر ہونا۔

''تیری گیسوؤں کی شبنم کبھی جب صبا سے جھلکے''

(س م د: ص ۷۳)

صبِا صبح [ا۔ ف]

(۱) صبح کی خوشگوار ہوا۔

''سوچوں تو ہر رنگ سے پھوٹے رَس کی صبح صبا''

(س ب: ص ۲۱۲)

صبح افروز پشیمانی [ا۔ ف۔ ترکیب]

(۱) صبح کو روشن کرنے والی ندامت (۲) پچھتاوے کے بعد درست کام کرنا۔

''زندگی کی صبح افروز پشیمانیوں جیسے

دل روئے اور رات کراہے''

(ش ش:ص ۴۰)

صبح کا مژدہ[ا۔ترکیب]
صبح کی خوشخبری۔

''وہ صبح کا مژدہ تھا شبِ غم بھی وہی تھا''

(س ب:ص ۱۴۰)

صبح کی لالی[ا۔ترکیب]
طلوعِ آفتاب کے وقت افق پر چھائی ہوئی سُرخ رنگت۔

''شام کے اُجلے دامن میں جب صبح کی لالی لہرائے گی''

(س ب:ص ۱۳۹)

صبحدم[ع۔ف]
(۱)علی الصباح (۲)بہت تڑکے (۳)مُنہ اندھیرا
(ف ال)

''یوں صبحدم کھلا، ترا شب تاب سا بدن''

(ب گ:ص ۸۷)

صبحدم سَرِ انقلاب ہونا[ف۔ا۔ترکیب]
علی الصبح انقلاب کا آغاز ہونا۔

''صبحدم سرِ انقلاب ہوا''

(س ب:ص ۵۳)

صبح نارَسا[ف۔صف]
(۱)نہ پہنچنے والا صبح۔ (۲)وہ صبح جس کا بیٹھ کر انتظار کیا جائے۔

''شب گریز پا، اچّھا، صبح نارَسا اچّھا''

(ب گ:ص ۲۵)

صبرِ ثمر[ف۔ترکیب]
صبر کا پھل۔

''کتنے جنم اور کتنے موسم
اور اُتریں گے
صبرِ ثمر تک''

(س ب:ص ۱۴۳)

صحرا بصحرا زندگی[ف۔ترکیب]
مسلسل ویرانوں میں گُزری ہوئی زندگی۔

''سامنے صحرا بصحرا زندگی''

(ب گ:ص ۴۸)

صحرا کا سایہ[ا۔ترکیب]
مراد: مصیبت میں مددگار۔

''وہ صحرا کا سایہ ہے، وہ سرما کا سورج''

(س ب:ص ۱۶۴)

صحرا کا سُخن[ا۔ترکیب]
ویرانوں پر لکھی ہوئی شاعری۔

''سوچ کا ہر حرف، صحرا کا سُخن''

(ب گ:ص ۴۷)

صحرا کشی[ع۔ف۔ترکیب]
صحرا نشینی کو برداشت کرنا۔

''ہم ہیں اور صحرا کشی، زخمِ نظر کے بعد بھی''

(ب گ:ص ۳۵)

صحرا کی ہتھیلی[ا۔ترکیب]

ویران علاقوں کی سمت۔

''صحرا کی ہتھیلی پر اَب تم بھی دھر و دریا''

(س ب:ص۱۴۴)

صحرانفس[ف۔صف]

صحرا میں وقت گزارنے والا۔

''صحرانفسو سایہ، شعلہ نگر و دریا''

(س ب:ص۱۴۴)

صحرائے شب[ف۔ترکیب]

ویرانے میں گزری ہوئی رات۔

''صحرائے شب پہ تان دے سورج کا سائباں''

(س ب:ص۴۳)

صدا آشنا[ف۔صف]

آواز کو پہچاننے والا (ف ال)

''سنگ و آہن کے آشوب میں ہم سیر زادگان، خود پنہ تھے

تُو نہ تڑپا نہ کوئی صدا آشنا''

(س ب:ص۱۲۴)

صدا چھونے کی حسرت[ا۔ترکیب]

آواز کو مس کرنے کی خواہش۔

''یہاں تپتے بگولوں کو گھٹا چھونے کی حسرت ہے

صدا چھونے کی حسرت ہے''

(ب گ:ص۷۴)

صداقت کی شیرینی[ا۔ترکیب]

(۱) سچائی کا مٹھاس (۲) حق کا ثمر۔

''صداقت کی شیرینی مجھے تلخی زہر کی جاننی لگے''

(ش ش:ص۱۲۴)

صداوصوت[ا۔ترکیب]

آواز کا گیت۔

''یہ گُل کدہ جومہک رہا ہے

صداوصوت ونَواونغمہ کی دھڑکنوں سے''

(س ب:ص۴۷)

صدائے سبزہ[ف۔صف]

(۱) بہار کی آواز۔ مراد: بہار کی مانند۔

''صدائے سبزہ لگا تھا، وہ دُور سے مجھ کو''

(ب گ:ص۴۰)

صدا ضرب بن گئی[ا۔ترکیب]

(۱) آواز صدمہ بن گئی (۲) آواز وار بن کر چوٹ لگا گئی۔

''پھر یوں ہُوا کہ جیسے صدا ضرب بَن گئی''

(ب گ:ص۶۴)

صد عمر ہائے رفتہ[ف۔ترکیب]

سو سال پہلے وفات پانے والا شخص۔

''اور صد عمر ہائے رفتہ کا انتظار

انگاروں کے پیاسے سمندر میں تڑپائے گا''

(ش ش:ص۱۲۹)

صدف جسم[ف۔صف]

خوبصورت قامت والی عورت۔ (ف آ:ج-3)

''وہ صدف جسم ہوئے آتشِ تر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

صدف صورت [ف۔ صف]

سیپی جیسی صورت۔

''مجھ سے عشق ملتے ہیں ماہ لب، صدف صورت''

(س ب: ص ۴۵)

صدف نگاہ [ف۔ صف]

روشن آنکھوں والی۔ مراد: محبوبہ

''صدف نگاہ کہ نغمہ، جنوں دماغ کہ پھول''

(س ب: ص ۳۷)

صدمہ بننا [ا۔ ترکیب]

اپنے لیے خود ہی مصیبت پیدا کرنا۔

''خود ہی صدمہ بنے اپنے احساس کا، تم نے سوچا بھی کیا''

(س ب: ص ۶۳)

صدمہ کا تناؤ [ا۔ ترکیب]

(۱) غم کا پھیل جانا (۲) غم کا بڑھ جانا۔

''ہے عمر کشا روح میں صدمہ کا تناؤ''

(س ب: ص ۶۷)

صدیوں کا محروم [ا۔ ترکیب]

(۱) نہایت مایوس (۲) سخت بدنصیب۔

''صدیوں کا محروم، ہزاروں عمروں کا ناکام وہ اِک انسان

کہ اَب بولان ہو جیسے''

(س ب: ص ۱۵۵)

صدیوں کی سوچ [ا۔ ترکیب]

(۱) پرانی سوچ (۲) قدیم خیال۔

''ایک ہم کہ صدیوں کی سوچ بن کے بکھرے ہیں، خواب

بن کے ٹوٹے ہیں''

(س ب: ص ۸۹)

صدیوں کے راز [ا۔ ترکیب]

سینکڑوں سالوں کے چُھپے ہوئے حقائق اور باتیں۔

''اُن کے سینوں میں ہیں دفن

صدیوں کے راز''

(ڈ چ ا: یوٹیوب)

صَرصَر [ع۔ مؤنث]

جاڑے کی سردی۔ (ف ال)

''کسی پہ بادِ صبا تھا کسی کو صَرصَر تھا''

(س ب: ص ۱۰۶)

صَرصَر کی ہوا [ا۔ ترکیب]

تیز ہوا کا جھکڑ۔

''صَرصَر کی ہوا، پھول کی مہکار نہ دیکھے''

(م ن ل: ص ۳۷)

صراطِ زندگی [ع۔ ف۔ ترکیب]

زندگی کا صحیح راستہ (ف ال)

''صراطِ زندگی پر جو آئے سَر بدست آئے''

(س ب: ص ۸۳)

صوتِ حزیں [ع۔ف۔صف]
غم واندوہ کے ساتھ نکلنے والی آواز۔(ن ال)
''تیری جدائی نازنین
بن جائے گی صوتِ حزیں''
(دن:ص ۵۱)

صوتِ سیل [ف۔ع۔ترکیب]
بہتے ہوئے پانی کی آواز۔ (ن ال)
''اُجڑ گیا تو گیا وہ بھی صوتِ سیل کے ساتھ''
(س ب:ص ۱۰۷)

صوت و نغمہ [ف۔ا۔ترکیب]
آواز اور گیت۔ (ن ال)
''صوت و نغمہ کی دھڑکنوں کی
مگر اِک آغوشِ خواب دیدہ ہے''
(س ب:ص ۴۸)

صورتِ شرار [ف۔ترکیب]
چنگاری کی مانند۔
''جگر کے پار ہوئی، صورتِ شرار گری''
(س ب:ص ۵۵)

صورت گر [ف۔صف]
(۱)مصوّر (۲)نقّاش (ف آ:ج-3)
''غم کے صورت گرو، درد کے شاعرو، سوچنا چھوڑ دو''
(س ب:ص ۶۳)

صورت گری [ف۔صف]
(۱)مصوّری (۲)نقاشی۔ (ف ال)
''وقت کی جو صورت گری چاہے''
(س ب:ص ۸۰)

ض

ضامنِ عمر [ف۔صف]
عمر کی ضمانت دینے والا۔ مراد: خدا۔
''وہ جو ایک ضامنِ عمر تھا، فقط ایک پل میں گزر گیا''
(ب گ:ص ۳۷)

ضبطِ لبِ مدّعا [ف۔ترکیب]
ارادہ کرنے والے کے مُنہ کی حفاظت۔(ف آ)
''پھر ہر سکوت، ضبطِ لبِ مدّعا بنا''
(ب گ:ص ۶۴)

ضرر کی سوچنا [ا۔ترکیب]
کسی کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچنا۔
''جو اپنے نفع میں میرے ضرر کی سوچتے ہیں''
(ب گ:ص ۴۴)

ضمیر زادے [ع۔ف۔صف]
(۱)دل والوں کے فرزند (۲)خودداروں کے بیٹے۔
(ف آ)
''وہ ضمیر زادے ہیں، اُن کا فیصلہ برحق''
(ب گ:ص ۲۶)

ضَوکا ذائقہ [ا۔ترکیب]
روشنی کا فائدہ۔
''چاہیے ضَو کا ذائقہ ورنہ''
(س ب:ص۵۳)

ضعیف غلام [ع۔ف۔صف]
کمزور غلام۔ (ف آ:ج-3)
''میں غلا مک، ترا ضعیف غلام
تیرے خاکیں سرہانے اِستادہ''
(م ت زاب:ص۳۲۱)

ط

طائفہ کی رِیت [ا۔ترکیب]
قبیلے اور ذات کی رسم ورواج۔
''میرے اور تیرے گھرانے اور طائفہ کی رِیت یہی ہے''
(ش ش:ص۲۹)

طالعِ حرف [ف۔ترکیب]
قسمت کا لکھا۔ (ج ال)
''کوئی زہرہ اوج ہی مجھ کو طالعِ حرف تھا''
(س ب:ص۱۰۸)

طشتِ جاں [ف۔ترکیب]
جان کی تھال۔
''میں کتنی دُور چلا طَشتِ جاں پہ دِل لے کر''
(س ب:ص۳۹)

طفلِ بیمارِ جاں [ف۔ترکیب]
نیا نیا عشق کا روگ لگنا۔
''سینۂ ناتواں سے لگائے کوئی طفلِ بیمارِ جاں''
(س ب:ص۱۲۴)

طفلِ تسلّی دینا [ف۔ا۔ترکیب]
بہلاوا۔ پھسلاوا (ج ال)
''کب تلک دلِ برباد کو طفلِ تسلّی دے دوں''
(ج ب ش ا:ص۴۷)

طفل کی مانند [ا۔ترکیب]
بچّے کی طرح۔
''ضد کرے مجھ سے طفل کی مانند''
(ب ز:ص۶۰)

طلاطم زاد [ف۔صف]
آپس میں لڑنے والے۔ (ح ال)
''ہم طلاطم زاد، عرقِ آب کیا ہوں گے کہ ہم''
(ب گ:ص۳۵)

طلب تاب رَنگ [ف۔ترکیب]
(۱) خواہش کو بڑھانے والے رنگ (۲) خواہش کو بدلنے والے رنگ۔
''مجھے ساعتوں کے طلب تاب رنگوں میں، تحلیل ہونا تھا''
(س ب:ص۸۲)

طلب کدہ [ف۔ترکیب]
(۱) مطالبہ کرنے کا مقام (۲) خواہش رکھنے کی جگہ۔

مراد: دل۔

''اِک جزا کا بُرزخ ہے، یہ طلب کدہ اچھا''

(ب گ: ص ۲٦)

طلبِ نذر [ف۔ترکیب]

خواہش کے لیے قربان کرنا۔

''روز طلبِ نذر دوں دل کو بھی پاسنگِ جاں''

(س ب: ص ۳۸)

طلب نوا [ف۔صف]

(۱) خواہش کی آواز (۲) پسند کی آواز۔

''شام، شفق، طلب نوا، درد، اُداسی چاندنی''

(س ب: ص ۷۷)

طلب کا الاؤ [ا۔ترکیب]

دل میں خواہشات کی تکمیل کی گرم جوشی۔

''تمام شہر طلب کا الاؤ رکھتا ہے''

(س ب: ص ۱۷۵)

طلب کا تماشا بنانا [ا۔ترکیب]

خواہش کو رسوا کرنا۔

''کب تک عطا طلب کا تماشا بنایئے''

(س ب: ص ۱٦۳)

طلب کا قہر [ا۔ترکیب]

خواہش کے مطابق ظلم و ستم ڈھانا۔

''وفا کا شہر تھا وہ، طلب کا قہر تھا وہ''

(س ب: ص ۸۴)

طلب کی بہار [ا۔ترکیب]

خواہش کے مطابق بہار کا آنا۔ (۲) پسند کا رونق۔

''مگر طلب کی بہاروں میں تُو تو باقی ہے''

(س ب: ص ۵۹)

طلب کی نُور [ا۔ترکیب]

وہ روشنی جس کا مطالبہ کیا جائے۔

''طلب کی نُور، خیالوں کی چیخ، روشنی کی دمک''

(غیر مطبوعہ)

طلب کے خواب [ا۔ترکیب]

(۱) پسند کے خواہش (۲) پسند کے خواب۔

''کہ میں نے دفترِ دل میں طلب کے خواب لکھے''

(ب گ: ص ۱۸)

طلسمِ سکوت [ف۔صف]

(۱) جادوئی خاموشی (۲) ڈراؤنی خاموشی۔

''شکستِ شب ہی سے ٹوٹا تھا گو طلسمِ سکوت''

(س م د: ص ۹٦)

طلسمِ عجب [ع۔ف۔ترکیب]

(۱) حیرت انگیز جادو (۲) وہ علم جو خیالاتِ موہومہ کو عجب شکل میں نظر میں لائے۔ (ج ال)

''شب نژادوں کو رنگوں کی راحت اِک طلسمِ عجب شب تلک ہے''

(س ب: ص ۱۲۹)

طمعِ زندگی [ف۔ترکیب]
(۱) زندگی کا لالچ (۲) زندگی کی خواہش۔ (ج ال)
''تو نے کیا بخشا کہ طمعِ زندگی جاتی رہی''
(ب گ: ص۵۲)

طنابوں سے رسنا [ا۔ترکیب]
رسّیوں سے ٹپکنا۔
''میرے انفاس ہی کی طنابوں سے رِستی ہیں''
(س ب: ص۹۶)

طوفان کے حوالے کرنا [ا۔ترکیب]
طوفان کے سپرد دے دینا۔
''ڈوبتی ناؤ کو طوفان کے حوالے کردو''
(ب م ت ا: ص۴۳)

طوفانِ طلاطم [ف۔صف]
طوفان کا جوش ولولہ۔

''طوفانِ طلاطم
ٹھہراؤ
در بند نظر کی دستک سے
جیسے کوئی سورج ٹکرائے''

(س ب: ص۱۵۹)

طوفانِ غم [ف۔صف]
غم کا طوفان (۲) ڈھیر سارے غم کا تسلسل۔

''سیلِ الم طوفانِ غم
کس طرح ہو پائیں گے کم''

(دن: ص۶۱)

طوفان کی نیّت [ا۔ترکیب]
(۱) طوفان کا بہاؤ (۲) طوفان کی وجہ سے آنے والی تباہی۔
''طوفان کی نیّت کی خبر رکھتے ہیں سو ہم''
(ب گ: ص۲۲)

طویلِ زیست [ف۔صف]
(۱) لمبی زندگی (۲) لمبی عمر۔
''طویلِ زیست کے انجان راستوں میں عطا''
(س ب: ص۵۲)

ظ

ظرفِ احساس کی آزمائش [ف۔ترکیب]
دانائی کو سمجھنے اور پرکھنے کا عمل۔
''ظرفِ احساس کی آزمائش کا آزار کیوں ہے؟''
(س ب: ص۸۵)

ظرفِ زمیں ساز [ف۔صف]
وہ عقلمند شخص جو حالات کو بہتر کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

''آدمی......ظرفِ زمیں ساز سہی
آدمی......دامنِ پندارِ تہی''

(س ب: ص۸۹)

ظرف کا اظہار کرنا [ا۔ترکیب]
عقمندی دکھانا۔
''پاساؤں نے بڑے ظرف کا اظہار کیا''

(س ب:ص ۶۵)

ظرف کا حرف [ا۔ترکیب]

عقلمندی کی بات۔

''جب کڑی دھوپ کے ظرف کا حرف صَرف کشکولِ لَب،

شَب تلک ہے''

(س ب:ص ۱۲۸)

ظفرکشیدہ [ف۔صف]

کامیابی کے لیے راستے نکالنے والا شخص۔

''اَزل سواروں کی راہواروں کے نقش ہائے سفر کشیدہ

ظفر کشیدہ''

(س ب:ص ۴۸)

ظِلِ الہٰ [ع۔صف]

(۱) خدا کا سایہ (۲) خدا کا نائب (۳) خلیفہ (۴) بادشاہ

(ف آ:ج-4)

''پھر ظِلِ الہٰ کے دَر پہ چمکی''

(س ب:ص ۶۸)

ظلمت کا اَسیر ہونا [ا۔ترکیب]

(۱) اندھیرے میں پھنس جانا (۹۲ مصیبت میں گر جانا۔

''تیری فرقت میں ہوں ظلمت کا اَسیر''

(دن:ص ۱۶۵)

ظلمت کے نشے [ا۔ترکیب]

کفر اور گمراہی میں سُرور محسوس کرنا۔

''تیری ظلمت کے نشے نے کس کا دیا بُجھایا تھا''

(س ب:ص ۱۵۴)

ظلمتوں کا سوداگر [ا۔ترکیب]

تاریکیوں کو لانے والا (۲) پسماندگیوں کو لانے کا زمہ دار۔

''ظلمتوں کا سوداگر، پھر چراغ لایا ہے''

(س ب:ص ۱۷۳)

ظلمتوں کو تاویلیں [ا۔ترکیب]

(۱) تاریکیوں کے حقیقی وجوہات کو بیان کرنا (۲) پیچیدہ

مسائل کی شرح و تفسیر بیان کرنا۔

''روشنی سے ملتی ہے ظلمتوں کو تاویلیں''

(س ب:ص ۴۴)

ظلمت کدے [ف۔ترکیب]

(۱) تاریکی کے مقام (۲) پسماندگی کا منبع۔

''غم کے ظلمت کدے میں رُوئے دَرخشاں کی طرح''

(س ب:ص ۳۵)

ظلمتِ شب [ع۔ف۔ترکیب]

(۱) رات کی تاریکی (۲) نہایت پسماندگی۔

''ظلمتِ شب میں صبحِ آزادی کا طلب ٹھہرا ہے''

(ج ب ش ا:ص ۸۲)

ع

عارِض کا حال [ا۔ترکیب]

رخسار پر قدرتی سیاہ تل۔

''دل جیسے تیرے پھول سے عارض کا حال ہو''

(س ب: ص ۵۸)

عارض ولب [ف۔ ترکیب]

رخسار و ہونٹ۔

''اُسے تو عارض ولب نے غزل بنا ڈالا''

(س م د: ص ۹۶)

عاقبت بے صوت وصدا [ع۔ف۔ ترکیب]

(۱) بغیر آواز اور گیت کے مستقبل (۲) بے رنگ و بے ڈھنگ مستقبل۔ مراد: تاریک مستقبل۔

''اَے عاقبت بے صوت وصدا

اے عاقبت بے صوت وصدا!''

(س ب: ص ۱۰۹)

عاقبت کا در [ع۔ا۔ ترکیب]

(۱) مستقبل کا دروازہ (۲) مستقبل کا راستہ۔

''اَب عاقبت کا در ہے لہو کی مہک کے ساتھ''

(ب گ: ص ۶۵)

عاقبت کی سانس [ع۔ا۔ ترکیب]

مراد: مستقبل کے لیے رکھے گئے ساز و سامان۔

''عاقبت کی سانسوں میں

گرم گرم کرنوں کی

روشنی کے جھرنوں کی''

(س ب: ص ۱۱۰)

عالمِ نزع [ع۔ف۔ ترکیب]

مرنے کا وقت (ف آ: ج-4)

''عالمِ نزع میں پتھرائی ہوئی

خاموش نگاہوں کی بھی زباں ہوتی ہے''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

عالمِ طلب [ف۔ ترکیب]

زمانے کا مطالبہ۔

''پھر بھی اِک عالمِ طلب کو سمندروں کی سکون آمیز جنتوں

حسین تصور''

(س ب: ص ۹۹)

عالی پناہ [ا۔ مرکب]

عظیم شخصیت۔

''خلقِ خدا کو ہیچ مدان خاک نشین کہتے ہو

تم خود کو عالی پناہ کہتے ہو''

(ج ب ش ا: ص ۸۰)

عام رفتار [ف۔ صف]

(۲) روایتی چال چلن (۱) معمولی حرکت۔ (ج ا ل)

''تم بھی ایسے نہ تھے زُود قدم

عام رفتار تھا زمانہ بھی''

(س ب: ص ۷۲)

عَبد [ع۔ مذ]

(۱) بندہ (۲) غلام (۳) چیلا (۴) داس (۵) ملازم۔ نوکر۔ (ف آ: ج-3)

''نہیں تھا عبد نہیں کا ہی نام تھا معبود''

(س ب: ص ۸۱)

عجزِ بصیرت [ع۔ف۔ترکیب]
گہری نظر رکھنے والوں کی ناچاری۔
''میں عجزِ بصیرت کا سَر نقطۂ بے نشاں''
(س ب:ص۸۶)

عجزِ حُسن [ع۔ترکیب]
(۱) عاجزی کی عظمت (۲) انکساری کی خوبصورتی۔
''عجزِ حسن دیتا ہے کُفر خودنمائی کا''
(س ب:ص۴۵)

عجزِ خُلق [ع۔ف۔ترکیب]
پوری دنیا کی انکساری
''وہ عجزِ خُلق کہ جو میرے بادشاہ میں ہے''
(ب گ:ص۱۶)

عجزِ طلب [ع۔ف۔ترکیب]
(۱) خواہش کی عاجزی (۲) عاجزانہ آرزو۔
''یہ عجزِ طلب کب تک، یہ عرضِ تماشا کیا''
(س ب:ص۱۴۵)

عجزِ مصلحتِ وقت [ف۔ترکیب]
بروقت عاجزانہ حکمتِ عملی۔
''یہ عجزِ مصلحتِ وقت کب تلک ہے عطا''
(س ب:ص۵۹)

عجز کے سَرگشتہ [ع۔ا۔ف۔ترکیب]
مفلسی کے مارے باغی اور بھٹکا ہوا شخص۔ (ک ش ن)
''ہم عجز کے سَرگشتہ ہیں مقتل ہو کہ میداں''
(س ب:ص۱۴۰)

عداوت کے پہاڑ [ا۔ترکیب]
بہت گہری دشمنی۔
''عداوت کے پہاڑوں پر
کوئی پیغام اُترے گا محبت کا''
(ب گ:ص۸۳)

عذابِ جاں کے صدقے [ف۔ا۔ترکیب]
(۱) جی کے وبال کو قربان کرنا (۲) جان پر آئی ہوئی مصیبت سے جان چھڑانا۔
''عذابِ جاں کے صدقے، خرابِ روشنی ہم''
(س ب:ص۸۳)

عذابِ شب [ف۔ترکیب]
(۱) رات کا عذاب (۲) رات کا آیا ہوا عذاب۔
''اُس نے ایک اِک کرن، عذابِ شب دیکھا ہے''
(ب گ:ص۴۹)

عذابِ میخانہ [ف۔ترکیب]
(۱) شراب خانہ جانے کا عذاب (۲) شراب پینے کی لت۔
''گزر ہی جانا ہے آخر عذابِ میخانہ''
(س ب:ص۵۹)

عرضِ ارم [ا۔صف]
جنّت کی زمین۔ مراد: معیاری اور اعلیٰ مقام۔
''کہاں یہ فرش نشینی، کہاں یہ عرشِ ارم''
(ب م دم:ص۱۷)

عرضِ تماشا [ف ۔ ترکیب]

(۱) التجا کی مشہوری (۲) لب کشائی کے لیے مؤدبانہ کلمے کی رسوائی۔

''یہ عجزِ طلب کب تک، یہ عرضِ تماشا کیا''

(س ب: ص ۱۴۵)

عرضِ حال [ف ۔ ترکیب]

(۱) شکایت نامہ (۲) روداد۔

''وصلِ نگاہ لطفِ طلب عرضِ حال ہو''

(س ب: ص ۵۸)

عرضِ حال کا حَبس [ف ۔ ا ۔ ترکیب]

(۱) شکایت نامہ بیان کرتے وقت رُک رُک کر سانس لینا

(۲) شکایت نامہ بیان کرتے وقت گھٹن محسوس کرنا (۳) روداد کا قید خانہ۔

''کوئی کہیں تو سُنے عرضِ حال کا حَبس''

(س ب: ص ۳۰)

عرقِ آب [ف ۔ ترکیب]

پانی کا بخارہ۔

''ہم طلاطم زاد، عرقِ آب کیا ہوں گے کہ ہم''

(ب گ: ص ۳۵)

عروسی اطلس [ف ۔ صف]

(۱) عروسانہ لباس (۲) سرخ جوڑا۔ (ک ا ب)

''جھکی ہوئی مژگانوں کو عروسی اطلس سے ڈھانپ دو''

(ش ش: ص ۴۸)

عزا گاہِ کرب و بلا [ف ۔ ترکیب]

کربلا کے واقعہ کے لیے ماتم داری کا مقام۔

''مرے دل کے کرب و بلا میں

عزا گاہِ کرب و بلا میں

کوئی اسم افزا نظر، کوئی آیہ معتبر''

(س ب: ص ۸۶)

عزیزِ روح [ف ۔ صف]

جان سے زیادہ پیارا۔

''آ، عزیزِ روح، خوش الحان امیر''

(د ن: ص ۱۶۵)

عشق شعاری [ف ۔ مرکب]

(۲) عشق کرنے کا عمل (۲) پیار نباہنے کا عمل۔

''یہ عشق شعاری اور چاہتوں کی ناتمامی، ہم پر بہت گراں گزرے''

(ش ش: ص ۴۱)

عشق کا دستور [ا ۔ ترکیب]

محبت کے رسم و رواج (۲) کسی سے گہرے جذباتی لگاؤ رکھنے کے اصول و ضوابط۔

''یہاں یہ عشق کا دستور، حُسن کا معیار''

(م ب م د: ص ۷۱)

عشق کے میزان [ا ۔ ترکیب]

پیار کو پرکھنے کا ذریعہ۔

''عشق کے میزان میں اَب کمی بَس ایک ہے''

(س ب: ص۳۸)

عشق کی رُوداد [ا۔ ترکیب]

(۱) عشق کا سرگزشت (۲) پیار کا بیان۔

''تیری زباں سے سُنوں اپنے عشق کی رُوداد''

(س ب: ص۵۷)

عصائے موسوی [تلمیح]

حضرت موسیٰ علیہ سلام کے ہاتھ کی لکڑی، جس میں یہ معجزہ تھا کہ ساحروں کے مقابلہ میں سانپ بن جاتی اور اکثر اوقات عجیب عجیب کرشمے دکھاتی تھی۔ (ف آ: ج-4-3)

''محبت کے سفر پر
کھول دے گا راستے سارے
عصائے موسوی کے سامنے
قُلزم کدروت کا''

(س ب: ص۸۳)

عطائے نظر کی رحمت [ف۔ ترکیب]

نظر سے بخشی ہوئی مہربانی۔

''عطا اسی کی عطائے نظر کی رحمت ہے''

(ب گ: ص۱۸)

عطر بدوشِ صبا تابہ [ف۔ ترکیب]

صبح تک خوشبو کا معطر ہونا۔

''عطر بدوشِ صبا تابہ کے خونیں صبح نغموں میں''

(س م ا: ص۵۹۰)

عظمتِ آدمی کے قدم [ف۔ ا۔ ترکیب]

انسان کی قدر و منزلت کے قدم۔

''عظمتِ آدمی کے قدموں میں
اور مجبوری و غلامی کا ہے مقدر''

(م ت زاب: ص۳۲۳)

عظمتِ انسان [ا۔ صف]

(۱) انسان کی شان و شوکت (۲) انسان کی بڑائی۔

''یہی ہے عظمتِ انسان، رفعتِ آدم''

(م ب م د: ص۷۱)

عظمتِ نگاہ [ف۔ ترکیب]

(۱) نظر کی قدر و منزلت۔

''عجیب سحر، تری عظمتِ نگاہ میں ہے''

(ب گ: ص۱۵)

عکس تیرہ و تار [ف۔ ترکیب]

(۱) دھندلا تصویر (۲) وہ تصویر جو واضح طور پر دکھائی نہ دے۔

''تہہِ آئینہ، قندیلیں فروزاں
سَرِ آئینہ، عکس تیرہ و تار''

(س ب: ص۱۸۴)

عکسِ جاوداں [ف۔ صف]

ہمیشہ قائم رہنے والا تصویر۔

''کبھی برسات کی بوندوں میں عکسِ جاوداں دیکھوں''

(ب گ: ص۵۵)

عکسِ منجمد[ف۔صف]

جمی ہوئی تصویر۔ مراد: بے حس سایہ

"اِک عکسِ منجمد ہے یہ بے قُربِ گُل رُخاں"

(س ب:ص۵۸)

عکس کا رنگ[ا۔ترکیب]

سایہ جیسا رنگ۔

"عکس کا رنگ پہننا ہے میں نے"

(س ب:ص۲۸)

علم ٹوٹ جانا[ا۔ترکیب]

(۱) خاص مقصد کا ختم ہو جانا (۲) تحریک کا ختم ہو جانا۔

"اِک علم ٹوٹ گیا ہے
سیاہ پوش ہوا میرا وطن"

(ج ب ش ا:ص۸۰)

عَلَم دیں[ا۔مذ]

ایک مردانہ نام۔

"علم دیں میرا منّا ہے
میرا منّا بڑا ہوگا
کٹار اور ڈھال بندوق اور ترکش سے سجا ہوگا"

(دن:ص۸۷)

عِلم کی نذر کرنا[ا۔ترکیب]

علم حاصل کرنے کی خاطر چھوڑ دینا۔

"اس بنا پہ
دوشک میرا فرزند
پیشۂ آبا، علم کی نذر کر رہا ہوں"

(م ت زا ب:ص۳۲۳)

عمر آزما[ا۔مرکب]

(۱) عمر کو آزمانے والا (۲) زندگی کا تجربہ کرنے والا۔

"اپنے احساس کے کوہ قلعوں میں عمر آزما سرکشیدہ رہے"

(س ب:ص۱۲۴)

عمر آزمائی[ا۔ترکیب]

(۱) عمر کو آزمانے کا عمل (۲) زندگی کا تجربہ کرنے کا عمل۔

"خواب زارِ مسافت میں عمر آزمائی کی"

(س ب:ص۸۷)

عمر بھر تڑپانا[ا۔ترکیب]

(۲) زندگی بھر تکلیف میں رکھنا (۲) ہمیشہ مصیبت میں رکھنا۔ (ف آ:ج4-3)

"ایک بار اور آ کے مل اور عمر بھر تڑپا کے دیکھ"

(س ب:ص۳۳)

عمر بھر کا ساتھ[ا۔ترکیب]

تمام زندگی کی قربت۔

"یہ عمر کا ساتھ ہے نبھا سکو تو ساتھ دو"

(س ب:ص۷۰)

عمر بھر کی قُربت[ا۔ترکیب]

تمام زندگی کی نزدیکی۔

"عمر بھر کی قُربت کا، کس نے خواب دیکھا ہے"

(ب گ:ص۲۶)

عمر تا عمر ٹھہر جانا [ا۔ترکیب]
(۱)ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہو جانا۔(۲) تمام عمر رہ جانا۔
''عمر تا عمر ٹھہر جائے، بقا ہو جائے''
(س ب:ص۵۰)

عمرِ جان کنی [ف۔ترکیب]
زندگی کا موت کے قریب ہونا۔
''ترے لیے تو رُکی ہے یہ عمرِ جان کنی''
(غیر مطبوعہ)

عمر کا ارمان [ا۔ترکیب]
(۱) زندگی بھر کے لیے افسوس (۲) ہمیشہ کے لیے افسوس۔
''یک لمحہ سہی عمر کا ارمان ہی رہ جائے''
(س ب:ص۲۶)

عمر کا سرمایۂ حرف [ا۔ف۔ترکیب]
پوری زندگی میں لکھی ہوئی تحریریں۔
''شاؔد بے صرفہ گیا عمر کا سرمایۂ حرف''
(س ب:ص۱۲۲)

عمر کے باقیات [ا۔ترکیب]
عمر کا بچا ہوا حصہ۔
''جیسے تُو دھاڑنے سے تھا معذور
عمر کے باقیات میں اپنی''
(م ت ز اب:ص۳۲۱)

عمر کشا رُوح [ف۔صف]
(۱) عمر کو زندہ کرنے والی رُوح (۲) زندگی کو پسند کرنے والی رُوح۔
''ہے عمر کشا روح میں صدمہ کا تناؤ''
(س ب:ص۶۷)

عمروں کا ناکام [ا۔ترکیب]
صدیوں سے مقصد میں کامیاب نہ ہونے والا۔
''صدیوں کا محروم، ہزاروں عمروں کا ناکام وہ اِک انسان
کہ اَب بولا ان ہو جیسے''
(س ب:ص۱۵۵)

عمل کی شَب تاب روشنی [ف۔ترکیب]
جادو کے ذریعے پیدا کیا گیا رات کو چمکا دینے والی روشنی۔
''عمل کی شَب تاب روشنی بخشتا ہے''
(س ب:ص۹۹)

عنبر [ع۔مذ]
خاکستری رنگ کا ایک خوشبودار مادہ جو عنبر نامی مچھلی کے پیٹ سے نکل کر پانی کی سطح پر جمع ہو جاتا ہے۔ (ک اف)
''گلاب و چندن و مشک و زبادہ مہلب و دوپ و کلپّر و عنبر''
(دن:ص۱۳۹)

عومرِ سَرگشتۂ وفا [ب۔ف۔ترکیب]
بلوچی رومانس عومر و ماہو کا مرد کردار عومر کا بھٹکا ہوا عشق۔
''اب میرا بندِ قبا
دَستِ قضا کھولے گا
یا کوئی عومرِ سَرگشتۂ وفا کھولے گا''

(س ب: ص۱۳۴)

عہدِ امروز [ف۔ترکیب]

موجودہ زمانہ۔

''عہدِ امروز کا یہ آشوبِ عظیم

لمحۂ نزع ہے

نسلِ نو کے لئے''

(ج ب ش ا: ص۲۹)

عہدِ باراں [ف۔صف]

برسات کا زمانہ (ف آ: ج-3)

''ترے عہدِ باراں میں، مری کشتِ ویراں کیا''

(ب گ: ص۷۵)

عہدِ فردا [ف۔ترکیب]

(۱) آنے والے کل کا پیمان (۲) قیامت کے دن کا پیمان

''عہدِ فردا پہ یوں نہ ٹال مجھے

ڈس نہ جائے غمِ وصال مجھے''

(دن: ص۱۵۱)

عہدِ کہن [ف۔صف]

(۱) گزشتہ زمانہ (۲) پرانا زمانہ۔ مراد: ماضی

''اے میرا عہدِ کہن!

میں تجھ پہ نثار

یہ بلند و بالا پہاڑ''

(ج ب ش ا: ص۸۰)

عہدِ ماضی کے خونیں بھنور [ف۔ا۔ترکیب]

ماضی کے زمانے میں برپا ہونے والے خونریزی کے حالات کا دوبارہ دہرانا۔

''عہدِ ماضی کے خونیں بھنور سے بچو سوچنا چھوڑ دو''

(س ب: ص۶۳)

عہدِ نظر گزشتہ [ف۔ترکیب]

گزرے ہوئے زمانے کے آثار۔

''جیسے اِک علامت ہے، اپنے عہدِ نظر گزشتہ کی روشنی کی''

(س ب: ص۴۸)

عہدِ وفا مانگنا [ف۔ترکیب]

وفا کرنے کا وعدہ لینا۔

''اُس بے وفا سے عہدِ وفا مانگتے ہیں لوگ''

(ب گ: ص۳۳)

عہد کا بکھرنا [ا۔ترکیب]

(۱) وعدے کا ٹوٹ جانا (۲) پابندی کا نہ رہنا۔

''اُمید کا مرنا، عہد کا بکھرنا بس قیامت ہے''

(ج ب ش ا: ص۴۷)

عہد کا قلم تاریخ [ا۔ترکیب]

باہمی معاہدے کی تحریر کا تاریخ کا حصہ بن جانا۔

''ہاں ترے عہد کا قلم تاریخ''

(س ب: ص۵۴)

عہد کا گلچین [ا۔ترکیب]

مراد: زمانے کا مشہور ظالم۔

''چہ خوش نظر ہے، عطا میرے عہد کا گلچیں''

(ب گ:ص۴۶)

عہد ہائے عہد[ف۔ترکیب]

(۱) سالاں سال (۲) زمانہ بھر

''یہ عہد ہائے عہد کی لامتناہی جدوجہد کے خون میں لپٹا ہے''

(ش ش:ص۱۲۹)

عیشِ مہد کا ذوق گیر[ف۔ا۔ترکیب]

(۱) پنگوڑے سے چین وسکھ کا شوق رکھنے والا (۲) وراثت سے آرام پسندی کا شوق رکھنے والا۔

''تو رہے عیش مہد کا ذوق گیر''

(دن:ص۱۶۵)

غ

غارِحرا[تلمیح]

مکّہ کے شمال مشرق کی طرف تقریباً تین میل کے فاصلے پر حرانامی پہاڑ کے دامن میں واقع ایک غار۔ جس میں رسول اللہ عبادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ اسی غار میں آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔ (ک اف)

''ہاں مگر تو اتارے

مرے دل کے غارِ حرا میں

عزا گاہِ کرب وبلا میں''

(س ب:ص۸۶)

غالب کی غزل[ا۔ترکیب]

اردو زبان کے مایہ ناز شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب کی لکھی ہوئی غزل۔

''غالبؔ کی غزل مہدی حسن کی آواز''

(س ب:ص۴۱)

غُبار آنا[محاورہ]

(۱) میل آنا (۲) کدورت آنا (۳) رنج آنا۔

(ف آ:ج4-3)

''یہ چشمے کے پانی میں کیسا غُبار آ گیا ہے''

(س ب:ص۲۳)

غُبارِ راہ چھٹنا[ترکیب]

راہ میں اُڑنے والے گرد کا صاف ہو جانا۔

''دل سے غُبارِ راہ چھٹے رَہ گُزر کٹے''

(س ب:ص۱۱۵)

غُبارِ سماعت جھٹک جانا[ف۔ا۔ترکیب]

عدم توجہی کا کم ہو جانا۔

''جیسے کوئی غُبارِ سماعت جھٹک گیا''

(ب گ:ص۲۳)

غریبِ بےنَوا[ف۔صف]

(۱) بے سروسامان انسان (۲) وہ مفلس انسان جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

''میں اِک غریبِ بےنَوا، میں اِک فقیرِ بےصدا''

(س ب:ص۷۰)

غضب کا بہاؤ[ا۔ترکیب]

نہایت عمدہ طغیانی۔

مراد: کثرت سے ظلم ہوستم برپا ہونا۔

''نشیب اَب کے غضب کا بہاؤ رکھتا ہے''

(س ب:ص ۱۷۵)

غلامک[ب۔عرف]

مردانہ نام غلام کا عرف۔

''میں غلامک، ترا ضعیف غلام

تیرے خاکیں سرہانے اِستادہ''

(م ت زاب:ص ۳۲۱)

غم آشنا کے سِوا[ف۔مرکب]

(۱)غم سے واقف شخص کے علاوہ (۲)غم سمجھنے والے شخص کے علاوہ۔

''متاعِ زیست بھی کیا ہے غم آشنا کے سِوا''

(س ب:ص ۶۲)

غم اُٹھانا[محاورہ]

(۱)دکھ جھیلنا (۲)غم برداشت کرنا۔

''ہزار دُکھ ہزار غم اُٹھا سکو تو ساتھ دو''

(س ب:ص ۷۰)

غم خوار[ف۔صف]

(۱)غم کھانے والا (۲)دوسرے کے درد میں شریک ہونے والا (۳)دکھ درد کا ساتھی۔ (ف آ:ج 4-3)

''جب نگاہیں کسی غم خوار کو چاہیں اس دم''

(س ب:ص ۳۶)

غمگسار چراغ[ف۔ترکیب]

(۱)دردمند روشنی (۲)ہمدرد دوست۔

''صبح تلک تو بُجھے گا ہی غمگسار چراغ''

(غیر مطبوعہ)

غم فراموشی کا واقعہ[ف۔ا۔ترکیب]

وہ واقعہ جس سے غم بھول جانے کا عمل پیش آئے۔

''غم فراموشی کا وقفہ ہے خوشی بھی ہو کہ موت''

(ب م ا:ص ۴۴۷)

غم کا علاج[ا۔ترکیب]

صدمہ دُور کرنے کی تدبیر۔

''کسی کے درد کا درماں، کسی کے غم کا علاج''

(ب م دم:ص)

غموں کی شام[ا۔ترکیب]

غم زدہ کرنے والی شام۔

''یاد کی خوشبو غموں کی شام کو سُلگائے ہے''

(س ب:ص ۳۳)

غم کی چادر اوڑھ لینا[ا۔ترکیب]

سخت غم زدہ ہونا۔

''اب تو لگتا ہے دونوں مرحوم ہو گئے ہیں

اور خوشی نے غم کی چادر اوڑھ لی''

(ج ب ش ا:ص ۷۲)

غم کی منزل[ا۔ترکیب]

وہ مقام جہاں کسی کو نہایت غم ملے۔

''غم کی منزل ہے، گزر جائے گا''

(ب م ا: ص ۴۴۷)

غمِ دوجہاں[ف۔ترکیب]

دنیا اور آخرت کے غم۔

''مگر یہ غم تو غمِ دوجہاں سے بڑھ کر ہے''

(م ب دم: ص ۷۱)

غمِ زندگی[ف۔ترکیب]

زندگی کا غم۔

''غمِ زندگی میں ایسے، تیری یاد ہم سے روٹھی!''

(س م د: ص ۷۳)

غمِ وِصال[ف۔ترکیب]

(۱) دوست ملنے کا غم (۲) محبوبہ سے ملاقات کے لیے بے چینی۔

''غمِ وصال میں، ترغیبِ سیرِ باغ نہ دو''

(ب گ: ص ۴۰)

غنچۂ دَہن کی آواز[ف۔ا۔ترکیب]

پستہ دہن سے آئی ہوئی آواز (۲) چھوٹے مُنہ کا معشوق کی آواز (۳) وہ آواز جو چھوٹے سے مُنہ والے معشوق کی ہو۔

''ٹکراتی ہے کس غنچۂ دَہن کی آواز''

(س ب: ص ۴۱)

ف

فاصلوں کی خوشبو[ا۔ترکیب]

دُور سے آنے والی خوشبو۔

''ابھی تو سحرِ سُخن ہوا ہے

جو پھیلتے فاصلوں کی خوشبو سمیٹتا ہے''

(س ب: ص ۴۲)

فراتِ جاں پہ قدغن[ف۔ا۔ترکیب]

(۱) میٹھے پانی کے چشمے کا روک تھام (۲) دریائے فرات کے بہاؤ کی روک تھام۔

''فراتِ جاں پہ قدغن کبھی ہوگا جو ہوتا''

(س ب: ص ۸۴)

فرازِ فروزاں کا مُژدہ[ف۔ا۔ترکیب]

پھیلی ہوئی روشنی کی خوشخبری۔

''چاکِ ادراک سے کس فرازِ فروزاں کا مُژدہ بنے گا''

(س ب: ص ۸۶)

فرازِ مہر[ف۔ترکیب]

(۱) پھیلا ہوا آفتاب (۲) نہایت کشادہ محبت۔

''فرازِ مہر میں ہے، جو فروغ ماہ میں ہے''

(ب گ: ص ۱۵)

فراق آشنا[ف۔مرکب]

(۱) جدائی سے واقف شخص (۲) جدائی کو سمجھنے والا۔

''ہم سب تیر خوردہ ہیں

ہم سب سوختۂ جاں اور فراق آشنا''

(س م ا: ص ۵۹۰)

فراق کا درد[ا۔ترکیب]

(۱) جدائی کا غم (۲) بچھڑنے کا دکھ۔

''فراق کا درد ہو تم

میں دل کا خلش ہوں''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

فرزندِ خوش سخن [ف۔صف]

شیریں کلام کہنے والا بیٹا۔

''آ، اے کریم داد

فرزندِ خوش سخن

۔ تیرے فراق میں ہوں اسیرِ غمِ کہن''

(دن:ص ۱۶۱)

فرش نشینی [ا۔صف]

(۱) زمین پر بیٹھنے کا عمل (۲) غیر معیاری جگہ پر قیام۔

مراد: مفلسی

''کہاں یہ فرش نشینی، کہاں یہ عرشِ ارم''

(ب م دم:ص ۱۷)

فرشِ راہ بننا [ف۔ا۔ترکیب]

محبوبہ کے قدموں میں خود کو گرانا۔

''راہ تیری، فرشِ راہ بنوں

دلِ مضطر رہوں نگاہ بنوں''

(دن:ص ۱۵۳)

فرشِ سوگ [ف۔صف]

وہ فرش جس پر بیٹھ کر سوگ منایا جائے (۲) زمین کا وہ حصہ جس پر بیٹھ کر ماتم کیا جائے۔

''ملا تو رقص بنا فرشِ سوگ پر کوئی''

(س ب:ص ۱۰۷)

فرصتِ عشقِ خوباں [ف۔ترکیب]

معشوقوں کی گروہ سے پیار کرنے کے لیے وقت۔

''کس کو اس دور میں فرصتِ عشقِ خوباں''

(س ب:ص ۱۰۰)

فرصتِ دَم گزیدہ [ف۔ترکیب]

(۲) سانس لینے کے لیے وقت نہ ہونا (۲) عمر کا نہ رہنا۔

''مری فُرصتِ دَم گزیدہ سے کیا جنبشِ گُل زمیں مانگتے

ہیں''

(س ب:ص ۸۵)

فرقت کی آگ [ا۔ترکیب]

(۱) جدائی کی تکلیف (۲) علیحدگی کا غم (۳) ہجر کا سوز۔

(ف آ)

''اور کوئی فرقت کی آگ میں جلاتا ہے''

(س ب:ص ۱۸۳)

فروزاں [ف۔صف]

روشن۔ منوّر (ک اف)

''دھوپ کی گہری تاریکی ہے لیکن شاخ فروزاں ہے''

(س ب:ص ۱۵۳)

فروزاں خیالوں کا کنجِ قفس [ف۔ا۔ترکیب]

روشن خیالات کے قید خانے کا کونہ۔

''قبر، سخت تنگ و تاریک تر ہے

فروزاں خیالوں کا کنجِ قفس ہے''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

فروغِ ماہ [ف ۔ ترکیب]

چاند کی روشنی۔

''فرازِ مہر میں ہے، جو فروغ ماہ میں ہے''

(ب گ: ص ۱۵)

فریب کھانا [محاورہ]

(ا) دھوکا کھانا (۲) جال میں پھنسنا۔ (ف ال)

''بڑے فریب کھاؤ گی، بڑے ستم اُٹھاؤ گی''

(س ب: ص ۷۰)

فشارِ جاں [ف ۔ ترکیب]

(ا) جان کو دبانا (۲) آغوش میں لینا۔ (ک اف)

''فشارِ جاں کو مگر یہ بھی اوجِ ساگر تھا''

(س ب: ص ۱۰۶)

فشارِ نور و نگہت [ف ۔ ترکیب]

روشنی اور خوشبو کا پھیل جانا۔

''یہ بہارِ لالہ زاراں، یہ فشارِ نور و نگہت''

(س م د: ص ۴۳)

فصل خیموں کی [ا ۔ ترکیب]

دریا کا خیموں کو فصلوں کی طرح بہا کر لے جانا۔

''بہہ رہی ہے دریا میں جیسے فصل خیموں کی''

(س ب: ص ۱۱۶)

فصلِ تَر [ف ۔ صف]

(ا) تازہ کٹنے والی کھیتی (۲) نیا موسم۔

''دل کا خشکابہ وہی ہے، فصلِ تَر کے بعد بھی''

(ب گ: ص ۳۵)

فصل ہُنر کٹنا [ف ۔ ترکیب]

(ا) حکمت کے فاصلے کا طے ہونا (۲) کاریگری کی کھیتی کو کاشت کرنا۔

''کب انتظارِ خلق سے فصلِ ہُنر کٹے''

(س ب: ص ۱۱۵)

فصیلِ بصارت [ف ۔ ترکیب]

نظر کی چار دیواری۔

''یہ فصیلِ بصارت

یہ تلخابِ گردشِ شب و روز

یہ بادبانِ سپرنگ''

(س ب: ص ۸۶)

فصیلِ جسم [ف ۔ ترکیب]

(ا) بدن کا حصار (۲) جسم کا قید خانہ۔

''فصیلِ جسم میں ہم ہیں مثالِ خواب آزاد''

(س ب: ص ۵۶)

فضا کی اوج [ا ۔ ترکیب]

(ا) سطحِ زمین کے درمیان کی بلندی (۲) خلا کی اونچائی۔

''فضا کی اوج سے رنگیں افق کی پار سے دُور''

(م ب دم: ص ۱۷)

فضائے جاں [ا ۔ ترکیب]

زندگی کا پھلنا پھیلنا۔

''اَے حُسنِ کوہسار آ

تجھ بن فضائے جاں

خزاں خزاں

گُل بہار آ''

(س ب: ص ۱۸۹)

فقیرِ بےصدا [ف۔صف]

وہ گدا اگر جو آواز نہ دے۔ مراد: نہایت مفلس

''میں اِک غریبِ بےنوا، میں اِک فقیرِ بےصدا''

(س ب: ص ۷۰)

فقیروں کے مسکن [ا۔ترکیب]

درویشوں کے رہنے کی جگہ۔ مراد: درگاہ

''یہ اوج بھی شاد فقیروں کے مسکن میں آوے''

(س ب: ص ۱۶۴)

فقیہِ خود مطلب [ف۔ترکیب]

شرعی مسائل میں من پسند مطلب بیان کرنے والا (۲) دینی علم سے اپنا مطلب نکالنے والا۔

''وہ فقیہِ خود مطلب

جب سے بند کر بیٹھا''

(س ب: ص ۶۰)

فکرِ امروز [ف۔ترکیب]

(۱) دنیا کی فکر (۲) دنیا کا خیال۔

''فکرِ امروز سے، اندیشۂ فردا سے بلند''

(س ب: ص ۳۶)

فکرِ خار [ف۔ترکیب]

(۲) دشمن کی فکر (۲) دشمن کے خیال

''یہ فکرِ خار کیا ہے، دستِ گلچیں''

(س م د: ص ۹۶)

فکر کا گوہرِ راہ نما [ا۔ف۔ترکیب]

نظریے کی پیروی کرنے والے با صلاحیت رہنما۔

''زندگی کے سمندر خوفناک طوفانوں میں

تیری فکر کا گوہرِ راہ نما''

(ش ش: ص ۸۲)

فلک پر دھواں بکھیرنا [ا۔ترکیب]

آسمان پر دھواں چھوڑنا۔ مراد: سایہ فراہم کرنا۔

''سر پر گھٹا نہ دے تو فلک پر دھواں بکھیر''

(ب گ: ص ۳۲)

فن کا نشہ [ا۔ترکیب]

(۱) فن کا سُرور (۲) فن کا لطف۔

''ترے جمال کی مستی ہے میرے فن کا نشہ''

(س ب: ص ۵۶)

فنا کی دستک [ا۔ترکیب]

(۱) ختم ہونے کی بشارت (۲) ختم ہونے کے آثار۔

''آتی تو رہی فنا کی دستک''

(س ب: ص ۶۹)

فنا کی ہوس [ا۔ترکیب]

(۱) موت کی خواہش (۲) ختم ہونے کی لالچ۔

''فنا کی ہوس کی سزا میں
میں پھر ہوں بقا کی ہوا دامنی میں''
(س ب: ص ۸۲)

فناؤں کی اَنا [ا۔ ترکیب]
فنا ہونے والوں کی انا۔
''کہ فناؤں کی اَنا ہو تم اَناؤں کی فنا''
(س ب: ص ۱۴۸)

فہم وادراک [ف۔ ترکیب]
عقل اور ذہنی پختگی۔
''مگر اس کے فہم وادراک کی خاطر
اِک احساسِ سماعت کی ضرورت ہے
اِک نگاہِ بصیرت کی ضروت ہے''
(ج ب ش ۱: ۲۹)

فیصلہ برحق [ا۔ ترکیب]
وہ فیصلہ جو حق وانصاف کی بنیاد پر کی جائے۔
''وہ ضمیر زادے ہیں، اُن کا فیصلہ برحق''
(ب گ: ص ۲۶)

فیضِ نظر [ف۔ ترکیب]
بصارت کا فائدہ۔
''فیضِ نظر کسے مِلا، اتنی قرابتوں کے بعد''
(س ب: ص ۱۷۸)

ق

قادرِ صدوقت [ف۔ صف]
ہمیشہ اختیار رکھنے والا۔
''وہ قادرِ صدوقت تھا آدم بھی وہی تھا''
(س ب: ص ۱۴۰)

قاتل رُت [ا۔ ترکیب]
(۲) مار دینے والا موسم (۱) جان لینے والا موسم۔
''صرف باقی رہے اعتبارِ نُمو یہ جو قاتل رُتوں کا ہے سم جائے
گا''
(س ب: ص ۱۲۶)

قحبہ خانے لوگ [ا۔ ترکیب]
بدکارترین لوگ۔
''رُوحوں کی سوداگر دنیا، جسم کے قحبہ خانے لوگ''
(س ب: ص ۱۱۲)

قحطِ اختیار [ف۔ ترکیب]
کسی کام یا حق یا منصب کی عدم موجودگی۔
''کیا قحطِ اختیار ہے، اَے شہرِ بے اَماں''
(س ب: ص ۱۱۴)

قدم کی مَسافت [ا۔ ترکیب]
(۱) قدم کا فاصلہ (۲) تھوڑا فاصلہ۔
''رُک جائے گر قدم کی مَسافت، تو سَر کٹے''
(س ب: ص ۱۱۴)

قدیم فرزند [ف۔ صف]
پچھلی نسل کے سپوت۔

''وہ روزِ فردا کی روشنی کے قدیم فرزند
تیرگی کے عظیم فرزند''
(س ب:ص۴۹)

قدم گاہوں کو ڈسنا [ا۔ترکیب]
قدم رکھنے کے مقامات کو ڈنک مارنا۔
''ابھی راہوں کا پیچ وخم، قدم گاہوں کو ڈستا ہے''
(ب گ:ص۶۸)

قرابت [ع۔مؤنث]
(۱) نزدیکی (۲) تعلق داری (۳) رشتہ داری۔
(ف آ:ج3-4)
''فیضِ نظر کسے مِلا، اتنی قرابتوں کے بعد''
(س ب:ص۱۷۸)

قُرب کی حِدّت [ا۔ترکیب]
محبوبہ کی آغوش میں مزاج میں پیدا ہونے والا جوش۔
''جیسے قُرب کی حِدّت
برف برف سانسوں کو
بھی پگھال دیتی ہے''
(ب گ:ص۵۸)

قُرب کی شبنمی شفق [ا۔ترکیب]
سردی کے موسم میں غروبِ آفتاب کے وقت معشوقہ سے
نزدیکی۔
''اگر کبھی اُس کے قُرب کی شبنمی شفق کے گلاب پھوٹیں''
(س ب:ص۴۲)

قُربِ چاندنی [ف۔ا۔صف]
چاندرات سے نزدیکی۔
''فنا ہوا میں تری قُربِ چاندنی کے لیے''
(غیر مطبوعہ)

قُربِ گرم [ف۔صف]
مُراد: محبوبہ کی آغوش۔
''رَس اُس کے قُربِ گرم کا حرف حرف میں''
(س ب:ص۳۲)

قُربِ نشاط [ف۔ترکیب]
خوشیوں کی نزدیکی۔
''قُربِ نشاط ہے عطا، وقتِ ثبات ہے عطا''
(س ب:ص۷۸)

قربتوں کی خواہش [ا۔ترکیب]
باطنی نزدیکیاں بڑھانے کی آرزو۔
''شیر گرم خوشبوئیں
قُربتوں کی خواہش ہے''
(ب گ:ص۵۸)

قرنوں کی کہانی [ا۔ترکیب]
صدیوں کا قصہ۔
''محبت پربتوں پہ نقش، قرنوں کی کہانی ہے''
(ب گ:ص۵۶)

قریۂ جاناں [ف۔ترکیب]
معشوق کا گاؤں (ک اف)

''یہ قریۂ جاناں ہے، یہاں جان ہی رہ جائے''

(س ب: ص ۲۷)

قریۂ خاشاک [ف۔ ترکیب]

گھاس پھوس سے بنے ہوئے جھونپڑیوں کے گاؤں۔

''دل قریۂ خاشاک نہیں آگ بجھاؤ''

(س ب: ص ٦۷)

قصرِ زیرِ آب [ف۔ صف]

(۱) پانی میں ڈوبا ہوا محل (۲) پانی میں غرق حویلی۔

پھر قصرِ زیرِ آب میں جُنبش ہوئی بپا

(ب گ: ص ٦۵)

قطرہ بہ قطرہ [ف۔ ترکیب]

قطرہ سے قطرہ تک۔

''میں معدوم ایسا تھا، لیکن وہ تم تھے، کہ قطرہ بہ قطرہ مرے

جسم و جاں میں''

(س ب: ص ۱۷۰)

قطرۂ خوں [ف۔ صف]

خون کا قطرہ۔

''کوئی جیسے قطرۂ خوں، میری چشمِ نم سے ڈھلکے''

(س م د: ص ۷۳)

قطرۂ موج [ف۔ ترکیب]

لہر کا قطرہ۔

''قطرۂ موج سے جلتا ہوا صحرا پھوٹے''

(س ب: ص ۱۴۷)

قطرے میں بھرو دریا [ا۔ ترکیب]

بوند میں دریا کو سمو دینا۔ مراد: ناممکن کام کرنا۔

''بادل میں چنو شعلے، قطرے میں بھرو دریا''

(س ب: ص ۱۴۴)

قطرے میں دَجلے کو دیکھنا [ا۔ ترکیب]

بوند میں دریا کو دیکھنا۔

مراد: چھوٹی چیز کا بڑا نظر آنا۔ بےکار چیز کار کار آمد نظر آنا۔

۔ ''میں نے قطرے میں دَجلے کو دیکھا''

(س ب: ص ۲۸)

قفس کی بات [ا۔ ترکیب]

قید و بند کی بات۔

''قفس کی بات تھی، چرچا چمن چمن تک تھا''

(س م د: ص ۹٦)

قلب و نظر [ع۔ ترکیب]

دل اور نگاہ۔

''تیری جدائی

قلب و نظر کی .... مرگ و تباہی''

(دن: ص ۹۳)

قندیلِ شبِ غم پَرور [ف۔ ترکیب]

رات کا چراغ جو غموں کا پالتا ہے۔

''برفاب بدل، مہ پیکر، قندیلِ غمِ شب پرور''

(دن: ص ۱۰)

قندیلِ دل [ف۔ترکیب]
دل کا چراغ۔
''قندیلِ دل ابھی نہ بُجھا شب گزار یاد''
(س ب: ص ۷۳)

قندیلیں فُروزاں [ف۔صف]
چراغیں روشن ہیں۔
''تہہِ آئینہ، قندیلیں فُروزاں''
(س ب: ص ۱۸۴)

قہرِ بادِ مَسافت [ف۔ترکیب]
خوفناک آندھیوں میں گھرا ہوا سفر۔
''ہست و ناہست کی قہرِ بادِ مَسافت میں اُمید گر کیسے زندہ رہے، تم نے جانا؟''
(س ب: ص ۱۲۵)

قہرِ سوداگر [ف۔ترکیب]
زورؔوری کا کاروبار کرنے والا (۱) غضب و غصہ دکھانے والا۔
''قہرِ سوداگروں کے لئے پاسِ صدق ایک تخریب ہے''
(س ب: ص ۱۲۵)

قہر کا دریا [ا۔ترکیب]
مصیبتوں کا انبار۔
''بوندِ دشمن ہے قہر کا دریا''
(غیر مطبوعہ)

قہر و مہر [ف۔ترکیب]
غصہ اور پیار۔
''قہر و مہر تو زندگی سے عبارت ہے''
(ج ب ش ا: ص ۷۲)

قیاسِ یزدان و اہرمن [ف۔ترکیب]
(۱) آتش پرستوں کے دو خداؤں یزدان اور اہرمن کے بارے میں سوچنا۔
''قیاسِ یزدان و اہرمن کی طرح ازل گیر اور ابد مان''
(س ب: ص ۹۹)

قیامت بدن [ع۔ف۔صف]
(۱) غضب کا بدن (۲) مست بدن (۳) چلبلا بدن۔
''اَے قیامت بدن تیری قربت خواہشِ بے سبب شب تلک ہے''
(س ب: ص ۱۲۸)

قیدِ فرنگ [ف۔صف]
(۱) انگریز کا قید (۲) ایسی سخت قید جس چھوٹنا مشکل ہو (۳) ایسی پابندی جن سے چھٹکارا نہ مل سکے۔
''آزاد ہونے دے مجھے قیدِ فرنگ سے''
(دن: ص ۱۴۷)

قید و بند [ف۔ترکیب]
(۱) حصار میں لیا ہوا (۲) پابندی۔
''تو میری قید و بند سے ہلکان یوں نہ ہو''
(دن: ص ۱۴۹)

قیمتی حجلہ عروسی [ا۔ع۔ترکیب]
(۱) دلہن کا چھپر کھٹ جس کی قیمت زیادہ ہو۔ (۲) مہنگا پردۂ عروس۔
"قیمتی حجلہ عروسی کو جا پہنچو"
(ش ش: ص ۴۸)

ک

کارِ بے خطا [ا۔ترکیب]
بغیر کسی وجہ کے چھیڑی ہوئی جنگ۔
"ہم خطا کار، کارِ بے خطا بے خبر
تم وفادارِ غارت گرانِ وفا شکوہ سنج"
(س ب: ص ۱۲۵)

کارِ مدعی [ف۔ترکیب]
جنگ کا دعوے دار۔
"ہونا تھا، کارِ مدعی، اور جو ہُوا، بجا ہُوا"
(س ب: ص ۱۷۷)

کاروبارِ ہستی [ف۔ترکیب]
(۱) دنیا کا کاروبار (۲) زندگی کا لین دین۔
"کاروبارِ ہستی میں، سُود ہی زیاں کا ہے"
(س ب: ص ۱۷۳)

کارِ ہست [ف۔ترکیب]
دنیا کے کام۔
"جن کو کارِ ہست میں، جاں کا ہُنر بھی بار تھا"
(ب گ: ص ۵۲)

کاغذ کی ناؤ [ا۔ترکیب]
(۱) کاغذ سے بنی ہوئی کشتی۔ مراد: کم حیثیت کی چیز۔
"تُند ہوا کا دریا اور کاغذ کی ناؤ"
(س ب: ص ۱۰۴)

کالی بلا [ا۔صف]
(۱) بلائے سیاہ (۲) بلائے بد (۳) سخت و عظیم نہایت کالی چڑیل۔ (ف آ: ج 4-3)
"تیرے بِنا یہ چاندنی
کالی بلا بن جائے گی"
(دن: ص ۵۲)

کانچ کے گھر [ا۔ترکیب]
شیشے سے بنے ہوئے مکان۔
"کانچ کے گھر میں وہی موم کے پَر کہلائے"
(س ب: ص ۱۲۱)

کاہکشاں [ف۔مؤنث]
بہت سے چھوٹے چھوٹے ستاروں کی قطار جو اندھیری رات میں آسمان پر سڑک کی مانند نظر آتی ہیں۔ (ف ال)
"روشنی ایسی، کاہکشاں پھولوں کی بچھائے"
(ب گ: ص ۵۰)

کبکِ دری [ب۔صف]
کھڑکی میں بیٹھی ہوئی چکور۔
"مست رفتار جیسے کبکِ دری"

(دن:ص۱۵)

کتابِ عشق [ف۔صف]
عشق کی کتاب۔
''کتابِ عشق کا ایک اور باب ختم ہوا''
(س م د:ص۱۱۳)

کتابِ ماضی [ف۔صف]
تاریخ کی کتاب۔
''کتابِ ماضی کا ایک اِک حرف
اب بھی اس کی صباحتوں سے دَمک رہا ہے''
(س ب:ص۴۷)

کتبہء شام [ف۔ترکیب]
شام کی لکھی ہوئی تختی۔
''کتبہء شام، سَرِ صبح کا مُژدہ ہے عطا''
(س ب:ص۹۳)

کتھا کہانی [ہ۔ترکیب]
(۲) روایتی قصہ (۲) مقدس کہانی۔
''ہر موسم میں مجھے سنائے میری کتھا کہانی''
(س ب:ص۱۸۷)

کٹیا [ا۔مث]
لکڑی سے بنی ہوئی جھونپڑی (۲) خس پھونس کا مکان۔
(ج ال)
''آگ اِک کٹیا سے کیا بھڑکی شہر کا شہر چراغاں ہے''
(س ب:ص۱۵۴)

کُجا کُجا کی دستک [ف۔ا۔ترکیب]
(۱) دردر کی ٹھوکر (۲) ہر کہیں دی ہوئی دستک۔
''اِک دَر اور کُجا کُجا کی دَستک''
(س ب:ص۶۸)

کجلانا [ہ۔مص]
(۱) آگ کا بُجھ جانا (۲) سانولا پڑ جانا۔
''مخمور آنکھوں سے تری
کجلا گئی ہے زندگی''
(دن:ص۵۹)

کراہنا [ہ۔مص]
(۲) درد یا دکھ سے آہ آہ کرنا (۲) ہائے ہائے کرنا (۳)
واویلا کرنا (۴) دردناک آواز نکالنا۔ (ف آ:ج3-4)
''اور خود کو انگاروں میں تڑپائیں گے
دل روئے اور رات کراہے''
(ش ش:ص۴۰)

کرب سے گزرنا [ا۔ترکیب]
رنج والم میں مبتلا ہونا۔
''ہم کرب سے گُزرے ہیں، کرامات سے پہلے''
(ب گ:ص۲۳)

کرب کا سکتہ [ا۔ترکیب]
مصیبت کے مارے کسی کا حیرت زدہ ہونا۔
''بولتے لب اور کرب کا سکتہ کچھ ہے میری مٹی ہے''
(س ب:ص۱۷۲)

کرب کا مرحلہ [ا۔ترکیب]
وہ مقام جہاں انسان پر کوئی مصیبت آئے۔
''کچھ ایسا اِکرب کا مرحلہ اپنے رشتوں میں آیا''
(س ب:ص۱۶۹)

کرب کی رات [ا۔ترکیب]
وہ رات جو اذیت میں گزرے۔ مراد: جدائی کی رات
''کرب کی رات بھی آ کر یہاں گزار چراغ''
(غیر مطبوعہ)

کرب کی مَسافت [ا۔ترکیب]
وہ کٹھن سفر جس جو مصیبتوں کے ساتھ کٹے۔
''تو ہمسفر ہے مرے کرب کی مَسافت کا''
(س ب:ص۶۲)

کربِ حرف [ا۔ترکیب]
زبان کے ذریعے کسی کو ملا ہوا رنج والم۔
''کل بھی بلکتے فریادی ہونٹوں پہ کربِ حرف تھے''
(س ب:ص۱۵۱)

کربِ قیامت [ا۔ترکیب]
بہت بڑا دکھ (۲) نہایت بڑی مصیبت۔
''اِس کربِ قیامت میں ترا دھیان ہی رہ جائے''
(س ب:ص۶۲)

کربلا کا خُمارِ تشنگی [ا۔ف۔ترکیب]
کربلا کے میدان میں پیاس کے دوران مسلمانوں کا حالتِ زار۔
''عطا میں کربلا کا خُمارِ تشنگی ہوں''
(س ب:ص۸۴)

کِرچیوں کے ساتھ [ا۔ترکیب]
(ا) ذرّوں کے ساتھ (۲) ٹکڑوں کے ساتھ۔
''پھر آنکھ میں اُبھرنے لگی، کِرچیوں کے ساتھ''
(ب گ:ص۶۴)

کرخسہ کی وادی [تلمیح]
کوئٹہ میں کرخسہ کے مقام پر موجود وادی (۲) وادیِ کرخسہ۔
''کرخسہ کی وادی ہے
بادلوں کے سائے میں''
(ب گ:ص۵۷)

کرم پروری [ف۔صف]
(ا) مہربانی کرنے کا عمل (۲) نیکی کرنے کا عمل۔
''اِک قیامت ہے تیری کرم پروری''
(دن:ص۱۵)

کرم کا پیاسا [ا۔ترکیب]
مہربانی کے لیے ترسنا۔
''جو ستم کا مارا تھا، جو کرم کا پیاسا ہے''
(ب گ:ص۷۵)

کرن کی آواز [ا۔ترکیب]
مراد: روشنی کے شعاع کی جھلکی۔
''یادوں کے اندھیروں میں کرن کی آواز''
(س ب:ص۴۱)

کرن کی بوند[ا۔ترکیب]
روشنی شعاع کی ایک معمولی سی جھلک۔
''ہو مجھے بھی کرن کی بوند عطا''
(س ب:ص۲۵)

کرن کی سزا[ا۔ترکیب]
روشنی کی ایک شعاع دیکھنے کے لیے اٹھائی ہوئی تکلیف۔
''انہیں دریچہء زنداں سے اِک کرن کی سزا''
(ب گ:ص۴۳)

کرنوں کے جھرنے جگانا[ا۔ترکیب]
(ا)روشنی کے شعاعوں کا چادر پھیلانا(۲)روشنی کے شعاعوں کا پھیلانا۔
''پھواروں نے کرنوں کے جھرنے جگائے''
(س ب:ص۱۹۸)

کُرہِ غرب[ف۔ترکیب]
(ا)مغرب کی زمین(۲)مغربی ممالک
''کُرہِ غرب نے ایک اور بستی کو آگ لگادی ہے''
(ش ش:ص۱۲۸)

کریم داد[ف۔مرکب]
(ا)ایک مردانہ نام(۲)خدا کا دیا ہوا۔
''آ،اے کریم داد
فرزندِ خوش سخن
تیرے فراق میں ہوں اسیرِ غمِ کہن''
(دن:ص۱۶۱)

کڑی دھوپ[ہ۔ترکیب]
(ا)شدّت کی دھوپ(۲)سخت دھوپ(۳)سورج کی تیز گرمی۔ (ف آ:ج 4-3)
''جو کڑی دھوپ کو ساون کی گھٹا کہتے ہیں''
(س ب:ص۹۳)

کڑی عمر کی رات[ا۔ترکیب]
غضب ناک زندگی کی رات۔
''جیسے کڑی عمر کی رات ہی بَس ایک ہے''
(س ب:ص۳۸)

کسک دائمی[ف۔صف]
وہ ہلکا سا درد جو ہمیشہ محسوس ہوتی رہے۔
''اِک کسک دائمی
ہم منتظر ہیں
مگر سحر کہاں ہے''
(ج ب ش ا:ص۷۵)

کشاکشِ شر و خیر[ف۔ترکیب]
(ا)خوبی اور خرابی کی کھینچا تانی(۲)بھلائی اور فساد کی جھڑپ۔(ف ال)
''کشاکشِ شر و خیر
روحوں کی چیخ''
(س ب:ص۹۸)

کشاں کشاں سورج[ا۔ترکیب]
کھینچتے ہوئے لایا ہوا سورج۔

''ہم گریزاں کشاں کشاں سورج''

(س ب:ص۲۴)

کشتِ اعتبار [ف۔ترکیب]

اعتماد کی کھیتی۔

''کیوں کشتِ اعتبار بھی صرصر کی زد میں ہو''

(س ب:ص۱۱۵)

کشتِ ویراں [ف۔صف]

ویران کھیتی۔ (ک اف)

''ترے عہدِ باراں میں، مری کشتِ ویراں کیا''

(ب گ:ص۷۵)

کُشتگانِ تنگیءآزار [ف۔ترکیب]

تکالیف سے تنگ ہو کر مرنے والے۔

''ہم عطاوہ کُشتگانِ تنگیءآزار ہیں''

(ب گ:ص۵۲)

کشکوگوری [ب صف]

ایک خاص بلوچی کشیدہ لباس پہننے والی۔(درن)

''تیرا رنگین ملبوس، کشکوگوری''

(درن:ص۱۷)

کشکولِ لب [ف۔ترکیب]

(۱) زبان کی کشکول (۲) زبان سے کہہ کر بھیک مانگنا۔

''جب کڑی دھوپ کے ظرف کا حرف صَرف کشکولِ لب،

شَب تلک ہے''

(س ب:ص۱۲۸)

کفرِ خودنمائی کا [ا۔ترکیب]

اپنی نمود و نمائش کی ضد۔

''عجز حسن دیتا ہے کُفر خودنمائی کا''

(س ب:ص۴۵)

کفن کا نشہ [ا۔ترکیب]

کفن سے لیا ہوا سرور۔

''بہک رہے ہیں یہ ہم اوڑھ کر کفن کا نشہ''

(س ب:ص۵۱)

کلامِ پاک چُننا [ف۔ا۔ترکیب]

قرانِ مجید کو ڈھونڈنا۔

''کلامِ پاک چنوں حُسن کی کتابوں سے''

(س ب:ص۳۹)

کل کی امان [ا۔ترکیب]

(۱) مستقبل کی پناہ (۲) مستقبل کی امانت۔

''میں تجھے کل کی امان میں دیتا ہوں''

(ش۔ش:ص۲۹)

کلیوں کی آنچ [ا۔ترکیب]

غنچوں سے جلائی ہوئی آگ۔

''رنگوں کا ہے سفر

کلیوں کی آنچ پر''

(س ب:ص۲۰۸)

کمخواب [ف۔صف]

سُنہرے تاروں کا بنا ہوا زرّیں کپڑا۔(ح ال)

"ریشم و اطلس و کمخواب میں ناچار کا دل ڈوب گیا"

(ش ش: ص ۴۲)

کم نظر [ف ـ صف]

(۱) کم دیکھنے والا (۲) تنگ نظر۔

"بارش ہے تو لہکے گا، اے کم نظر و دریا"

(س ب: ص ۱۴۴)

کملا دینا [ا ـ ترکیب]

(۱) بے رونق کرنا (۲) بے آب کرنا (۳) مرجھا دینا۔

"نقش جن کے ہواؤں نے کملا دیئے ہیں"

(س ب: ص ۲۳)

کمین گاہ [ف ـ مرکب]

(۱) گھات لگانے کی جگہ (۲) دشمن کی تاک میں چھپ کر بیٹھنے کی جگہ۔ (ج ال)

"چہ غم کہ دشمنِ ایمان کمین گاہ میں ہے"

(ب گ: ص ۱۵)

کنارِ طلب [ف ـ ترکیب]

جدائی کی خواہش۔

"یوں کنارِ طلب سے کنارہ نہ کر میری جاں میری آغوشِ
جاں میں اُتر"

(س ب: ص ۱۲۶)

کُنجِ تنہائی [ف ـ ترکیب]

اکیلے پن کا گوشہ۔

"کُنجِ تنہائی میں جلوت گہہِ جاناں کی طرح"

(س ب: ص ۳۵)

کُنجِ خرابہ [ف ـ صف]

(۱) عارضی قیام گاہ کا کونہ (۲) ویران کونہ۔

"در بند ہوں، اِک کُنجِ خرابہ ہے، مگر شاد"

(ب گ: ص ۲۲)

کور چشمی [ف ـ صف]

(۱) اندھا پن (۲) نابینا پن۔ (ح ال)

"ہماری کور چشمی کو، بدنامی کے بے مطلب طعنے"

(ش ش: ص ۱۲۳)

کوزا گر [ف ـ مرکب]

(۱) کمہار (۲) کلال (۳) کاسہ بنانے والا۔

اے خواب کشو دریا، اے کوزہ گر و دریا"

(س ب: ص ۱۴۴)

کوندتی برق [ھ ـ مص]

چمکتی ہوئی بجلی کی طرح۔

"کُہکر ہے مرے ننھا کی دستارِ سفید
کوندتی برق ہے شمشیر برہنہ اُس کی"

(د ن: ص ۱۶۷)

کونجوں کی ٹولی [ب ـ ترکیب]

راج ہنس کی جھنڈ۔

"کونجوں کی ٹولی لیلڑی ءَ لا
شیریں ہے بولی لیلڑی ءَ لا"

(د ن: ص ۱۲۷)

کوہ ودَمن [ا۔ترکیب]

پہاڑ اور میدان۔

''کوہ ودَمن بھی کرتے ہیں تیرا ہی انتظار''

(دن:ص ۳۵)

کوہسار کے خم وپیچ [ا۔ف۔ترکیب]

بل کھاتے ہوئے پہاڑی سلسلے۔

''سُجھا رہے ہیں، مجھے کوہسار کے خم وپیچ''

(ب گ:ص ۴۵)

کوہساروں کی صورت [ا۔ترکیب]

پہاڑی سلسلوں کا نقش۔

''یہ کوہساروں کی صورتوں میں اُداس چہروں کے بادباں

ہیں''

(م ن ل:ص ۳۷)

کوہِ ماران [تلمیح]

بلوچستان کا علاقہ ماران کے پہاڑ۔

''دھند میں لپٹے ہوئے، دور بلند

کوہِ ماران سے اُبھرے بادل''

(دن:ص ۱۶۷)

کُوئے اَبد [ف۔صف]

مستقبل کے زمانے کی لامحدودگی۔

''ہم گئے کُوئے اَبد، سُوئے اَزل جانے سے''

(ب گ:ص ۳۱)

کہُسار بجاں آنا [ف۔ا۔ترکیب]

پہاڑی سلسلے کو بے رونق کرنا۔

''وہ شاخِ بریدہ بر کہسار بجاں آئی''

(س ب:ص ۱۴۹)

کہسار کی برف [ف۔ا۔ترکیب]

پہاڑی سلسلے پر جمی ہوئی برف۔

''یہاں پگھلے نہیں، کہسار کی برف''

(س ب:ص ۱۸۵)

کُہکر [ب۔مذ]۔

بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا

''کُہکر ہے کہ مرے نتھا کی دستارِ سفید

کوندتی برق ہے شمشیرِ برہنہ اُس کی''

(دن:ص ۱۶۷)

کھوکھلی سی ہنسی [ا۔صف]

ہنسنے کا بناوٹی عمل۔

''یہ کھوکھلی سی ہنسی، اور یہ مصنوعی آنسو''

(ب م دم:ص ۷۱)

کیا کیا [تابع فعل]

(۱) کون کون سا (۲) سب کچھ (۳) کس قدر (۴) کیسے

کیسے۔ (ف ال)

''کیا کیا اُسے تراشئے کیا کیا بنایئے''

(س ب:ص ۱۶۲)

گ

گداز پن کا نشہ [ف ۔ا ۔ترکیب]
(۱) گرمانے کا سُرور (۲) پگھلاہٹ کا سُرور (۲) ملائمت کا لُطف۔

''یہ بانکپن کا نشہ، وہ گداز پن کا نشہ''

(س ب: ص ۵۱)

گداز کا لمس [ف ۔ا ۔ترکیب]
(۱) نرمی کا مس ہونا (۲) ملائمت کو چھونا۔

''صبا کا ہاتھ ہے یا ہے ترے گداز کا لمس''

(س ب: ص ۳۹)

گداگر [ف ۔ا ۔مذ]
(۱) بھیک مانگنے والا (۲) فقیری کا پیشہ (ج ال)

''دلِ نامراد اب تو گداگر کی طرح''

(ج ب ش ا: ص ۷۸)

گدائے منزل [ف ۔ترکیب]
منزل کا بھکاری۔

''یہ گدائے منزل کیا زادِ راہ لایا ہے''

(س ب: ص ۱۷۳)

گراں گزرنا [ف ۔صف]
(۱) ناگوار ہونا (۲) بُرا لگنا (۳) دوبھر ہونا (۴) ناپسند ہونا۔
(ف ال)

''یہ عشق شعاری اور چاہتوں کی ناتمامی، ہم پر بہت گراں گزرے''

(ش ش: ص ۴۱)

گردابِ روزن کُشا [ف ۔ترکیب]
پانی کا وہ چکّر کو درمیان سے سوراخ نکال لے۔

''یہ گرداب روزن کُشا
میری پہچان کی سرحدوں کی ہوا''

(س ب: ص ۹۷)

گردِ چیخ [ف ۔ا ۔ترکیب]
وہ چیخ جو واضح طور پر سُنائی نہ دے سکے۔

''گردِ چیخوں سے وحشت کراہوں سے لب سوز سے
دُودِ عدم سے بھی تاریک تر''

(س ب: ص ۱۲۵)

گردِ راہ گزار [ف ۔صف]
راستے کا غُبار۔

''وہ جو گردِ راہ گزار تھے، وہی منزلوں کے مدار تھے''

(ب گ: ص ۳۷)

گردِ سفر کہلانا [ا ۔ترکیب]
راستے کا گرد قرار دینا۔ مراد: حقیر سمجھنا۔

''اور پسِ راہِ وفا گردِ سفر کہلائے''

(س ب: ص ۱۲۱)

گردِ سفر کی سوچنا [ف ۔ا ۔ترکیب]
سفر کے غبار کے بارے میں فکر مند ہونا (۲) نہایت ہی معمولی چیز کا فکر کرنا۔

''سفر میں کیا کبھی گردِ سفر کی سوچتے ہیں''

(ب گ: ص ۴۲)

گردشِ سما [ف۔صف]

آسمان پر گردش کرنا۔

''اِک سرابِ سیارہ، گردشِ سما اچھا''

(ب گ: ص ۲۵)

گردِ مسافت [ف۔ترکیب]

(۱) سفر کے گرد و غبار (۲) سفر کے آثار

''ابھی گردِ مسافت، سدِ منزل ہے''

(ب گ: ص ۶۸)

گرفتِ مہر [ف۔صف]

(۱) مضبوط قبضہ۔

''وہ جو شاہ شام و سَحر کا تھا، وہ گرفتِ مہر سے ڈر گیا''

(ب گ: ص ۳۷)

گرم بوسوں کی پھول بارش [ا۔ترکیب]

بوسہ لیتے وقت گرمی کے تاثرات کو تسلسل کو ساتھ محسوس کرنا۔

''اگر کبھی اُس کے نرم ہونٹوں کے گرم بوسوں کی پھول
بارش''

(س ب: ص ۴۲)

گرم بوسوں کی مہک [ا۔ترکیب]

فرطِ جذبات میں لئے ہوئے بوسے۔

''یہ یخ گزیدہ شب، گرم بوسوں کی مہک

بہار میں چاندنی کی چمک''

(س م ا: ص ۵۸۹)

گرم جوشی [ف۔ا۔مث]

(۱) تپاک۔اختلاط (۲) سرگرم۔جوش۔شوق (۳) کوشش۔سعی (فال)

''سُرمئی خموشی ہے
پھر بھی گرم جوشی ہے''

(ب گ: ص ۵۸)

گرمِ زارِ جاں [ف۔ترکیب]

جسم کو کمزور کرنے والی گرمی۔

''تر سے یہ گرمِ زارِ جاں بَر سے گھٹا سی چاندنی''

(س ب: ص ۷۷)

گرم طلب بوسے [ف۔ترکیب]

گرما دینے والے بوسے۔

''نرم آغوش کے،
گرم طلب بوسے دے گی''

(س ب: ص ۱۳۸)

گرم گرم خواب [ا۔ترکیب]

تازہ خواب۔

''میں جاگتا ہی رہا گرم گرم خوابوں سے''

(س ب: ص ۳۹)

گرم گرم کرن [ا۔ترکیب]

جلا دینے والی شعاع۔

"عاقبت کی سانسوں میں
گرم گرم کرنوں کی
روشنی کے جھرنوں کی"

(س ب:ص۱۱۰)

گرہ گیسو کی تمنّا [ف۔ا۔ترکیب]
گھنگھریالے بال والی کی خواہش۔
"اُس گرہ گیسو کی تمنا ہے"

(ب ز:ص۶۰)

گریباں تارتار [ا۔ترکیب]
گلے کے نیچے کپڑے کا پھٹ جانا۔
"گریباں تارتار آئے نہ آئے"

(س م د:ص۹۶)

گڑگڑانا [ہ۔مص]
(۱) عاجزی کرنا (۲) منّت کرنا (۳) خوشامد کرنا (۴) التجا کرنا (ف ال)
"گرے، گڑگڑائے اور جل جائے"

(ش ش:ص۱۲۹)

گزرتے قرنوں کے کاروان [ا۔ترکیب]
(۱) ماضی کے لمبی مدّتیں طے کرتے ہوئے قافلے۔
(۲) ماضی کے بیتے ہوئے کئی صدیاں۔
"گزرتے قرنوں کے کاروانوں کا اِک نشانِ قدیم وخستہ"

(س ب:ص۴۸)

گزری بہار [ا۔صف]
بیتا ہوا بسنت رُت۔
"اَب نہ گزری بہاروں کو آواز دو، سوچنا چھوڑ دو"

(س ب:ص۶۳)

گزری ہوئی بہار [ا۔ترکیب]
وہ بسنت رُت جو بیت چکی ہے۔
"بکھرا ہُوا سا خواب ہے گزری ہوئی بہار"

(س ب:ص۱۹۲)

گلاب برف رخسار [ف۔ترکیب]
(۱) لالی لگی ہوئی سفید رخسار (۲) خوبصورت گال۔
"گلاب برف رخسار
شراب شہد لب
درخشندہ پھول مسکراہٹیں
بہشت بادرفتار"

(س م ا:ص۵۸۹)

گلاب نژاد [ف۔ترکیب]
(۱) گلاب کی نسل سے نسبت۔ (۲) حسین
"یہ آفریدۂ مہتاب، وہ گلاب نژاد"

(س ب:ص۵۶)

گلابوں کے سائے [ا۔ترکیب]
مراد: خوشگوار سائے۔ گلابوں سے معطر چھاؤں۔
"یہ شبنم کے شیشے گلابوں کے سائے
ہوا گنگنائے"

(س ب:ص۱۹۸)

گُل بدنوں کا دھمال [ف۔ا۔ترکیب]

نازک اندام لڑکیوں کے رقص۔

"درگاہِ دل میں گُل بدنوں کا دھمال ہو"

(س ب:ص ۵۸)

گُل برف [ف۔ترکیب]

نازک بدن والی لڑکی۔

"صورت سے وہ گُل برف سہی پھر بھی عطا شاد"

(ب س:ص ۴۷)

گُل بہار [ف۔ترکیب]

بہار میں کھلا ہوا پھول۔

"اَے حُسنِ کو ہسار آ

تجھ بن فضائے جاں

خزاں خزاں

گُل بہار آ"

(س ب:ص ۱۸۹)

گُل پیرہن [ف۔صف]

پھولوں کے سے لباس والا۔ مراد: معشوق (ف ال)

"نازک بدن گل پیرہن، یہ چاند کی مُورت دُلہن"

(دن:ص ۶۷)

گُل چہرہ [ف۔صف]

پھول جیسی صورت۔

"دے گیا وہ گُل چہرہ، زخم آشنائی کا"

(س ب:ص ۴۴)

گُل زمیں [ف۔ا۔مث]

(۱) عمدہ زمین کا ٹکڑا (۲) سرسبز و شاداب زمین (ح ال)۔

"گُل زَمیں، اَے گُل زَمیں

تیری عظمت پر سدا جھکتی رہے میری جبین"

(س ب:ص ۱۹۱)

گُل صورت [ف۔صف]

(۱) پھول جیسا چہرہ۔ مراد: خوبصورت و حسین۔

"کس بستی میں ٹھہر گئی ہے، وہ گُل صورت"

(ب گ:۵۰)

گِل کدہ [ف۔مرکب]

مٹی کا بنا ہوا مکان۔

"یہ گِل کدہ جو مہک رہا ہے

صدا و صوت و نوا و نغمہ کی دھڑکنوں سے"

(س ب:ص ۴۷)

گُل نما بدن [ف۔صف]

پھول جیسا بدن۔

"شِیر گرم لَب تیرے

ماہ گوں ترے عارض

گُل نُما بدن تیرا"

(ب گ:ص ۶۱)

گُلِ بَستہ [ف۔صف]

بندھا ہوا پھول۔

"میں گُلِ بَستہ

گئے دنوں کے کرب کو اپنے رشتوں کی زنجیر بناؤں"

(س ب: ص ۱۶۰)

گلِ دَہن کا نشہ [ف۔ ترکیب]

پھول جیسے مُنہ کا لطف۔

"گُلِ دَہن کا نشہ، بوئے پیرَہن کا نشہ"

(س ب: ص ۵۰)

گُلِ نوبہار [ف۔ صف]

(۱) تازہ کھلا ہوا پھول (۲) نوعمر معشوقہ۔

"اے گُلِ نوبہار آ بھی جا

اے دُرِ شہسوار آ بھی جا"

(دن: ص ۴۷)

گُلِ وفا [ف۔ ترکیب]

مراد: وفادار محبوبہ

"ہیں بلبلیں بھی نالہ کناں اے گُلِ وفا"

(دن: ص ۳۳)

گُلشن میں صبا [ا۔ ترکیب]

چمن میں صبح کی ہوا کا چلنا۔

"جیسے شبنم میں کرن

جیسے گلشن میں صبا"

(س ب: ص ۲۱۳)

گُلگ کا لَمس [ا۔ ترکیب]

لمبے بالوں کو چھونا۔

"ہاں مگر شہداد

تیرے گُلگ کا لَمس

میرے انفاس میں بھونچال کی تاثیر بھرے

دل کو زنجیر کرے"

(س ب: ص ۱۳۲)

گلوں کا فرش [ا۔ ترکیب]

پھولوں سے سجایا ہوا زمین۔

"گلوں کا فرش تھا، اور گام گام صحرا تھا"

(ب گ: ص ۳۹)

گُنبد کا کَلس [ا۔ ترکیب]

(۱) گُنبد کے اوپر کا نوک دار حصّہ (۲) سہنری کلغی جو مندروں، مسجدوں کی گنبدوں کے اوپر لگی ہوتی ہے۔

"اُن کے گنبد کا کَلس، پرورشِ طبع کرے"

(ب گ: ص ۱۴)

گنگ چوپایہِ عہد [ف۔ ترکیب]

زمانے کا گونگا جانور۔

"گنگ چوپایہِ عہد کا ہے غلام

قرن غیرت کے امتحان کا نام"

(م ت زاب: ص ۳۲۳)

گنگِ ہُنر کہلانا [ف۔ ا۔ ترکیب]

گونگا فنکار قرار دینا۔

"ہم کہ تھے جانِ صدا، گنگِ ہُنر کہلائے"

(س ب: ص ۱۲۲)

گنگ زارِ محیط [ف۔ترکیب]

گونگے لوگوں سے گھیرا ہوا علاقہ۔

''گنگ زارِ محیط لگتا ہے

لیکن ایسا کہ سنسناتا ہے''

(س ب:ص۴۸)

گنگناتی آبشار [ا۔صف]

دھیمی آوازیں پیدا کرنے والے جھرنا۔

''گنگناتی آبشاروں کے شفاف چشمے

صدف، لعل و گہر، لہلہاتی مرغزاریں''

(ج ب ش ا:ص۷۲)

گوش برآواز [ف۔صف]

(۱) منتظر (۲) انتظار کرنے والا۔ (ح ال)

''میں ہوں اس کی انتظار میں کب سے

چشم برراہ......گوش برآواز''

(دن:ص۹۹)

گوشِ کر [ف۔صف]

بہرے کان۔

''کل بھی تھے، تم گوشِ کر

آبادِ صدا کے ویرانے میں''

(س ب:ص۱۵۱)

گونگی وادی [ف۔صف]

وہ وادی جہاں کوئی آواز نہ آئے۔

''اِک چھوٹا سا تارہ ملے، تو

گونگی وادی گونج اٹھتی ہے''

(ب گ:ص۷۹)

گوہرِ اشک [ف۔صف]

آنسوؤں کے موتی۔

''گوہرِ اشک کو آتش کدۂ سنگ کہوں''

(س ب:ص۱۴۶)

گوہرِ الماس [ف۔صف]

اصل ہیرا۔

''تیرے گوہرِ الماس سے کہسار پاش پاش''

(ش ش:ص۸۲)

گوہرِ شہسوار [ف۔صف]

گھڑسواری کی صلاحیت۔

''سلک دنداں یہ گوہرِ شہسوار

میرے دل کا اُجڑ گیا ہے قرار''

(دن:ص۱۴۱)

گویائی کا موسم [ا۔ترکیب]

بات چیت کا ماحول۔

''ادھر، گھٹتا ہے، گویائی کا موسم''

(س ب:ص۱۸۵)

گہری تاریکی [ا۔صف]

سخت اندھیرا۔

''یہاں تو راج بگولوں کا ہے

اتنی گہری تاریکی میں، اتنی تیز ہوا میں

کیسے چراغاں ہو سکتا ہے؟''

(ب گ: ص ۷۹)

گہری تمازت کے اثر [ا۔صف]

سخت تیز دھوپ کی تاثیر۔

''ابھی گہری تمازت کے اثر میں سبزۂ دل ہے''

(ب گ: ص ۶۸)

گہری گھاٹی [ا۔صف]

پہاڑوں کے درمیان گہری خشکی کا قطعہ۔

''گہری گھاٹی کے گھنے سائے میں''

(س ب: ص ۱۳۲)

گہر کہلانا [ا۔ترکیب]

موتی قرار دینا۔

''ان کی دہلیز کی مٹی بھی گہر کہلائے''

(س ب: ص ۱۶۱)

گہرے خنک شامیانے [ا۔ترکیب]

نہایت سرد کپڑے کے سائبان۔

''میری آنکھوں کے گہرے خنک شامیانے میں''

(س ب: ص ۹۷)

گہن آئینہ [ہ۔ترکیب]

دھندلا آئینہ۔

''اُن کو پرچھائیں بھی سورج ہے گہن آئینہ''

(ب گ: ص ۱۳)

گھاؤ رکھنا [ہ۔محاورہ]

سخت زخمی ہونا۔

''یہ دل بھی زخم ہے، گُل بھی گھاؤ رکھتا ہے''

(س ب: ص ۱۷۵)

گھٹا سی چاندنی [ہ۔ا۔ترکیب]

دھندلاہٹ چاندرات۔

''ترسے یہ گرم زارِ جاں بَرسے گھٹا سی چاندنی''

(س ب: ص ۷۷)

گھٹا چھونا چھُونے کی حسرت [ہ۔ا۔ترکیب]

بادل کو ہاتھ لگانے کی خواہش۔

''یہاں تپتے بگولوں کو گھٹا چھُونے کی حسرت ہے''

(ب گ: ص ۷۴)

گھٹاؤں کا غم [ہ۔ا۔ترکیب]

مراد: نہایت پیچیدہ غم۔

''جب بھی سُلگا ہے دل میں گھٹاؤں کا غم، ہم نے چمکائی
ہے دھڑکنوں میں دَھنک''

(س ب: ص ۱۲۶)

گھٹتا بڑھتا دریا [ف۔صف]

اونچا اور نیچا ہونے والا دریا۔ (۲) زیادہ اور کم ہونے والا دریا۔

''شاؔد زمانہ دریا ہے گھٹتا بڑھتا دریا ہے''

گھر کا چراغ [ا۔ترکیب]

گھر کی روشنی۔ مراد: زندگی کا لائحۂ عمل۔

''عقل تیرے گھر کا چراغ

تنہائی کا بے سایہ ساتھی‘‘

(ش ش: ص۸۲)

گھر کی لاج [ہ۔ترکیب]

(۱) گھر کی عزت (۲) خاندان کی عزّت۔

’’شوبھا ہے گھر کی لاج ہے کِلّہ کی یہ زینت دلہن‘‘

(دن: ص۶۷)

گھنگور زلفوں کے پھیلے دامن [ہ۔ا۔ترکیب]

گھرے بالوں کا وسیع دامن۔

’’تیری گھنگور زلفوں کے پھیلے دامن پر‘‘

(ش ش: ص۵۳)

گھنی شب کی مہکتی تیرگی [ہ۔ا۔ترکیب]

ڈراؤنی رات کی معطر تاریکی۔

’’خلوصِ شوق اور حسنِ تقدس سے گھنی شب کی مہکتی تیرگی
میں گھول کر‘‘

(دن: ص۱۳۹)

گھنی تیرگی کا باب سجا [ہ۔اترکیب]

سخت اندھیرا چھا گیا۔ مراد: ظلم کی تاریخ رقم ہوا۔

’’چھٹا جو اَبر گھنی تیرگی کا باب سجا‘‘

(س ب: ص۳۱)

گھنے سبزے کا روپ کنارہ [ہ۔ترکیب]

گنجان بہار کا خوبصورت پہلو۔

’’ادھر گھنے سبزے کا روپ کنارہ
دستک دے اور میں راہوں میں بچھے بھنور کو ساحل سوچوں‘‘

(س ب: ص۱۶۱)

گھنے گیسو [ہ۔صف]

گہری اور سیاہ زلفیں۔

’’سر سے آنچل ذرا سا سرد ے
ان گھنے گیسوؤں کو بکھرا دے‘‘

(دن: ص۴۷)

گیان مَسافت [ہ۔ا۔ترکیب]

(۱) علم و دانش کی سفر (۲) عقل و فہم کا سفر

’’گیان مسافت کے ہر پَل میں لو دے تیری کتاب‘‘

(س ب: ص۷۶)

گیسوؤں کی شبنم [ا۔ترکیب]

سر کے لمبے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپکنا۔

’’تیرے گیسوؤں کی شبنم کبھی جب صبا سے جھلکے‘‘

(س م د: ص۷۳)

ل

لاڑے لڑے [ب۔مہمل]

بلوچی لوک گیتوں کے آلاپ کے مہمل بول، جو گیت کے پہلے مصرعے میں گایا جاتا ہے۔ بعض شعراء اُسے بلوچی شاعری کا ایک صنف اور بعض بلوچی شاعری کے عروض کہتے

ہیں، جو کہ درست نہیں۔

"بے کل ہے تجھ بن دل مرا

لاڑے لڑے لاڑے لڑے"

(دن:ص ۵۷)

لال شہباز قلندر [ا۔تلمیح]

سندھ کا ایک مشہور بزرگ گزرا ہے جس کا مزار سندھ کے شہر سیون شریف میں ہے۔ لال شہباز قلندر کے مزار کو ایک بڑی دربار کی حیثیت حاصل ہے۔ جہاں لوگ روزانہ منتیں مانگنے جاتے ہیں۔

"مست قلندر لاہُو

شہباز قلندر لال"

(دن:ص ۷۹)

لالہ لب کی قاش [ف۔ا۔ترکیب]

سرخ پھول جیسے ہونٹوں کا ٹکڑا۔

"خنجر خون چکیدہ ہو، لالہ لب کی قاش، شہیدِ رنگ کو ہیں، یہ ایک سی بات"

(س ب:ص ۱۵۵)

لانٹی [ب۔مؤنث]

ناک میں پہننے کا ایک زیور، جو بلوچستان میں خواتین استعمال کرتی ہیں۔

لانٹی مہ جان کی چاندی کی

اور آنکھیں خمار آلودہ"

(دن:ص ۱۱۳)

لامتناہی جدو جہد [ع۔ا۔ترکیب]

(۱) غیر محدود کوشش (۲) وہ محنت جس کی کوئی حد نہ ہو۔

"یہ عہد ہائے عہد کی لامتناہی جدو جہد کے خون میں لپٹا ہے"

(ش ش:ص ۱۲۹)

لامحدود نفرت [ع۔صف]

وہ نفرت جس کا کوئی حد نہ ہو۔

"وہ صحرا دشمنی کا

۔ دشت، لامحدود نفرت کا"

(ب گ:ص ۸۴)

لائقِ حمد و ثنا [ع۔ف۔صف]

تعریف و تعظیم کے لائق۔

"خدا ہی لائقِ حمد و ثنا ہے

محمد مظہرِ شانِ خدا ہے"

(دن:ص ۷۹)

لب تشنگی [ف۔ترکیب]

شدید پیاس کی کیفیت۔

"تم اُن کی لب تشنگی تو دیکھو، یہاں سمندر رہا کیے ہیں"

لب حصارِ تشنگی [ف۔ترکیب]

پیاس کے گھیرے ہوئے ہونٹ۔ مراد: سخت پیاسا۔

"لب حصارِ تشنگی، دل اضطراب، اندر وجود"

(ب گ:ص ۵۱)

لب خاموش [ف۔صف]

خاموش ہونٹ۔

''تیری جدائی نازنین
بن جائے گی صوتِ حزیں''
(دن:ص ۵۱)

لب کالمس[ا۔ترکیب]
ہونٹوں سے چھونا۔
''لفظ کولب کالمس دے، رنگ میں تابِ رُخ اتار''
(س ب:ص ۷۷)

لبِ دریا[ف۔صف]
دریا کا کنارہ۔ (ک اف)
''کس نے کہا تھا گھر لبِ دریا بنایئے''
(س ب:ص ۱۶۲)

لبِ سوز[ف۔صف]
جلے ہوئے ہونٹ۔
''گردچیخوں سے وحشت کراہوں سے لبِ سوز سے
دُودِ عدم سے بھی تاریک تر''
(س ب:ص ۱۲۵)

لبِ گویا[ف۔صف]
بولنے والے لب۔
''لبِ گویا کو جو اک موجِ ہوا کہتے ہیں''
(س ب:ص ۹۳)

لب و رُخسار[ف۔ترکیب]
ہونٹ اور گال۔ مراد: چہرہ۔صورت۔
''آگ تیرے لب و رُخسار نے برسائی ہے''
(س ب:ص ۱۰۱)

لختِ جگر کی دید[ف۔ا۔ترکیب]
جگر کے ٹکڑے کا دیدار۔ مراد: بیٹے کا دیدار۔
''لختِ جگر کی دِید سے
نورِ نظر کی دید سے
ایسے نہ بے نصیب کر''
(دن:ص ۱۵۷)

لختِ جگر کے ہجر[ا۔ترکیب]
بیٹے کی جدائی۔
''ہائے وہ مادرِ شفق
لختِ جگر کے ہجر میں
کتنی زبون و زار ہے''
(دن:ص ۱۵۹)

لذّتِ احساس[ف۔ترکیب]
احساس کرنے کا لطف۔
''فراق، لطفِ طلب وصل، لذّتِ احساس''
(س ب:ص ۵۱)

لذّتِ بقا[ف۔ترکیب]
ہمیشہ کی زندگی کا لُطف۔
''مصروف تھے لذّتِ بقا سے''
(س ب:ص ۶۸)

لذّتِ حرف[ف۔ترکیب]
حرف کا مزہ۔

''کیا عجب ہے کہ مجھے بھی ہو عطا لذّتِ حرف''

(ب گ: ص ۱۴)

لذّتِ شعر [ف۔ ترکیب]

شعر کا لطف۔

''سُر ورِ نغمہ، خُمارِ خیال، لذّتِ شعر''

(س ب: ص ۵۲)

لذّت کے شُعلے [ا۔ ترکیب]

(۱) لذّت کے بھڑک (۲) لذّت کی شدّت۔

''میں لذّت کے شعلوں میں پھر راکھ ہونے لگا ہوں''

(س ب: ص ۸۲)

لذّتوں کی پریاں [ا۔ ترکیب]

لذّتوں میں اُڑنے والی افسانوی عورتیں۔

''جیسے وصل گاہوں میں

لذّتوں کی پریوں کے

پَر پھڑ کنے لگتے ہیں''

(ب گ: ص ۵۸)

لذّتوں کی لذت [ا۔ ترکیب]

لُطف کا ذائقہ۔

''لذّتوں کی لذّت کا، رُوح تک عمل جائے''

(م ن ل: ص ۳۷)

لشکرِ جرّار [ف۔ صف]

بہت بڑی فوج۔

''جلو میں اس کے ہوگا لشکرِ جرّار

سیم وزرّ کا اِک انبار

فاتح بن کر لوٹے گا''

(د ن: ص ۸۹)

لطفِ طلب [ف۔ ترکیب]

خوشی کی خواہش۔

''وصلِ نگاہ لطفِ طلب عرضِ حال ہو''

(س ب: ص ۵۸)

لطفِ طلب وصل [ف۔ صف]

محبوبہ سے ملاقات کے خوشی کی خواہش۔

''فراق، لطفِ طلب وصل، لذّتِ احساس''

(س ب: ص ۵۱)

لطفِ نظر [ف۔ صف]

نظر کا کرم۔

''اِک لطفِ نظر ہو ہم پر، ہم تیرے لئے دیوانے''

(د ن: ص ۱۰)

لعل کا دانہ [ا۔ ترکیب]

سرخ رنگ کے قیمتی جواہر کا ایک دانہ۔ مراد: محبوبہ

''اِک لعل کا دانہ

کہتا ہے زمانہ جسے یکتا و یگانہ''

(س ب: ص ۲۰۳)

لعل و گُہر [ف۔ ترکیب]

(۱) قیمتی جواہر اور موتی کے بارے میں سوچنا (۲) صرف اپنے مفادات کے بارے میں فکر مند ہونا۔

''نہ مال وزر کی نہ لعل وگُہر کی سوچتے ہیں''

(ب گ:ص ۴۳)

لفظ کا احساس[ا۔ترکیب]

لفظ کی سمجھ بوجھ۔

''نطق کو لفظ کا احساس لکھوں

ڈھنگ کہوں''

(س ب:ص ۱۴۶)

لکھی لکیر کا مطلب پوچھنا[ا۔ترکیب]

لکھی ہوئی تقدیر کے بارے میں دریافت کرنا۔

''مجھ سے میری لکھی لکیر کا مطلب پوچھے''

(س ب:ص ۱۶۴)

لمحہ بھر کی دید کا طالب[ا۔ترکیب]

ایک پل کی ملاقات کا خواہش مند۔

''میں تیری متکبر درگاہ سے لمحہ بھر کی دید کا طالب ہوں''

(ش ش:ص ۴۱)

لمحۂ نزع[ف۔ترکیب]

انسان کے مرنے کا وقت۔

''عہدِ امروز کا یہ آشوبِ عظیم

لمحۂ نزع ہے

نسلِ نو کے لئے''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

لمحے کا گنہگار بنا دینا[ف۔ترکیب]

(۱) پل بھر کے لیے قصوروار ٹھہرانا۔ مراد: دیدار کا موقع دینا۔

''ایک لمحے کا گُنہگار بنا دے مجھ کو

میں کہ اِک بندہ ہوں، اوتار بنا دے مجھ کو''

(س ب:ص ۱۶۸)

لمحوں کا رَس چُوے[ا۔ترکیب]

(۱) پل بھر کا فائدہ اُٹھائے (۲) عارضی خوشی حاصل کرے۔

''خوشبو خوشبو جھومے

لمحوں کا رَس چُوے''

(س ب:ص ۱۹۵)

لمحوں کا نشہ[ا۔ترکیب]

پل بھر کا سُرور۔

''تھی رقص کی انگڑائی کہ لمحوں کا نشہ''

(س ب:ص ۴۱)

لمحوں کی جھیل[ا۔ترکیب]

پل بھر کے لیے جھیل کا منظر۔

''کل بھی یہی لمحوں کی جھیل

اور آوازوں کے کنکر تھے''

(س ب:ص ۱۵۱)

لمحوں کی لَویں[ا۔ترکیب]

(۱) پل بھر کی اُمیدیں (۲) پل بھر کے شعلے۔

''جن کی خیرات سے لمحوں کی لَویں جاگتی ہیں''

(س ب:ص ۱۲۱)

لمحوں کے پاتال [ا۔ترکیب]

ساعتوں کی تہہ۔ مراد: وقت کے ساتھ ساتھ۔

''لمحوں کے پاتال سے اب کیا

سوچ کا بھنور نہیں اُبھرے گا''

(س ب:ص۱۴۳)

لمسِ آنچ [ف۔ترکیب]

(۲) آگ کا مَس (۲) آگ کا اثر۔

''ہم تھے آتشِ تغار اور تم تک نہ پہنچی کوئی لمسِ آنچ''

(س ب:ص۱۲۵)

لمسِ اختیار سے دُور [ف۔ا۔ترکیب]

منصب کے حق کی پہنچ سے دور (۱) دسترس سے باہر۔

''میں نے دیکھا، ہراس و خوف سے دُور

دُور ہر لمسِ اختیار سے دُور''

(م ت زاب:ص۳۲۱)

لمسِ لذت طراز [ف۔ترکیب]

(۱) نقش و نگار کی لطف کا مَس (۲) آرائش کی مزے تک رسائی۔

''اگر کبھی اُس کا لمسِ لذت طراز

وصلِ طویل

قطرہ قطرہ''

(س ب:ص۴۲)

لمس کی خوشبو [ا۔ترکیب]

چُھونے سے ملنے والی خوشبو۔

''اُس کے لمس کی خوشبو

سُرمئی خموشی کو

یوں اُجال دیتی ہے''

(ب گ:ص۵۸)

لمس کی لذت کا نشہ [ا۔ترکیب]

چھونے کی لذت کا سُرور۔

''لمس کی لذت کا نشہ جائے''

(س ب:ص۷۹)

لمس کی تہہ [ا۔ترکیب]

چُھونے کی وجہ (۲) چُھونے کی بنیاد۔

''لمس کی تہہ میں عکس چھپا ہو پسِ نظر ہو رنگ''

(س ب:ص۷۶)

لمس نا آشنا بدن [ف۔ترکیب]

(۱) چُھونے سے ناوقف جسم (۲) بے حس جسم۔

''لمس نا آشنا بدن، خمار چشم، دراز زلف''

(س م ا:ص۵۸۹)

لوری [ہ۔مث]

ہلکی آواز کی گیت جو عورتیں بچّوں کو سُلانے یا بہلانے کے لیے آہستہ آہستہ گاتی ہیں۔

''میں اپنے لال کو لوری سناتی ہوں''

(دن:ص۸۹)

لہجے میں طوفان [ا۔ترکیب]

سخت تلخ زبان کا استعمال۔

''وہ بھی آواز میں آگ تھا گیا بُجھ گیا یہ بھی لہجے میں طوفان
ہے تھم جائے گا''

(س ب:ص۱۲۶)

لہر لہر کُھلنا[ا۔ترکیب]

تمام لہریں بکھر جاتی ہیں۔

''لہر لہر کُھلتا ہے
اُس کے جسم کا پرچم''

(ب گ:ص۶۱)

لہراتی ہوئی موج[ا۔صف]

اوپر اُٹھی ہوئی موج۔ مراد: جذبات کی شدت۔

''لہراتی ہوئی موج میں اس شخص کی خو ہے''

(س ب:ص۲۱۰)

لہرائی ردائیں[ا۔ترکیب]

اُڑائی ہوئی چادریں۔

''سورج کی تمازت ہے اور لہرائی ردائیں''

(س ب:ص۲۰۳)

لہلہاتے لمحوں کی فصل[ا۔ترکیب]

خوشگوار لمحات کا فائدہ۔

''یہی زمیں تھی جہاں کبھی لہلہاتے لمحوں کی
فصل کٹتی تھی''

(س ب:ص۴۹)

لہلہاتی مرغزار[ا۔ترکیب]

جُھومتے ہوئے سبزہ زار۔

''صدف، لعل و گہر، لہلہاتی مرغزاریں''

(ج ب ش ا:ص۷۲)

لہو کی لکیر سجا کر آنا[ا۔ترکیب]

(۱) کسی بھی قیمت پر آنا (۲) اپنا خون بہا کر آجانا۔

''پھر لہو لکیریں سجا کر آؤ قدموں کو رستہ دکھائیں''

(س ب:ص۱۲۹)

لہو کی مہک[ا۔ترکیب]

خون کی خوشبو۔

''اب عاقبت کا ڈر ہے لہو کی مہک کے ساتھ''

(ب گ:ص۶۵)

لیلڑو ولاڑو[ب۔مہمل]

بلوچی لوک گیتوں کے آلاپ کے مہمل بول، جو گیت کے پہلے شعر میں گایا جاتا ہے۔ بعض شعراء اُسے بلوچی شاعری کا ایک صنف اور بعض بلوچی شاعری کے عروض کہتے ہیں، جو کہ درست نہیں۔

'' اپنے کئے پر دل ہے پشیماں
لیلڑو ولاڑو لیلڑو ولاڑو''

(دن:ص۴۳)

لیلڑی[ب۔مہمل]

ایک مہمل لفظ جو بلوچی گیت کے ہر مصرعہ میں بطورِ ردیف استعمال ہوتا ہے۔

''چُپ چُپ کھڑی ہو لیلڑی ءَ لا
ضوآنکھ کی ہو لیلڑی ءَ لا''

(دن: ص۱۲۱)

م

مادرِ شفق [ف ۔ صف]

(۱) ماں کی شفقت (۲) وطن کی محبت

"ہائے وہ مادرِ شفق

لختِ جگر کے ہجر میں

کتنی زبون وزار ہے"

(دن: ص۱۵۹)

ماحول کا جنگل [ا ۔ ترکیب]

مراد: معاشرے کی بدنظمی۔

"اَب اس کے ماحول کا جنگل سنّاٹے کا اَمن ہوگا"

(س ب: ص۱۳۹)

مارِ کفن [ف ۔ ترکیب]

(۱) کفن کا سانپ (۲) جانی دشمن۔

"اِس تَن پہ عطا تارِ کفن، مارِ کفن ہے"

(س ب: ص۱۷۳)

مال وزَر [ف ۔ ترکیب]

(۱) پیسہ اور سونا (۲) دولت۔

"نہ مال وزَر کی نہ لعل وگُہر کی سوچتے ہیں"

(ب گ: ص۴۳)

مال وزرّ کے پجّاری [ف ۔ ا ۔ ترکیب]

مال ودولت کی پوجا کرنے والے۔ مراد: سرمایہ دار۔

"یہ مال وزرّ کے پجّاری، یہ دین کے سوداگر"

(م ب م د: ص۷۱)

مانوس [ع ۔ صف]

(۱) مائل ۔ مالوف ۔ راغب ۔ خوگر (۲) پسند ۔ مرغوب ۔ ہلا ہوا۔ (ف ال)

"میں نیند میں تھا

کہ ایک آواز...... جو مانوس سی تھی"

(س م د: ص۱۱۶)

ماورائے ملامت [ف ۔ صف]

سرزنش کے بغیر۔

"تم ماورائے ملامت

خود فراموش

مستِ الست"

(ج ب ش ا: ص۴۷)

ماہ بانو [ب ۔ صف]

(۱) بلوچ معاشرہ میں خاتون کا نام (۲) چاند صورت والی۔

"کب تلک سہیں گے، میری ماہ بانو!"

(ش ش: ص۴۲)

ماہ بہ دِل ویرانے لوگ [ف ۔ ا ۔ ترکیب]

روشن دل والے اداس لوگ۔

"اَبرِ بُجاں اور صحرا صحرا، ماہ بہ دِل ویرانے لوگ"

(س ب: ص۱۱۲)

ماہ رنگ [ف۔صف]

چاند صورت والی۔

''او! میری ماہ لقاہ...... ماہ رنگ! خراماں دلرُبا!''

(ش ش:ص ۴۱)

ماہ شکن آئینہ [ف۔ترکیب]

(۱) چاند کو توڑنے والا آئینہ (۲) چاند کو شکست دینے والا آئینہ (۳) چاند سے بھی زیادہ روشن چہرہ۔

مراد: حسین معشوق کا چہرہ۔

''حیرتِ نُور ہے، وہ ماہ شکن آئینہ''

(ب گ:ص ۱۳)

ماہ گل [ب۔صف]

بلوچ معاشرہ میں زنانہ نام۔مراد: معشوقہ کا استعارہ

''ماہ گل سی لڑکی کوئی کیسے نہ چاہے''

(دن:ص ۱۱۷)

ماہ گوں [ف۔صف]

چاند جیسی صورت۔

''شیر گرم لب تیرے

ماہ گوں ترے عارض

گُل نُما بدن تیرا''

(ب گ:ص ۶۱)

ماہ لقاہ [ف۔صف]

بلوچ معاشرہ میں زنانہ نام (۲) چاند جیسا چہرہ۔

''او! میری ماہ لقاہ...... ماہ رنگ! خراماں دلرُبا!''

(ش ش:ص ۴۱)

ماہ لب [ف۔صف]

چاند جیسے ہونٹ والی۔ مراد: معشوقہ

''مجھ سے عشق ملتے ہیں ماہ لب، صدف صورت''

(س ب:ص ۴۵)

ماہِ تمام [ف۔صف]

پورا چاند۔

''دیکھ اس چوبی جھونپڑے کے ماہِ تمام کی گرم بانہوں میں''

(ش ش:ص ۴۱)

ماہ و انجم [ف۔ترکیب]

چاند اور ستارے۔

''یہ ایک ہم کہ کریں بات ماہ و انجم کی''

(ب گ:ص ۴۳)

ماہتاب یاد [ف۔ترکیب]

(۱) یاد کا ماہتاب (۲) روشن یاد

''رِستا ہے اَبرِ زار سے اِک ماہتاب یاد''

(س ب:ص ۷۳)

ماہتاب کی چاندی [ف۔ا۔ترکیب]

چاند کی روشنی کا فائدہ۔

''گھٹا سے گُل تو ہوئی ماہتاب کی چاندی''

(س ب:ص ۱۰۶)

مائل بہ وفا ہو جانا [ا۔ترکیب]

ساتھ نباہنے کے لیے راغب ہو جانا۔

''آپ اور آپ کا مائل بہ وفا ہو جانا''

(س ب: ص۱۰۴)

مایہ موتی [ف۔صف]

موتی جیسا سرمایہ۔

''اندھی رُت کی آنکھ کا آنسو

مایہ موتی''

(س ب: ص۱۴۲)

متاعِ بے بہا [ف۔صف]

(۱) انمول دولت (۲) بے شمار دولت۔

''اِک وہی تو ایسا

متاعِ بے بہا تھا''

(س ب: ص۱۲۶)

متاعِ زیست [ف۔ترکیب]

زندگی کی جمع پونجی۔

''متاعِ زِیست بھی کیا ہے غمِ آشنا کے سِوا''

(س ب: ص۶۲)

متاعِ معتبر [ف۔ترکیب]

اعتبار کے قابل جمع پونجی۔

''متاعِ معتبر وہ، مجاور تیرگی کے''

(س ب: ص۸۳)

متکبر درگاہ [ف۔صف]

وہ آستانہ جہاں غرور کیا جاتا ہے۔ مراد: محبوبہ کا چوکھٹ۔

''میں تیری متکبر درگاہ سے لمحہ بھر کی دید کا طالب ہوں''

(ش ش: ص۴۱)

مُٹھی میں کرنیں سمیٹنا [ا۔ترکیب]

بند ہاتھ میں روشنی کی شعاعوں کو سمیٹ لینا۔

''میں نے مُٹھی میں کرنیں سمیٹیں''

(س ب: ص۲۹)

مٹی کا گلستان [ا۔ترکیب]

مراد: وطن کی بہاریں۔

''میری مٹی کا گلستاں سوچے۔

میں ترے جسم کے خُم خانوں کا محرم بن جاؤں''

(س ب: ص۱۲۸)

مِثالِ ابرِ تپاں [ف۔ترکیب]

بادلوں کی گرمی کی طرح۔

''مِثالِ ابرِ تپاں کوئی دشتِ دِل پر تھا''

(س ب: ص۱۰۷)

مثالِ خواب آزاد [ف۔ترکیب]

آزاد سپنا کی مانند۔

''فصیلِ جسم میں ہم ہیں مثالِ خواب آزاد''

(س ب: ص۵۶)

مثالِ صبح [ف۔ترکیب]

صبح کی مانند۔

''ہر شب مثالِ صبح تھی اچھے دنوں کی بات ہے''

(س ب: ص۶۱)

مثالِ طفلِ طلب [ف۔ترکیب]

بچّے کی خواہش کی مانند۔

''مثالِ طفلِ طلب، تراشے

یہ فکر کا ایک ایک گوشہ

شناخت کا ایک ایک لمحہ''

(س ب:ص۴۸)

مثلِ نقطہءخوں [ف۔ترکیب]

بہتے ہوئے لہو کی نشان کی مانند۔

''سمٹا ہے مثلِ نقطہءخوں، آسماں کشادہ''

(س ب:ص۴۷)

مجاور تیرگی کے [ا۔ترکیب]

(۲)اندھیرے کا ہمسایہ (۲) تاریکی کا پڑوسی۔

''متاعِ معتبر وہ، مجاور تیرگی کے''

(س ب:ص۸۳)

مجبور زندگی کا مقدر بننا [ا۔ترکیب]

بےبس زندگی کا حصّہ بن جانا۔

''اِک ٹیس اِک چُبھن

مجبور زندگی کا مقدر بنی ہوئی''

(دن:ص۱۶۱)

مجبور زندگی والے [ا۔ترکیب]

وہ لوگ جو بےبسی کے عالم میں زندگی گزارتے ہیں۔

''نہ جانے کتنے ہی مجبور زندگی والے''

(م ب دم:ص۷۱)

مجبوریِ حیات [ف۔ترکیب]

زندگی کی مجبوری۔

''مجبوریِ حیات میں سم گھولتا ہُوا''

(دن:ص۱۴۹)

مجبوریِ دل [ف۔ترکیب]

دل کی بےبسی۔

''تم جسے صبر سمجھتے ہو وہ ہے مجبوریِ دل''

(ب م ت ا:ص۷۳)

محبت کی اماں [ا۔ترکیب]

محبت کی پناہ۔

''دلوں کو جب محبت کی اماں ہو

پھر یہ وحشت کیا!؟''

(ب گ:ص۶۹)

محبت کی جلن کے خمار [ا۔ترکیب]

پیار کی سوزش کا سُرور۔

''مئے کہن تھوڑی دیر کے لیے محبت کی جلن کے

خمار کو مٹا دے''

(ش ش:ص۴۱)

محبت کی دوام بخش بہار [ف۔صف]

محبت میں ملنے والی وہ خوشی جو ہمیشہ قائم رہے۔

''آزادی تیری محبت کی دوام بخش بہار''

(ش ش:ص۸۲)

محبت کے پرستار[ا۔ترکیب]

محبت کا پوجا کرنے والا۔

''ہم محبت کے پرستار تو دیوانے ہیں''

(ب م ت ا:ص ۷۳)

محبوس[ع۔صف]

مقید۔قیدی۔اسیر۔(ج ال)

''محبوس ہیں، ذرا سی ہَوا، مانگتے ہیں لوگ''

(ب گ:ص ۳۳)

محمل کی زینت بننا[ا۔ترکیب]

اونٹ کے ہودہ پر براجمان ہونا۔

''مری محبوبہ سروقد

آج کس شان سے

اسپ رفتار اُشتر کے محمل کی زینت بنی ہے''

(دن:ص ۱۰۵)

مخمور آنکھ[ا۔صف]

مدہوش آنکھ (۲) نشہ میں چور آنکھ۔

''مخمور آنکھوں سے تری

کجلا گئی ہے زندگی''

(دن:ص ۵۹)

مدحِ آنجناب لکھنا[ا۔ترکیب]

(۱) عالی قدر شخص کی ستائش کرنا (۲) بڑے آدمی کی خوشامد کرنا۔

''مگر یہ تاب کہاں مدحِ آنجناب لکھے''

(ب گ:ص ۱۷)

مَرحلہءراندگی آدم[ف۔ترکیب]

حضرت آدم کو جنّت سے نکالنے کا مرحلہ۔

''پھر وہی مرحلہءراندگی آدم ہے''

(س ب:ص ۹۲)

مرحوم ساعت[ف۔صف]

بیتے ہوئے وقت۔

''تحریر سجدگان، مرحوم ساعتوں کے دل کے ویراں مزار''

(ج ب ش ا:ص ۸۷)

مردِ شمشیر آزما[ف۔صف]

تلوار چلانے کا ماہر آدمی۔

''اَے جیالے سُورما

اے مردِ شمشیر آزما''

(دن:ص ۸۷)

مرشدِ بزرگ[ف۔صف]

نیکی کی تبلیغ کرنے والے بزرگ۔مراد: بڑا استاد۔

(ک اف)

''کاش وہ مُرشدِ بزرگ تجھے

میرے اُجڑے نگر میں لے آئے''

(دن:ص ۱۵۳)

مرگ وتباہی[ف۔ترکیب]

موت اور بربادی۔

''تیری جدائی

قلب ونظر کی .... مرگ وتباہی''

(دن:ص۹۳)

مَرگِ تمنّا [ف۔ترکیب]

وہ موت جو خواہش کے مطابق آئے۔

''ہر مَرگِ تمنّا ہے عطا نذرِ تمنّا''

(س ب:ص۱۴۱)

مرگ وزیست [ا۔ترکیب]

موت اور زندگی۔

''یہ یقین میرے مرگ وزیست کا سبب ٹھہرا ہے''

(ج ب ش ا:ص۸۲)

مَرمَر کے سِل [ا۔ترکیب]

سفید یا نیل گوں چمکدار پتھر کے لمبے چوڑے ٹکڑے جو عمارتوں میں لگائے جاتے ہیں۔

''مَرمَر کے سِلوں میں بھی گُھٹے آگ کا دَم بھی''

(س ب:ص۲۷)

مَرمَریں جسم کا گلاب [ا۔ترکیب]

مراد: چمکدار جسم پر نشان۔

''مَرمَریں جسم کا گلاب، ہوا''

(س ب:ص۵۳)

مَرمَریں گُل اندام [ا۔ترکیب]

شفاف اور خوبصورت بدن۔

''سنورے تو پھواروں کا راگ، جھلکے مَرمَریں گل اندام''

(دن:ص۱۰)

مَرہمی کَراہ [ف۔صف]

مرہم لگاتے وقت درد کے باعث نکالی گئی آواز۔

''مرہمی کراہوں میں
چُپ کی دُھندھناہٹ ہے''

(س ب:ص۱۰۹)

مزاجِ دوجہاں [ف۔ترکیب]

مراد: خداتعالیٰ

''حادثہ ہے کہ مزاجِ دوجہاں برہم ہے''

(س ب:ص۹۲)

مزاجِ نظر ناشناس [ف۔ترکیب]

آنکھ کے اشارے سے واقف نہ ہونا۔

''ترا مزاجِ نظر ناشناس زندہ باد''

(س ب:ص۵۶)

مزرعۂ جان [ف۔صف]

جسم کا کھیت۔

''میری دھرتی میری مزرعۂ جان''

(س ب:ص۹۷)

مژدۂ ساحل [ف۔ترکیب]

ساحل تک پہنچنے کی خوش خبری۔

''کوئی طوفاں میں لئے مژدۂ ساحل آئے''

(س ب:ص۳۶)

مژدہ گر [ف۔مرکب]

(۱) خوشخبری لانے والا (۲) بشارت دینے والا۔

''مژدہ گر، سناتا ہے، حالِ مُبتلا اچھا''

(ب گ: ص ۲۵)

مسافتِ نایافت [ف۔صف]

ختم کیا گیا سفر۔

''روز وشب ایک مسافتِ نایافت

میں تیرے اسپِ تیز سے آگے

بھاگتا...... ہانپتا...... لپکتا ہوا''

(م ت زاب: ص ۳۲۲)

مَسافتِ ہَست [ف۔ترکیب

دنیا کا سفر۔ مراد: زندگی

''مَسافتِ ہَست میں ہر اک لمحہ ہر نقش''

(س ب: ص ۹۹)

مستِ الست [ف۔ترکیب]

(۱) الست کا متوالا (۲) خدا کا منکر۔

''تم ماورائے ملامت

خود فراموش

مستِ الست''

(ج ب ش ا: ص ۴۷)

مَست آنکھوں میں ڈوب جانا [ا۔ترکیب]

نشیلی آنکھ میں سما جانا۔ مراد: پسند آجانا۔

''حُسن جیسے تیری مَست آنکھوں میں ڈوبا جائے ہے''

(س ب: ص ۳۴)

مست رفتار [ف۔صف]

دیوانہ وار چال۔

''مَست رفتار جیسے کبکِ دَری''

(دن: ص ۱۵)

مَست گھنگھور گیسو [ا۔ترکیب]

لہراتی ہوئی کالی زلفیں۔

'' میں یہ سمجھا، ترے مہکتے ہوئے

مست گھنگھور گیسوؤں سے چلی''

(دن: ص ۹۷)

مَست قلندر [ا۔ترکیب]

دین دنیا سے آزاد بے پرواہ فقیر۔

''مست قلندر لاہُو

شہباز قلندر لال''

(دن: ص ۷۹)

مَست وسرشار [ف۔ترکیب]

متوالا اور نشہ میں چور۔

''دل ترے عشق میں مست وسرشار ہے''

(دن: ص ۱۳۳)

مست وشیدا [ف۔ترکیب]

متوالا اور دیوانہ۔

''مست وشیدا ہوں مست کی مانند مگر تیرے نقش ونگار''

(ج ب ش ا: ص ۷۲)

مَست نگاہ کی خطا ہو جانا [ا۔ترکیب]

نشیلی آنکھوں کا غلطی کر جانا۔

''اور اگر مَست نگاہوں کی خطا ہو جائے''

(س ب:ص ۵۰)

مستعار زباں [ف۔صف]

دوسرے کے بتائے گئے الفاظ بیان کرنا۔

''مگر تم ہو کہ منہ میں رکھتے ہو کسی اور کی مستعار زباں''

(ج ب ش ا:ص ۲۹)

مستقبل موہوم سے الجھنا [ا۔ترکیب]

ہمیشگی وہم میں مبتلا ہو جانا۔

''ایک مستقبل موہوم سے اُلجھا کے مجھے''

(ب م ت ا:ص ۴۳)

مستاں عزب کی اُٹھالانا [ا۔ترکیب]

بیوہ عورت کی طرح ناز و ادائیں دکھانا۔

''مستیاں عزب کی اُٹھالائیں''

(ب ز:ص ۵۹)

مستیوں میں ڈھل جانا [ا۔ترکیب]

مدہوشی میں گھل مِل جانا۔

''آنچ اُس کی قربت کی مستیوں میں ڈھل جائے''

(م ن ل:ص ۳۷)

مسکراتی چاندنی [ا۔صف]

خوشگوار چاند رات۔

''یہ مسکراتی چاندنی

یہ رات خوشبو سے بسی''

(د ن:ص ۵۹)

مشک و عنبر [ا۔ترکیب]

ہرن کی ناف سے حاصل ہونے والے اور سمندری جھاگ سے حاصل ہونے والے خوشبو۔

''اور قعلہ و کلاتوں کو دل کے دھوؤں کے مُشک و عنبر سے

معطر کر لو''

(ش ش:ص ۴۸)

مشعلِ جاں [ف۔صف]

(۱) جان کی روشنی (۲) جان کو جلا کر روشن کرنا۔

''اِس رُت میں ایک مشعلِ جاں ہے، سو بجھ نہ جائے''

(ب گ:ص ۳۴)

مشعلِ مضطرب [ف۔صف]

بے چین روشنی۔

''ٹوٹتی تیرگی کی مَسافت مشعلِ مضطرب شَب تلک ہے''

(س ب:ص ۱۲۹)

مُشک پرورده شب آسا گیسو [ف۔ترکیب]

کستوری سے پالے ہوئے رات کی مانند کالی زلفیں۔

''ذرا ان مشک پرورده شب آسا گیسوؤں والی حسینہ کی

خبر لاؤ''

(د ن:ص ۱۳۹)

مُشک کی پہچان ہی رہ جانا [ا۔ترکیب]

مشک کی خوشبو سے شناخت ہو پانا۔

''تاثیر سے وہ مُشک کی پہچان ہی رہ جائے''

(س ب:ص ۲۷)

مشکل پہاڑ[ا۔صف]
اونچے اور کٹھن پہاڑ
''مرے اور ترے درمیان
یہ بلند اور مشکل پہاڑ''
(دن:ص۱۰۵)

مصنوعی آنسو[ا۔صف]
(۱)غیر حقیقی آنسو(۲)خود ساختہ آنسو۔
''یہ کھوکھلی سی ہنسی،اور یہ مصنوعی آنسو''
(ب م دم:ص۱۷)

مضمحل شوق[ا۔صف]
(۱)ناتواں آرزو(۲)کم زور خواہش۔
''مضمحل شوق ہے بڑھتے ہی بھٹکتے ہیں قدم''
(ب م ت ا:ص۲۷)

مطلعِ عاقبت جاں ہونا[ف۔ترکیب]
(۱)طلوع ہونے کا انجام زندگی کو پانا(۲)آسمان کا مستقبل طاقت ور ہے۔
''شب کا خمیازہ تھا لیکن مطلعِ عاقبت جاں ہے''
(س ب:ص۱۵۴)

مظہرِ شانِ خدا[ف۔ترکیب]
خدا کی شان کو بیان کرنے والا۔
''خدا ہی لائقِ حمد وثنا ہے
محمد مظہرِ شانِ خدا ہے''
(دن:ص۷۹)

معصوم شگوفوں کو مسل دینا[ا۔ترکیب]
چھوٹے بن کھلے پھولوں کو کچلا دینا۔
''کتنے معصوم شگوفوں کو مسل دیتے ہیں''
(ب م ت ا:۷۳)

معصوم ایڑھی[ا۔صف]
کمزور پاؤں کے تلوے کا پچھلا حصّہ۔
''کہ جس سے چشمہ پھوٹے گا
کسی معصوم ایڑھی سے''
(ب گ:ص۸۴)

معصیت گاہ کے محبس[ف۔ترکیب]
وہ قید خانہ جہاں لوگوں کو خطا کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔
''معصیت گاہ کے محبس سے پرے بے نیازانہ رہے''
(س ب:ص۱۳۲)

معنی کے شہر[ا۔ترکیب]
(۱)مطلب کے شہر(۲)پسندیدہ شہر۔
''معنی کے شہر میں عطا،کوئی نہیں ہے دور تک''
(س ب:ص۱۷۸)

معنی مثال اُترنا[ا۔ترکیب]
حقیقی مثال کا نازل ہونا۔
''جو نقطہ نقطہ حیات کی آیتوں میں معنی مثال اترے''
(س ب:ص۴۹)

مفلسی کا خواب کہنا [ا۔ترکیب]

(۱) غربت کی تمنا قرار دینا (۲) دسترس میں نہ آنے والی خواہش قرار دینا۔

''خلوص کو جو فقط مفلسی کا خواب کہیں''

(م ب م د: ص ۱۷)

معنی کا جہان [ا۔ترکیب]

مطلب کی دنیا۔

''معنی کا جہان گونجتا ہے''

(س ب: ص ۹۴)

مقتل کی چوکھٹ [ا۔ترکیب]

قتل گاہ کا دروازہ۔

''مجھے مٹانا ہے

تو محبتوں کو مقتل کی چوکھٹ پہ قربان کردو''

(ج ب ش ا: ص ۳۰)

مقدس عقیدت [ا۔صف]

(۱) پاک ایمان (۲) پاک بھروسہ۔

''اِک مقدس عقیدت کی صورت مچلتی رہی ہے''

(س ب: ص ۱۷۰)

مکاں زَد کرنا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) دیوار پہ لگانا (۲) گھیرا تنگ کرنا۔

''سوچ بھی دے کر، مجھے تو نے مکاں زَد کیا''

(س ب: ص ۳۸)

مُلاّ کی یقین [ا۔ترکیب]

(۱) مضبوط بھروسہ (۲) پاک ایمان۔

''جیسے مُلاّ کی یقیں ہو کہ اُسے خود بھی معلوم نہیں''

(ج ب ش ا: ص ۷۳)

ملکِ بے زمیں [ف۔صف]

(۱) وہ ملک جس کی اپنی کوئی زمین نہ ہو (۲) وہ ملک جس کی زمین کا سرحد کا تعین نہ کیا گیا ہو۔

''جیسے سیم وزر ہیں پسند

ایک دوشیزۂ حسیں کی طرح

مُلکِ بے زمیں کی طرح''

(م ت ز ا ب: ص ۳۲۳)

ملُول رہنا [ا۔ترکیب]

(۱) رنجیدہ ہونا (۲) غم زدہ ہونا۔

''جسے شاد کہتے ہیں، جو ملُول رہتا ہے''

(ب گ: ص ۷۶)

ممیانے کے بے ہنگم شور [ا۔ترکیب]

بکریوں کے ممیانوں کی غیر موزوں آوازیں۔

''اور اُن کے ممیانے کے بے ہنگم شور میں''

(د ن: ص ۱۰۹)

من سَرگم [ہ۔ترکیب]

(۱) دل کے سُروں کا پیانہ سپتک (۲) دل کے سات بنیادی سروں کا مجموعہ۔ مراد: دل سے اُٹھنے والی گیت۔

''چُپ سُونا آنگن بھی دل کو سُر سَنسار لگے

چھیڑے ہے مَن سَرگم''

(س ب:ص۲۱۲)

مَن موھنی صورت[ہ۔صف]

(۱)دل کوموہ لینے والی صورت۔

''من موھنی صورت ہے

تو حُسن کی مُورت ہے''

(دن:ص۲۵)

من میت[ہ۔ترکیب]

(۱)دل کا دوست۔(۲)دلی دوست۔

''بچھڑے ہوئے من میت .... اِک سال گیا بیت''

(دن:ص۹۵)

مِنارۂ نُور[ع۔ترکیب]

چراغ رکھنے کے لیے بنایا گیا اونچا ستون۔

''قدم اٹھیں تو چمکتا ہے، اِک مِنارۂ نُور''

(ب گ:ص۱۶)

منّت پذیر[ف۔صف]

(۱)احسان مند(۲)احسان ماننے والا۔

''میں مگر تیرا رہوں مِنّت پذیر''

(دن:ص۱۶۵)

منّتِ پیر وفقیر[ف۔ترکیب]

بزرگ اور مرشدوں کی خوشامد۔

''مان لی ہر مِنّتِ پیر وفقیر''

(دن:ص۱۶۵)

منتظرِ سحر[ف۔ترکیب]

صبح کا انتظار۔

''ہم کہ منتظرِ سحر ہیں

مگر سحر کہاں ہے

ہر سمت برس رہی ہے

تیری یادوں کی برکھا''

(ج ب ش ا:ص۷۵)

منتظر محبت[ع۔صف]

وہ پیار جو کسی کے انتظار میں ہو۔

''منتظر محبت میں

سوچ کے گلابوں کی

آنچ رستی رہتی ہے''

(ب گ:ص۵۹)

منجدھار[ا۔مث]

دریا یا دریا کے بیچ کی دھار۔

''دُور منجدھار سے ساحل کا نظارہ کب تک''

(ب م ت ا:ص۷۳)

مُنجمد صدا[ا۔صف]

(۱)جمی ہوئی آواز(۲)وہ آواز جو دُور تک سُنائی نہ دے سکے۔

''مُنجمد صداؤں کی بے سکون موجوں میں کوئی آگ سی

بھر دے''

(س ب:ص۸۹)

منجمد لمحہ [ا۔صف]
ٹھہرا ہوا وقت۔
''منجمد لمحوں میں رہا جائے''
(س ب:ص ۷۹)

منزلوں کے مدار [ا۔ترکیب]
(۱) منزلوں کے گردش کرنے کی جگہ (۲) منزلوں میں ٹھہرنے کا مقام۔
''وہ جو گردِ راہ گزار تھے، وہی منزلوں کے مدار تھے''
(ب گ:ص ۳۷)

موت کی وادی [ا۔ترکیب]
وہ خطرناک وادی جس میں اُترنے سے انسان کے مرنے کا خطرہ ہو۔
''شوق کی وادی موت کی وادی بن سکتی ہیں''
(ب گ:ص ۸۱)

موت کا سامان [ا۔ترکیب]
مرنے کی تیاری۔
''اور بھڑکا کے میری موت کا سامان نہ کرو''
(ب م ت ا:ص ۷۳)

موت کے سائے [ا۔ترکیب]
موت کا قریب آنا۔
''زندگی، موت کے سائے میں نہیں چل سکتی''
(ب م ت ا:ص ۷۳)

موتک [ب۔صف]
کسی عزیز کے وفات پانے پر بین کرنا۔
''ایک تجھ سا جیالا سپوت اور دوں گی جنم
مجھ کو موتک سے کیا واسطہ''
(دن:ص ۸۳)

موتیوں کی جھمکتی ہوئی کہکشاں [ا۔صف]
موتیوں وہ قطار جو چمکدار ہوتی ہیں۔
''موتیوں کی جھمکتی ہوئی کہکشاں، پیار کی چوڑیاں''
(دن:ص ۱۹)

موجِ دریا پر عیاں ہونا [ف۔ا ترکیب]
دریا کی لہر پر ظاہر ہونا۔
''میرا نام ہر موجِ دریا پر عیاں ہو''
(ش ش:ص ۱۲۴)

موجِ مئے [ف۔ترکیب]
(۱) شراب کی لہر (۲) شراب کا نشہ۔
''چھولوں تو پور پور میں لرزے ہے موجِ مئے''
(س ب:ص ۵۸)

موجِ ہوا [ف۔ا۔ترکیب]
ہوا کی لہر۔
''لبِ گویا کو جو اک موجِ ہوا کہتے ہیں''
(س ب:ص ۹۳)

موجودِ رگِ جاں [ف۔ترکیب]
جان کی شہ رگ میں موجود۔
''موجودِ رگِ جاں ہو، نظر کیوں نہیں آتے''

(ب گ:ص ۲۴)

موجبار [ف۔صف]

لہروں کا تسلسل۔

''کل بھی ہوائیں موجبار تھیں

کل بھی فضا میں سناٹے کی دھول جمی تھی''

(س ب:ص ۱۵۱)

موجوں کی ناؤ [ا۔ترکیب]

لہر کو کشتی سمجھ کر سوار ہونا۔ مراد: نقصان کا کام کرنا۔

''یہ مہربان بھی، موجوں کی ناؤ رکھتا ہے''

(س ب:ص ۱۷۶)

موجہائے صدا [ف۔صف]

آواز کی لہر۔

''مری حیرتِ حالِ درماندہ کیا موجہائے صدا آزمائے گی''

(س ب:ص ۸۶)

موجۂ خیال کی لاش [ف۔ا۔ترکیب]

خیال کے تسلسل کا خاتمہ۔

''آ کہ موجۂ خیال کی لاش کو

ناتواں کندھوں پہ اٹھا لیں''

(ج ب ش ا:ص ۷۵)

موجۂ خوں [ف۔ترکیب]

خون کی لہر۔

''خنجر سے کہاں فصل کٹی، موجۂ خوں کی''

(س ب:ص ۱۷۳)

موسمِ گُل [ف۔صف]

بہار کا موسم۔

''موسمِ گُل ہے، تو پھر وہ گُل، وہ خوشبو ہے کہاں''

(ب گ:ص ۳۵)

موسمِ گُل کی شرابی چاندنی [ا۔ترکیب]

بہار کے موسم میں پھیلی ہوئی چاند کی حسین روشنی۔

''موسمِ گُل کی شرابی چاندنی کی چھاؤں میں''

(س ب:ص ۳۴)

موسموں کا پیکر [ا۔ترکیب]

موسموں کا مثالی نمونہ۔

''ایک وہ کہ لمحوں کی ایک ایک دھڑکن

کو موسموں کا پیکر دے''

(س ب:ص ۸۹)

موقلم کی دھنک [ا۔ترکیب]

باریک قلم سے بنایا گیا قوسِ قزح۔

''کبھی دُھول چُنتی فضائیں

میرے ہی موقلم کی دھنک ہیں''

(س ب:ص ۹۷)

موم کے پَر [ا۔ترکیب]

نازک پر۔

''کانچ کے گھر میں وہی موم کے پَر کہلائے''

(س ب:ص ۱۲۱)

موم کے مکان [ا۔ترکیب]

(۱) موم کے بنے ہوئے مکان۔

مراد: نہایت کمزور مکان۔

''دھوپ کی تمازت تھی موم کے مکانوں پر''

(س ب:ص ۱۱۶)

موہوم سی منزل کی تلاش [ا۔ترکیب]

قیاسی ٹھکانے کی تلاش۔

''اور کب تک رہے موہوم سی منزل کی تلاش''

(ب م ت ا:ص ۷۲)

مہتاب رُخ مہکانا

چاندنی جیسے چہرے کو چمکائے۔

مراد: دوست خوشگوار بنائے۔

''اَب بھی سانسوں کو کوئی مہتاب رُخ مہکائے ہے''

(س ب:ص ۳۳)

مہتاب کی صورت [ا۔ترکیب]

چاندنی جیسی صورت۔

''کبھی مہتاب کی صورت، مری سانسوں کو مہکائے''

(ب گ:ص ۵۶)

مہ پیکر [ف۔صف]

چاند کا نمونہ۔

''برفاب بدل، مہ پیکر، قندیلِ غمِ شب پرور''

(دن:ص ۱۰)

مہرباں قربتوں کی کسکتی مہک [ا۔ترکیب]

ہمدردانہ باطنی نزدیکیوں کی چبھتی ہوئی خوشبو۔

''میرے دل میں، انہی مہرباں قربتوں کی کسکتی مہک''

(س ب:ص ۱۷۰)

مُہر بَر دِل [ف۔ترکیب]

(۱) دل پر مُہر لگنا (۲) دل پر کسی اور کی ہدایت کا اثر ہونا۔

''مُہر بَر دِل تم ایسے تھے دیروز کا ہرزبانِ قرض''

(س ب:ص ۱۲۵)

مہرِ تیرہ بختاں [ف۔صف]

محبت کی قسمت کا تاریک ہونا۔

''شاخِ شب پہ آویزاں، مہرِ تیرہ بختاں ہے''

(ب گ:ص ۲۵)

مہرِ درخشاں [ف۔صف]

روشن پیار

''سلامت باد اَے شاہِ بلوچاں

سلامت باد اَے مہرِ درخشاں''

(دن:ص ۷۱)

مہر فشاں [ف۔صف]

پیار برسانے والا۔ (ج ال)

''نقش ایسا کہ اَزل تا بہ اَبد، مہر فشاں''

(ب گ:ص ۱۳)

مہرِ محرومیءذات [ف۔ترکیب]

(۱) محبت میں نا امیدی کا پھیلنا۔

''بندِ گدازِ نشاط

آتشِ صورتِ تر

مہرِ محرومیِ ذات

ایک تغیرِ تقدیر بن جائیں"

(س ب: ص ۸۷)

مہر وادی [ا۔ ترکیب]

مراد: محبت کی سرزمین۔

"مہر وادی میں

بوندوں کی مالائیں"

(س ب: ص ۹۶)

مہر و ماہ [ف۔ ترکیب]

محبت اور چاند۔

"پسِ کہسار، مہر و ماہ، رخشاں

سرِوادی، نہ کوئی لب نہ رخسار"

(س ب: ص ۱۸۴)

مہر و ماہتاب لکھنا [ف۔ ا۔ ترکیب]

(ا) محبت اور چاندرات کے بارے میں تحریر کرنا۔

مراد: اچھی اور روشن خیالات تحریر کرنا۔

"قلم ستارہ بنے، مہر و ماہتاب لکھے"

(ب گ: ص ۱۷)

مہکے مہکے بال [ا۔ صف]

خوشبوؤں سے معطر گیسو۔

"اور ان مہکے مہکے بالوں کی

ساری خوشبو سمیٹ لائیگا"

(دن: ص ۱۱۵)

مہکتی رُت [ا۔ صف]

خوشبو بھرا سماں۔ معطر فضا۔

"جھکے پربتوں نے

مہکتی رُتوں نے

سدا تیری چاہت کے پرچم سجائے

ہوا گنگنائے"

۔ (س ب: ص ۱۹۷)

مہ رُخ و نازنین [ف۔ صف۔ ترکیب]

چاند جیسا چہرہ اور نازک اندام۔

مراد: خوبصورت اور لاڈلا۔

"اے ستارہ جبین، مہ رُخ و نازنین"

(دن: ص ۱۹)

مہ وش [ف۔ صف]

(ا) چاند جیسا چہرہ (۲) خوبصورت۔

"یہ مہ وش بار بار آئے نہ آئے"

(س م د: ص ۹۶)

مئے کی مَسافت [ف۔ ا۔ ترکیب]

شراب پینے کے بعد کی تھکاوٹ۔

"وہ مئے کی مَسافت میں جب اپنی خواہش کی جلتی چِتا میں

سُلگتا ہے"

(س ب: ص ۱۶۹)

مئے کہن کا نشہ [ف۔ا۔ترکیب]

پرانی شراب کا نشہ۔

'وہ حُسنِ تازہ کہ بخشے مئے کہن کا نشہ''

(س ب:ص۵۱)

مینا جام سے ٹکرانا [ا۔ترکیب]

جس وقت شراب کو پیانے میں ڈالا جاتا ہے۔

''سوچ کہتی ہے کہ مینا جام سے ٹکرائے ہے''

(س ب:ص۳۴)

منارۂ فنا [ف۔صف]

وہ مینار جو معدوم ہو چکی ہے۔

''منارۂ فنا تھا، مگر خواہشِ نظر''

(ب گ:ص۶۴)

ن

نا آشنا [ف۔مرکب]

(۱) ناواقف (۲) جس سے جان پہچان نہ ہو۔

''اجنبی وطن نا آشنا کہاں ہے؟''

(ج ب ش ا:ص۷۵)

ناتمام آرزوئیں [ف۔صف]

وہ تمنا ئیں جو ادھورے رہ جائیں۔

''ناتمام آرزوؤں پر رویوں کی بارش کردو''

(ش ش:ص۴۲)

ناتواں درش [ف۔صف]

گھوڑوں کا کم زور طویلہ

''ناتواں درش پہ دم توڑتی لاش''

(ب م ت ا:ص۷۲)

ناتواں کندھوں پہ اٹھانا [ا۔ترکیب]

کمزور کندھوں پر بوجھ ڈالنا۔

''آ کہ موجِ خیال کی لاش کو

ناتواں کندھوں پہ اٹھالیں''

(ج ب ش ا:ص۷۵)

نازاں رہنا [ا۔مص]

(۱) فخر کرنا (۲) گھمنڈ کرنا (ع ال)

''نازاں رہیں ہجولیاں بتوں کی قسمت پر سدا''

(دن:ص۶۷)

نازک بدن [ا۔صف]

(۱) نازک جسامت والی (۲) خوبصورت۔

''نازک بدن گل پیرہن یہ چاند کی مورت دلہن''

(دن:ص۶۷)

نازنین [ف۔صف]

(۱) ناز کرنے والا (۲) فخر کرنے والا (ع ال)

''تیری جدائی نازنین

بن جائے گی صوتِ حزیں''

(دن:ص۵۱)

نالہ کناں [ف۔صف]

(۱) نالہ کرنے والا (۲) رونے والا (۳) گریہ وزاری

کرنے والا (ع ال)

''ہیں بلبلیں بھی نالہ کناں اَے گلِ وفا''

(دن: ص ۳۴)

نامرادآرزو [ف۔صف]

وہ خواہش جو نا کام ہو جائے۔

''اپنی ناتمام ونامراد آرزوؤں سمیت دبوچ لیتی ہیں''

(ش ش: ص ۵۳)

نام کی مہکار [ف۔صف]

نام کا مشہور ہونا۔

''اس نام کی مہکار تھی ہر سمت فضا میں''

(س ب: ص ۲۰۹)

نامۂ صددرمان [ف۔ترکیب]

وہ خط یا تحریر جو سودواؤں کا کام کرے۔

''رکھوں تجھے پلکوں میں

اَے نامۂ صددرمان''

(دن: ص ۲۵)

ناؤڈبونا [ا۔ترکیب]

سب کچھ تباہ وبرباد کردینا۔

''اپنی ناؤڈبوگیا ہوں میں''

(ب گ: ص ۸۶)

نتھا کی دستارِ سفید [ب۔تلمیح]

قدیم بلوچ جنگجونتھا کی سفید اور بے داغ بلوچی پگڑی۔

''کہکر ہے کہ مرے نتھا کی دستارِ سفید

کوندتی برق ہے شمشیرِ برہنہ اُس کی''

(دن: ص ۱۶۷)

نبضوں کی چِتا [ا۔ترکیب]

مراد: خون میں گرمی۔

''جل رہی ہے مرے نبضوں کی چِتا''

(س ب: ص ۴۲)

نچھاور ہوجانا [ا۔محاورہ]

(۱) قربان ہوجانا (۲) فدا ہوجانا (۳) صدقہ اتارنا۔

(ف ال)

''حسن پر نچھاور ہو جاؤں

لیکن!

حُسن میں حُسنِ ظن ہو اور جان لے''

(ش ش: ص ۴۰)

نخلِ گُل مُرجھاجانا [ف۔ا۔ترکیب]

کھجوروں کے سرسبز باغات کا تباہ ہوجانا۔

''شوقِ بوس وکنار

ہزار نخلِ گُل مُرجھا گئے''

(ج ب ش ا: ص ۸۷)

نذرکرنا [ا۔محاورہ]

(۱) بھینٹ چڑھانا (۲) پیش کرنا (۳) حوالہ کرنا

(ف ال)۔

''میں تجھ کو نذر کروں اور کیا وفا کے سوا''

(س ب: ص ۶۱)

نذرِ تمنّا [ف۔ترکیب]

خواہش کی بھینٹ چڑھانا (۲) آرزو کی نذر کرنا۔

''ہر مَرگِ تمنّا ہے عطا نذرِ تمنّا''

(س ب: ص ۱۴۱)

نرم آغوش [ا۔صف]

نازک انداز سے بغل گیر ہونا۔

''نرم آغوش کے

گرم طلب بوسے دے گی'' ۔

(س ب: ص ۱۳۸)

نرم صبا کے جھونکے [ا۔صف]

ہلکا چلنے والی صبح کی ہوا کے جھونکے۔

''یہ نرم صبا کے جھونکے

یہ ہلکورے رنگوں کے''

(س ب: ص ۲۱۵)

نرم ہونٹ [ا۔صف]

وہ ہونٹ جو نازک ہوں۔

''اگر کبھی اُس کے نرم ہونٹوں کے گرم بوسوں کی پھول

بارش''

(س ب: ص ۴۲)

نزع کی محرمی [ا۔ترکیب]

موت کے قریبی وقت سے ہم راز ہونا۔

''مجھے نزع کی محرمی نے

جنم کی مَسافت میں ارزاں کیا ہے''

(س ب: ص ۸۲)

نسدن [ف۔صف]

(۱) شب و روز (۲) ہر وقت (۳) ہمیشہ (۴) لگاتار۔

(ع ا ل)

''تجھ بن نہ رہا جائے

نسدن مجھے تڑپائے''

(دن: ص ۲۵)

نسلِ نو [ف۔صف]

(۱) نئی نسل (۲) نوجوان نسل۔

''عہدِ امروز کا یہ آشوبِ عظیم

لمحۂ نزع ہے

نسلِ نو کے لئے''

(ج ب ش ا: ص ۲۹)

نشان پرنشان [ا۔ترکیب]

(۱) نشان کے اوپر نشان (۲) علامت کے اوپر علامت۔

''نشان پرنشان زندگی کی ہوا''

(ڈ ج ا: یوٹیوب)

نشانِ قدیم وختہ [ف۔ترکیب]

پرانے اور فرسودہ نشان۔

''گزرتے قرنوں کے کاروانوں کا اِک نشانِ قدیم وختہ''

(س ب: ص ۴۸)

نشے کا آدم [ا۔ترکیب]

غرور کرنے والا انسان۔

''کھلا اب کے یہ دُکھ،
کہ نشے کا آدم جُدا ہے''
(س ب: ص ۱۶۹)

نشے کی پھوار [ا۔ ترکیب]
نشے کا آہستہ آہستہ چڑھ جانا۔
''دل کے سُلگتے دَشت میں رَستی تھی نشے کی پھوار''
(س ب: ص ۶۱)

نشے کا رَس کشید کرنا [ا۔ ترکیب]
(۱) نشے کا مکمل لُطف اُٹھانا۔ (۲) نشے کا رَس چوسنا۔
''کسی کی چال نے نشے کا رَس کشید کیا''
(س ب: ص ۳۹)

نشہ و مے [ف۔ ترکیب]
سُرور اور شراب۔
''کُفر ہے نشہ و مے، ساغر و ساقی باطل''
(س ب: ص ۵۰)

نصیب آشنا تنگنائے وجود [ف۔ ترکیب]
قسمت سے واقف تنگ جگہ کا وجود۔ مراد: قبر
''یہ نصیب آشنا تنگنائے وجود
چاکِ اِدراک سے کس فرازِ فروزاں کا مژدہ بنے گا''
(س ب: ص ۸۶)

نطق [ع۔ مذ]
بولنے کی طاقت (۲) گویائی۔ بات۔ گفتگو (ع ال)
''نطق کو لفظ کا احساس کہوں''

(س ب: ص ۱۴۶)

نظر بہ حدِ جاں [ف۔ ترکیب]
محبوبہ تک ٹھہرنے والے نظر۔
''دل بقدرِ امکاں ہو، اور نظر بہ حدِ جاں''
(ب گ: ص ۲۶)

نظر پہ محیط [ا۔ ترکیب]
نظر سے احاطہ کیا ہوا۔
''یہ کس کی زُلف کا ماحول ہے نظر پہ محیط''
(س ب: ص ۳۷)

نظر خواب [ف۔ ترکیب]
جاگتے میں خواب دیکھنے والا
''مہتاب پہ تعمیر کرو کوئی نظر خواب''
(س ب: ص ۶۷)

نظر نژاد [ف۔ ترکیب]
روشن نظروں والا۔
''بھٹکا ہے اپنی تیرگیوں میں نظر نژاد''
(س ب: ص ۷۳)

نظر نظر [ا۔ تکرار]
ہر نظر۔ تمام نظر۔
''پھیلے کہیں شفق
وادی میں دُور تک
تیرا ہی رہ گزر
نظر نظر

سجائے پیار آ''

(س ب:ص۱۸۹)

نظر کا پیار [ا۔ترکیب]

آنکھ سے اظہار کیا گیا محبت۔

''نظر کا پیار، جگر کا قرار کیا جانیں''

(م ب م د:ص۱۷)

نظر کا رَستہ [ا۔ترکیب]

(۱) نقاب۔ پردہ (۲) دوسروں کی نظروں سے بچنے کے لیے چہرے کو نقاب سے ڈھانپنا۔

''خوش چہروں نے روک لیا ہے نظر کا رَستہ''

(ب گ:ص۵۰)

نظر کا سراب [ا۔ترکیب]

نظر کا دھوکا۔

''بے آب دشت میں وہ نظر کا سراب ہے''

(س ب:ص۱۹۳)

نظر کا طلب خواب پرچم [ا۔ف۔ترکیب]

نظر کے خواہش کا جھنڈا، جو خواب میں بھی دیکھائی دے۔ مراد: وطن کا علامتی جھنڈا

''میری نظر کا طلب خواب پرچم''

(س ب:ص۹۷)

نظر کی التجا [ا۔ترکیب]

آنکھ سے کسی خواہش کا عاجزانہ اظہار۔

''مری نظر کی التجا جو پاسکو تو ساتھ دو''

(س ب:ص۷۰)

نظر کی دھوپ [ا۔ترکیب]

آنکھ کی تیز روشنی۔

''آئے کبھی سائے بھی، میری نظر کی دھوپ میں''

(س ب:ص۷۷)

نظر کی ظلمت [ا۔ترکیب]

آنکھ کی تاریکی۔ نابینا پن۔

''نظر کی ظلمتوں میں بجھ گیا ہے''

(س ب:ص۱۸۵)

نظروں کی عطا [ا۔ترکیب]

(۱) نظروں کی مہربانی (۲) نظروں کا کرم۔

''تیری نظروں کی عطا ہے تو گوارا ہر اشک''

(س ب:ص۹۲)

نظر کے اُجالے [ا۔ترکیب]

آنکھوں کی روشنی۔ مراد: بیٹا

''مرے دل کے ارمان، آنکھوں کے تارے، نظر کے اُجالے''

(دن:ص۸۳)

نظر کے پار [ا۔ترکیب]

آنکھوں سے دُور۔

''چاند تو جب بھی نظر آیا، نظر کے پار تھا''

(ب گ:ص۵۱)

نظر کے لمس [ا۔ترکیب]

آنکھیں اُٹھا کر دیکھنا۔

''نظر کے لمس سے پیکر تراشتا ہے کوئی''

(ب گ:ص ۸۷)

نظر کے نُور [ا۔ترکیب]

آنکھ کے نُور۔ ۔مراد: فرزند۔

''ہالو ہلو ہالو ہلو

میری نظر کے نُور کو''

(دن:ص ۶۵)

نظر گاہِ غُبارِ رنگ [ف۔ترکیب]

آنکھوں کے سامنے گرد کا منظر۔

''روشنی کیا تھی، نظر گاہِ غُبارِ رنگ تھی''

(ب گ:ص ۵۲)

نعرۂ انا الحق [ف۔تلمیح]

(۱) حق کی آواز بلند کرنا (۲) میں حق پر ہوں، حضرت منصور محویت کی حالت میں یہ کلمہ کہہ اُٹھے تھے اور علماء کے فتوے سے سُولی پر چڑھائے گئے۔

''نعرۂ انا الحق اب بھی دار و رسن تک لے چلے''

(ش ش:ص ۱۲۴)

نعرۂ مُبتلا کی دستک [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) الجھے ہوئے بلند آواز کا سُنائی دینا (۲) عاشق کی آواز کا سُنائی دینا۔

''اے نعرۂ مُبتلا کی دستک''

(س ب:ص ۶۸)

نغمہ نُما سی چاندنی [ف۔ا۔ترکیب]

گیت کی طرح پُر لطف چاندرات۔

''اور مجھے سُکوت میں نغمہ نُما سی چاندنی''

(س ب:ص ۷۷)

نفرت کی چٹانیں [ا۔ترکیب]

بے تحاشہ نفرت۔

''تو نفرت کی چٹانیں

سبزہ پہنیں گی مُروت کا''

(ب گ:ص ۸۳)

نفس گیر سنگلاخوں کی امان [ف۔ا۔ترکیب]

دم نکالنے والے پتھریلی پہاڑوں میں پناہ لینا (۲) نہایت جان نکالنے والی نہایت مشکل پہاڑوں میں روپوش ہونا۔

''کہ زندگی خود نفس گیر سنگلاخوں کی امان میں بے بس ہے''

(ش ش:ص ۱۲۳)

نقدِ جاں [ف۔صف]

جان اور دل جو سب سے بڑی دولت ہیں۔(ف ال)

''وفا کی راہ میں اِک نقدِ جاں ہی باقی تھا''

(س م د:ص ۱۱۳)

نقد گہہ ءخرید [ف۔ترکیب]

پیسوں سے خریداری کرنے کی جگہ۔ مراد: دنیا۔

''اس نقد گہہ ءخرید میں تو اے شادؔ''

(س ب:ص ۱۲۷)

نقرئی طاس [ع۔ترکیب]

(۱) چاندی کا طشت (۲) وہ زمین جس کا پانی دریا میں گرتا ہے۔ (ع ال)

''نقرئی طاسوں میں بھر بھر کر''

(دن: ص ۱۳۹)

نقشِ پا بدلنا [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) پیروں کے نشان کو تبدیل کرنا (۲) باقیات کو مٹانا۔

(ک اف)

''کہ نقشِ پا بدل کر کبھی گام تک نہ پہنچے''

(س م د: ص ۹۶)

نقشِ نظر [ف۔ترکیب]

آنکھ میں رہ جانا (۲) نظر میں نقش ہو جانا۔

''کل بھی یہی، سب چہرے حس تھے

آج یہی سب نقشِ نظر ہیں''

(س ب: ص ۱۵۲)

نقش و نگار [ع۔ا۔مذ]

(۱) بیل بوٹے (۲) پھول پتی (۳) شکل وصورت۔

(ع ال)

''مست و شیدا ہوں مست کی مانند مگر تیرے نقش ونگار''

(ج ب ش ا: ص ۷۲)

نقش ہائے سفر کشیدہ [ف۔ترکیب]

طے کیے ہوئے سفر کے نشانات پر چلنا۔

''اُزل سواروں کی راہواروں کے نقش ہائے سفر کشیدہ

ظفر کشیدہ''

(س ب: ص ۴۸)

نقطہ نقطہ حیات کی آیت [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) ہر نشان کا زندگی کی علامت ہونا (۲) ہر وہ نشان جسے زندگی کا نعم البدل ٹھہرایا جا سکے۔

''جو نقطہ نقطہ حیات کی آیتوں میں معنی مثال اترے''

(س ب: ص ۴۹)

نکہتیں خشک [ا۔ترکیب]

(۱) پھول کا سوکھ جانا (۲) مہک کا ختم ہو جانا۔

''نکہتیں خشک، داغ خاکستر

نقش کتبے کے، تیری شہرت کی طرح اندھے ہیں''

(م ت ز اب: ص ۳۲۱)

نگاہ بننا [محاورہ]

آنکھ میں ہی رہ جانا۔

''دِلِ مضطر رہوں، نگاہ بنوں''

(دن: ص ۱۵۳)

نگاہِ آئینہ زاد [ف۔ترکیب]

نہایت روشن آنکھ والی۔

''بچھا ہے شیشۂ دل اے نگاہِ آئینہ زاد''

(س ب: ص ۵۶)

نگاہِ بصیرت کی ضرورت [ف۔ا۔ترکیب]

(۱) روشن آنکھ کی ضرورت (۲) عقلمندی کی ضرورت۔

''مگر اس کے فہم وادراک کی خاطر

اِک احساسِ سماعت کی ضرورت ہے
اِک نگاہِ بصیرت کی ضروت ہے''
(ج ب ش ا:۲۹)

نگاہِ جوئے مہر [ف۔ترکیب]
(۱) محبت کی نہر کا چشمہ (۲) محبت بانٹنے والا۔
''تو کہ نگاہِ جوئے مہر، اور میں پیاسی چاندنی''
(س ب:ص ۷۷)

نگاہِ دردطلب [ف۔ترکیب]
درد مانگنے والی آنکھ۔
''نگاہِ دردطلب، حالِ مُبتلا پہ نہ جا''
(س ب:ص ۹۰)

نگاہِ ہوس کے حصار [ا۔ترکیب]
چاروں طرف بُری نظروں میں پھنس جانا۔
''پھر یہ کہ اُس نگاہِ ہوس کے حصار میں''
(ب گ:ص ۶۴)

نِگوں سار [ف۔صف]
(۱) اوندھا (۲) شرم سے جُھکائے ہوئے۔(ع ال)
''بس اِک نظر سے، نِگوں سار سرفراز ہوئے''
(ب گ:ص ۱۵)

نمک حلالی [ف۔ع۔صف]
اپنے مالک کی احسان مندی، مالک کی شکرگزاری۔
(ع ال)
''آج مجھ کو تیری غلامی کا
اور پُرانی نمک حلالی کا
طعنہ دیتا ہے اور کہتا ہے''
(م ت زاب:ص ۳۲۳)

نمناک [ف۔صف]
(۱) تر۔گیلا۔بھیگا ہوا۔(۲) آنسو بہاتا ہوا۔(ف ال)
''اَشکِ رواں سے فرش بھی نمناک ہوگیا''
(دن:ص ۱۳۹)

نمودِ سحر کی مانند جل اُٹھنا [ف۔ا۔ترکیب]
صبح کی آمد کے وقت سورج کے طلوع ہونے پر اُفق کی سُرخ رنگت کی طرح ہو جانا۔
''رات کٹتی ہے رقصِ سیاہ بادل کی طرح
نمودِ سحر کی مانند جل اٹھتا ہے جگر''
(ج ب ش ا:ص ۴۷)

نمودِ صبح [ف۔ترکیب]
صبح کا ظاہر ہونا۔
''یہ نمودِ صبح، یارب کبھی شام تک نہ پہنچے''
(س م د:ص ۹۶)

ننگے پاؤں [ا۔مثل]
ننگے پاؤں ننگے سر (۱) حیران و پریشان گھبرایا ہوا (۲) مصیبت زدہ۔(ع ال)
''ننگے سر اور ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے''
(ب گ:ص ۸۱)

ننگے سر[ا۔مثل]

ننگے پاؤں ننگے سر(۱)حیران و پریشان گھبرایا ہوا(۲) مصیبت زدہ۔(ع ال)

''ننگے سر اور ننگے پاؤں چلنا پڑتا ہے''

(ب گ:ص ۸۱)

نَوا و نغمہ کی دھڑکن[ف۔ترکیب]

آواز اور گیت کا جوش۔

''صدا و صوت و نَوا و نغمہ کی دھڑکنوں سے

کبھی اس امروز کا کوئی خوشگوار دیروز بھی ہوا تھا''

(س ب:ص ۴۸)

نوحہ کناں[ف۔ترکیب]

ماتم کرنے والا۔گریہ وزاری کرنے والا۔

''کیوں شمارِ طلاطم میں نوحہ کناں ہیں''

(س ب:ص ۸۶)

نوخیز گناہوں کو ڈھانپ لینا[ف۔ا۔ترکیب]

نئے خطاؤں کو چھپا لینا۔

''ان نوخیز گناہوں کو ڈھانپ لے''

(ش ش:ص ۴۱)

نُورِ نظر کی دید[ف۔ا۔ترکیب]

آنکھوں کی روشنی سے ملنا۔ مراد بیٹے کا دیدار کرنا۔

''نُورِ نظر کی دید سے

ایسا نہ بے نصیب کر''

(دن:ص ۱۵۷)

نُور کی تحریر[ا۔ترکیب]

(۱)دل لبھانے والی تحریر(۲)چکنی چپڑی تحریر(۳)عجیب و غریب تحریر(ن ال)

''اسی کے نُور کی تحریر ہیں، زمین زماں''

(ب گ:ص ۱۷)

نُور کے مصرعے[ا۔ترکیب]

اچھے خیالات کے نصف اشعار۔

''جگنو......اندھی تاریکی میں

نور کے مصرعے لکھ سکتا ہے''

(ب گ:ص ۷۹)

نُور نکھارنا[ترکیب]

روشنی پیدا کرنا(۲)رونق قائم کرنا۔

''اور دیکھوں تو نُور نکھارے شام کی سُندرتا''

(س ب:ص ۲۱۲)

نہرِ الفت[ف۔صف]

محبت کی نہر۔

''نہرِ الفت چلے تمہارے سنگ''

(غیر مطبوعہ)

نہیں کا وجود[ا۔ترکیب]

نہ ہونے کی ذات(۲)نہ ہونے کا اصل۔

''نہ تھا جو کچھ تو نہیں کا وجود تھا تنہا''

(س ب:ص ۸۱)

نئی رُت کا نیا پھول [ا۔ترکیب]
نئے موسم میں کھلنے والا نیا پھول
''ماہ گُل کا چہرہ ہے نئی رُت کا نیا پھول''
(دن: ص ۱۱۷)

نیازمند [ف۔صف]
(۱) مشتاق۔ چاہنے والا (۲) ارادت گزار۔ آرزومند (۳)
خاکساری برتنے والا۔ (ج ال)
''گِلہ ہے غیر سے کیا، ہم نیازمندوں کو''
(ب گ: ص ۴۴)

نیستاں [ف۔ا۔مذ]
وہ جنگل جہاں نرسل کے درخت بہت ہوں، عموماً شیر ایسے
مقامات پر آرام کرتا ہے۔ (ک اف)
''پابرہنہ نہ چل نیستاں میں
آگ برسا، نہ دل کے بُتاں میں''
(دن: ص ۱۵۳)

نیست و نابود کرنا [محاورہ]
(۱) بیخ و بنیاد سے کھودنا (۲) بالکل فنا کر دینا۔ (ع ال)
''میرے شعور کو تہہِ خاک کر دو
میری سوچ کو نیست و نابود کر دو''
(ج ب ش ا: ص ۳۰)

نیلام گاہ [ف۔مرکب]
وہ مقام جہاں بولی دے کر چیزیں فروخت ہوتی ہیں۔
(ع ال)
''خوابوں کے آئینے میں اِک دنیا نیلام ہوتی ہے
اس نیلام گاہ میں''
(ج ب ش ا: ص ۲۷)

نیلگوں چاندی [ف۔صف]
(۱) نیلے رنگ کی چاندی (۲) آسمانی رنگ کا چاندی۔
(ع ال)
''کہاں آسمانوں کی نیلگوں چاندی
کہاں جگنوؤں کی ابرز میں بار!''
(ش ش: ص ۱۲۳)

نیم روزِ تپاں [ف۔ترکیب]
سخت گرم دوپہر (ع ال)
''اُسے نیم روزِ تپاں بھی سایہ فگن رہا''
(س ب: ص ۱۰۸)

نیم شب [ف۔صف]
آدھی رات۔
''عطا بدن کہ وہ کروٹ بھی نیم شب کیا تھی''
(س ب: ص ۳۹)

و

وار کرنا [محاورہ]
(۱) ضرب لگانا۔ چوٹ مارنا۔ حملہ کرنا (۲) چال چلنا۔
چوٹ کرنا۔ (ف ال)
''وہ بھی اچھے تھے کہ بس یار کہا وار کیا''

(س ب:ص ٦٦)

واکرنا [محاورہ]

کھولنا۔ باز کرنا۔ اُکھاڑنا۔ (ف ال)

''سماعتوں کی نظر جو وا کی

تو ایک پُر زور قہقہہ تھا

جو، بَن کے آہٹ، شتابی گزرا''

(س م د:ص ١١٦)

واعظِ دوراں [ف۔صف]

زمانہ کا نصیحت کرنے والا۔

''ایک واعظِ دوراں، ایک اپنی محبوبہ''

(س ب:ص ١٨٣)

واعظِ وقت [ف۔ترکیب]

موجودہ زمانے کا عالم۔

''واعظِ وقت کو شکوہ کہ میں سنبھلا ہی نہیں''

(ب گ:ص ٢٩)

والہانہ پن [ع۔ف۔صف]

(١) شیفتگی کے انداز (٢) عاشقانہ انداز (ع ال)

''مر اُنھوں تو فقط والہانہ پن تک تھا''

(س م د:ص ٩٦)

وجود کا پیرَہن [ع۔ا۔ف۔ترکیب]

زندگی کا لباس۔

''وجود کا پیرَہن

اَزل کے آتش کدہ کا ایندھن''

(س ب:ص ٩٨)

وحشت کراہ [ف۔صف]

خوف کی وجہ سے نکلنے والی آواز۔

''گرد چیخوں سے وحشت کراہوں سے لب سوز سے

دُودِ عدم سے بھی تاریک تر''

(س ب:ص ١٢٥)

وحشت ناک [ف۔صف]

بھیانک۔ دہشت خیز۔ الم انگیز۔

''میرے ندیم پہ انسانیت ہے وحشت ناک''

(ب م دم:ص ٧١)

وحشتوں کا ہجوم [ا۔ترکیب]

خوف اور گھبراہٹ کا حملہ آور ہونا۔

''یہ جو وحشتوں کا ہجوم ہے، سَرِ رَہ گُزر، تہِ ہر مَکاں''

(ب گ:ص ٣٧)

وحشی فضا [ا۔ترکیب]

(١) جنگل کا ماحول (٢) غیر مہذب پھیلاؤ۔

''وہ سُلگتے سمٹتے بکھرنے کی وحشی فضا اب نہیں ہے''

(س ب:ص ١٧٠)

وِردِ حق [ف۔ترکیب]

(١) سچ کے کلمات کا ورد کرنا (٢) حق کے کلمات کا ورد کرنا۔

''(ترکۂ آخری)

وِردِ حق سے تبرگاہِ تیرہ میں بھی سرفروزاں رہے''

(س ب:ص ١٢٥)

وِردِ سفر [ف۔ترکیب]
سفر کے دوران ورد کرنا۔
''وہ اِسم وِردِ سفر ہو، تو دشتِ محشر تک''
(ب گ: ص ۱۶)

ورقِ گل [ف۔صف]
پھول کی پتّی۔
''گیسو ترے سنبل ہیں
اور لب ورقِ گل ہیں''
(دن: ص ۲۵)

وصال کی شب [ا۔ترکیب]
معشوق سے ملاقات کی رات۔
''ترے وِصال کی شب ہے مگر خیال کی دھوپ''
(س ب: ص ۳۹)

وصل کی سوغات [ا۔ترکیب]
(۱) ملاقت کا تحفہ (۲) مِلن کا انجام۔
''مژدہ یہ ملا، وصل کی سوغات سے پہلے''
(ب گ: ص ۲۲)

وصل گاہ [ف۔مرکب]
معشوقہ سے ملاقات کرنے کی جگہ۔
''جیسے وصل گاہوں میں
لذّتوں کی پریوں کے
پَر پھڑ کنے لگتے ہیں''
(ب گ: ص ۵۸)

وصلِ رقص [ف۔ترکیب]
معشوقہ سے ملاقات کر کے اُچھلنا۔
''وصلِ رقص ایسا تھا اِک دَھنک سے لمحے کی''
(س ب: ص ۴۴)

وصلِ طویل [ف۔صف]
معشوقہ سے لمبی ملاقات۔
''اگر کبھی اُس کا لَمسِ لذّت طراز
وصلِ طویل
قطرہ قطرہ''
(س ب: ص ۴۲)

وصلِ نا میسّر [ف۔صف]
معشوقہ سے ملاقات کا میسّر نہ ہونا۔
''وصلِ نا میسّر سے، حرفِ دلکشا اچھا''
(ب گ: ص ۲۶)

وصلِ نگاہ [ف۔ترکیب]
(۱) آنکھوں کا آپس میں ملنا (۲) آنکھیں چار ہونا۔
''وصلِ نگاہ، لطفِ طلب، عرضِ حال ہو''
(س ب: ص ۵۸)

وصلِ یار [ف۔ترکیب]
(۱) یار سے ملنا (۲) معشوقہ سے ملاقات کرنا۔
''وہ گُل کِھلے، وہ ہُوا وصلِ یار کہنے کو''
(ب گ: ص ۲۸)

وعدۂ فردا [ف۔ترکیب]

(۱) آنے والے کل کا وعدہ (۲) آئندہ زمانے کا وعدہ (۳) قیامت کا وعدہ۔ (ج ال)

''کب تلک خمار آلود نگاہوں اور زُلفِ پیچاں کے وعدۂ فردا پہ جیوں''

(ج ب ش ا:ص ۷۳)

وعدہ و پیمان [ف۔ترکیب]

قسماقسمی۔قول و اقرار (ف ال)

''تُو ہی نہ اپنا وعدہ و پیمان نبھا سکی''

(دن:ص ۳۵)

وفا پہ بیاج [ا۔صف]

محبت کے بدلے میں زیادتی کرنا۔

''میرے خلوص پہ قیمت، تری وفا پہ بیاج''

(م ب دم:ص ۱۷)

وفا کا پتلا [ا۔ترکیب]

(۱) ہمیشہ وفا کرنے والا (۲) مہربانی کی صفت رکھنے والا۔

''میں ہوں کون وفا کا پتلا تمہیں سزا دوں''

(س ب:ص ۱۰۴)

وفا کا شہر [ا۔ترکیب]

(۱) محبت کرنے والوں کا شہر (۲) محبتیں بانٹنے والا شہر۔

''وفا کا شہر تھا وہ، طلب کا قہر تھا وہ''

(س ب:ص ۸۴)

وفا کی راہ [ا۔ترکیب]

محبت اور ہمدردی کا راستہ۔

''وفا کی راہ میں اِک نقدِ جاں ہی باقی تھا''

(س م د:ص ۱۱۳)

وفا کے نام پہ بدنام ہونا [ا۔ترکیب]

دیانت داری کے بدلے میں رسوا ہونا۔

''وفا کے نام پہ بدنام ہو گئے ہوں گے''

(م ب م د:ص ۱۷)

وفادارِ غارت گرانِ وفا [ف۔ترکیب]

محبت کو غارت کرنے والوں کے وفادار۔

''ہم خطا کار، کارِ بے خطا بے خبر
تم وفادارِ غارت گرانِ وفا شکوہ سنج''

(س ب:ص ۱۲۵)

وفاؤں کا سلسلہ [ا۔ترکیب]

محبت کا تسلسل کے ساتھ قائم رہنا۔

''یہ زندگی ہے، وفاؤں کا سلسلہ چاہے''

(ب گ:ص ۴۵)

وقت کی بے رحم ساعت [ا۔ترکیب]

زمانے کے وہ لمحے جس میں انسان پر ظلم کی جائے۔

''وقت کی بے رحم ساعتوں میں گر گیا ہوں کہیں''

(ج ب ش ا:ص ۷۳)

وقت کی دیوارِ کج [ف۔صف]

زمانے کی طرف سے ناجائز پابندی۔

''تا ثریا جائے گی کیا وقت کی دیوارِ کج''

(س ب:ص ۱۵۷)

وقت کے جور [ا۔ترکیب]

وہ تلخ حقیقت جو وقت گزرنے کے بعد سامنے آئے۔

''وقت کے جور سے تاریخ کی ایذا سے بلند''

(س ب:ص ۳۶)

وقت کی تصویر [ا۔ترکیب]

مراد: زمانے کے حالات۔

''وقت کی تصویر آپ بن جائے''

(س ب:ص ۷۹)

وقت کی لوری [ا۔ترکیب]

مراد: زمانے کی تسلّی۔

''اور قوت کی لوری
تیرگی کی راہوں میں
ان کمین گاہوں میں''

(س ب:ص ۱۱۰)

وقتِ ثبات [ف۔صف]

(۱) قیام کا وقت (۲) ثابت قدمی کا وقت۔(ف ال)

''قُربِ نشاط ہے عطا، وقتِ ثبات ہے عطا''

(س ب:ص ۷۸)

وقتِ سحر [ف۔صف]

فجر کا وقت۔

''وقتِ سحر رنگیں شفق کی احمریں کرنوں پہ بکھراؤ''

(دن:ص ۱۳۹)

وقتی حسیناؤں کے لمحاتی دلکش طلسم [ا۔ترکیب]

دنیا کی لڑکیوں کے عارضی اور جلد ختم ہونے والی خوبصورتی کے سحر۔

''میں ان وقتی حسیناؤں کے لمحاتی دلکش طلسم میں آ کر''

(غیر مطبوعہ)

وقفِ زَمستاں [ف۔ترکیب]

سردی کے موسم کی نذر ہو جانا۔

''اب خطۂ جاں وقفِ زَمستان ہی رِہ جائے''

(س ب:ص ۲۶)

وہم و گمان [ف۔ترکیب]

(۱) شکوک و شبہات (۲) خیال اور اندازہ۔

''یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا''

(ش ش:ص ۵۸)

وِیران گاہِ خواب [ف۔ترکیب]

تباہ شدہ مقامات کا خواب۔

''وِیران گاہِ خواب ہے نُشکابہ مراد''

(س ب:ص ۷۳)

ہ

ہاتھوں کا سنگہ [ا۔ترکیب]

چاندی سے بنے ہوئے ہاتھ کی چوڑی۔

''تجھے اپنا یہ ہار یا اپنے ہاتھوں کا سنگہ ہی دے سکوں گی''

(دن:ص ۲۱)

ہاتھوں کی ریکھائیں[ہ۔ترکیب]

(۱)وہ گہرے نقوش جوانسان کی ہتھیلی میں ہوتے ہیں(۲)

قسمت کی لکیریں۔

''میرے ہی ہاتھوں کی ریکھائیں

موج آزمائیں''

(س ب:ص۹۶)

ہالو ہلو[ب۔مہمل]

بلوچ معاشرے میں شادی بیاہ کے گیتوں کے مہمل بول، جو گیتوں کے ابتدائی مصرعوں کے ساتھ شامل کرکے گائے جاتے ہیں۔

''ہالو ہلو...... ہالو ہلو

میری نظر کے نور کو''

(دن:ص۶۵)

ہانی[ب۔اسم۔تلمیح]

بلوچ معاشرے میں زنانہ نام(۱)بلوچی رومانس ہانی شئے مرید کا خاتون کردار۔

''ہانی و سمّی و سَنگین کی طرح مجھے یاد نہیں''

(ج ب ش ا:ص۲۷)

ہجر کے تلخ گھونٹ پینا[ا۔ترکیب]

مراد: جدائی کے رنج والم میں مبتلا ہونا۔

''موت اچھی ہے ایسے جینے سے

ہجر کے تلخ گھونٹ پینے سے''

(دن:ص۱۵۱)

ہراس وخوف[ف۔ترکیب]

ڈراور دہشت۔

''میں نے دیکھا، ہراس وخوف سے دُور

دُور ہر لَمسِ اختیار سے دُور''

(م ت زاب:ص۳۲۱)

ہر گام کی سوچ کا حرفِ آغاز[ا۔ف۔ترکیب]

ہر قدم پر سوچ کی ابتدا کا پہلا حرف۔

۔ ''ہر گام کی سوچ کا حرفِ آغاز ہوں''

(س ب:ص۸۵)

ہزار ہا شجر سایہ دار[ف۔ترکیب]

ہزاروں کی تعداد میں سایہ دار درخت۔

''ہزار ہا شجرِ سایہ دار، راہ میں ہے''

(ب گ:ص۱۶)

ہَست وبود[ف۔ترکیب]

دنیا میں وجود وقیام۔(ج ال)

''انا کا اندوہِ بے کراں

ہست وبود کی بے طلب صعوبت''

(س ب:ص۹۸)

ہَست وناہَست[ف۔ترکیب]

(۱)ہست ونیست(۲)مال ومتاع(۳)جمع پونجی۔

''ہَست وناہَست کے درمیاں فاصلوں میں بصارت کی

دیوار کیا ہے''

(س ب:ص۸۵)

ہَستی کی اَنا [ف۔ترکیب]

(۱)دنیا کا ضمیر (۲) زمانے کی خودی۔

''تم ہو پندارِ نفی نیست کی ہَستی کی اَنا''

(س ب:ص۱۴۸)

ہَستی پگھلنا [ا۔ترکیب]

(۱) زندگی کے حالات کا ٹھیک ہونا (۲) سخت طبعیت کا نرم ہوجانا۔

''اگر کبھی اُس کے نرم ہونٹوں کے گرم بوسوں کی پھول بارش

میری ہَستی پگھل رہی ہو''

(س ب:ص۴۲)

ہلالِ فلک [ف۔ترکیب]

آسمان کا نیا چاند۔

''تم ہو بجلی کہ نہ جانوں کہاں چمکتے رہتے ہو

یا ہلالِ فلک ہو جو نظر میں سما نہ سکے''

(ج ب ش ا:ص۷۳)

ہلتی کڑی کی ادائیں [ا۔ترکیب]

ہلنے والی جالی کے انداز۔

''وہ دانت طلائی ہیں پھبن جن کی نرالی

ہلتی کڑی کی ادائیں انوکھی''

(دن:ص۱۱۷)

ہلکا چھڑکاؤ دے دینا [ا۔ترکیب]

سُبک رفتاری سے پانی کا زمین پر چھڑکنا۔

''بادل ہوَس کا ہلکا چھڑکاؤ دے دیتا ہے''

(ش ش:ص۸۲)

ہلکان [ا۔صف]

(۱) تھکاہارا (۲) مشقت کے سبب بے حال۔(ج ال)

''تُو میری قید و بند سے ہلکان یوں نہ ہو''

(دن:ص۱۴۹)

ہلکی پھوار [ہ۔صف]

ہلکی رفتار سے بارش کا برسنا۔

''اور اگر میں برسنے لگوں دامنِ کوہ میں بن کے ہلکی پھوار''۔

(دن:ص۲۱)

ہمجولیاں [ا۔صف]

(۱) ہم عمر (۲) وہ کم سن جو ساتھ کھیلنے میں اکثر شریک رہے۔

''آئی ہیں دیکھنے تیری ہمجولیاں''

(دن:ص۱۹)

ہم طلب [ف۔ترکیب]

(۱) ایک ہی خواہش رکھنے والے (۲) ایک ہی نوعیت کے مطالبہ کرنے والے۔

''میرے ہم طلب یہ رُتوں کی راہ میں کون تھا''

(س ب:ص۱۰۸)

ہم ظرفِ کائنات [ف۔صف]

پوری دنیا کے ساتھ یکساں شعور کا حامل۔

''ہم ظرفِ کائنات نہیں ہے ہوَس کی آنکھ''

(س ب:ص۷۴)

ہمکتی ہوئی لہر [ا۔ ترکیب]
مٹک مٹک کر آتی ہوئی لہر۔
''وہی، زلفوں میں خیالوں سی ہمکتی ہوئی لہر''
(س ب: ص ۱۶۷)

ہم کلام صحرا [ف۔ صف]
مِل کر بات کرنے والا صحرا۔ مراد: صحرا جیسا ویرانی۔
''قریب آیا تو اِک ہم کلام صحرا تھا''
(ب گ: ص ۴۰)

ہمہ تن آئینہ [ف۔ ترکیب]
(۱) سرتاپا آئینہ (۲) سر بہ سر آئینہ (ح ال)
''اَے سحر تابِ کرم! اَے ہمہ تن آئینہ!''
(ب گ: ص ۱۳)

ہُنر کی سوچنا [ا۔ ترکیب]
(۲) فن کاری کے بارے میں فکر مند ہونا۔
''وہ عَیب کی سوچتے ہیں، ہم ہُنر کی سوچتے ہیں''
(ب گ: ص ۴۴)

ہنگامِ عہد [ف۔ ترکیب]
(۱) قول و قرار کا وقت (۲) عہد و پیان کا موقع۔
''شہرہ یہ شہر میں ہے کہ ھنگامِ عہد ہے''
(دن: ص ۱۴۷)

ہنگامہِ رقص و آہنگ [ف۔ ترکیب]
ناچ اور نغمہ کی بھیڑ۔
''ایک ہنگامہِ رقص و آہنگ ہے''
(دن: ص ۲۱)

ہوا حرب بن جانا [ا۔ ترکیب]
ہوا کا مخالف سمت سے سخت تیز آ جانا۔
''پھر یوں ہُوا کہ جیسے ہَوا حرب بن گئی''
(ب گ: ص ۶۴)

ہَوا کی دَستک [ا۔ ترکیب]
ہوا کی آواز (۲) ہوا کا کھڑکا۔
''سورج کی تھپک ہوا کی دَستک''
(س ب: ص ۶۸)

ہَوا کی رِحل [ا۔ ترکیب]
(۱) ہوا کا مسکن (۲) ہوا کا تختہ۔
''ہَوا کی رِحل پہ آواز کی کتاب سجا''
(س ب: ص ۳۰)

ہوا کی ریت [ا۔ ترکیب]
(۱) ہوا کا ٹیلا (۲) ہوا کا سنگ ریزہ۔
''جیسے ہوا کی ریت پہ شعلہ بجھا ہُوا''
(ب گ: ص ۶۳)

ہوا کے طشت [ا۔ ترکیب]
مراد: بے وزن چیز۔ معمولی حیثیت۔
''ہوا کی طشت پہ کیا ریت کا مقدر تھا''
(س ب: ص ۱۰۶)

ہَواؤں کا مسافر [ا۔ ترکیب]
ہواؤں کے ساتھ سفر کرنے والا (۲) ہوا کے دوش پر چلنے

والا۔

''وہ ہواؤں کا مسافر، راہ پر آیا، مگر''

(ب گ: ص ۵۲)

ہَواؤں کی گُزرگاہ [ا۔ترکیب]

(۱) ہوا کا راستہ (۲) ہوا کے گزرنے کا مقام۔

''دل ہَواؤں کی گُزرگاہوں میں ہے''

(ب گ: ص ۴۸)

ہوائے حَبس [ف۔ترکیب]

قید خانے کی ہوا۔

''ہوائے حَبس میں تھے نفس دریا دلی کے''

(س ب: ص ۸۴)

ہَوس کی آنکھ [ا۔ترکیب]

(۱) بُری نظر (۲) لالچی نظر۔

''ہم ظرفِ کائنات نہیں ہے ہَوس کی آنکھ''

(س ب: ص ۴۷)

ہوّسِ نکہتِ گُل [ف۔ترکیب]

پھول کے خوشبو کا شوق۔

''ہوّسِ نکہتِ گُل کے لئے بڑھتے ہوئے ہاتھ''

(ب م ت ا: ص ۴۳)

ہونٹ کی لرزِش [ا۔ترکیب]

ہونٹ کی تھرتھراہٹ۔

''بَس اُس کے ہونٹ کی لرزِش تھی، بول میرے تھے''

(ب گ: ص ۲۸)

ہونٹوں کا عکس [ا۔ترکیب]

(۱) ہونٹوں کی پرچھائی (۲) ہونٹوں کی تصویر۔

''ہونٹوں کا عکس، رُوپ کا رَس، جسم کا طلسم''

(س ب: ص ۱۶۲)

ہویدا [ف۔صف]

(۱) ظاہر (۲) آشکار (۳) واضح (۴) عیاں (ح ال)

''ان الماس سُرمئی کہسار کے سلسلوں میں

کون ہے میرا سوہویدا؟''

(ش ش: ص ۱۲۴)

ہیچ مدان [ف۔صف]

(۱) بے علم (۲) ناواقف (۳) کچھ نہ جاننے والا۔

(ف ال)

''خلقِ خدا کو ہیچ مدان خاک نشیں کہتے ہو''

(ج ب ش ا: ص ۸۰)

ی

یاد کی بانجھ کھیتی [ا۔ترکیب]

یاد میں بسا ہوا وہ فصل جو ثمر نہ دے سکے۔

''یاد کی بانجھ کھیتی میں بوتا رہا ہوں''

(س ب: ص ۱۷۱)

یاد کی پتّی [ا۔ترکیب]

(۱) یاد کے پھول۔ مراد: اچھے یاد

"یاد کی پتّیوں کو بکھرنے ہی دو، سوچنا چھوڑ دو"

(س ب: ص ۶۳)

یاد کی دھوپ [ا۔ ترکیب]

دھوپ جیسا یاد۔ مراد: جلانے والی یاد

"چاند کے سائے میں اُس یاد کی دھوپ"

(س ب: ص ۴۶)

یاد کی خوشبو [ا۔ ترکیب]

یاد سے آنے والی خوشبو۔ مراد: خوشگوار یاد۔

"یاد کی خوشبو غموں کی شام کو سُلگائے ہے"

(س ب: ص ۳۳)

یاد کی کونپل [ا۔ ترکیب]

یاد کا وارد ہونا۔ مراد: تازہ یاد

"جیسے یاد کی کونپل
انتظار کی شب میں
بس، ترستی رہتی ہے"

(ب گ: ص ۵۹)

یاد کے منظر [ا۔ ترکیب]

یاد میں آیا ہوا منظر

"آج بھی سوز کا سماں، یاد کے منظروں میں ہے"

(س ب: ص ۱۷۸)

یادوں کا بھنور [ا۔ ترکیب]

یادوں کا تسلسل کے ساتھ ذہن میں گھومنا۔

"کس لمس کنارہ لوں یادوں کا بھنور لے کر"

(س ب: ص ۱۵۰)

یادوں کا سفر [ف۔ ترکیب]

یادوں کے ساتھ چلنا۔

"یہ شام امر ہے
سانسوں میں ترا ساتھ ہے
یادوں کا سفر ہے
دل راہ گزر ہے"

(س ب: ص ۱۰۵)

یادوں کا کارواں [ا۔ ترکیب]

وہ یادیں جو مسلسل آتی ہیں۔

"آئے تو وہ کبھی
تھم جائے وقت بھی
یادوں کا کارواں
رواں دواں
ہے انتظار آ"

(س ب: ص ۱۹۱)

یادوں کی برکھا [ا۔ ترکیب]

یادوں کا تسلسل کے ساتھ آنا۔

"ہر سمت برس رہی ہے
تیری یادوں کی برکھا"

(ج ب ش ا: ص ۷۵)

یادوں کی خوشبو [ا۔ ترکیب]

یادوں کے اچھے اثرات۔

''یادوں کی خوشبوؤں میں بجیں آرزو کے تار''

(س ب:ص ۲۰۷)

یادوں کی فضا [ا۔ترکیب]

(۱) یادوں کا ماحول (۲) ہر طرف یادوں کا چھا جانا۔

''تری خواہش کی خوشبو، تیری یادوں کی فضا''

(ب گ:ص ۵۵)

یادوں کے اندھیرے [ا۔ترکیب]

یادوں میں تاریکی کا سماں۔

''یادوں کے اندھیرے میں کرن کی آواز''

(س ب:ص ۴۱)

یادوں کے پھول [ا۔ترکیب]

خوبصورت یادیں۔خوشگوار یادیں۔

''خاک تیری مجھ کو سانسوں کا ثمر، یادوں کے پھول''

(س ب:ص ۱۹۱)

یارز بادافشاں [ف۔صف]

زباد کی خوشبوؤں میں معطر معشوقہ۔

''آیا رز بادافشاں

تو زیبِ خراساں ہے

اِس ہجر سے موت آسان''

(دن:ص ۲۵)

یاسمیں [ب۔اسم۔تلمیح]

21 فروری 1987 میں بلوچستان کے سرحدی شہر جیونی میں پانی کی عدم دستیابی کے باعث وہاں کے رہائشیوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا جس پر پولیس نے گولیاں برسائیں جس کے سبب تین افراد شہید ہوئے جس میں ایک یاسمین نامی بچی بھی شامل تھی۔

''یاسمیں کا وہ سازِ دلسوز

جو خوشبوؤں میں بس گیا ہے کہیں''

(ج ب ش ا:ص ۴۳ ۷)

یاقوت کی انگشتری [ا۔ترکیب]

سات رنگوں کے بیش قیمت جواہر سے بنی انگوٹھی۔

''مہندی لگی انگلیوں کو لعل اور یاقوت کی انگشتریوں میں

بند کر دو''

(ش ش:ص ۴۸)

یاقوتی لب [ف۔صف]

جس کے ہونٹ یاقوت کے رنگ کے ہوں۔(ف ال)

''وہ یاقوتی لب ہوں اور کچھ بھی سُخن میں آوے''

(س ب:ص ۱۶۴)

یخ بستگیء دل [ف۔ترکیب]

دل کا سردی سے جم جانا۔

''یخ بَستگیء دل

یادوں میں سجی ہے، ترے دیدار کی محفل''

(س ب:ص ۲۰۴)

یخ پت جھڑ [ف۔ہ۔ترکیب]

خزاں کے موسم میں برف باری۔

"یخ پت جھڑ سے شاخ شعاعیں ٹوٹ جمیں"

(س ب: ص ۱۱۳)

یخ زدگی [ف ۔صف]

سخت سردی کے شکار ہونے کا عمل ۔

"اور میں اپنی یخ زدگی کو سانسوں کی لوری پہناؤں"

(س ب: ص ۱۶۰)

یخ کے صحرا کا سائباں سورج [ا۔ترکیب]

برف پوش صحرا میں سورج کو نگہبان رکھنا۔

مراد: ظالم کو مظلوم کا محافظ بنانا۔

"یخ کے صحرا کا سائباں سورج"

(س ب: ص ۲۴)

یخ کے خرابے [ف ۔ا۔ترکیب]

برفانی علاقے میں عارضی قیام گاہ۔

"دور تک کوئی نہیں یخ کے خرابے میں عطا"

(س ب: ص ۱۸۰)

یخ کے سیل خرابے [ا۔ترکیب]

برف کے ریلے کی وجہ سے بہہ کر ویران ہونے والی زمین ۔

"یخ کے سیل خرابے میں

ہر شاخ بادباں

اندھی رُت کی آنکھ کا آنسو

مایہ موتی"

(س ب: ص ۱۴۲)

یخ گزیدہ شب [ف ۔ترکیب]

برفانی علاقے کا دہشت زدہ رات ۔

"یہ یخ گزیدہ شب، گرم بوسوں کی مہک

بہار میں چاندنی کی چمک"

(س م ا: ص ۵۸۹)

یزداں [ف ۔تلمیح]

(۱) نیکی اور خیر کا خالق (۲) پہلے فارس والے دو خدا مانتے تھے، فاعل خیر کو یزداں اور فاعل شر کو اہرمن کہتے تھے۔

(ن ال)

"کہ فاصلہ بھی تو یزداں سے اہرمن تک تھا"

(س م د: ص ۹۶)

یکتا و یگانہ [ف ۔صف]

(۱) بے نظیر و بے مثال (۲) فرد واحد (ن ال)

"اِک لعل کا دانہ

کہتا ہے زمانہ جسے یکتا و یگانہ"

(س ب: ص ۲۰۳)

یک لحہ [ف ۔صف]

(۱) پل بھر میں (۲) ایک لمحے میں (۳) اچانک ۔

"یک لحہ سہی عمر کا ارمان ہی رہ جائے"

(س ب: ص ۲۶)

یورشِ غم [ف ۔صف]

غم کا حملہ کرنا۔

"جب کبھی یورشِ غم سے مری آنکھیں برسیں"

(س ب: ص ۳۶)

ماحصل

بلوچستان میں اردو شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو جن شعراء نے ادب میں اہم مقام حاصل کیا ہے اُن میں ایک نام عطاشاد کا بھی ہے۔ وہ جدید دور کے شاعر ہیں، جدید دور سے مراد قیام پاکستان کا زمانہ، جس میں اردو ادب میں بہت سے اہم شعراء ابھر کر سامنے آئے ہیں اور اپنے منفرد اسلوب اور شعری لغت سے قارئین کی توجّہ کا مرکز بنے ہیں۔ انہوں نے اردو روزمرّہ الفاظ اور اور محاورہ کے استعمال سے اردو غزل کو ایک الگ روپ میں پیش کر کے اُس میں نئی تازگی پیدا کی ہے۔ انہوں نے لسانی مہارت کے باعث بلوچی فارسی، بلوچی اردو، عربی اردو، عربی فارسی، ہندی اردو اور بلوچی اردو تراکیب ضرب الامثال اور محاورات کو اردو زبان میں احسن انداز میں ڈھالا ہے جس سے اُن کا اسلوب اردو شاعری میں دلچسپی کا باعث ہے۔

انہوں نے روزمرّہ استعمال ہونے والے الفاظ کو اس قدر خاص پیکر میں تراش کر اپنے اسلوب میں پیش کیا ہے کہ وہ ہر شعر میں ایک منفرد انداز میں سامنے آتے ہیں۔ اُن کا یہی کمالِ فن لفظوں کی معنویت کو وسعت دیتا ہے اور ان کو خوبصورت موسیقیت اور ترنم سے ہمکنار کرتا ہے۔ اُن کی شاعری میں حُسن و جمال کے جذبے کا اظہار سادگی کے بجائے تشبیہ واستعارے کی مدد سے ملتا ہے۔ اُن کی شاعری خون و آگ کے ساتھ ساتھ خوشبو، پھول، ستارہ، بادل اور چاندنی جیسے استعارات سے بھی مزّین ہے، جس کا استعمال انہوں نے مختلف اشعار میں مختلف معنوں میں کیا ہے۔ اسی لیے اُن کی شاعری میں ہر استعمال شدہ لفظ اپنی لغوی معنی سے بدل کر مرادی معنی میں وسعت اختیار کرتا ہے۔

فنی اعتبار سے اُن کی شاعری غزل اور نظموں سے عبارت ہے مگر انہوں نے گیت نگاری میں بھی اچھا خاصا مقام حاصل کیا ہے اُن کی آزاد نظمیں طویل بھی ہیں اور مختصر بھی۔ مگر موضوع کے لحاظ سے وہ اُن اصناف پر گرفت رکھتے ہیں۔ ان کی نظموں میں استعمال ہونے والے خوبصورت تراکیب اُن کے اسلوب کو ان کے ہمعصر شعراء سے اس قدر منفرد بناتے ہیں کہ کہیں بھی اُن کے لہجے کو بآسانی شناخت کیا جاسکتا ہے۔ موضوعی اعتبار سے اُن کی نظمیں زیادہ تر بلوچستان کے سیاسی وسماجی حالات اور وہاں کے مسائل سے عبارت ہیں اور اُن کے گیت امن ومحبت، حسن و جمال، عدل وانصاف اور وصل و ہجر کے پیغام سے سرشار ہیں۔

انہوں نے خود اپنی بلوچی شاعری کے اردو تراجم بھی کیے ہیں اور جدید وقدیم بلوچی شاعری کے تراجم کا تجربہ بھی خوب کیا ہے۔ اس وجہ سے اُن کے کیے گئے تراجم پر بھی اُن کے لہجے کے گہرے اثرات مرتب ہیں اور اُن کی غزلوں میں کبھی بلوچی کے مختصر روایتی بحور پائے جاتے ہیں اور کبھی طویل وحذف شدہ بحریں بھی۔

اُن کی شاعری میں بلوچستان کے سیاسی اور سماجی حالات کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔اُن کی شاعری کے موضوعات اس قدر منفرد ہیں جس قدر ان کا اسلوب منفرد ہے۔وہ اپنی شاعری میں روایت شکنی کے قائل ہیں اور انہوں نے قدیم بلوچی رسومات سے لے کر بلوچستان کی سرزمین اور جغرافیہ، تہذیب وثقافت کو باقاعدہ اپنا موضوعِ سخن بنایا ہوا ہے۔اس وجہ سے اُن کی انفرادیت کا باعث اُن کے اسلوب کے ساتھ ساتھ ان کی مقامیت کا عنصر بھی ہے۔اُن کے موضوعات میں امن و انصاف، حق پرستی، ظلم سے نفرت، انسانیت کی عظیم آفاقی اقدار کی بحالی کی اپیل، بھوکے اور پیاسے مظلوم انسانوں کا نوحہ، قدیم تاریخی بلوچی رومانس اور اُن کے منفی رویّوں کی حوصلہ شکنی اس قدر پایا جاتا ہے جس قدر اُن کی شخصیت میں یہی آثار پنہاں ہیں۔

اُن کی شاعری کی انفرادیت میں ایک نمایاں عنصر ان کی شاعری پر کلاسیکیت کا اثرات ہے۔یہ کلاسیکیت اُن کی شاعری میں اسلوبیاتی لحاظ سے بھی، فنی وفکری لحاظ سے بھی اور موضوعاتی لحاظ سے پایا جاتا ہے۔کیونکہ اُنہوں نے جدید موضوعات میں بھی کلاسیکی اسلوب سے اپنے افکار کا اظہار کیا ہے اور اسی کلاسیکیت اور جدّت کے ملاپ سے انہوں نے اپنے لہجے کو تخلیق کیا ہے۔اُن کی شاعرانہ خصوصیات میں اُن کا اسلوب، موضوعات، مقامی عنصر، تاریخی عنصر، ثقافتی عنصر، صوتی انفرادیت، بلوچستان کے ارضی آثار اور مترنم تراکیب انہیں ایک جداگانہ شناخت بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

انہوں نے نہایت مشکل اور جدید اسلوب میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اُن کا لہجہ سنگ وخشت دار ورسن اور آگ و خون سے بھی مزّین ہے اور شبنم، پھول، چاندنی، بادل اور آنچل سے بھی۔اپنے جدید اور مشکل اسلوب اور سخت لہجے کی وجہ سے وہ اپنے ہمعصر شعراء سے نہایت مختلف اور منفرد ہیں۔انہوں نے طویل خیالات اور جذبات کو کبھی دولفظی اور کبھی اس سے بھی طویل تراکیب واصطلاحات میں نہایت مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے ان کی شاعری میں اِسی طرح کے اصطلاحات وتراکیب کا کثرت سے استعمال اُن کو منفرد اور جدید سے جدید تر بناتے ہیں اور اُن کی انفرادیت کو قائم رکھتے ہیں۔اُن کے وضع کردہ جدید فارسی اور اردو کے اصطلاحات وتراکیب کی فرہنگ کے بغیر اُن کی شاعری کے پوشیدہ خیالات اور نازک جذبات تک رسائی ممکن نہیں۔اُن کی اردو شاعری پر علمی تحقیق اور اُن کے علمی وفنی سرمایے کو فرہنگ کے ساتھ سمیٹنا اردو تحقیقی ادب میں ایک نئے اضافے کا باعث ہوگا۔

کتابیات

1۔افضل مراد۔''عطا شاد:شخصیت اور فن''اسلام آباد،اکادمی ادبیات پاکستان،2007۔

2۔انعام الحق کوثر،ڈاکٹر۔''بلوچستان میں اردو''اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،1994۔

3۔انعام الحق کوثر،ڈاکٹر۔''بلوچستان میں تذکرۂ اردو''کوئٹہ،ادارہ تصنیف وتحقیق' بلوچستان،2006۔

4۔حکیم بلوچ۔'' شبیہہ شاد''کوئٹہ،قلات پبلشرز،اشاعت دوئم،2003۔

5۔دانیال طریر۔''بلوچستانی شعریات کی تلاش''لاہور،پائلٹ ایجوکیشنل پروڈکٹس،جلد اوّل،دسمبر 2009۔

6۔رابعہ سرفراز۔''ڈاکٹر،اقبال کا شعری اسلوب''اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان پاکستان،طبع اوّل 2012۔

7۔زینت ثناء،پروفیسر۔''بلوچی ادب میں تنقید نگاری''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،2007۔

8۔سلیم اختر،ڈاکٹر''تنقیدی اصطلاحات توضیحی لغت''لاہور،سنگِ میل پبلی کیشنز،2011۔

9۔سید ظہور شاہ ہاشمی۔''بلوچی زبان وادب کی تاریخ''کراچی،سید ہاشمی اکیڈمی،1986۔

10۔شاہ محمد مری،ڈاکٹر۔''مختصر تاریخ زبان وادب بلوچی''اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،2009۔

11۔عطا شاد۔''سنگاب''کوئٹہ،سیلز اینڈ سروسز،اگست،1985۔

12۔عطا شاد۔''برفاگ''کوئٹہ،ناشاد پبلشرز،14،باراوّل،مارچ 1998۔

13۔عطا شاد۔''روچگر''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،اوّلی چھاپ،1996۔

14۔عطا شاد۔''شپ سحارا ندیم''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،1969۔

15۔عطا شاد/عین سلام۔تالیف وترجمہ''درین''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،چھاپ دومی،2001۔

16۔عطا شاد۔مرتب''گشین شاعری''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،چھاپ دومی،2008۔

17۔عطا شاد۔''بلوچی نامہ''لاہور،اردو سائنس بورڈ،جون،1968۔

18۔عطا شاد۔''جوانسال''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،1968۔

19۔عبداللہ جان جمالدینی،بلوچی زبان،اسلام آباد،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،2004۔

20۔عرفان احمد بیگ،ڈاکٹر''عطا شاد:شخصیت اور فن''غیر مطبوعہ،مقالہ پی ایچ ڈی (اردو)،اسلام آباد،علامہ اوپن یونیورسٹی،2003۔

21۔فتح محمد ملک، پروفیسر۔''پاکستان میں اردو: بلوچستان''اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2002۔

22۔م۔ک پیکولن/شاہ محمد مری، ڈاکٹر۔ترجمہ''بلوچ''لاہور تخلیقات، 2006۔

23۔۔واحد بزدار۔''جدید بلوچی شاعری سے انتخاب''اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، 2005۔۔واحد

24۔بزدار۔''جدید بلوچی شاعری کا آغاز وارتقاء''کوئٹہ، بلوچی اکیڈمی، 2005۔

25۔واحد بزدار۔''فکروفن''کوئٹہ، بلوچی اکیڈمی، 2006۔

رسائل وجرائد

1۔،سہ ماہی دستگیر، شادنامہ، کوئٹہ، جلد نمبر:8، شمارہ: 1 تا 4، س ن۔

2۔ماہنامہ سنگت، کوئٹہ، عطاشاد نمبر، فروری 2000۔

3۔ماہنامہ سنگت، کوئٹہ، فروری، 2003۔

4۔ماہنامہ بلوچی دنیا، ملتان، عطاشاد نمبر، فروری 1998۔

5۔ماہنامہ بلوچی دنیا، ملتان، فروری۔مارچ، 2013۔

6۔ماہتاک، بلوچی زند، نوشکی، فروری، 2003۔

7۔ماہتاک''چمگ''عطاشاد نمبر، ناصر آباد، مارچ ۲۰۰۲ء

8۔ماہتاک بلوچی، کوئٹہ، عطاشاد نمبر، جون 1998۔

9۔ماہنامہ قومی زبان، کراچی، جلد:58، شمارہ:16، دسمبر 1987۔

10۔ ماہنامہ ماہِ نو، لاہور، نومبر، 1993۔

11۔ماہنامہ، ماہِ نو لاہور، جنوری۔فروری 1986۔

12۔سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، گرما، خزان، بہار، سرما، 1994۔

لغات

1۔اردو لغت،''اردو لغت (تاریخی اصول پر)''،کراچی،ترقی اردو بورڈ،1977۔

2۔تبسم شاہینہ،''فرہنگ کلام میر''،نئی دہلی،معیار پبلی کیشنز،1993۔

3۔جمیل جالبی،ڈاکٹر،س ن''قومی انگریزی اردو لغت''اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان

4۔حفیظ صدیقی،ابوالاعجاز''کشاف تنقیدی اصطلاحات''اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،طبع دوم،1985۔

5۔خلیق انجم،ڈاکٹر،''اردو ہندی لغت''،دہلی،انجمن ترقی اردو،1960۔

6۔رشید حسن خان،''کلاسیکی ادب کی فرہنگ''،نئی دہلی،انجمن ترقی اردو ہند،2003۔

7۔سید ظہور شاہ ہاشمی،''سید گنج بلوچی لغت''گوادر،سید ظہور شاہ ہاشمی اکیڈمی،2002۔

8۔شان الحق حقی،''فرہنگ تلفظ''،اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،2003۔

9۔شمس الرحمٰن فاروقی (ڈاکٹر)۔''لغات روزمرہ''،کراچی،سٹی پریس،اشاعت دوم،2003۔

10۔عطا شاد،میر مٹھا خان مری (مرتبین)''بلوچی اردو لغت''کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،1972۔

11۔کلیم الدین احمد،''فرہنگ ادبی اصطلاحات''،نئی دہلی،ترقی اردو بیورو،1987۔

12۔مقبول بیگ بدخشانی،''فیروز اللغات (فارسی۔اردو)''،کراچی،فیروز سنز،2004۔

13۔مولوی سید احمد دہلوی،''فرہنگِ آصفیہ''،جلد اول تا چہارم،لاہور،مرکزی اردو بورڈ،جون، 1977۔

14۔مولوی نورالحسن نیّر''نوراللغات''جلد اول تا چہارم،اسلام آباد،نیشنل بک فاؤنڈیشن،1985۔